بعونِ صناعِ مکین و مکان و بفضلِ خلاقِ زمین و زمان

٥٢

اردو کا کلاسیکی ادب

عجائب القصص

از

شاہ عالم ثانی

ناشر

مجلسِ ترقی ادب ۲- نرسنگھ داس گارڈن کلب روڈ لاہور

بعونِ صناعِ مکین و مکان و بفضلِ خلاقِ زمین و زمان

۵۲

اُردو کا کلاسیکی ادب

عجائب القصص

شاہ عالم ثانی

ناشر

مجلسِ ترقیِ ادب ۲۔ نرسنگھ داس گارڈن کلب روڈ لاہور

طبع اول : جنوری ۱۹۶۵ء

تعداد : ۲۱۰۰

ناشر : سید امتیاز علی تاج ، ستارۂ امتیاز
ناظم مجلس ترقیٔ ادب ، لاہور

مطبع : مطبع عالیہ ، لاہور

مہتمم : سید ظفرالحسن رضوی

قیمت

فهرست

مضامین — صفحه نمبر

عجائب القصص

(مقدمہ)

از

ڈاکٹر سید عبداللہ

عجائب القصص

(مقدمہ)

مغل سلاطین ، شاہ زادوں اور شاہ زادیوں کے جمالیاتی اور ادبی ذوق کے ثبوت میں شواہد کی چنداں ضرورت نہیں ——— مغلوں کا نمایاں سلسلہ تیمور گورگن سے شروع ہوتا ہے ۔ تیمور کے ملفوظات (جن کی ترتیب کا سہرا فارسی میں ابوطالب حسینی کے سر ہے) وہ تیمور کی اپنی تصنیف ہو یا نہ ہو، یہ تسلیم ہے کہ تیمور نے تصنیف و تالیف کی سرپرستی میں کوئی کمی نہیں کی ——— تیمور کا نامور فرزند شاہ رخ ایک خوش ذوق ، علم دوست اور شائستہ و مہذب آدمی تھا ۔ اس سے بھی زیادہ اس کی بیوی گوہر شاد آغا کو فنون سے دل چسپی تھی ۔ اس کے فرزندوں میں الغ بیگ میرزا کی زیج شہرت رکھتی ہے ۔ بایسنغر میرزا شاعری اور فن مصوری سے خاص دل چسپی رکھتا تھا ۔ اور اسی طرح درجہ بہ درجہ ، اس خاندان کے اکثر شاہ زادے خصوصاً سلطان حسین بایقرا والئی ہرات صاحب علم تھا اور اہل علم کا سرپرست اور قدردان بھی تھا ۔ میر علی شیر اسی کے دربار کا وزیر تھا جس کی فن شناسی محتاج تعارف نہیں ۔ لطائف نامہ (مجالس النفائس) میر علی شیر کی تصنیف ہے جس میں اس دور کے علم و فن کی تفصیل ہے ۔

بابر بھی خانوادۂ تیمور میں سے تھا ؛ اس کی خوش ذوقی اور خارا شگافی کے کوائف تزک بابری سے معلوم ہوسکتے ہیں ۔ ——— یہ وہی شاعر تھا جس نے کہا تھا :

ع بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

یہ وہی سلطان تھا جس نے مغلوں کے لیے ہندوستان فتح کیا ۔ گل بدن بیگم اس کی بیٹی تھی ؛ اس کا ہمایوں نامہ نجی بیاگرافی کا بہترین نمونہ ہے ۔ اس کے بعد کامران اور دوسرے شاہ زادے آتے ہیں۔ اکبر کہ ان پڑھ ہونے کے باوجود نکتہ رس آدمی تھا ، جہانگیر ، نورجہاں ، شاہجہاں ، اورنگ زیب ، زیب النساء داراشکوہ ، جہاں آرابیگم (مصنف مونس الارواح) عزیزالدین عالمگیر (مصنف منتخب عزیزی وغیرہ) شاہ عالم آفتاب ، اظفری اور بہادرشاہ ظفر ـــــ یہ سب بادشاہ اور شاہ زادے اپنے اپنے زمانے میں علم و ادب سے دل چسپی لیتے رہے اور ادیب ، شاعر اور انشا پرداز ہو کر اپنے زمانے سے داد پاتے رہے ۔

یہ تحریر شاہ عالم آفتاب کی ایک نثری تصنیف کے بارے میں لکھی جا رہی ہے۔ یہ عزیزالدین عالمگیر ثانی کے بیٹے تھے : شاہ عالم اول ان کے پردادا تھے : خاندانی نام عالی گوہر تھا ۔

شاہ عالم کی تاریخ پیدائش ۱۱۴۰ھ ۱۷۲۸ ع ہے ۔ مؤلف 'خم خانۂ جاوید' نے ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ع لکھی ہے ، لیکن یہ صحیح معلوم نہیں ہوتی ۔

اس مختصر مضمون میں شاہ عالم کے واقعات و مصائب زندگی کا تذکرہ ممکن نہیں ؛ اس کے لیے نادرات شاہی (مرتبہ امتیاز علی عرشی) واقعات اظفری، فرینکلن کی تاریخ 'شاہ عالم' ملاحظہ فرمائیے ۔

موجودہ موضوع کے تعلق میں چند باتیں البتہ ذکر کے قابل ہیں ۔ شاہ عالم کی علمی تحصیل اچھی خاصی تھی ؛ فارسی تہذیبی زبان اور ترکی خاندانی زبان تھی ، اس لیے ان زبانوں میں کافی دسترس رکھتے تھے ۔ عربی بھی اچھی خاصی جانتے ہوں گے ۔ موجودہ کتاب 'عجائب القصص' مین آیات و احادیث کا بے تکلف استعمال بھی

یہی ظاہر کرتا ہے ۔ 'مجموعۂ نغز' میں سنسکرت دانی کا بھی ذکر ہے ؛ اور ہندی بھاشا سے غیر معمولی واقفیت تو بالکل ندرتی ہے کیوں کہ ان کی ماں (لال کنور) ہندو رانی تھیں ۔ 'عجائب القصص' کے دوھرے اور کبت اور نادرات شاہی کے سیٹھنے ، ھوری اور دوھرے ، نائکا بھید اس کے ثبوت میں پیش کیے جا سکتے ہیں ۔ انھوں نے خطاطی، خوش نویسی بھی سیکھی تھی ۔ امتیازعلی عرشی نے ، بہ حوالۂ وقائع عالم شاہی ، لکھا ہے کہ آخر میں قرآن مجید کی کتابت روزانہ کے مشاغل میں شامل کرلی تھی ۔ فنون سپہ گری تو خیر تربیت کا جزو لازم تھا ۔ انھیں موسیقی میں بھی دست گاہ حاصل تھی ۔

شاہ عالم شاعر تھے ؛ فارسی اردو میں آفتاب اور بھاشا میں شاہ عالم تخلص کرتے تھے لیکن اردو فارسی میں بھی کبھی کبھی شاہ عالم لے آتے تھے جیسا کہ نادرات شاہی اور عجائب القصص سے معلوم ہوتا ہے ۔ فارسی میں مرزا محمد فاخر مکیں کے شاگرد تھے اور اردو میں شاید میرزا رفیع سودا کے ۔ لیکن سودا کے استاد شاہ ہونے کی بات مشکوک ہے ۔

شاہ عالم کی تصانیف میں ایک دیوان فارسی ہے جس کا قلمی نسخہ بہار ریسرچ سوسائٹی پٹنہ کے کتب خانے میں اور دوسرا لندن کے عجائب خانے میں ہے ؛ کچھ اور نسخے بھی ہیں ۔ آزاد (آب حیات) کی روایت کے مطابق دیوان اردو چار ہیں لیکن دیوان کے کسی نسخے کے محفوظ ہونے کا علم نہیں ہوا ۔ نادرات شاہی جو امتیاز علی عرشی کی کوشش سے شائع ہوئی ، شاہ عالم کے اردو ، فارسی، ہندی شعروں کا مجموعہ ہے ۔ اس کا ایک قلمی نسخہ رام پور کے شاہی کتاب خانے میں تھا ؛ اس کو عرشی نے مقدمہ و مفید حواشی کے ساتھ شائع کیا ۔ ایک اردو مثنوی منظوم اقدس ہے جس کا کوئی نسخہ اب موجود نہیں (بہ حوالۂ عرشی) ۔

اور آخر میں موجودہ کتاب 'عجائب القصص'—یہ اردو نثر میں شاہ زادہ شجاع الشمس اور ملکہ نگار کی داستان ہے۔ اس کا ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ہے اور کسی اور نسخے کا مجھے علم نہیں، لیکن 'مجموعۂ نغز' میں اس کا ذکر آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حکیم قدرت‌اللہ قاسم نے نسخہ دیکھا ہوگا۔ آزاد نے شاید اسی شہادت پر آب حیات میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ممکن ہے مولوی ذکاءاللہ نے بھی دیکھا ہو کیوں کہ وہ کہتے ہیں:

''اس کی عبارت چار درویش سے کم نہیں''

بہر صورت حسن اتفاق سے اس قصے کا ایک قلمی نسخہ یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے[1]۔

آغاز

''حمد اور ثناء بے پایاں، شکر اور سپاس فراوان اس منعم حقیقی کو ہے کہ صبح و شام پیر و جوان، خورد و کلاں انعام عام اس کے سے کامیاب اور بہرہ اندوز ہیں اور انسان و حیوان، وحوش و طیور، جن و پری، سنگ و آہن، بحر و بر، زمین و زمان، حور و ملک، ماہ و ماہی تلک یاد اس کی میں مشغول و مصروف شب و روز ہیں۔''

۱۔ تقطیع کلاں، صفحات ۱۸۳۷، ہر صفحے میں سطور ۷؛ کتاب دو جلدوں میں ہے، پہلی جلد میں ۱ تا ۹۳۰ صفحات ہیں دوسری جلد میں ۹۳۱-۱۸۳۷ صفحات؛ خوش خط نستعلیق، عنوانات سرخ روشنائی میں۔ قدرے اہتمام سے تیار کیا ہوا نسخہ ہے۔ کاغذ کمپنی کے زمانے کا ہے۔ شروع میں دو ورقوں کے گوشے پھٹ گئے ہوں گے اس لیے مرمت کر دی گئی ہے۔

قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ناتمام ہے اور جو حصے گم ہیں ان کی ضخامت شاید موجود حصوں کے برابر ہوگی۔

اس قصے کا سال تصنیف ۱۲۰۷ھ (بارہ سو سات سال ہجری) دیباچے میں بتایا گیا ہے، یعنی مذکورہ سن میں اس کا آغاز ہوا۔ 'نادرات شاہی' جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے ۱۲۱۲ھ ۱۷۹۷ع میں مرتب ہوتی ہے۔ بہ ظاہر یہ دونوں کتابیں بادشاہ کے نابینا ہوجانے کے بعد مرتب ہوئیں——غلام قادر نے بادشاہ کو ۱۲۰۲ھ (۱۷۸۸ع) میں نابینا کیا تھا (واقعات اظفری نے ۱۲۰۱ھ لکھا ہے)۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غلام قادر کی ستم کاری کے بعد شاہ عالم اسی قسم کے ادبی تصنیفی مشاغل سے دل بہلاتے ہوں گے۔ عجائب القصص کے دیباچے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عالم کو اپنی سلطنت کے چلے جانے کا افسوس ہے۔ وہ خدا رسول کی حمد و نعت اور بزرگان دین کی مدح و منقبت کے ضمن میں مناجات و دعا کے ذریعے اکثر حسرت و آرزو کا اظہار کرتے ہیں۔

چناں چہ حضرت علی رض کی منقبت کے بعد لکھتے ہیں:

"اے شاہ عالم! وقت اجابت ہے، بہتر یہ ہے کہ مشغول مناجات ہوں۔ یا سمیع الدعا! بہ حرمت محمد مصطفیٰ و علی مرتضیٰ حاصل ہو میرا مدعا۔"

اس کے بعد مناجات مسدس ہے، جو اس لحاظ سے اہمیت رکھتی ہے کہ اس کے ٹیپ کے شعر میں شاہ عالم بار بار اس دعا کو دہراتے ہیں:

درست کیجیو یا رب مرے امور شہی
بہ حق احمد مختار اور علی ولی

اس کے بعد نثر آتی ہے :

''خدایا اگرچہ بندۂ ناچیز ہوں لیکن وہ چیز کہ میں بساط میں اپنی رکھتا ہوں ۔ بیچ تمام کارخانۂ قدرت تیری کے نہیں ـــــــ (اس کے بعد دعا ہے) شمشیر اقبال کی میرے ہاتھ میں دے اور بدلا میرے دشمنوں سے لے ـ ـــــ''

پھر منقبت معصومین یعنی دوازدہ امام و چہاردہ معصوم آتی ہے اس کا خاتمہ بھی دعا پر ہوتا ہے ۔

به چارده تن معصوم چارده مطلب
امید ہے کہ عنایت کرے خداوندا
رہوں سریر شہی پر ہمیشہ میں قائم
کبھو نہ ہووے ترا سایہ میرے سر سے جدا
مرے ہی نام کا خطبہ ہو ہفت کشور میں
مرے ہی نام کا جاری ہو جا بجا سکّا

اس دعا کے باقی اشعار بھی اسی مضمون کے ہیں ۔

اس کے بعد حضرت غوث‌الاعظم کی منقبت اور ان کا شجرۂ نسب ہے ۔ اس کے بعد ایک مختصر مخمس ہے ؛ اس میں اپنی بادشاہی کے امور کی اصلاح کے لیے دعا کی ہے !

کیجے میرے درست امور شہی
میں نے دیکھا نہ تھا یہ وقت کبھی
پانؤں لغزش میں ہیں گے میرے ابھی
دستگیری کا وقت ہے گا یہی
تھام لو مجھ کو یا محی‌الدین

منقبت کے آخر میں ہے :

به جان و دل اس کا ثنا خواں ہوں میں
گدائے در شاہ جیلاں ہوں میں
مجھے نام اوس کا ہے ورد زباں
مرا سر ہے اور اس کا ہے آستاں
اسی سے ہوں امیدوار آفتاب
اسی کے تفضل سے ہوں کام یاب
نگاہ کرم شاہ روشن ضمیر
مری دستگیری مرے دستگیر
شتابی سے حاصل ہوں سبط نبی
مقاصد مرے دینی و دنیوی

یہ سب اقتباسات ظاہر کرتے ہیں کہ یہ زمانہ شاہ عالم کے کرب و درد کا زمانہ تھا جس میں وہ اپنی مصیبتوں میں دوسروں کو شریک رکھتے اور اس طرح دل کو تسلی دیتے ہیں۔

داستان حسب دستور طویل ہے اور کبھی کبھی یہ بدگمانی بھی ہوتی ہے کہ ایک نابینا شخص اتنی لمبی کہانی کے ربط و تسلسل کو کیسے برقرار رکھ سکتا ہے۔ بدگمانی بجا ہے لیکن یہ باور کیا جا سکتا ہے کہ کہانی کے ربط و انتظام میں شاہ عالم نے اپنے متوسلین میں سے کسی سے مدد لی ہوگی۔ مواد تمام تر بادشاہ کا اپنا دیا ہوا بلکہ لکھوایا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ عبارت کے سارے تیور شاہانہ ہیں اور شک کی گنجائش کم رہتی ہے۔

پھر بھی اس کی ترتیب میں کسی مددگار کی شرکت قرین قیاس ہے ——— اور دیباچے کے ایک اتفاقی فقرے سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے :

''جب چند دیوان بہ‌زبان فارسی اور بہ زبان ریختہ ارشاد حضور والا مرتب ہوئے اور کبت دوہرے حد سے گزرے یکایک یہ مزاج اقدس ارفع اعلیٰ میں آیا کہ قصہ زبان ہندی میں بہ عبارت نثر لکھیے ———

اقتباس کے خط‌کشیدہ الفاظ کھٹک رہے ہیں ۔ ارشاد حضور والا اور مزاج ارفع اعلیٰ میں آیا ! لیکن یہ شاہانہ پیرایۂ گفتگو ہوسکتا ہے ؛ چناں چہ تھوڑی دیر پہلے یہ جملہ آیا ہے :

''ایام طفولیت سے خاطر مبارک ہماری مائل اور راغب طرف سخن فہمی اور سخن سنجی کے ہے ——''

یہ شاہانہ طرز گفتگو ہے جس سے شبہ یوں پیدا نہیں ہوتا کہ اس سے پہلے شاہ عالم نے اپنا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے :

''مصنف اس حکایت رنگین اور مؤلف اس افسانۂ شیریں کا گدائے درگاہ حضرت محمد رسول اللہ ، ابوالمظفر جلال‌الدین محمد شاہ عالم بادشاہ نام اور تخلص اس ذرہ جناب الٰہی کا مثل آفتاب عالم تاب کے ماہ سے ماہی تلک مشہور اور مشرق سے مغرب تلک معروف ہے ۔

بنا بریں سابقہ اقتباس میں مزاج اقدس ارفع اعلیٰ کو شاہانہ طرز گفتگو میں شامل سمجھا جا سکتا ہے ۔ البتہ ''ارشاد حضور والا'' سے یہ راز ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ جس شخص نے بادشاہ کے دیوان فارسی و ریختہ مرتب کیے ہوں گے اسی نے بادشاہ کی زبان سے سن کر یہ کہانی بھی لکھی ہوگی——— اگرچہ نابینا

ہونے کے باوجود اور خود اپنے ہاتھ سے نہ لکھ سکنے کے باوجود اپنے کہے ہوئے کو لکھوا کر دوسرے سے سن لینا ناممکن بھی نہیں ، مشق و ریاضت سے یہ ہوسکتا ہے ۔

عجائب‌القصص میں جو داستان بیان ہوئی ہے وہ دوسری داستانوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ۔ قصے کا آغاز وہی ایک بادشاہ جو بے حد سخی اور عادل تھا ——— رعایا اس کی خوش حال ، مگر خود بادشاہ کے دل میں غم کا ایک کانٹا چبھا رہتا تھا ——— یعنی اولاد کا نہ ہونا ۔ خطا و ختن کے اس بادشاہ عظیم کا نام مظفر شاہ تھا ۔ اس کا وزیر اس کا غم خوار اور صاحب تدبیر ——— بادشاہ اس پر اپنے غم کو ظاہر کرتا ہے ——— وہ ایک درویش کی مدد اور اشارے سے بادشاہ کے اس غم کو دور کرتا ہے ۔ ادھر اتفاق سے خود وزیر کے گھر میں بھی اولاد نہ تھی ——— درویش کی دعا سے وہ بھی اولاد کا والد بن جاتا ہے ۔ بادشاہ نے شاہ زادے کا نام شجاع‌الشمس اور وزیر زادے کا نام اخترسعید رکھا ——— دونوں کی تعلیم و تربیت ، تحصیل یک جا ہوتی ہے : دونوں ایک دوسرے کے یار موافق ، ہم دم ، شریک راحت و غم ——— زمانہ اسی طرح گزرتا جاتا ہے ۔

متوازی طور پر روم کے بادشاہ قتلغ خاں کے ساتھ بھی اسی طرح کا واقعہ پیش آتا ہے ۔ وزیر اور سلطان دونوں بے اولاد مگر نجومی کی پیش گوئی سے دونوں کے ہاں اولاد ہو جاتی ہے (دونوں لڑکیاں) یعنی ملکہ نگر اور وزیر زادی مشتری ——— دونوں ہم دم اور شریک راحت و غم ۔

شاہ زادہ شجاع‌الشمس خواب میں ملکہ نگر کو دیکھتا ہے اور غائبانہ عاشق ہو جاتا ہے ——— اختر سعید کو ہم راہ لے کر ملکہ نگار کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہے ——— راستے میں

وهی دیو--- ان کی قید میں آدم زاد عورتیں ، --- ان کی مدد سے سفر کی اگلی منزلیں طے، پھر دیو--- ان کے ظلم و ستم سے تنگ آئی ہوئی پریاں ؛ شجاع الشمس اپنی بہادری سے دیووں کو ہلاک کرتا جاتا ہے ؛ آسمان پری اور راحت پری کی مدد سے مراحل سفر آسان ہوجاتے ہیں ۔ ملکہ نگار کا خواب دیکھنا اور بے قرار رہنا ، مشتری کو ہم راز بنانا --- آسمان پری سراغ لگا لیتی ہے ، ملاقاتیں --- شاہ زادے کو اطلاع کہ سراغ مل گیا ۔ اس کے بعد ملکہ اور شاہ زادے کو باہم ملانے کی تدبیریں ، پھر رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔ حسد ، رقابت ، کج فہمی سے مشکلات--- پھر پریشانی سراسیمگی ، غربت ، مسافرت --- پھر دیو زادوں اور پری زادوں کا لشکر شجاع الشمس کی حمایت میں --- ادھر ملکہ نگار کی مشیر مشتری کی کوشش سے قتلغ خاں آمادہ ہوجاتا ہے کہ نگار کی شادی شجاع الشمس سے کر دے --- لیکن ایسا کرنے سے پہلے لازمی ٹھہراتا ہے کہ شاہ زادہ اپنے علم اور ذہانت کے ثبوت میں بیس سوالوں کو حل کرے ؛ وہ بیس سوال یہ ہیں :

سوال نمبر ۱ ۔ جو شخص کہ ماں باپ سے پیدا نہیں ہوا وہ کون ہے ؟

،، ۲ ۔ وہ عورت کون ہے کہ نہ اس کی ماں ہے نہ باپ ہے ؟

،، ۳ ۔ وہ کہ اس کا باپ نہیں وہ کون ہے ؟

،، ۴ ۔ نہ وہ جن ہے ، نہ انسان ہے ، نہ فرشتہ ہے ، نہ چار پایا ہے ، نہ درندہ ہے اور وہ پیغمبر ہے ؛ پس ایسا شخص کون ہے ؟

،، ۵ ۔ جس قبر نے کہ سیر کرائی صاحب قبر کو وہ کون ہے ؟

سوال نمبر ۶ - جس جسم نے کھانا کھایا ، پانی نہ پیا اور نہ پیے گا روز قیامت تلک ، وہ جسم کون ہے ؟

" ۷ - جس جگہ پر سورج ایک بار چمکا اور دوسری بار نہ چمکے گا روز قیامت تلک ، وہ جگہ کون ہے ؟

" ۸ - جس بے جان نے جاندار کو جنا وہ بے جان کون ہے ؟

" ۹ - وہ عورت کون ہے کہ حاملہ بنی ہوئی اور بچہ بھی جنا بیچ تین ساعت کے ؟

" ۱۰ - وہ دو چیزیں کون ہیں کہ ہمیشہ ساکن ہیں ، یعنی حرکت انھیں نہیں ہے ؟

" ۱۱ - وہ دو چیزیں کہ ہمیشہ جنبش میں ہیں اور انھوں کو قرار ایک دم نہیں وہ دو چیزیں کون سی ہیں ؟

" ۱۲ - وہ دو چیزیں کہ ہمیشہ درمیان آنھوں کے دوستی ہے اور کبھی دشمنی نہ ہووے ، وہ دو چیزیں کون ہیں ؟

" ۱۳ - وہ دو چیزیں کون ہیں کہ آپس میں انھوں کے دشمنی ہے اور کبھی دوستی نہ ہو ؟

" ۱۴ - جس چیز کو چیز کہتے ہیں وہ کون ہے ؟

" ۱۵ - جس چیز کو ناچیز کہتے ہیں وہ کون ہے ؟

" ۱۶ - صورتوں میں اچھی صورت کون سی ہے ؟

سوال نمبر ۱۷ - صورتوں میں بدترین صورت کون سی ہے ؟

،، ۱۸ - جس جاندار نے کہ اپنے یاروں کو عذاب سے خدا کے ڈرایا اور وہ نہ جن ہے ، نہ انسان ہے ، نہ فرشتہ ہے ، ایسا جان دار کون ہے ؟

،، ۱۹ - پہلے جس عضو کو حق تعالیٰ نے بیچ رحم کے پیدا کیا وہ کون ہے ؟

،، ۲۰ - بعد مرنے کے تمام استخوان آدمی کی گل کر خاک ہوجاتی ہیں اور ایک استخوان باقی رہ کر نہ گلتی ہے نہ بوسیدہ ہوتی ہے ، وہ استخوان کون ہے ؟

شاہ زادے نے ان کے جو جواب دیے وہ تو کتاب ہی میں پڑھیے ، یہاں اس قدر کہ سب جواب ٹھیک ہوتے ہیں ——— لیکن شاہ زادے کی مصیبتوں کا زمانہ ابھی ختم نہیں ہوتا ——— اسے پھر آسمان پری اور دوسری پریوں کی امداد حاصل کرنی پڑجاتی ہے - یہ پریاں عظیم لشکر جمع کرتی ہیں ——— اور روم کی طرف بڑھنے کی تیاری مکمل ہو جاتی ہے .... اس نسخے میں قصہ یہاں ختم ہو جاتا ہے———ظاہر ہے کہ کہانی آگے بھی ہوگی - مولوی ذکاءاللہ نے لکھا ہے کہ اس کی چار جلدیں تھیں ؛ اگر یہ سچ ہے تو موجودہ نسخے میں صرف آدھا قصہ ہے ؛ باقی آدھے قصے کے لیے ہمیں اس وقت کا انتظار کرنا ہوگا جب کتابوں کا کوئی جوینده یا فروشندہ کسی سہانی صبح کو اپنے پشتارے سے باقی جلدیں بھی (شاید بے خبری کے عالم میں) ہمارے سامنے نکال کر رکھ دے گا——— تب ہم میں سے کوئی لکھنے والا اس مضمون کا دوسرا حصہ لکھنے کے قابل ہوگا -

عجائب‌القصص کی اہمیت کے تین وجوہ ہیں - اول یہ کہ یہ شاہ عالم (ایک بادشاہ) کی تصنیف ہے - دوسری وجہ

یہ کہ اس سے شاہ عالم کی زندگی (تصنیفی اور ذہنی) ——— نیز اس زمانے کے رسم و رواج اور شاہ عالم کی شاعری کا مزید مواد ملتا ہے ——— قصے کے اندر لکھے ہوئے سارے اشعار تو شاہ عالم کے نہیں ——(حافظ، سعدی وغیرہ کے علاوہ میر تقی میر[1] تک کے اشعار ہیں) مگر کچھ حصہ اردو ، فارسی اور ہندی اشعار کا ان کا اپنا بھی ہے ——— نادرات شاہی کے مجموعے کے ساتھ ملا کر جو اشعار جمع ہو گئے ہیں ان سے ایک معقول مضمون تیار ہوسکتا ہے۔

تیسری وجہ اس کی اہمیت کی یہ ہے کہ یہ شمالی ہندوستان میں اردو نثر کی چند اولین کتابوں میں سے ایک ہے۔ شمالی ہندوستان کی قدیم اردو نثری کتابوں کی ترتیب قائم کی جائے تو کم و بیش یوں ہو گی :

۱ - فضلی کی دہ مجلس (کربل کتھا) (۱۷۳۲ع ۱۱۴۵ھ)

۲ - نوطرز مرصع ۱۷۸۱ع (۱۱۹۵ھ) سے پہلے -

۳ - سودا (متوفی ۱۱۹۵ھ) دیباچہ دیوان مراثی اردو۔ (سودا نے میر تقی میر کی مثنوی کا اردو نثر میں ترجمہ کیا تھا مگر اب وہ دست یاب نہیں) ۱۷۸۱ع -

۴ - ترجمہ قرآن مجید از شاہ رفیع الدین صاحب رح (۱۲۰۰ھ ۱۷۸۶ع) -

۵ - ترجمہ قرآن مجید از شاہ عبدالقادر ۱۲۰۵ھ (۹۱-۱۷۹۰ع)

۱- میر کا یہ شعر بھی ہے :

شرط سلیقہ ہے ہر اک امر میں
عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے

٦ - عجائب‌القصص ۱۲۰۷ھ (۹۳-۱۷۹۲ع) -

ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ نے اپنی کتاب ''اردو نثر کا آغاز اور ارتقاء'' میں اس زمانے کی بعض اور تصانیف نثر کا بھی ذکر کیا ھے مگر وہ جنوبی ھندوستان سے متعلق معلوم ھوتی ھیں ؛ شمالی ھندوستان کے بعض مصنفوں کی مختصر نثری عبارتیں بھی مل جاتی ھیں لیکن اس طرح کی مبسوط نثری کتاب جیسی کہ عجائب‌القصص ھے بہ ظاھر شاذ ھے اور مندرجہ بالا کتابوں کے بعد اسی قصے کا نمبر آتا ھے اور یہ اس کی اھمیت کا کافی ثبوت ھے - یوں یوروپین لغت نگاروں میں سے بعض اقدم تھے اور مرزا جان طپش کی شمس‌البیان بھی ۱۷۹۳ع ۸-۱۲۰۷ھ کی ھے -

جہاں تک نثری قصوں کا تعلق ھے شمالی ھندوستان کے نثری قصے 'نو طرز مرصع' کے بعد یہی ھے - گیان چند کی فہرست پر اگر یقین کیا جائے تو اس کے آگے اور پیچھے کے چند قصے یہ ھیں :--

۱ - نوطرز مرصع - از میر محمد حسین خاں تحسین ۱۷۷۵ع اور ۱۷۸۱ع کے درمیان (۱۱۹۵ھ) -

۲ - نو آئین ھندی - قصہ ملک محمود گیتی افروز - از مہر چند کھتری ۱۲۰۹ھ ۹۵ - ۱۷۹۴ع -

۳ - جذب عشق - از شاہ حسین حقیقت - ۱۲۱۰ھ - ۹۶-۱۷۹۵ع - (۱۲۰۴ھ ۹۰-۱۷۸۹ع) کا ایک واقعہ بیان کیا ھے -

۴ - سلکِ گوھر ، از انشا ۱۲۱۴ھ - ۱۸۰۰-۱۷۹۹ع (۱۲۱۴ھ کے قریب لکھی ھوئی اور داستانیں بھی ھیں) باغ و بہار ۱۸۰۳ع (۱۲۱۸ھ) میں لکھی گئی - محمد عوض زریں کی باغ و بہار بھی اسی سال لکھی گئی -

اس فہرست کی رو سے عجائب‌القصص اردو کی قدیم نثری داستانوں میں دوسرے نمبر پر ہے ، انشا کی کتابیں بعد کی ہیں - نو طرز مرصع (تحسین) اقدم ہے اور وہ موجودہ معلومات کی رو سے اردو میں قدیم ترین نثری داستان ہے - اس کے فوراً بعد عجائب‌القصص کا نمبر آتا ہے - نوطرز مرصع کے پر تکلف انداز کے جلد بعد موجودہ قصے کا عام فہم زبان میں لکھا جانا عجیب سی بات ہے - ممکن ہے کہ یہ اس مجبوری کے باعث بھی ہو کہ مصنف نے قصہ لکھوایا مگر شاہ عالم نے عام فہم زبان میں لکھنے کا خود دعویٰ کیا ہے :

''قصہ زبان ہندی میں بہ عبارت نثر لکھیے اور کوئی لفظ اس میں نا مانوس اور خلاف روزمرہ اور بے محاورہ نہ ہو——اور عام فہم اور خاص پسند ہو۔''

قصے میں از ابتدا تا انتہا سلاست اور سادگی ہے ؛ سامنے کی معاشرت کی جیتی جاگتی تصویریں ہیں ؛ اس لیے عبارتیں بھی تکلف سے خالی ہیں - ہر فصل کا آغاز بھی بڑا سہل طریقے سے یوں ہوتا ہے :

''راوی نے یہ کہا ہے''

نہ کہ بعض دوسری داستانوں کے انداز پر :

''تب درویش دوم نے عندلیب خوش لہجۂ زبان کے تئیں بیچ گلزار بیان کے یوں داستان سرا اس معنی رنگین کا کیا ۔''

(آغاز قصہ درویش دوم ۔ نوطرز مرصع)

عجائب‌القصص میں قصہ بہت ہموار اور رواں معلوم ہوتا ہے ۔ اس ہمواری اور روانی کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ مصنف

نے بیانیہ کے اس تقاضے پر نظر رکھی ہے کہ واقعات کے تسلسل کے راستے میں بیان کا لطف یا مصنف کے ذہنی جملہ ہائے معترضہ رکاوٹ نہ بنیں ۔ اس کی نظر واقعے کے بیان پر ہے نہ کہ بیان کے تکلف پر ۔ سہل زبان ، عام فہم روز مرہ اور مانوس طریق ادا ——— زنار دار منجم کی گفتگو دیکھیے :

"زنار دار نے کہا کہ میں منجم بے بدل ہوں : اس گھڑی طالع وقت سے یوں دریافت ہوتا ہے کہ تم اپنے مقصد کو پہنچ رہوگے۔ لیکن ایک تماشا میں تمھیں ایسا دکھاؤں کہ تمام عمر نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو ۔ بادشاہ زادے نے کہا کہ اے عزیز ہم گرفتار اپنی مصیبت میں ہیں ، تماشے سے کیا سروکار ۔ مثل مشہور ہے کہ رونے کو بھی دل خوش چاہیے۔ زناردار نے کہا کہ واقعی یوں ہی ہے لیکن دیکھنا اس تماشے کا بھی نوادرات سے ہے۔ بادشاہزادے نے کہا اگرچہ باعث مصیبت کے اور پریشانی کے کچھ خوش نہیں آتا ، مگر تیری خاطر سے کیا مضایقہ ۔"

کتاب کا یہی عام انداز ہے لیکن یہ بھی ہے کہ باغوں اور عیش و عشرت کی محفلوں کی تصویر کھینچتے وقت خیال آرائی کا میلان بھی پیدا ہو جاتا ہے ، مگر عام طور سے روزمرہ ہی چل رہا ہے ۔

مجھے کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاہ عالم نے 'بوستان خیال ، (فارسی) کو نمونہ بنایا ۔ ——— یہ ان کی دل پسند کتاب معلوم ہوتی ہے ۔ عجائب القصص میں جزئیات نگاری کا انداز کچھ ویسا ہی ہے ۔ محلات اور باغوں کے نقشے خالص مغلئی ہیں ۔ شاہی محل کی تقریبات ، عہدے داروں کی تفصیل ، اور دیگر

آداب و رسوم کی اچھی خاصی تصویراس کتاب سے تیار ہوسکتی ہے ۔ مغلوں کے حرم میں جو ہندو اثرات موجود تھے محتاج ثبوت نہیں ۔ اس قصے میں جا بہ جا کبت ، دوہرے ، پالنے اور جھولنے ہندی کے ہیں اور ان کا تعلق مختلف رسوم سے ہے ۔

شاہ عالم لڑائی کے عمدہ نقشے نہیں پیش کر سکے البتہ باغ و بزم کی تصویریں بھرپور ہیں ۔ شاہ عالم نے اپنے کرداروں کی جرو مہم آزمائی دکھائی ہے اس میں بھی ضعف کے آثار ہیں ۔ شاہ عالم کے اس قصے سے ان کی مذہبی معلومات کا حال بھی معلوم ہوتا ہے ۔ وہ بیس سوال جو پہلے درج ہو چکے ہیں مذہبی امور سے متعلق ہیں ۔ اردو کی دوسری داستانوں میں خصوصاً طلسم ہوش ربا وغیرہ میں مصنفوں نے دوسرے علوم کی مہارت کا مظاہرہ کیا ہے ۔ شاہ عالم دینی امور سے خاصے باخبر معلوم ہوتے ہیں ۔

یہ قیمتی کتاب میری تحریک پر مس راحت افزا بخاری نے ایڈٹ کی ہے ۔ میرا خیال ہے کہ اس کی تصحیح میں کافی محنت کی گئی ہے ۔ قدیم شاہی ماحول سے متعلق الفاظ ، آیات و احادیث ، فارسی ، ہندی کے اشعار کی صحت کے لیے خاصا اہتمام کرنا پڑا ہوگا۔

مس راحت افزا کی یہ سعی قدر کی مستحق ہے ان کی محنت سے یہ اہم شاہانہ تصنیف اور قدیم نثری کتاب منظر عام پر آ گئی ---!

سید عبداللہ

اورینٹل کالج لاہور

عجائب القصص

از

شاہ عالم ثانی

مرتبہ

راحت افزا بخاری
ایم - اے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ربِّ یَسِّر و تَمِّمْ بالخیر

حمد و ثنای بے پایاں ، شکر اور سپاس فراواں اُس منعم حقیقی کو ہے کہ صبح و شام پیر و جواں ، خورد و کلاں انعام عام اُس کے سے کامیاب اور بہرہ اندوز ہیں ، اور انسان و حیوان ، وحوش و طیور ، جنّ و پری ، سنگ و آہن ، بحر و بر ، زمین و زمان ، حور و ملک ، ماہ و ماہی تلک یاد اس کی میں مشغول و مصروف شب و روز ہیں ۔ چنانچہ ایزد تعالیٰ و تقدّس نے فرمایا ہے :

یسبّح للہ ما فی السموات و ما فی الارض ۔ لہ الملک
و لہ الحمد و ھو علیٰ کل شئی قدیر[1]۔

اور ہر ایک تفضلّات بے نہایت اس کے سے سر فراز اور ہر فرد[2] عنایت سے اس کی ممتاز ہے ۔ کسو کو بہ مرحمت فتح و ظفر و نصرت و اقبال مظفر و منصور کیا اور کسو کو بہ عنایت سخاوت و شجاعت ، سخی اور شجیع اظہر من الشمس کر کے مشہور کیا ۔ کوئی ساتھ حکمت بالغہ اس حکیم کے نیک بخت اور نیک اختر ، اور کوئی ساتھ قدرت کاملہ اس قدیر کے خوش طالع اور اختر سعید

۱- زمین و آسمان کی چیزیں اللہ کی تسبیح کرتی ہیں ۔ اسی کی سلطنت ہے ، اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ۔ (سورۃ تغابن : پ ۲۸ : آیت : ۱)

۲ - ایک دو لفظ کرم خوردہ پڑھے نہیں جاتے اور بیٹھے ہوئے ہیں ۔ یہ ایک ورق کے دونوں طرف ہیں ۔ اضافہ قیاسی ہے ۔

ھوا اور اس مالک‌الملک نے کسو کو کسی شہر کا اور کسو کو کسی ملک کا مالک بنایا ۔

منظوم

کسو کو خطا و ختن کو دیا
کسو کو کسی جا چمن کو دیا[1]
جسے چاھے دے مصر اور روم و شام
عزیز اور قیصر رکھے اس کا نام
کسی کے تئیں ملکۂ علم دے
کسی کے تئیں رحم اور حلم دے
زمیں ، آسماں ، دیو و حور و پری
عطارد ، زحل ، زھرہ و مشتری
اسی کی یہ سب ساخت ھے ھوشیار
جسے کہتے ھیں پاک پروردگار
[2] - - - - - - - - - - - - - - -
و گر چاھے ناداں کو دانا کرے
- - - - - - - - - - - - - - - -
- - - - - - - - - - - - - - - -
کیا باپ سے اس نے یوسف جدا
اسی نے دیا مصر میں پھر ملا
کسی کے تئیں غرق دریا کرے
کسی کے تئیں کشت پیدا کرے

---

۱ ۔ دوسرا مصرع قیاساً پڑھا گیا ھے ۔
۲۔ اس جگہ پہلا مصرع اور اس کے بعد کا ایک شعر صفحہ پھٹا ھوا ھے اس لیے درج نہیں کیا جا سکا ۔

جسے چاہے وہ دیوے قدر رفیع
کہ جنّ و پری ہوویں اس کے مطیع

کاملان خرد پرور باوجود کمال دانش کمالات اس کے میں به نقصان فہم معترف ۔ عاقلان دانشور باوصف انتہای عقل صفات اس کے میں معذور' ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قمری طوق اس کے سے شاد ، ذرہ مہر اس کے سے رخشاں ، آئینہ صفا اس کے سے حیراں ، آفتاب پرتو جلال اس کے سے زیور روز ، و ماهتاب جاہ و جلال اس کے سے شب افروز ، دریا موج کرم اس کے سے سیراب دم ، کوہ تمکین لطف اس کے سے ثابت قدم ، آسمان خلعت خانۂ بخشش اس کے سے اطلس پوش ، زمین وسعت حوصلۂ قدر اس کے سے دریا نوش ، نباتات سرسبزیٔ انعام اس کی سے رطب‌اللسان ، جمادات کان کرم اس کی سے لعل بدخشاں ، آب قطرۂ عطا اس کے سے شاداب ، آتش اخگر رضا اس کے سے کباب ۔ کیا ممکن جو اس واجب‌الوجود کی ثنا ہو ، کس زبان و بیان سے ادا ہو ۔

نظم

اگر ہر سر مو ہو تن پر زباں
سر مو نہ ہو وصف اس کا بیاں
ثنا اس کی مجھ سے نہ ہو 'آفتاب'
کہ میں ذرہ ہوں اور وہ آفتاب

اگر فی‌المثل آب بحار و انہار مداد اور شاخ و برگ جمیع اشجار قلم ہوویں اور افراد بشر و ملک کاتب ، تو بھی اوصاف

۱۔ یہاں سے ڈھائی سطریں غائب ہیں ۔

حق سبحانہ تعالیٰ کے ہرگز نہ رقم ہوویں ۔ ہیہات بندہ خدا کو کیا پہچانے اور آفریدہ آفریدگار کو کیا جانے ۔ مخلوق کو خالق سے کیا نسبت ، مملوک کو مالک سے کیا مناسبت ۔

نظم

چه باشد قطرۂ بے پا و بے سر
که باشد قعر دریا را سخن ور شناور
چه باشد ذرۂ بے بود و کم ظرف
که از خورشید تاباں برزند حرف
چه باشد مور عاجز بے پر و بال
که باشد با سلیمانش سر قال
چه طاقت بندۂ نابود دارد
که سرّ لاؤبالی (؟) بر گذارد

نعت سیّدالمرسلین خاتم النبیینؐ، باعث زمان و زمین ، ہادیٔ طریق الحق و الیقین ، بانیٔ عقائد دین متین ، شفیع المذنبین

درود سعادت ورود اور صلوٰۃ نا محدود بر حضرت سرور انبیا برہان الاصفیا ، تاج الاولیا ، خواجۂ ہر دوسرا ، سلطان الاتقیا ، رسول الثقلین ، نبی الحرمین ، محبوب رب المشرقین و المغربین ، جد الحسن و الحسین ، (صاحب) قاب قوسین ، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ۔ اور اوپر آل اور اصحاب اُس کے کہ خود آفریدگار عالم نے ثنا اُس کی کہی اور سب پیغمبروں پر فضیلت اُس کو دی ۔ خلعت نبوت اُس کے قامت پر راست کیا اور چراغ (رسالت) اُس کے دست مبارک میں دیا ،

تا سرگشتگان بیابان گمراهی کو شہر آگاهی میں لائے اور ساتھ نور شمع هدایت کے راہ راست دکھلائے۔ والیٔ ولایت نبوت اور مالک ملک رسالت ہے کہ صدائے لا الٰه الا الله آواز نوبت به نوبت اُس کی کے ہے اور محمدالرسول الله آوازۂ نقارۂ رسالت اُس کی کا۔ نہ قلت یاراں سے هراساں اور نہ کثرت دشمناں سے ترساں۔ بہ زور بازوے الطاف نامتناهي الٰهی ، بادشاهی دونوں جہان کی لی اور داد عبادت اور حق شناسی اور پرهیز گری اور بندگی کی دی۔

منظوم

محمد باعث کون و مکاں ہے
محمد سرور هردو جہاں ہے
محمد مورد لطف خدا ہے
محمد شافع روز جزا ہے
محمد معدن راز نبوت
محمد مخزن سرّ رسالت
محمد مفخر اولاد آدم
محمد موجب ایجاد عالم

هند سندھ اُس سے بہرہ مند ، روم اور زنگ اُس سے بہ آب و رنگ ، راہ نمائے سیاہ و سفید ، نا اُمیدوں کو اُس سے اُمید ، نمائندہ راہ راست ، دستگیر روز باز خواست ، شہنشاہ عالم ، نبی معظم ، رسول مکرم صلی الله علیه وسلم وعلی آله و اصحابه افضل بنی آدم :

نظم

نہ باشد جسم اورا سایه پیدا
که افشاند است گرد ماسوا را

یکے تازه غزل شایان عالم
اولوالعزم است در دیوان عالم
به نامش بس که بوده طرح مطلع
وجودش این غزل را گشته مقطع
ازان بعد رُسُل شد عالم آرا
که می آید ثواب از پے عمل را
به نعت او کرا یارائے دستان
زبان وصف او آیات قرآن
یکے حرف ازکلامش صد کتابست
خداوندا غلامش آفتابست
کنون خواهد ز معراجش زند دم
گدائے درگهه او شاه عالم
سخن شد عندلیب نغمه پرداز
که دارد بر گل معراج پرداز

بیان مغراج حضرت رسالت پناه صلوات الله علیه و علی آله واصحابه اجمعین

ابیات

شبے آئینۂ فیض سحر گاه
لباس کعبۂ دل هائے آگاه
شبے چشم فلک را توتیائے
فضای باغ امکان را هوائے
شبے روشن سواد نور اسرار
تجلی گاه برق طور دیدار
فلک قصر زمرد را به آئیں
نمود از ثابت و سیّار تزئیں

ز شادی ماه نو ابرو کشاده
کله را واژگون بر سر نهاده
عطارد با زبان وصف تقریر
نشسته در پس زانوے تحریر
زبس لبریز تحریر بیان شد
تهی ساز دوات آسمان شد
نواے زهره عشرت ساز کرده
دف از زمزمهٔ غولهٔ آواز کرده
چه دولت می دهد خورشید را رو
که غرق نور گشته تا به زانو
چه مے بهرام را مدهوش دارد
که خم ها چون فلک بردوش دارد
زباغ فیض گلچیں مشتری شد
دکان دار تمنا مشتری شد
جهان آرای هر هفت است کیوان
شده پیرایه بخش هفتم ایوان
ثوابت پشت بر دیوار مانده
اسیر جلوهٔ دیدار مانده
نهم گردوں زبس شه نور افروز
شعاع اطلسش را کرده زر دوز
رسول‌الله به شکر خواب تمکیں
زقرص آفتاب و ماه بالیں
به‌گردن خواب مژگاں را حمائل
نگاهش نَشّه بیداري دل

زخاطر گرد غفلت پاک رفته
به پهلوے دل بیدار خفته
که ناگه آں بشیر آسمانی
پر پرواز پیغام نهانی
همای طارم عرش معلیٰ
رصد بند زمیں تا چرخ خضرا
امین مخزن اسرار پنهاں
به‌شهر (بشیر) عالم بالا ز اعیاں
رسید از عرش چوں پیغام دیدار
عناں دار براق برق رفتار
زمژگاں دست زد بر حلقهٔ در
که سازد خواب پیغمبر سبک تر
پیام وصل چوں زاں خلوتش داد
به روے او در فردوس بکشاد
دروں شد پاے نازک جبهه سا کرد
سجود طاعت او را ادا کرد
پیمبر دیدهٔ بیدار بکشود
تو گفتی مصحف دیدار بکشود
چوشد پیمانهٔ گوش گهر باز
ز راح مژدهٔ دیدار سرشار
زخلوت شد رواں چوں روح ازتن
فگنده شوق را دستے به گردن
پر آمد بر براق آسماں سیر
عناں را چوں نگه گرداند از غیر

تجلی از طلوعش مایه دار است
به دوش برق خورشیدے سوار است
-----------------[1]

--------- ز رنگش آفریده
--------- گرد ره را
گسسته جا به جا تار نگه را
قدم می زد به شوخی آں پری زاد
پر جبریل ازو چوں کاغذ باد
گذر کرد از فضاے هفت گلشن
چوں باد نوبہار از دشت سوسن
نبی الله مجرد چوں نگه ماند
براق و جبرئیل از نیم ره ماند
به خلوت گاه وحدت رو نہاده
بهم تار نگه را تاب داده
"بدیما تست؟ واصل؟ -----[2]

شه غواص دریاے کرامت
به کف ----------

۱- ورق دریده صفحه ۱۹ کے پہلے دو شعر اور تیسرے شعر کا پہلا مصرع پھٹا ہوا ہے۔

۲- صفحه ۲۰ ورق دریده کے پہلے شعر اور تیسرے شعر کا مصرع اول دریده ہے، دوسرے کے الفاظ پورے نہیں۔ پہلا مصرع شاید یوں ہوگا:

به دریا گشت واصل موج ---"

لیم چوں آگه از سر چشمهٔ راز
نه زد موجے زبان نکته پرداز
به زانوی ادب این جا نشستم
لب اظهار قرب شاه بستم
شتابان در عبادت خانه جا کرد
تو پنداری نگاهے بر قفا کرد
به گردش بود چشم حلقهٔ در
که چوں نور نظر آمد پیمبر
دلا آن آفتاب نام دارم
که مدّاح رسول و چار یارم

مدح حضرت چار یار کبار رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهم

صفت چار یار کبار کی طاقت قلم(میں) نهیں که رقم کرے اور کیا قدرت جو آن کے میدان ثنا میں قدم دهرے۔ وه منظور و مقبول هیں که جن کے ثنا خوان خدا و رسول هیں۔ چار دیواری ایمان کی ان چار سے استوار هے، جیسے که بنیاد آدمی زاد کی چار عنصر سے بر قرار هے۔

بیت

هر چار، چهار رکن تمکیں   هم چار، حدود کعبهٔ دیں

اول :

یار غار احمد مختار کا اور رفیق شفیق امیرالمومنین ابوبکر صدیق هے که مشهور به راستی و تصدیق هے۔ جس کی صفات میں سرور کائنات نے اور جس کے حق میں پیغمبر بر حق نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا هے :

حدیث :

لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یؤمہم غیرہ[۱]

ترجمہ :

''یعنی لائق نہیں واسطے قوم کے ، ایسی قوم جو بیچ اُس کے ابوبکر ہے کہ امام ہو اُن کو غیر اُس کا ۔''

اسی واسطے حضرت خیر الانام نے اس مقتدائے خاص و عام کو در حالت بیماری حین حیات میں امام کیا تھا اور منصب رفیع القدر امامت کا اپنے رو بہ رو دیا تھا ۔

ایضاً حدیث :

اتت النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم امرأة فکلمته فی شیٔ فامرھا ان ترجع قالت یا رسول اللہ ارایت ان جئت و لم اجدک کانھا ترید الموت قال فان لم تجدنی فات ابابکر[۲]

ترجمہ :

آئی نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس ایک عورت ۔ پس کلام کی اُس نے بیچ کسی چیز کے ۔ پس فرمایا اُس کو ''پھر آئیو ۔'' کہا اُس عورت نے ''یا رسول اللہ خبر دے مجھے ، اگر آئی میں اور نہ پایا تجھے'' گویا نہ پانے سے مراد عورت کی موت تھی ۔ کہا رسول خدا نے ''اگر نہ پائے گی تو مجھے ، آئیو ابوبکر پاس ۔''

سبحان اللہ اس خصوصیت اور اس منزلت اور اُس مرتبت اور

۱۔ ترمذی بہ حوالہ مشکوۃ صفحہ ۵۵۵ ۔

۲۔ ترمذی بہ حوالہ مشکوۃ صفحہ ۵۵۵ ۔

اس تقرب کا کس سے بیان ہو کہ شاہنشہ لولاک نے فرمایا ''اگر میں نہ ہوں گا ، ابوبکر پاس آنا ۔''

دویم :

درج خلافت کا گہر ، نخل ہدایت کا ثمر ، ہم نشین پیغمبر امیر المومنین حضرت عمر۔ تمام عمر اُس خورشید آسمان عدالت کی اگر لکھوں توصیف تو بھی یک ذرہ نہ ادا ہوسکے تعریف ۔ خاتم النبیین اس والا شان کی شان میں کہتا ہے اے آفتاب :

''لو کان نبی بعدی لکان عمر ابن الخطاب[۱]''

ترجمہ :

اگر ہوتا میرے بعد پیغبر ، البتہ ہوتا عمر ۔

سیوم :

کامل الحیاء و الایمان جامع القرآن داماد سرور دوجہان ، امیر المومنین حضرت عثمان ابن عفان ، دو دختر خواجۂ کونین کی اُن سے منسوب ہوئیں تھیں ، اس واسطے ذوالنورین ان کو کہتے ہیں ۔ اللہ اللہ رسول خدا کی دو بیٹیاں عقد مناکحت میں آویں اور یہ سخن فرماویں :

''لکل نبی رفیق و رفیقی یعنی فی الجنۃ عثمان''

ترجمہ :

واسطے ہر نبی کے ہے ایک رفیق اور رفیق میرا ، یعنی بیچ جنت کے عثمان ہے ۔

۱۔ ترمذی اور مشکوۃ میں حدیث کی عبارت یوں ہے :
لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب ۔ ترمذی بہ حوالہ مشکوۃ صفحہ ۵۵۸

۲۔ (مشکوۃ صفحہ ۵٦۱) امام ترمذی نے اس حدیث پر ان الفاظ میں جرح کی ہے : ھذا حدیث غریب و لیس اسنادہ بالقوی ، وھو منقطع ۔

بیت

گزین خواجۂ کونین بوده
به دامادیش ذوالنورین بوده

چہارم :
مظہر العجایب مظہر الغرایب ، اسد اللہ الغالب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب ولیٔ مقبول ، زوج بتول ، پدر شبیر و شبر برادر پیغمبر۔

بیت

مرتضٰی آں که شه مسند عالی نسبی ست
آفتابے ست که برج شرفش دوش نبی ست

دشمن اُس کا دوزخی ، دوست اُس کا جنتی ، مالک ملک خلافت ، والیٔ کشور ولایت ، جس کی منقبت میں فرماتے ھیں نبی :

''من سبّ علیا فقد سبّنی''
یعنی جس شخص نے بد کہا علی کو پس تحقیق بد کہا مجھے ۔

بیت

دوست اُس کے کو سدا بہبود ھے
دشمن اُس کا کافر و مردود ھے

وہ عالی قدر ھے جس کے حق میں یہ حدیث نبوی واقع ھے :
حدیث :
''اللهم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللهم وال من والاہ و عاد من عاداہ''[۱] ۔

۱- رواہ احمد ، به حواله مشکوۃ صفحه ۵۶۵

ترجمہ :

یااللہ! ۔ ۔ ۔ ۔ اُس شخص کو کہ دوست رکھتا ہے
وہ علی کو اور دشمن ہو اُس کسی کا جو دشمن
ہے وہ علی کا ۔

مولا اور ناصر اور معین دونوں جہان میں بعد از نبی اور کون ہے کہ جس کی مدد چاہوں ۔ اے شاہ عالم ! وقت اجابت ہے ۔ بہتر یہ ہے کہ مشغول مناجات ہوں ۔ یا سمیع الدعا بحرمت محمد مصطفیٰ و علی مرتضیٰ حاصل ہو میرا مدعا !

مناجات

۔[2] - - - - - - - - - - - - - - - - - -
- - - - - - - - - - - - - - - - -
- - - - - - - - - - - - - - - - - -
اُمید ہے کہ تو سن لے بہ‌زودی و جلدی
درست کیجیو یارب مرے امور شہی
بحق احمد مختار اور علی ولی
ترے ہی لطف سے ہے دل کو ہر زمان آرام
ترے ہی ذکر سے ہے جی کو چین صبح و شام
سوائے تیرے کسی سے نہیں ہے مجھ کو کام
یہی جناب میں تیری ہے رات دن پیغام

۱- یہاں سے ڈیڑھ سطر غائب ہے ترجمہ یوں ہوگا :۔
''اے اللہ جس کا میں دوست ہوں ، علی بھی اُس کا دوست ہو ۔ اے اللہ ! دوست رکھ تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔'' (بقیہ ترجمے کے لیے متن کی پہلی سطر دیکھیے)

۲- یہاں سے مخمس کے پہلے تین مصرعے غائب ہیں ۔

درست کیجیو یا رب مرے امور شہی
بحق احمد مختار اور علی ولی

ضیا تو بخشے ہے کم طالعوں کے کوکب کو
ہر ایک ذرہ پہنچتا ہے اپنے مطلب کو
تری جناب میں ہر دم رجوع ہے سب کو
کروں یوں عرض یہی تجھ سے روز اور شب کو

درست کیجیو یارب مرے امور شہی
بحق احمد مختار اور علی ولی

ترے کرم سے مسیحا کو ہے مسیحائی
کسو کو بخشی ہے باطن کی تو نے بینائی
تمام بے خردوں کو ہے تجھ سے دانائی
مراد اپنی تجھی سے سبھی نے ہے پائی

درست کیجیو یا رب مرے امور شہی
بحق احمد مختار اور علی ولی

نسیم لطف کا تیری نہیں ہے کچھ پایاں
شگفتگی میں تجھی سے ہے گلشن دوراں
ہر ایک ذرے کی تجھ مدح میں کھلی ہے زباں
جو آفتاب کا مطلب ہے سو کرے ہے عیاں

درست کیجیو یا رب مرے امور شہی
بحق احمد مختار اور علی ولی

خدایا اگرچہ بندۂ ناچیز ہوں لیکن وہ چیز کہ میں بساط میں اپنی رکھتا ہوں، بیچ تمام کارخانۂ قدرت تیرے کے نہیں ؛ یعنی میں تجھ سا رکھتا ہوں اور تو اپنا سا کوئی نہیں رکھتا ۔ ناز مجھے اوپر بندہ ہونے اپنے کے بجا ہے کہ میرا مانند تیرے خدا ہے ۔ رحیا! مستحق رحم کا ہوں، کریا! مستحق کرم کا ہوں ۔ الٰہی! پیغمبر کے

فضل کا خود میرے سر پر دھر اور لطف چار یار کا چار آئینہ میرا کر ۔ شمشیر اقبال کی میرے ھاتھ میں دے اور بدلہ میرے دشمنوں سے لے ۔ محبت چار یار کی سبب ایمان کا ھے جن کی شان میں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ھے :

حدیث نبوی :

قال ابو ہریرۃ کنا قعوداً مع النبی صل اللہ علیہ و آلہ وسلم فجاء ابوبکر فقال مرحباً بمواسی بمالہ مرحباً بموثری بنفسہ فجاء عمر فقال مرحباً بوزیری مرحباً بالمفرق بین الحق و الباطل مرحباً بمن اعز اللہ بہ الدین و سہاکم بہ المومنین ، ثم جاء عثمان فقال مرحباً بختنی و زوج ابنتی" والذی جمع لہ النوران السعید و الشھید ویل لقاتلہ بالنار ، ثم جاء علی فقال مرحباً باخی و ابن عمی و اب ولدی" وھوالذی خلقت انا و ھو من نور واحد ۔ یا معاشر الناس ھولاء الاربعۃ لا یتفق حبہم الا فی قلب مؤمن و لا یتفرق فی قلب احد الا من کان منافقا فمن احبہم فبحبی احبہم و من ابغضہم - - - ۔ ھؤلاء سادات الدنیا و الاخرۃ لا یبغضھم الا شقی و لا یحبہم الا مؤمن تقی اللھم انی قد بلغت ط

پس جوانب حیطان و آستانہ در مسجد گفتند ''اللھم العن سبغضہم'' دیوار گفت ''آمین''

ترجمہ :

کہا ابوھریرہ نے ، تھے ھم بیٹھے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ۔ بس آیا ابوبکر رض ، پس کہا نبی نے خوشی اور فراخی ھوجیو ساتھ احسان کرنے والے

میرے کے ، ساتھ مال اپنے کے ۔ بشارت ہوجیو ساتھ نثار کرنے والے جان اپنی کے اوپر میرے ۔ بعد آیا عمرؓ پس کہا نبی نے خوشی ہو جیو ساتھ وزیر میرے کے ، فراخی ہوجیو ساتھ فرق کرنے والے درمیان حق اور باطل کے ، کشایش ہوجیو ساتھ اس شخص کے کہ عزت دی اللہ نے بہ سبب اس کے دین کو اور نام رکھا تمھارا بہ سبب اس کے مومن ۔ بعد ازاں آیا عثمان ، پس کہا نبی نے خوشی ہوجیو ساتھ خویش میرے کے اور ساتھ شوہر دو بیٹیوں میری کے ، اور وہ شخص ہے کہ جمع کیے گئے واسطے اس کے دو نور ، سعید ہے اور شہید ہے ۔ واسطے قاتل اس کے کے عذاب شدید ہے بیچ آتش کے ۔ بعد اس کے آیا علی رضؓ ، پس کہا نبی نے خوشی اور فراخی ہوجیو ساتھ بھائی میرے کے اور ابن عم میرے کے اور باپ دو بیٹوں میرے کے ۔ مراد حضرت امام حسن اور امام حسین سے ہے ۔

رباعی

خورشید سپہر دیں رسول الثقلین
ہے ان کے علی و فاطمہ نور دو عین
فانوس نبوت و ولایت کے بیچ
مانند دو شمع جلوہ گر ہیں حسنین

وہ وہ شخص ہے کہ پیدا کیا گیا ہوں میں اور وہ ایک نور سے ۔ اے گروہ آدمیوں کے ! یہ جو چار ہیں ، نہیں جمع ہوتی (ہوگی) محبت ان کی مگر بیچ دل مومن کے اور نہیں پریشان ہوتی محبت ان چاروں کی بیچ دل کسو کے مگر وہ شخص کہ منافق ہے ۔ پس اس شخص

نے کہ دوست رکھا ان کو ، پس بہ سبب محبت میری
کے دوست رکھا ان کو اور جس نے بغض کیا ان سے
پس بہ سبب بغض میرے کے بغض کیا ان کو ۔ یہ چاروں
سردار مومنوں کے ھیں بیچ دنیا اور آخرت کے ۔ نہیں
بغض کرتا ان کو مگر بد بخت ، بدکردار اور نہیں
دوست رکھتا ان کو مگر مومن ، نیک بخت ، پرہیزگار ۔
یا الٰہی تحقیق میں نے پہنچایا حکم تیرے کو ۔''

رسول خدا نے یہ فرما کر پس طرف دیوار اور آستانہ دروازہ مسجد کے کہا ''اے بار خدا لعنت کر بغض کرنے والے ان کے کو ۔''

دیوار بولی '' آمین ۔''

اس دن تیس یہودی اور پچاس منافق ایمان لائے ۔ دوستی ان چاروں کی سبب ایمان کا جان ، اور نام پر ان چاروں کے قربان کر جان ۔ مصرع

دشمنی ان کی کفر ھے بے شک

اور دشمن اصحاب ثلاثہ کا دشمن حضرت مرتضٰی علی کا ھے اور دشمن حضرت مرتضٰی علی کا دشمن اصحاب ثلاثہ کا ھے ۔ جب تلک دم میں دم ھے ھر دم ان کی دوستی کا دم مار اور جان و مال اپنا ان کے نام پر سے کر نثار ۔

منقبت آئمہؑ معصومین یعنی دوازده امام و چهارده معصوم که دوازده بروج سپهر هدایت ومه چهاردهم ملک شرف و عزت اند رضی الله تعالی عنهم واستدعاے مطالب از جناب قاضی الحاجات منظوم

به حق حضرت خیرالبشر خداوندا
به حق شاه ولایت به حرمت زهرا

به آن امام که بے اختیار ہو جس نے
تری رضا میں ھلاھل کو نوش فرمایا

به حق حضرت شبیر سبط خاص نبی
که اس نے راه میں تیری کیا ہے سر کو فدا

به حق حضرت زین[1] العبا که بعد پدر
ہوا تھا ظلم سے غربت کا بادیه پیما

به حق حضرت باقر که ذات پر اس کی
ہوا ہے کشف جہاں تک که علم ہے تیرا

به حق حضرت جعفر که صبح صادق کو
همیشه آئنۂ فیض سے ہے اس کی صفا

به حق موسئی کاظم که گلشن دیں کو
ہوئی ہے ذات سے اس کی شگفتگی پیدا

به حق حضرت موسی رضا که وه بے شک
ہے بحر علم لدنی کا گوهر یکتا

به حرمت تقی و هم نقی که ان کے سبب
لواے دین محمد ہے روز و شب برپا

---

۱ - مخفف زین العباد : زین‌العابدین -

به حرمت حسن عسکری که مثل حسن
ہمیشه خُلق حسن سے کلام تھا اس کا
به حق مہدیٔ ہادیٔ قاطع برہان
که وہ امام ہے اس آخری زمانے کا
به چاردہ تن معصوم ، چاردہ مطلب
امید ہے که عنایت کرے خداوندا
رہوں سریر شہی پر ہمیشه میں قایم
کبھو نه ہووے ترا سایه میرے سر سے جدا
مرے ہی نام کا خطبه ہو ہفت کشور میں
مرے ہی نام کا جاری ہو جا به جا سکا
رہوں ہمیشه جہاں میں به حرمت و عزت
کسو سے مجھ کو نه ہووے رجوع تیرے سوا
کبھی رہوں نه عنایات سے تری خالی
رہے مدام یه کیسا[1] جواہروں سے بھرا
جہاں یه عدل سے آباد ہو مرے یکسر
غنی ہو میری سخاوت سے خلق سر تا پا
جو خیر خواہ ہیں میرے رہیں سلامت وہ
حسود گرد کی مانند ہوں به باد فنا
نظر نه کیجیو زنہار جرم پر میرے
کرم سے بخشیو سر تا به پا به روز جزا
میں آفتاب ، دم صبح سر برہنه ہو
یه التجا میں تھا کرتا به حضرت مولا
پکارا ہاتف غیبی به چاردہ معصوم
بس اب خموش ، ہوئی مستجاب تیری دعا

۱- کیسه بمعنی تھیلی -

منقبت دستگیر صغیر و کبیر عارف بے نظیر حضرت پیر دست گیر ملک ولایت راست ملک عالی مقدار از خاک پایش کحل اولی الابصار

مہر منیر مشرق عز و جلال ، ماہ منور افق فضل و کمال ، قبلۂ ولایت ، کعبۂ ہدایت ، محبوب سبحانی ، غوث صمدانی ، سر حلقۂ اصفیاے زماں ۔ سر دفتر انقیاے جہاں ، یگانۂ حضرت صمدیت ، مقرب بساط احدیت ، پیر پیراں ، دست گیر دست گیراں ، نہنگ بحر عبادت و ریاضت ، محیط مواج کشف و کرامت ، قدوۃ الواصلین ، زبدۃ العارفین ، مقاصد مقصود دینی و دنیوی ، گوہر دریاے معنوی معدن لطایف انسیہ ، مخزن معارف قدسیہ ، نور جبین صبح غیب ، شمع شب افروز ظلمت ریب ، پسندیدۂ پسندیدگان ، برگزیدۂ برگزیدگان ، رہبر ایزد شناسان حق گزیں ، پیش رو کاشفان اہل یقیں ، کاشف استار حقایق سواد و بیاض ، واقف اسرار دقایق حضرت مبداء فیاض ، مظہر اسرار ربانی ، مرجع مقربان حضرت رحمانی ، حضرت محی الدین سید عبدالقادر جیلانی ، مخزن جود و کرم ، غوث الاعظم ، ملک ملک حق بینی السید الحسنی الحسینی قدس سرہ العزیز ۔

منظوم

جدار خانقاہ او بہ تعظیم
حریم کعبہ را ماند بتقدیم
ملک کردہ بسقفش آشیانہ
چو اندر سقفہا کنجشک خانہ

کرامات اور خرق عادات اور اوصاف پیر پیراں کے مسرق سے

مغرب تلک اور مغرب سے مشرق تلک مشہور و معروف اور باہر تحریر و تقریر سے ہیں[1] . . . . اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی ہیں ، اس واسطے حسنی اور حسینی کہتے ہیں اور نسب نامہ آں‌حضرت کا یہ ہے۔

نسب نامۂ پدریہ :

حضرت پیر دستگیر غوث‌الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سید شاہ ابو صالح جنگی دوست[2] ، حق بن سید شاہ ابی عبداللہ الجیلی بن سید شاہ یحییٰ زاہد بن سید شاہ محمد مورث بن سید شاہ داؤد بن سید شاہ موسیٰ ابن سید شاہ عبداللہ المورث بن سید شاہ موسیٰ الجون بن سید شاہ عبداللہ‌المحض بن سید شاہ حسن مثنیٰ بن سید شاہ امام حسن صلوات اللہ علیہ بن حضرت علی ابن ابی طالب صلوات اللہ علیہم اجمعین

نسب نامۂ مادریہ :

حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہ العزیز سید عبدالقادر ابن ام الخیر فاطمہ بنت عبداللہ صومعی ابن ابی الجمال السید محمد بن ابی محمد السید الطاہر ابن ابی عطاء السید عبداللہ بن ابی کمال السید عیسیٰ بن ابی علاؤالدین السید محمد بن السید علی العریضی بن السید الامام الجعفر الصادق بن السید الامام باقر بن السید الامام زین العابدین بن السید الامام حسین صلوات اللہ علیہ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب صلوات اللہ علیہم اجمعین۔

اور تھی عمر حضرت پیر دستگیر کی اکانوے برس کی۔

---

۱ یہاں شاید عبارت یہ ہے : والد ماجد کی طرف سے حسنی - - -

۲ بعض کتابوں میں ”جنگا دوست“۔

مخمس

قدوۂ اتقیا محی الدیں
زبدۂ اصفیا محی الدیں
سرور پارسا محی الدیں
رھبر اولیا محی الدیں
شہ دو سرا محی الدیں

اس کے کوچے کا جو ہے خاک نشیں
اس کا رتبہ ہے مثل عرش بریں
اس سے روشن ہوئے زمان و زمیں
اس میں کچھ شبہ اور شک ھی نہیں
سب کا ہے رھنما محی الدیں

ملک و حور و عالم و عامل
غوث و قطب اور عارف و فاضل
زاھد و شیخ و عابد و کامل
یہ سبھی مقتدی ھیں اے عاقل
اور ہے مقتدا محی الدیں

کیجے میرے درست امور شہی
میں نے دیکھا نہ تھا یہ وقت کبھی
پاؤں‌لغزش میں ھیں گے میرے ابھی
دست گیری کا وقت ہے گا یہی
تھام لو مجھ کو یا محی الدیں

بہر حق عرض آفتاب سنو
نظر مہر اس پہ جلد کرو
کام دل ذرہ ذرہ حاصل ہو
لو خبر جلد اور شتابی دو
درد دل کی دوا محی الدیں

اور سلسلہ پیری مریدی کا حضرت پیر دست گیر کی اس طرح ہے۔

شجرہ :

ابو محمد حضرت سید محی الدین عبد القادر الحسنی[1] الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، مرید ابوسعید المبارک ابن علی المخزمی[2] رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ۔ وہ مرید شیخ الملۃ والدین ابوالفضل بن عبد الواحد بن عبد العزیز التمیمی کے ۔ وہ مرید مسیر الملۃ والدین ابو الحسن علی بن محمد یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ۔ وہ مرید شیخ ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ۔ وہ مرید کہف الملۃ والدین ابی بکر عبد اللہ الوسیلے[3] رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ۔ وہ مرید سیدالطائفہ ابو القاسم حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ۔ وہ مرید فردالوقت ابوالمکارم خواجۂ دوسرا ابن مفلس السقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ۔ وہ مرید امام السا لکین شیخ العارف لسان الحق ابوالمحفوظ معروف بن علی الکرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ۔ وہ مرید امیر المعصومین حضرت سید امام موسی رضا صلوات اللہ علیہ کے ۔ وہ مرید حضرت سید امام موسیٰ کاظم کے ۔ وہ مرید حضرت سید امام جعفر صادق صلوات اللہ علیہ کے۔ وہ مرید حضرت سید امام باقر صلوات اللہ علیہ کے ۔ وہ مرید حضرت سبد امام زین العابدین صلوات اللہ علیہ کے ۔ وہ مرید عارف اسرار ملت ، کاشف العالم و صاحب الحقائق معدن الجود و الکرم افضل الایمۂ معصومین الاکرم سیدالتقی مقبول رسول الثقلین ابو عبد اللہ حضرت امام حسین صلوات اللہ علیہ کے ۔ وہ مرید امام المشارق و المغارب ، مطلوب الانبیا و المرسلین امام الاولین ولآخرین ھادی الخلایق اجمعین

۱۔ الحسینی میں نقطے یا کے زائد تھے ۔ صحیح ''الحسنی'' ہے ۔

۲۔ بعض کتابوں میں ''المخرومی ۔''

۳ ۔ ۔ ۔ (اصل)

شافع المذنبین ابو القاسم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علیٰ آلہ و اصحابہ الاکرم کے ۔

ابیات

به جان و دل اس کا ثنا خواں هوں میں
گدائے در شاہ جیلاں هوں میں
مجھے نام اس کا هے ورد زباں
مرا سر هے اور اس کا هے آستاں
اسی سے هوں امیدوار آفتاب
اسی کے تفضل سے هوں کامیاب
نگاہ کرم شاہ روشن ضمیر
مری دست‌گیری مرے دست‌گیر
شتابی سے حاصل هوں سبط نبی
مقاصد مرے دینی و دنیوی

سبب تصنیف و تالیف ایں کتاب مستطاب

مصنف اس حکایت رنگین اور مولف اس افسانۂ شیریں کا گدائے درگاہ حضرت محمد رسول اللہ ، ابو المظفر جلال الدین محمد شاہ عالم بادشاہ نام ، اور تخلص اس ذرۂ جناب الٰہی کا مثل آفتاب عالم‌تاب کے ماہ سے ماهی تلک مشہور اور مشرق سے مغرب تلک معروف هے ۔ ایام طفولیت سے خاطر مبارک هماری مائل اور راغب طرف سخن فہمی اور سخن سنجی کے هے ، اور سخن‌گوئی اور سخن‌دانی مشکل ترین فنون هے ، اور بغیر امداد الٰہی کے اشعار برجستہ کہنے ممکن نہیں ۔ جیسا کہ کہتے هیں ''الشعراء تلامیذ الرحمان'' یعنی شاعر گشارد خدا کے هیں ، چنانچہ شیخ نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ کہا هے :

بیت

سخن گفتن و بکرجان سفتن است
نہ ہر کس سزائے سخن گفتن است

اور اکثر بزرگ حق شناس اور بادشاہ قدسی اساس مشغول اور مصروف اس طرف رہے ہیں۔ ہر چند ہر ایک علم اپنا اپنا رکھتا ہے، لیکن نشہ شعر کا بھی خالی کیفیت سے نہیں۔ اور جب سب علموں سے ماہر ہو، تب اس علم سے واقف ہو۔ جب چند دیوان بہ‌زبان فارسی اور بہ‌زبان ریختہ ارشاد حضور والا مرتب ہوے اور کبت دوہرے حد سے گذرے، یکایک یہ مزاج اقدس ارفع اعلی میں آیا کہ قصہ زبان ہندی میں بہ عبارت نثر کہیے اور کوئی لفظ اس میں غیر مانوس اور خلاف روزمرہ اور بے محاورہ نہ ہو اور عام فہم اور خاص پسند ہووے کہ جس کے استماع سے فرحت تازہ اور مسرت بے اندازہ مستمع کو حاصل ہو، اور آداب سلطنت اور طریق عرض و معروض دریافت ہوں۔ اور اگر جاہل پڑھے تو اس کے فیض سے عالموں سے بہتر گفتگو اور بول چال بہم پہنچائے۔ القصہ یہ قصہ بارہ سے سات (۱۲۰۷) ہجری میں لکھنا کیا شروع اور نام ''عجائب القصص'' رکھا۔

ابیات

عجب ہے یہ افسانۂ دل فریب
عجب گفتگو ہے عجیب و غریب
عجب شوق اس میں عجب عشق ہے
سنے جب کہ عاشق کہے عشق ہے
مئے عشق سے ہے یہ لبریز جام
رکھے جان مغموم کو خوش مدام

فقط برگ گل سے نہ رنگیں ہے یہ
لب لعل شیریں سے شیریں ہے یہ
تعشق کی دی اس طرح میں نے داد
کہ جس سے رہے روح فرہاد شاد
کہیں بزم کا اس میں سامان ہے
کہیں رزم ہے اور میدان ہے
کہیں سحر ہے اور کہیں ہے طلسم
عجب میں نے باندھا ہے اس میں طلسم
سخن میں مرے ہیگی وہ ساحری
کہ گوسالہ ہے اس جگہ سامری
یہ وہ آب شیریں کی ہے سلسبیل
کہ پانی بھرے دیکھ کر رود نیل
کہیں ایسا سرسبز مزرع نہیں
نہیں اس طرح کا مرقع کہیں
کہاں پہنچے اس نقش کو نقش چیں
ثریا و مہ اس کا ہے خوشہ چیں
عجب ہے یہ افسانہ حیرت فزا
جدھر دیکھو عالم ہے تصویر کا
یہ تریاق ہے بہر زہر الم
یہ ہندوستاں کا ہے باغ ارم
بنایا غرض میں نے یہ بوستاں
کہ ہو باعث فرحت دوستاں
کرے جو کہ اس باغ میرے کی سیر
دعا دے مجھے عاقبت ہو بہ خیر

آغاز داستان

مشتمل بر جوہر نمائے پاک گوہری ، بساط آرائے دادگستری ، دانش آموز خرد پروراں ، دیدہ افروز والا نظراں ، کام بخش مراد ، جوہر شناس استعداد ، حق پژوہ راستی نیوش ، داد پرست انصاف کوش ، چہرہ پیرای بزم ، عرصہ آرای رزم ، فلک رتبت نیک اختر ، ماہ منزلت خورشید فر ، عدوسوز ، خصم گداز ، سلیمان شکوہ آصف نواز ، تاج ربائے بادشاہان ذی شان ، سجدہ فرمائے کج کلاہان ، خدیو گیہان ، شہنشاہ والا دست گاہ حضرت مظفر شاہ خلد اللہ مکلہ و سلطانہ

راویوں نے یوں روایت کی ہے کہ خطا و ختن کے شہر میں ایک بادشاہ مظفر شاہ نام صاحب عدل اور داد تھا ۔ رعیت تمام اُس سے رضامند اور خوش اور آسودہ تھی ۔ اور اُس بادشاہ کے عصر میں کسو کے دل پر ملال نہ تھا ۔ ہر ایک عیش و عشرت میں

بسر لے جاتا تھا، کہ دن عید تھا اور رات شب برات تھی ۔ لیکن آس بادشاہ صاحب عدل کے اولاد نہ تھی ۔ لیل و نہار اس الم میں اس کے گزرتے تھے ۔ ایک دم اس فکر سے خالی نہ تھا ، اتفاقاً ایک روز آرسی ہاتھ میں لے کر چہرے کو اپنے دیکھتا تھا ۔ یکا یک موئے سفید ڈاڑھی میں نظر آیا ۔ دیکھ کر اول آب دیدہ ہوا ، بعدہ بے اختیار رویا کہ افسوس عمر آخر ہوئی ، یعنی پیغام اجل پہنچا اور میرے یہاں کوئی وارث تاج و تخت پیدا نہ ہوا کہ آس سے تا قیامت میرا نام رہتا اور نگہبان میرے تاج و تخت کا اور ناموس کا ہوتا ۔ اسی فکر میں غم آلودہ ہو کر باہر آیا اور دربار کیا ۔ وزیر و امیر اور تمام ارکان دولت اور تمام خورد و کلاں اہل کار باریاب مجرے کے ہوئے ۔ ہر ایک نے بادشاہ کے تئیں نہایت فکر مند پایا لیکن کسو کو جرأت نہ ہوئی کہ باعث اس فکر کا بادشاہ سے پوچھے ۔

از بس کہ وزیر خو کردۂ عنایات بادشاہی تھا ، آداب بجا لا کر باعث فکر کا بادشاہ سے پوچھا ۔

یک مرتبہ اس بات کے سنتے[1] وزیر سے، بادشاہ کی آنکھوں میں آنسوبھر آئے اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور اس کے بعد احوال اپنا سب بیان فرمایا ، اور یوں ارشاد کیا کہ اے وزیر بے نظیر ! تفضلات خالق دوجہاں سے جس قدر اسباب سلطنت و حشمت کا اور جاہ و جلال کا چاہیے ، سب موجود ہے ، کسی نوع کی کمی نہیں ؛ لیکن شب و روز اس درد و غم میں اپنے گزرتے ہیں ۔ یہ فرما کر بادشاہ نے طرف آسمان کے نظر کی اور یہ شعر زبان پر لایا :

۱۔ کسی نے دوسری سیاہی سے ''ہی'' اضافہ کیا ہے ۔

فرد

کر دور درد و غم کو دل شاد کر الہٰا
فرزند دے کے گھر کو آباد کر الہٰا

یہ شعر پڑھ کر وزیر کو یوں ارشاد کیا کہ اے وزیر! غم خوار اپنے درد کا سوا تیرے میں کسو کو نہیں پاتا ۔ پس میں چاہتا ہوں کہ سریر سلطنت تجھے سپرد کر کے ترک لباس کریے اور سیاحی کوہ و صحرا کی اختیار کیجیے ۔ شاید کہ عنایت الٰہی سے کسو صاحب کمال سے یا اولیا سے ملاقات میسر آوے اور میں اس سے اپنا اظہار مطلب کروں اور اس کی دعا سے اپنے مقصود کو پہنچوں اور بہ دستور تخت بادشاہی پر آ کر قائم ہوں ۔ اگر خدا نخواستہ مطلب نہ ہوا ، زنہار نہیں آنے کا ۔ تو جان اور یہ سلطنت جانے ۔

وزیر یہ سنتے ہی تصدق اور بلاگرداں ہوا اور یہ عرض کی کہ اے جہاں پناہ! میں بھی اسی درد میں گرفتار ہوں کہ اولاد میرے بھی نہیں ۔ پس اس غم میں چاہتا تھا کہ حضرت سے رخصت سیر کی لوں اور ترک وزارت کروں ۔ چہ جائے کہ عوض حضرت کے پادشاہت کروں ۔ حق تعالیٰ حضرت کو تخت سلطنت پر صد و بست سال قائم اور سلامت رکھے ۔ امید وار ہو کر یہ عرض کرتا ہوں ، جناب اقدس میں پذیرا ہو ۔

بادشاہ نے ارشاد فرمایا ”تجھ جیسا خیر خواہ جو حضور میں عرض کرے گا ، البتہ قبول ہوگی ۔“

یہ سنتے ہی وزیر تصدق اور قربان ہوا اور عرض کی کہ غلام کے تئیں ایک چالیس دن کی مہلت ہو کہ اس عرصے میں تلاش صاحب کمالوں کی کر کے اظہار مدعا حضور کا اور اپنا کرے ۔

امید فضل الٰہی سے قوی ہے کہ مقصد کو پہنچیں ۔ اگر خدا نخواستہ کوئی صاحب کمال اس جا بہم نہ پہنچا اور کسی سے عقدہ کشائی نہ ہوئی ، لاچار غلام بھی ہمراہ رکاب سعادت کے سفر اختیار کرے گا ۔

بادشاہ نے یہ سن کر وزیر کو چالیس دن کی مہلت دے کر رخصت فرمایا ۔

وزیر حضور سے رخصت ہو کر اپنے گھر آیا اور دربار کیا ، اور جتنے اپنے ارکان تھے ان سے اظہار ماجرا حضور کا اور اپنا کیا اور یہ کہا کہ اگر تمھارے تئیں خوشنودی حضور کی اور اپنی بہبود منظور ہے، لازمہ بندگی کا یوں ہے کہ کوئی ایسا صاحب کمال اور صاحب کشف و کرامات پیدا کیجیے کہ جس کے باعث عقدہ کشائی ہووے ۔

یہ سنتے ہی ایک شخص آداب بجا لایا اور یہ عرض کی کہ اسی نواح میں ، یہاں سے قریب بیست کوس کے مدائن ایک قریہ ہے کہ وہاں ایک درویش خدا رسیدہ رہتا ہے ۔ اکثر جو کسی نے اپنا مدعا اظہار ان سے کیا ہے ، بے شک مطلب کو پہنچا ہے ۔ اگر وزیرالممالک بھی تشریف فرما ان کی بندگی میں ہو کر عرض مدعا کریں ، امید قوی ہے کہ یہیں اپنے مقصد کو پہنچیں ۔

یہ سنتے ہی وزیر بے اختیار خوش ہو کر واسطے مجرائے حضور کے اور ظاہر کرنے اس امر کے سوار ہوا ۔ بعد ایک ساعت کے باریاب مجرائے حضور ہوا ۔

بادشاہ کے تئیں اس کے آنے سے ایک تعجب خاطر میں گزرا کہ وزیر کا آنا اس عرصے میں خالی سبب سے نہیں ۔ غالب کہ کچھ مژدہ خوشی کا لایا ہوگا ۔

آخر الامر وزیر تصدق اور بلا گردان ہوا اور وہ ماجرا اسی

درویش کا اور تمام اس کے کمالوں کا جو اس شخص سے سنا تھا، تمام عرض کیا اور رخصت طلب اپنے جانے کا اس درویش کے پاس ھوا۔

یکایک بادشاہ اس احوال کو سن کر خوش ھوا اور یوں فرمایا کہ بہتر اس سے کیا ھے کہ ھم بھی چل کر زیارت ایسے اھل اللہ کی حاصل کریں اور ان کی برکتوں سے ھم کامیاب مدعا سے ھوویں۔

وزیر نے عرض کی جو کچھ کہ صلاح دولت ھے، سراپا بہتر ھے۔

پس بادشاہ پوشاک، فاخرہ اور جواھر بے بہا پہن کر سوار ھوا اور جو نذر و نیاز واسطے درویش کے لینی تھی لی، اور وزیر کو خواصی میں سرفراز کیا، اور دل میں یہ کہتا چلا کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے باعث اس درویش کے ھم کو اپنے مقصد دلی پر پہنچا کر فرحت بخشے، عجب نہیں ھے۔

عاقبت کار سواری بادشاہ کی جب قریب مداین کے پہنچی، ھاتھی پر سے اتر کر ھوادار پر سوار ھوا اور وزیر پیادہ پا رکاب میں چلا، اور سواری کے لوگوں کو ارشاد فرمایا کہ سب یہیں حاضر رھو۔ سوائے وزیر کے کوئی ھمراہ ھمارے نہ آوے۔ لوگ سواری کے ارشاد حضور کا بجا لا کر آگے نہ بڑھے۔ وزیر اور بادشاہ تنہا خدمت میں اس درویش کی حاضر ھوئے۔ درویش نے نائب پیغمبر سمجھ کر تعظیم کی اور مصافحہ کیا اور عزت سے نزدیک اپنے بٹھایا۔ یکایک بادشاہ نے چہرے پر اس درویش کے نظر کی، سراپا کمال پیشانی پر اس کی نمایاں پایا۔ دل میں یقین کلی ھوا کہ بے شک یہ خدا رسیدہ اور صاحب کمال ھے، مقرر ھم اپنے مدعا کو پہنچیں گے۔

اتنے میں فقیر خطرے پر بادشاہ کے آگاہ ھوا اور یوں کہا کہ اے بادشاہ عصر! میرے پاس باعث آنے کا کیا ھے؟

بادشاہ نے عرض کی کہ حضرت روشن ضمیر ہیں ، احتیاج عرض کی نہیں ۔

اس درویش نے بادشاہ سے فرمایا کہ مجھ گدائے ہر در کو یہ قدرت اور یہ روشن ضمیری کہاں ۔

بادشاہ نے یہ سن کر عرض کی کہ حضرت مقرب اور مقبول درگاہ الہی کے ہیں اور مالک دین و دنیا کے ہیں ۔ سوائے تمھارے کس سے اظہار مدعا کریں ۔

فقیر نے بادشاہ کو بے اختیار مضطر واسطے اپنے مدعا کے پایا اور اپنے کشف سے معلوم کر کے بادشاہ سے فرمایا کہ تمھارے تئیں اور وزیر کے تئیں آرزو فرزند ہونے کی ہے ، کہ ہماری قسمت میں فرزند ہے یا نہیں ۔

یہ سنتے ہی بادشاہ مسرور ہوا اور عرض کی کہ فی الواقع حضرت صاحب کشف ہیں ۔ سوائے اولاد کے ہمیں اور کچھ استدعا نہیں ہے ۔

درویش بادشاہ سے یہ مدعا سن کر مراقبے میں گیا ۔ بعد ایک ساعت کے سر مراقبے سے اٹھا کر یوں ارشاد کیا ''الحمد للہ والمنۃ ! یوں معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں کی تقدیر میں فرزند جناب الہی سے بعد بارہ مہینے کے عطا ہووے گا کہ جن کے باعث سے فرحت تمام تم دونوں کو حاصل ہووے گی اور تمھارے بعد مالک تاج و تخت کا ہووے گا اور ہفت اقلیم اس کے تصرف میں آوے گا اور شجاع ایسا ہوگا کہ جن و پری اس کے تسخیر ہوں گے ۔ لیکن جس وقت کہ بارہ برس کا ہووے گا اس کے تئیں سفر در پیش آوے گا اور وہ تم سے رخصت چاہے گا ۔ لازم ہے تمھارے تئیں کہ اسے رخصت دینا ۔ اگرچہ اس کے تئیں اس سفر میں بہت سی خرابیاں درپیش آویں گی لیکن بعد از مدت مدید کے کامیاب

ہوکر ملازمت تمھاری حاصل کرے گا ۔ اسی نوع کی باتیں کر کے بادشاہ کی دل جمعی اور تشفی کر کے رخصت کیا اور روپیہ و اشرفیاں جو بادشاہ اور وزیر نے اس درویش کو نذر گذرانی تھیں ، سب فقرا کو اور مسکینوں کو اور محتاجوں کو تقسیم کردیں اور اپنے مصرف میں کچھ نہ لائے ۔

عاقبت الامر بادشاہ رخصت ہو کر سوار ہوے اور رونق افزا دولت سرا کے ہوے ۔ بعد چند روز کے معلوم ہوا کہ زوجۂ بادشاہ حمل سے ہے اور زوجۂ وزیر کے تئیں بھی حمل ہوا ۔ یہ دریافت کر کے بادشاہ اور وزیر کے تئیں حد سے زیادہ خوشی خرمی حاصل ہوئی اور سجدات شکر جناب الٰہی میں بجا لائے ۔

بعد ازا پانچ مہینے کے شادی دودھ دیکھنے کی دربپش آئی ۔ حکم اہل کاروں کو واسطے تیاری کے بھیجا اور جا بہ جا کے جتنے اہل نشاط تھے ، آن کر حاضر ہوئے ۔ جس وقت کہ سونے روپے کی آرسی مرصع کار پر دودھ دیکھ چکے ، مبارک سلامت کی دھوم محل معلی میں برپا ہوئی ۔ بادشاہ کی ہمشیرہ جو تھی ، واسطے اپنے نیگ لینے کے آئیں ۔

بادشاہ نے افراط خوشی سے خلعت فاخرہ اور جواہر مرصع پہناکر ، سو کشتیاں جواہر کی اور بیست ہزار اشرفیاں اور دس لاکھ روپیہ ہمشیرہ کو نیگ میں مرحمت کیں ۔ اور ہر ایک اہل نشاط جو مجرا کرتے تھے ، لاکھوں روپیہ ان کے تئیں انعام فرمائے ۔

بعد چندے شادی نوماسی کی شروع ہوئی ۔ بادشاہ نے دائی کے تئیں حضور میں یاد فرماکر سوا لاکھ روپیہ مرحمت کیے اور ارشاد فرمایا کہ جب تلک شہزادہ تولد ہو ، شب و روز خدمت

---

۱ - رسم

میں بیگم صاحبہ کے حاضر رہنا -

جو کچھ ارشاد حضور سے ہوا تھا، بہ سروچشم قبول کرکے آداب بجا لائی اور رخصت ہو کر با ساز و سرانجام حضرت بیگم کی خدمت میں حاضر رہنے لگی - اور رات دن محل میں دھوم عیش و عشرت کی برپا ہوئی -

جب کہ نو مہینے خیر و عافیت سے پورے ہوئے، دائی بہ خوشی تمام متوجہ واسطے تولد شاہ زادے کے ہوئی اورا تیاری گود بھرنے کی ہونے لگی -

ابیات

جب پیٹ کو لگانے لگی دائی لے کے تیل
ہمشیرہ بولی شہ کی نہ کر جلدی نہیں یہ کھیل
ہم بھی امیدوار تو ایسے ہی دن کے تھے
دوں گی نہ تیل لگنے نہ تا بھائی نیگ دے

یہ خبر حضور میں پہنچی کہ ہمشیرہ جو حضرت کی ہیں واسطے نیگ کے جھگڑ رہی ہیں اور دائی کو اپنی بھاوج کے پیٹ میں تیل لگانے نہیں دیتیں -

بادشاہ نے یہ سن کر ہزاروں روپے اور اشرفیاں واسطے ہمشیرہ کے نیگ کے دینے کو طلب کیں اور فرمایا ''اپنے کرم سے اللہ نے یہ دن دکھائے کہ ہمشیرہ واسطے نیگ کے مجھ سے جھگڑیں-''

القصہ جو کچھ کہ نیگ دینا تھا، رضا مند کرکے دیا اور بادشاہ نے وزیر کے تئیں طلب فرما کر یہ ارشاد کیا کہ پنگھوڑا طلائی مرصع کار اور چھپر کھٹ طلائی مرصع اور پلنگڑی، مرصع اور چسنی اور چٹی پٹی یاقوت و زمرد کی اور جھومر مروارید کا اور جوڑی پوشاکی ہر ایک طرح کی جلد تیار کرکے ارسال محل معلی میں کرو-

---

۱- رسم

وزیر یہ سنتے ہی آداب بجا لایا اور نہایت خوشی سے مطابق حکم حضور کے رخصت ہو کر درپے تیاری کے ہوا ۔ جتنے اہل حرفہ تھے ، مثل مرصع کار و نجار و نگینہ ساز اور نقاش اور خیاط ، غرض کہ چھتیس کارخانے والے آن کر حاضر ہوئے اور متوجہ اپنے کام کے ہو کر درپے تیاری کے ہوئے ۔

بعد کئی دن کے معلوم ہوا کہ بادشاہ زادی کے تئیں درد زہ شروع ہوا ۔ یہ خبر بادشاہ کو پہنچی ۔ بمجرد اس خبر کے سنتے ہی ایک مکان منقش طلائی جس کی چھتیں زر نگار مرصع کار اور دروازے زمرد یاقوت کے اور پردے زربفت کے اور چلونیں سونے روپے کی تھیں ، اس مکان کے صحن میں ایک حوض زمردی ، گرد اس کے نہر لعل کی اور یاقوت کی اور سنگ فوارہ زبرجد کا ایک ڈال تھا، اور وہ حوض اور نہریں لب ریز بید مشک اور گلاب سے تھیں، بادشاہ نے بادشاہ زادی کے تئیں واسطے تولد کے مرحمت فرمایا ۔ بادشاہ زادی حسب الحکم حضور کے بہ سرور تمام داخل اس مکان روح افزا کے ہوئی ۔

بادشاہ پوشاک شاہانہ مع جواہر بے بہا پہن کر دیوان خاص میں رونق افزا سریر سلطنت پر ہوئے ۔ وزیر اور امرایان عظام اور ارکان دولت کے تئیں یاد فرمایا اور جتنے اہل نشاط مثل کنچنیاں اور چونہ پزنیاں اور ڈومنیاں اور لولیاں شوخ و شنگ مع ساز نشاط ، جوڑے تماسی اور تاس اور بادلے کے پہنے ہوئے آن کر حاضر ہوئے اور منتظر حکم کے رہے ۔ اور حکم حضور کا درواغۂ نوبت خانہ یعنی میر نوبت کو پہنچا کہ نقار خانے میں نقارچیوں کو حکم پہنچاؤ کہ تیاری نوبت شادیانے کی کریں ۔ یہ حکم پہنچتے ہی نقارچیوں نے سونے روپے کی چوبیں ہاتھوں میں لے اور نقاروں کو سینک سانک منتظر احکام نوبت بجانے کے رہے ۔ اور شہنا نواز اور نفیری

بجانے والے وہ بھی انتظار احکام کے رہے ۔ اور ادھر محلی حضور سے دم بہ دم محل معلیٰ میں واسطے خبر کے جاتا تھا ۔

یک مرتبہ عرضی نا ر کی مع نذر مبارک باد تولد شاہ زادۂ بلند اقبال کی محلی نے گذرانی اور عرض کی کہ الحمد للہ وارث ناج و تخت شاہ زادہ بلند اقبال تولد ہوا۔ حق سبحانہ تعالیٰ زیر سایۂ بند پایۂ حضور تا صد و بیست سال بہ ناز و نعم و بہ جاہ و اقبال سلامت رکھے ۔

بادشاہ نے یہ خوش خبری سنتے ھی ملبوس خاص مع جواہر ناظر کو مرحمت فرمایا ۔

ناظر نے خلعت ملبوس پہن کر نذر گزرانی اور بعد آس کے بادشاہ نے جا نماز خانے کے داروغے کو طلب فرما کر جانماز اور تسبیح مروارید منگوائی ۔ تسبیح خانے میں بچھوا کر دوگانہ اور سجدہ شکر کا ادا کیا اور حکم اھل نشاط کو فرمایا کہ وہ متوجہ سماع اور رقص کے ہوئے ۔

فرد

اھل نشاط ھر سو گانے لگے اڑانا
اور گاتے اک طرف کو مل کر سبھی شہانا

اور نقار خانے میں نوبت بجنی شروع ہوئی اور جتنے بندگان حضور تھے ، ھر ایک نے نذر تہنیت کی گزرانی اور بادشاہ نے وزیر کو اور تمام ارکانان دولت کو جتنے خورد و کلاں تھے اور اھل کار اور کارخانے والے تھے ، ھر ایک کے تئیں موافق مراتب کے خلعت عطا فرمائے ۔

بعد اس کے محلی نے آن کر حضور میں عرض کی کہ حضرت ہمشیرہ بیگم واسطے نیگ کے عرض کرتی ھیں اور نل کاٹنے نہیں

دیتی ھیں۔ بادشاہ نے یہ سن کر عوض نیگ کے سند بخارا اور سمرقند کی جاگیر میں عطا فرمائی اور خراج یک سالہ شہر اصفہان کا مع کشتی ھاے جواہر گراں بہا اور پارچہ ھاے پوشاک بے حد و بے شمار عنایت کیے۔ محل معلی میں بھی اھل طرب جتنے تھے، بہ دستور متوجہ راگ و رنگ اور رقص اور سماع کے ھوئے اور آواز مبارک و سلامت کی زمین سے لے فلک تک بلند ھوئی۔

بادشاہ نے مبشر الملک منجم کو یاد فرما کر یوں ارشاد کیا کہ تقویم طالع موافق ستاروں کے درست کرکے نام شاہ زادے کا عرض کرکے اور چھٹی کا دن مقرر کرو۔ حسب الحکم حضور انور کے نام شاہ زادے کا شجاع الشمس عرض کیا اور چھٹی کا دن مقرر کیا۔ بادشاہ نے مبشر الملک منجم کو خلعت سے سرفراز کرکے ایک جاگیر سیرحاصل مرحمت فرما کر رخصت کیا، اور حضرت خود بدولت داخل محل معلی کے ھوئے۔ وزیر اور ارکان دولت برآمد ھوکر متوجہ اپنے گھروں کے ھوے اور بادشاہ زادے کو پنگھوڑا طلائی مرصع کار میں ڈال کر جھلانے لگے:

کبت پالنا

کنچن کھنبھہ جڑاو جڑے اور ڈانڈی سرنگ رنگی من بھائی
ریشم ڈوری زرتار کی بار بار جھولاوت مائی
ھاس ھلاس ھلاس کریں سب سندر نار سنگار سہائی
جھولت ھے للنا پلنا پر روپ انوپ بنو سکھ دائی

ایضاً دوھرہ پالنا

جڑے جواھر پالنا
ریشم ڈور لگائے

جھولت پیارو پوت ہے
ما مکھ دیکھ سہاے

یک مرتبہ ھرکارے نے وزیر الممالک نیک اختر کے تئیں اثنائے راہ میں خبر تولد وزیر زادے کی عرض کی ۔ وزیر اس خبر کو سنتے ہی مثال گل کے شگفتہ ہوکر پھر حضور معلی میں روانہ ھوا اور ادھر وہیں حضور والا میں پرچہ اخبار کا گذرا کہ وزیر الممالک حضور والا میں دوبارہ آتے ھیں ۔ بادشاہ کے تئیں باعث تعجب اس خلاف معمول کا ھوا ۔ وہیں ایک دم میں خبر گذری کہ وزیر دیوان خاص میں حاضر ہے ۔

از بس کہ بادشاہ کے تئیں خاطر وزیر کی سب سے زیادہ تھی ، برخلاف معمول بادشاہاں باھر دیوان خاص میں دوبارہ تشریف لاکر رونق افزا کرسی زریں پر ھوئے ۔

وزیر نے سلام گہ میں آن کر مجرا کیا اور ایک ھزار و ایک اشرفی نذر گذرانی ۔ بادشاہ نے استفسار اس نذر دوبارہ کا کیا ۔

وزیر نے عرض کی کہ فضل ایزد متعال سے خانہ زاد تولد ھوا ۔

بادشاہ نے یہ سنتے ہی وزیر کو خلعت عطا فرمایا اور نام وزیر زادے کا اختر سعید رکھ کر وزیر کو رخصت کیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اختر سعید اور بادشاہ زادہ شعاع الشمس محل معلی میں ایک جا پرورش پاویں ۔

نیک اختر وزیر احکام حضور والا بہ سر و چشم قبول کرکے رخصت ھوا اور اپنے گھر آیا اور دیوان کر کے اھل نشاط اور اھل طرب کو یاد کیا ۔ سب آن حاضر ھوئے ۔ راگ و رنگ سے

۱- کتاب کی جلد بنانے میں یہاں صفحے غلط ترتیب سے لگ گئے ھیں۔

مجلس گرم ہوئی اور جتنے خورد و کلاں اور صغیر و کبیر تھے اور جو متوسل وزیر کے تھے، آن سبھوں نے نذریں تہنیت کی گزرانیاں۔ بعد اس کے داخل محل اپنے کے ہو کر مشغول راگ و رنگ کا ہوا اور جو کچھ اسباب چھٹی کا موافق حکم حضور کے تیار کیا تھا، حوالے خان ساماں کے کیا۔

اتنے میں روز چھٹی کا جو مقرر کیا تھا آن پہنچا۔ خان ساماں نے اسباب چھٹی کا تمام و کمال بادشاہ کی نظر سے گزران کر داخل محل معلیٰ کے کیا۔ شادی چھٹی کی جس طور سے چاہیے تھی، شروع ہوئی، اور ادھر تیاری بادشاہ زادی کی اور بادشاہ زادۂ نونہال کی عمل میں آئی۔ چوکی صندل کی بچھا کر غسل چھٹی کا بادشاہ زادی نے کیا اور خلعت فاخرہ گراں بہا مع جواہر بیش قیمت کہ ہر ایک رقم اُس کا خراج یک سالہ کشور چین کا تھا، بادشاہ زادی نے پہنا۔ بادشاہ زادے کے تئیں بھی غسل چھٹی کا دے کر پوشاک دیبائے چینی و رومی کہ اُس کی قیمت سات لاکھ اور بیس ہزار روپے تھی، پہنائی اور جواہر مثل لڑی و لٹکن و سرپیچ مرصع اور جیغہ اور نورتن کہ ہر ایک عدد اپنی قیمت میں بیست بیست لاکھ روپے کا تھا، زیب جسم بادشاہ زادے کا ہوا۔ القصہ گود بادشاہ زادی کی میوہ جات اقسام سے بھری۔

دوھرہ چھٹی

میوہ مصری آددی
ساماں سبھی منگائے
چھٹی کرے چت چای سوں
نیکی گاے بجاے

بعد اس کے بادشاہ زادے کو گود میں لے کر سہرا موتیوں کا اور مقیش کا باندھ کر متوجہ صحن دولت سرا کے ، واسطے تارے دیکھنے کے ہوئی ۔ کئی ایک مغلانیاں کلام اللہ اور کئی ایک بیگمات موافق رسم کے تلوار برہنہ کی ہوئی سر پر ہمراہ تھیں ۔ پانچ ہزار ارباب نشاط کنچنیاں اور ڈومنیاں شہانی مبارک باد کی گنیاں ہمراہ ہوئیں اور جتنی بیگمات اقربایان بادشاہ اور بادشاہ زادی کی تھیں ، گل ہائے زر و سیم نثار کرتیں ہمراہ ہوئیں ۔

کبت چھٹی

آیو چھٹی کا مبارک با سر چار سنگار کرے سب بالن
لے لے نچھاور دینے لگیں بہو موتی بھر بھر کنچن تھالن
منگل گاوت ای سبھی تیہ لایو بنائے کے سندر پالن
دیت اسیس رہو چرجی جو لاوت مات ہے جھولت لالن

اس قدر پھول سونے روپے کے صحن دولت سرا میں پھیلے تھے کہ تمام صحن رشک باغ ارم ہوا تھا ۔ اور ادھر بادشاہ تیر و کمان ہاتھ میں لے کر چھپر کٹ مرصع کار پر استادہ ہو کر کمال خوش وقتی سے متوجہ مرگ مارنے کے ہوئے کہ اتنے میں ہمشیرہ بیگم نے آ کر طلب اپنا نیگ کیا ۔ بادشاہ نے بہ سرور تمام موافق خواہش ہمشیرہ بیگم کے بلکہ زیادہ خواہش سے بے حد بے عدد مرحمت فرمایا ۔ اور بادشاہ زادی تارے بہ ساعت سعد دیکھ کر رونق افزا چھپر کٹ کی ہوئی ۔ بادشاہ چھپر کٹ سے اتر کر متوجہ خواب گاہ کے ہوئے اور تمام محل میں سوائے بادشاہ اور بادشاہ زادی کے ہر ایک بیگمات کے رو بہ رو طائفے ارباب طرب کے گرم رقص و سماع کے ہوئے ۔

منظوم

کہیں ڈومنی اور کہیں کنچنی
تھرکتی تھی اپنے مزے میں کھڑی
کہیں بھانڈ کولھوں کے تئیں کج کیے
مٹکتے تھے گالوں پہ انگلی دیے

غرض کہ چالیس رات اور دن ، کیا اندرون محل اور کیا بیرون محل، صحبت راگ و رنگ کی تھی بلکہ تمام ساکنان دارالخلافہ میں بہ‌سبب تولد شاہ زادے کے دن عید تھا اور رات شب برات تھی۔

القصہ بعد چھٹی کے نیک‌اختر وزیر نے اختر سعید وزیر زادے کے تئیں مع دائیاں اور مغلانیاں اور ددائیں اور انگائیں اور پرستاریں اور کنیزیں ، غرض کہ پانچ سے (سو) آسامیاں ہمراہ کرکے حسب الحکم حضور کے داخل محل معلیٰ کے کیا اور آپ وزیر آن کر حضور میں حاضر ہوا۔

بادشاہ نے وزیر کو خلعت دے کر رخصت کیا اور جتنی آسامیاں اختر سعید وزیر زادے کی آئیاں تھیں ، ہر ایک اسم کی فرد منگا کر درماھہ دستخط خاص سے مقرر کر کے پان سے[1] خوان طعام کے الوش خاص سے دونوں وقت اُن آسامیوں کی خاطر مقرر فرمائے اور وزیر کے یہاں سے بھی بہ دستور درماھے آن کے مع خوان ھاے طعام مقررتھے۔ اور بادشاہ زادہ شجاع الشمس اور وزیر زادہ اختر سعید دونوں اُس مکان روح افزا میں پرورش پانے لگے۔

۱۔ پان سے ، یعنی پانچ سو۔

بیت

بہ گہوارۂ ناز شام و سحر
لگے رہنے جیسے صدف میں گہر

لیکن بادشاہ بہ سبب افراط محبت کے ہر علی‌الصباح نماز اور وظایف سے انفراغ حاصل فرما کے اُس مکان روح افزا میں تشریف لا کر شہزادۂ نونہال ، بلند اقبال شجاع الشمس کے دیدار فرحت آثار سے سرور اور نور بصر حاصل کرکے ددا اور دائیاں اور انگاؤں کے تئیں جیب خاص سے کچھ روپے اور اشرفیاں بہ خوشی تمام مرحمت فرما کے رونق افزا دیوان خاص کے ہو کر جلوہ آرا سریر شاہی پر ہوتے تھے۔ وزیر اور امیر اور ارکان دولت اور اہل کاران صغیر و کبیر کا مجرا لے کر بعد دو چار گھڑی کے داخل محل معلیٰ کے ہوتے تھے۔ اور شب و روز جناب احدیت سے یہ تمنا تھی ، کون سا روز ہو گا کہ شادی سال گرہ اس قرۃ العین کی ظہور میں آوے گی۔ اُس کریم کار ساز نے اس دعا کو بادشاہ کی مستجاب فرمایا وہ سال بہ خیروعافیت گزرا اور سال دویم بادشاہ زادے کو شروع ہوا۔

بیت

ہوا جس گھڑی سال دویم شروع
کیا اختر خرّمی نے طلوع

تیاری شادی سال گرہ کی عمل میں آئی۔ بہ ساعت سعید رشتے میں گرہ دی اور جتنے ارباب نشاط تھے، مشغول رقص و سماع ہوئے۔ بادشاہ نے اور بادشاہ زادی نے اس قدر زر انگاؤں کو اور دائیوں کو ، اور خلعت ہائے گراں بہا انعام فرمائے کہ زبان بیان اُس کے

شمار سے قاصر ہے ۔ غرض کہ تا چہل روز شادی سال گرہ کی رہی ۔

بعد اس کے بہ دستور حضرت قدر قدرت ، یعنی بادشاہ ہمیشہ ہر صبح بادشاہ زادے کے تئیں ملاحظہ فرما کر دربار فرمایا کرتے تھے ۔

عرصۂ چند کے بعد سال دویم بہ خیر و خوبی انجام کو پہنچا اور شادی دودھ بڑھانے کی وقوع میں آئی ۔

بیت

غرض جس گھڑی دودھ اُس کا بڑھا
اُمنڈ آئی ہرسو طرب کی گھٹا

احکام حضور خان ساماں کو پہنچا ، جو کچھ کہ اسباب دودھ بڑھانے کا موافق دستخطی حضور کے ہو ، تیار کروا کر محل معلیٰ میں بھیجے ۔

خان ساماں نے حسب الحکم حضور کے ہر ایک جنس گراں بہا اور بیش قیمت اور ایک ٹھلیا سونے کی مرصع کار ارسال محل معلیٰ کے کی ، اور کئی ہزار من کے شیر برنج اور کھجوریں اور کئی ہزار من نقل فرنگی اور مٹھائیاں اور لوزیات میوجات[1] کے دراوغہ خاصۂ نے تیار کروا کے موافق حکم کے محل میں بھیجے ۔

پرستاران محل اور باری داروں نے سب جنسیں محل دار کی نظر سے گزارن کر حضور میں بادشاہ زادی کے لے گئیں ۔ بادشاہ زادی نے خوان ہائے شیر برنج اور طبق ہائے کھجور پر نیاز پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرکے شگون کھجور اٹھوانے کا بادشاہ زادے سے کیا ۔

۱۔ میوجات : اصل میں اسی طرح ہے ۔ ہائے ہوز گرانے کا قاعدہ برتا ہے ۔

بعد اس کے ارباب طرب نے اپنا ساز رقص و سماع کا درست کرکے شہانے مبارک باد کے گانے شروع کیے ۔

منظوم

اے دارا شکوہ و سلیماں حشم
ترے تحت میں ہو عرب اور عجم
ترے سائے میں تا صد و بست سال
بہ ناز و نعم رہیو یہ نونہال

بادشاہ نے وزیر اور امیران عظام کے تئیں خلعت عطا کر کے خوان ہائے شیر و برنج و میوجات و لوزیات و شیرنی اور کھجوروں کے مرحمت فرمائے ۔ وزیر و امیر ہر ایک نے آداب اس عنایات عظمیٰ کا بجا لا کر داروغۂ خاصۂ حضور کے تئیں خلعت ہائے گراں بہا اور لاکھوں روپے دیے ۔

غرض کہ شادی دودھ بڑھانے کی دو مہینے تلک رہی ۔ بعد دو مہینے کے اپنے گھروں کو ہر ایک مہمان اور بیگمات امرایان عظام کی رخصت ہوئیں اور وزیر زادے کا بھی دودھ اسی طور سے بڑھایا گیا ۔

اور منتظر بادشاہ اور بادشاہ زادی ، وزیر اور وزیر زادی شادی مکتب میں کی رہنے لگے ۔

یک مرتبہ بعد شادی سال گرہ چہارم کے سال پنجم شروع ہوا ۔ تیاری شادی مکتب کی ہونے لگی ۔ بادشاہ نے نامہ جات ملک ملک اور جا بہ جا صوبہ داروں کے تئیں اور خورشید شاہ مشرق اور مہتاب شاہ مغربی اور بادشاہ جنوبی اور شمالی ، قیصرروم اور خاقان چین کے تئیں کاغذ زریں پر واسطے طلب کے منشئ عطارد رقم سے

لکھوا کر اس مضمون کے ارسال کیے :

شاہزادۂ نونہال بلند اقبال شجاع الشمس کی شادی مکتب بارھویں تاریخ ماہ رجب کی سوافق تقویم سعد کے مقرر ہوئی ہے ۔ لازمۂ یگانگت اور دوستی اور بندگی کا یوں ہے کہ بمجرد دیکھنے نامے کے اور شقۂ والا کے حاضر ہو ۔

غرض کہ باون بادشاہ جو خراج بھیجتے تھے اور جتنے صوبہ دار ملکوں کے تھے ، بمجرد بھیجنے نامہ اور شقے کے مع تحفہ ہاے روسی اور چینی اور پیش کش ہاے بے شمار اور مع افواج کثیر کہ ہر ایک بادشاہ کے ساتھ قریب بیست بیست لاکھ سوار اور پیادہ کی جمعیت تھی ، آن کر حاضر ہوئے ۔

بعد دو روز کے ہر ایک بادشاہ اور صوبے دار نے آ کر ملازت مظفرشاہ کی حاصل کی اور نذریں اور تحفہ جات اور پیش کش جو گزرانی تھی (تھیں؟) گزرانیں ۔

دو دن شادی مکتب کے باقی تھے کہ مظفر شاہ نے نیک اختر کے تئیں یاد کرکے یوں ارشاد فرمایا کہ شاہزادہ شجاع الشمس اور اختر سعید کے تئیں پیش از شادی کے خدمت سراپا برکت درویش روشن ضمیر کے لیے جا کر قدم بوس حصول کروا لائے کہ موجب سعادت دو جہانی اور اقبال جاودانی اور درازیٔ عمر ابدی کا ہے ۔

وزیر نے اس کلام حضور کو سن کر آداب بجا لایا اور عرض کی ''جو کچھ کہ حضرت ارشاد فرماتے ہیں ، عین مصلحت اور صلاح دولت ہے'' بادشاہ نے سواری یاد فرمائی ، عملہ فعلہ سواری کا آن کر حاضر ہوا ۔

بادشاہ نے شجاع الشمس اور اختر سعید کی تبدیل پوشاک کروا کر دو نالکیوں پر سوار کروایا اور آپ ہوادار پر سوار

ہوئے - دست راست نالکی شجاع الشمس کی اور دست چپ نالکی اختر سعید کی تھی اور کئی لاکھ بڑے بڑے سواروں اسپہائے ترکی اور عراقی اور عربی اور چینی پر مع زین ہائے مرصع اور لجام ہائے زرنگار گرد و پیش ہوادار کے جاتے تھے ۔ القصہ جب قریب مداین کے پہنچے ، بادشاہ اور وزیر مع شجاع الشمس اور اختر سعید کے جریدہ متوجہ جناب فقیر کے ہوئے۔

وزیر نے اور بادشاہ نے اور شہزادے نے اور وزیرزادے نے نذریں گذرانیاں ۔

فقیر روشن ضمیر نے بے اختیار خوش ہو کر دونوں کو گلے لگا کر جبین پر بوسے دیے اور آیہ ''ان یکاد'' کلام اللہ میں کہ واسطے دفع نظر بد کے ہے ، پڑھ پڑھ کر دم کیا اور خوان مصری کے اور کئی شیشے گلاب و بیدمشک کے اور کئی خوان میووں کے مثل انار اور انگور اور سیب اور بہی کے بطریق تبرک دیے۔

بادشاہ زادہ اور اختر سعید اس عنایت درویش سے خوش ہوئے اور اٹھ کر آداب بجا لائے۔

فقیر نے گلے لگایا اور یہ دعا کی ''الٰہ العالمین! ان دونوں کو چشم زخم سے پناہ میں رکھ کر زیرسایۂ بادشاہ عمر طبیعی کو پہنچانا، بہ حق محمد و آلہ الامجاد ۔'' یہ دعا دے کر بادشاہ اور وزیر کے تئیں رخصت کیا ۔ اور وہ جو روپے اور اشرفیاں نذر کی آئیں تھیں ، سب لے کر درویش نے محتاج اور مسکینوں کو تقسیم کیا اور ایک حبہ اس میں سے پاس اپنے نہ رکھا ۔

بادشاہ اور وزیر مع مرشد زادہ شجاع الشمس اور وزیر زادہ اختر سعید مراجعت کرکے دولت خانے میں تشریف لائے اور وزیر اور امرایان عظام کے تئیں رخصت کیا ، اور خان ساماں کے تئیں یاد کیا اور یوں ارشاد فرمایا کہ پرسوں شادی مکتب ، یعنی بسم اللہ

کی شروع ہوگی ، جو اسباب موافق تفصیل دستخط حضور کے ہو ، آج سپرد اہل کاران محل معلیٰ کے کرو ۔

خان ساماں آداب بجا لایا اور عرض کی کہ تمام اسباب تیار کرکے غلام نے رکھا ہے ، منتظر احکام کا تھا ۔ بدولت و اقبال حضور کے آج نظر والا سے گزران کر سپرد اہل کاران محل معلیٰ کے کرے گا ۔

بادشاہ اس حسن خدمت سے خان ساماں کی خوش ہوا ، خلعت مرحمت فرما کر رخصت کیا ۔

خان ساماں نے وہیں جاتے ہی پوشاکیں اور خلعت اور رقم ہائے جواہر تختی و قلم وغیرہ تحویل دار سے طلب کر کے کشتیوں میں لگوایا اور آپ ہمراہ لے کر روانہ حضور والا ہوا ۔ بعد ایک ساعت کے باریاب مجرے کا ہو کر سب جنسیں نظر سے گزران کر سپرد اہل کاران محل معلی کے کیا اور خود رخصت ہوا ۔

القصہ صباح روز پنج شنبہ بادشاہ زادہ شجاع الشمس اور وزیر زادہ اختر سعید کے تئیں بادشاہ نے بہ ساعت سعید واسطے غسل کے حمام میں بھیجا ۔ بعد غسل کے خلعت فاخرہ مع جواہر گراں بہا پہنا کر روانہ مکتب مع ناظر کیا ۔

عاقبت الامر بادشاہ زادہ اور وزیر زادہ داخل مکتب کے ہوئے ۔ معلم اور اتالیق اور منشی اور ادیب اور ہر ایک خط کے خوش نویس عطارد رقم جتنے حاضر تھے ، ہر ایک واسطے تعظیم کے اٹھے اور سلام علیک بادشاہ زادے سے اور وزیر زادے سے کی ۔ بادشاہ زادے نے جواب سلام دیا اور مسند زریں پر آن کر بیٹھا اور ایک طرف پہلو میں وزیر زادہ بھی بیٹھا ۔

داروغۂ جواہر خانہ نے دو تختی طلائی مرصع کار مع دو قلم مرصع اور دو دوات زمردی حوالے ناظر کے کی ۔ ناظر نے حوالے

خوش نویس زربں رقم کے کیا ۔ خوش نویس نے ووں ہی[1] بسم اللہ لکھ کر سورۂ "اقرأ" لکھی اور بادشاہ زادے کے تئیں اور وزیرزادے کے تئیں قبلہ رو بٹھلا کر تختیاں ہاتھ میں دے کر بسم اللہ پڑھوائی ۔

یہ خبر تہنیت بسم اللہ ناظر نے بادشاہ کو عرض کی اور نذر گزرانی۔ بادشاہ نے بافراط خوشی ناظر کو خلعت مع جواہر سرپیچ مرصع دیا اور استادوں کو اور اتالیق کو خلعت مع گنج ہائے طلا و نقرہ کہ عقل اس کے شمار سے قاصر ہے، مرحمت فرمائے اور وہیں شادیانے طرب کے بجنے شروع ہوئے اور ارباب نشاط اپنے ساز و سرانجام سے حاضر ہوئے ، گانا اور بجانا شروع کیا ۔

بیت

لگا بجنے قانون و بربط رباب
بہا ہر طرف جوے عشرت سے آب

اور بادشاہ محل معلّی سے خلعت فاخرہ پہن کر برآمد ہوئے ۔ دیوان خاص میں تشریف لا کر رونق افزا سریر سلطنت پر ہوئے ۔ وزیر اور امرایان عظام اور ارکانان دولت اور بادشاہان اقالیم کہ مہمان آئے تھے ، ہر ایک نے نذریں گزرانیاں ۔ بادشاہ نے موافق مراتب کے سبھوں کو خلعت گراں بہا مرحمت فرمائے اور ہزاروں گنج سر بستہ مع صندوق ہائے لعل و گوہر و زمرد و الماس ہر ایک مسکین و محتاج و گوشہ نشین و مستحق و گدا کو بخشے کہ وے ہر ایک اس انعام و اکرام بادشاہی سے سیری حاصل کر کے صاحب دولت اور صاحب جاہ کہلانے لگے ۔

۱- ووہیں ۔ اصلِ نسخے میں قدیم املا ۔

فرد

گدا کوئی آن کو کہے کیا مجال
ہر اک صاحب جاہ تھے اور جلال

القصہ چھ مہینے تلک روز و شب ، کیا اندرون محل اور کیا بیرون محل، صحبت عیش اور راگ و رنگ کی تھی۔ بعد از چھ مہینے کے جتنے مہمان بادشاہ اقالیم آئے تھے ، مظفر شاہ سے رخصت چاہی ۔ بادشاہ نے ہر ایک کے ساتھ سلوک برادرانہ و دوستانہ خرچ کرکے لاکھوں کشتیاں پوشاکی دیبائے چین اور روم کی اور ہزاروں رقم ہائے جواہر کی اور بعضے تحفہ جات فرنگ اور روس کے مرحمت فرما کر رخصت کیا ۔

اور بادشاہ زادہ اور وزیر زادہ تحصیل علم کرنے لگے ۔ ذہن و ذکا اور روشنیٔ طبع حق سبحانہ تعالیٰ نے اس مرتبے پر عطا فرمائی تھی کہ سبق یک ماہہ عرصۂ یک پاس میں ہر ایک علم کا یاد کرکے اُستادوں کے تئیں نوک زبان سنا دیتے تھے کہ جس سے موجب تعجب اور حیرت استادوں کو ہوتا تھا ۔ کون سا علم تھا کہ بادشاہ زادے نے اور وزیر زادے نے تحصیل نہ کیا ۔ علم ہیئت اور ہندسے کے اس قدر ماہر ہوئے کہ اُس عصر کے جتنے ہندسہ دان اور ہیئت دان تھے ، مثل فلک اُس کی تقریر اور بیان کے آگے حیران و سرگردان تھے اور خوش نویس ہر خط کے مثل نسخ[1] و نستعلیق و ریحان و ثلث اور سنبلہ اور تعلیق اور رقاع اور شکستہ اور شفیعای اور خط گلزار کے اس قدر ہوئے کہ جس وقت قلم ہاتھ میں لے کر متوجہ لکھنے کے ہوتے تھے ، صفحۂ کاغذ کے تئیں قطعہ گلزار باغ ارم کرتے تھے، جو دیکھتا تھا مثل بلبل والہ و شیدا ہوتا تھا ۔

۱- یہ تمام خط کی قسمیں ہیں ۔

منظوم

لکھوں ویسی نوخط کی کیا خوش خطی
الف بے کی جب آن نے تختی لکھی
وہ عبدالرشید اور کیا میر علی
ہوے تختۂ مشق حیرت سبھی

القصہ تا اخیر سال نہم دونوں نے فاتحۂ فراغ پڑھا اور استادوں کو خلعت ہاے گراں بہا اور جاگیریں سیر حاصل بادشاہ نے مرحمت فرمائیں -

بعد اس کے فن سپہ گری کے اور چابک سواری کے جتنے استاد تھے، حسب الارشاد بادشاہ کے حاضر ہوئے اور متوجہ تعلیم شاہ زادے اور وزیر زادے کے ہوئے - عرصۂ قریب میں سواری اسپ اور نیزہ بازی و شمشیر بازی و برق اندازی اور بانک اور پٹا اور چوب بازی اور تیر اندازی اور چوگان بازی کے اس قدر ماہر ہوئے کہ کوئی عدیل و نظیر آن کا نہ تھا - اور علم موسیقی میں بھی اس قدر کمال بہم پہنچایا کہ جس وقت بین یا قانون یا رباب یا بربط یا چنگ یا طنبورا یا سارنگی وغیرہ ہاتھ میں لے کر الاپتے، جہاں تلک پرندے تھے سر پر آن کر محو راگ ہو کر سایہ کرتے تھے اور جہاں تلک جانوران وحشی تھے، صحرا سے آ کر گرد و پیش بیٹھ کر بے ہوش ہوتے تھے اور جن و انس بے اختیار وجد میں آ کر عنان اختیار ہاتھ سے دیتے تھے -

غرض کہ اس علم سے بھی جس وقت انفراغ حاصل کیا اور بارھواں سال شروع ہوا، راغب سیر و شکار کے ہوئے - اکثر یوں ہی اوقات دن کو بسر کر کے راتوں کو مشغول راگ و رنگ کے ہوتے -

داستان بادشاہ روم

کہ قتلغ اس کا نام تھا

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ قتلغ شاہ نام ایک بادشاہ روم کا تھا اور وزیر اس کا صاحب فراست، ارسطوے عصر اور فلاطون دھر ''دانا دل'' نام تھا ۔ ہر ایک رعیت خورد و کلاں اس کے عدل سے آباد ہو کر روز و شب شکرگزار تھے ۔ اور اس قدر دھشت انصاف اور عدل کی تھی کہ شیر و بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے تھے، چڑیا اور باز ایک خانے میں زیست بسر کرتے تھے ۔ اور اس قدر اهل بخشش اور سخاوت تھا کہ کوئی محتاج کسی کو نظر نہ آتا تھا ۔ غرض کہ تمام عالم اس کے قلم رو کے عیش و عشرت میں روز و شب بخوشی تمام بسر کرتے تھے ۔ لیکن بادشاہ کے تئیں اکثر اوقات غم اولاد کا رھتا تھا ۔

ایک روز بادشاہ کے تئیں از راہ فراست اور دانائی وزیر دانادل نے ملول پایا؛ عرض کی کہ آج غلام حضرت کے چہرۂ مبارک پر حد سے زیادہ آثار ملال کا پاتا ہے ۔ امیدوار ہے کہ اس کا باعث ارشاد ہووے ۔

بادشاہ نے یہ سنتے ہی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور یوں ارشاد فرمایا کہ افسوس تجھ سا صاحب فراست اور خیرخواہ حضور کا ہو اور اس ملال سے آگاہی نہ رکھے، ہزار جائے تعجب ہے ۔

وزیر نے عرض کی کہ عمرحضرت تاصد و بیست سال سریرخلافت پر عیش و سرور میں گزرے ۔ غلام صاحب تصفیہ نہیں ہے کہ بے ارشاد حضور آگاہ اور مطلع اسرار دل پر ہو ۔ اگر معلوم ہو ، غلام جاں‌فشانی میں قصور نہ کرے ۔ یک چمچۂ خون جو رکھتا ہے ، مع جسم و جان زیر قدم مبارک نثار کرے ۔

بادشاہ نے یہ سن کر وزیر کے تئیں گلے لگا کر یوں ارشاد فرمایا کہ اے وزیر دانا دل ! فضل الٰہی سے جاہ و حشمت ، مال و دولت جس قدر چاہیے ، اس سریر خلافت پر میرے تئیں سب موجود ہے لیکن گاہ بےگاہ یہ الم دل پر گزرتا ہے کہ افسوس کوئی بعد اپنے وارث تاج و تخت کا نہیں ہے کہ وہ مالک اس سلطنت کا ہووے اور اس سے نام ہمارا تا قیامت جاری رہے ۔

وزیر یہ سن کر تصدق اور بلاگرداں ہوا اور یوں عرض کی کہ غلام بھی اسی درد میں رات دن گرفتار رہتا ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب حضرت نے غلام کے تئیں اس امر پر اطلاع فرمایا ہے ، جا بجا سے غلام تلاش صاحب کمالوں کی کر کے اظہار مدعائے حضور کرے گا ۔ امید جناب الٰہی سے قوی ہے کہ عقدہ کشائی اس امر کی ظہور میں آکر حضرت کے تئیں سرور حاصل ہووے گا ۔

وزیر یہ عرض کر کے حضور سے رخصت ہوا اور اپنے گھر آکر دربار کیا ۔ جتنے صاحب کمال اہل نجوم اور رمال اور جفار تھے ہر ایک کے تئیں بلوایا اور وہ مدعا جو حضور کا تھا ، ہر ایک سے ظاہر کیا ۔

انھوں نے یہ مدعا وزیر سے سن کر زائچے درست کیے اور در پے دریافت کے ہوئے ۔ بعد ایک ساعت کے باہم متفق ہو کر بیان کیا کہ اے وزیر دانا دل ! تقدیر میں بادشاہ کی اور تمھاری اس علم سے دریافت ہوتا ہے کہ اولاد مقرر ہوگی ، لیکن خدمت

فقیروں کی اختیار کیا چاہیے کہ عرصۂ شش ماہ میں ایک فقیر سے عقدہ کشائی اس کام کی ہوگی۔

وزیر یہ انھوں سے سن کر خوش ہوا اور جو کچھ مدارات اور سلوک ان صاحب کمالوں سے کرنا تھا کیا؛ ہر ایک رخصت ہوئے۔ وزیر علی الصباح بار یاب مجرائے حضور ہوا اور وہ جو منجموں سے سنا تھا، اظہار کیا۔

بادشاہ نے یہ سنتے ہی وزیر کو خلعت مرحمت فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ ایک مہمان خانہ جلد تیار کرو۔ اور منادی تمام شہر میں کرو کہ جو فقیر وارد و صادر اس شہر میں ہو، اول مہمان خانے میں آن کر بادشاہ سے ملاقات کرے، بعد اس کے جہاں مزاج میں اس فقیر کے آوے جاوے۔

القصہ وزیر نے مہمان خانہ تیار کیا۔ جو وارد صادر فقیر آتا تھا، بادشاہ اس سے سلوک فرما کر اظہار مدعا کرتا تھا۔

ایک دن پانچ چھ فقیر اہل کمال، صاحب باطن داخل مہمان‌خانے کے ہوئے۔ بادشاہ اور وزیر نے موافق معمول کے ان سے بھی سلوک زر نقد بہ طریق نذر کر کے درد دل اپنا بیان فرمایا۔ انھوں میں سے ایک فقیر نے دو جڑی اپنے کچکول سے نکالی؛ ایک بادشاہ اور ایک وزیر کو دی اور یہ کہا کہ لے جا کر ان جڑوں کے تئیں بادشاہ زادی کے اور وزیر زادی کے بازو میں باندھو؛ حکم الٰہی سے حمل عرصۂ قریب میں ہووے گا۔ لیکن تم دونوں کی ایک ایک بیٹی تولد ہووے گا۔

اگرچہ بادشاہ نام سن کر بیٹی کا ملول خاطر ہوا لیکن دل میں یوں کہا کہ عنایت الٰہی سے انکار کرنا موجب کفران نعمت کا ہے۔ القصہ بادشاہ اور وزیر جڑی اس فقیر سے لے کر داخل محل

ہوئے اور موافق فقیر کے کہنے کے عمل میں لائے۔ ان جڑوں[1] کو بادشاہ زادی اور وزیر زادی کے بازو میں باندھا ۔

چالیس دن نہ گزرے تھے کہ دونوں[2] کے تئیں عنایت الٰہی سے حمل معلوم ہوا ۔ یہ خبر بادشاہ کو پہنچی ، کہال شگفتگی اور سرور مزاج میں حاصل ہوئی اور جناب الٰہی میں سجدۂ شکر کر کے یہ استدعا کی : الٰہی اپنے فضل و کرم سے وہ دن دکھا کہ لختِ دل قرۃ العین بہ خیر و خوبی تولد ہو اور عمر طبعی کو پہنچے اور ناز و نعم میں روز و شب پرورش پاوے ۔ یہ دعا بادشاہ کی جناب احدیت میں مستجاب ہوئی ۔

بعد از نو مہینے کے زوجۂ بادشاہ کے تئیں درد زہ شروع ہوا ۔ بعد کتنی ساعت کے بادشاہ زادی تولد ہوئی ۔ یہ خبر بادشاہ کے تئیں پہنچی ۔ اول یہ سن کر ملال حد سے زیادہ دل میں لاحق ہوا لیکن دل میں یہ سوچ اور خیال آیا کہ داغ لا ولدی کا جس کریم نے اپنی عنایاتوں سے بعد مدت کے مٹایا ہو اور اس کا شکر بجا نہ لائے ، نہایت دور بندگی سے ہے ۔ یہ کہہ کر دوگنہ شکر کا ادا کیا اور جناب حضرت حق میں یہ عرض کی ''الٰہی جو تو بہتر بندے کے حق میں جانتا ہے ، وہی کرتا ہے ۔''

یہ کہہ کر برآمد محل سے دیوان خاص میں ہوئے ۔ منجم کو یاد فرما کر یہ ارشاد کیا کہ نام بادشاہ زادی کا موافق

۱۔ عجائب القصص میں ''جبزوں کو'' ہے اور حاشیے پر کسی نے ''جڑبوں کو'' بنایا ہے ، لیکن موجودہ محاورے کے مطابق ''جڑوں کو'' ہے ۔ اس لیے تصحیح کی گئی ۔

۲۔ اصل میں ''دونکے'' ہے، کاتب کی غلطی ہے، صحیح ''دونوں کے''

تقویم کے عرض کر ۔

اس منجم نے نام موافق تقویم کے ''سلکہ نگر'' رکھا ۔

بادشاہ نے منجم کے تئیں خلعت دے کر رخصت کیا اور میر نوبت کے تئیں بلوا کر بروانگی شادیانوں کی فرمائی ۔ القصہ حکم حضور سے شادیانے خوشی کے بجنے شروع ہوئے اور ارباب نشاط جو حاضر تھے ، مثل بھانڈ و بھگتیہ ، چونہ پزنی ، کنچنی ہر ایک نے ترانے اور شہانے خوشی کے گانے شروع کیے اور بادشاہ کرسئی زر پر رونق افزا ہوئے ۔ وزیر و امیر اور صغیر و کبیر جتنے بندگان بادشاہی تھے ، ہر ایک نے نذر تہنیت کی گزارنی ۔ بادشاہ نے موافق مراتب کے وزیر اور امیر اور ارکان دولت کے تئیں خلعت مرحمت فرمائے اور بادشاہ داخل محل معلیٰ ہوئے ۔ محل میں بھی ہنگامہ راگ و رنگ کا ارباب نشاط سے گرم تھا :

ابیات

دلوں میں نہ طاقت رہی وجد کی
جدھر دیکھو تھیٔ تھیٔ کی آواز تھی
بجا جب کہ قانون و بربط رباب
دل سامعاں سے لیا کھینچ تاب
گیا بھول اس بزم میں شاعری
بجانے لگا تانت کو رودکی

غرض کہ چھٹی تلک یہی صحبت راگ و رنگ کی تھی ۔ بادشاہ نے ہر ایک ارباب نشاط کے تئیں بے حد و بے عدد زر و سیم انعام فرمایا ۔

اور راوی سے یوں روایت ہے کہ اسی دن وزیر کے یہاں بھی

بیٹی تولد ہوئی تھی اور نام اس کا موافق ستاروں کے منجم نے مشتری رکھا تھا ۔

حکم بادشاہ کے سے بادشاہ زادی اور وزیر زادی ایک جگہ محل معلیٰ میں کہ اس مکان کا نام نشاط افزا تھا ، وہاں پرورش پانے لگیں ۔ بعد ایک سال کے شادی سال گرہ کی وقوع میں آئی ؛ وہیں مجلس نشاط کی اور طرب کی آراستہ ہوئی ۔ بعد کتنے ایک دن کے شادی دودھ بڑھنے کی بھی عمل میں آئی ۔

یک مرتبہ سال پنجم شروع ہوا ۔ بادشاہ نے ساعت نیک منجموں سے دکھلا کر شادی مکتب بادشاہ زادی کی مقرر فرمائی ۔ جس روز کو منجم نے عرض کیا تھا ، اسی دن بسم اللہ بادشاہ زادی اور وزیر زادی کی پڑھوائی ۔ اور ایک مکان منقش طلائی بیش تر سے محل معلیٰ میں واسطے مکتب کے ترتیب دیا تھا ، وہیں بادشاہ زادی اور وزیر زادی خدیجہ سلطان استانی سے گرم سبق خوانی میں ہوئیں اور تحصیل علم دینی کی مثل نماز و روزہ کرنے لگیں ۔ از بس کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ان دونوں کے تئیں ذہن عالی اور روانی طبیعت کی مرحمت فرمائی تھی ، عرصۂ قریب میں فارغ التحصیل ہوئیں اور جہاں تلک کہ خط خوش نویسی کے تھے ، تحت قلم کیے ۔ خدیجہ سلطان استانی کے تئیں جاگیر سیر حاصل اور انعام زر نقد فرمایا اور تکلیف مکتب سے دونوں کے تئیں بار رکھا ۔

لیکن بادشاہ زادی اور وزیر زادی میں اس مرتبہ ربط ، محبت اور اخلاص تھا کہ گاہے جدا نہ ہوتیں تھیں ۔ لیکن مسبب حقیقی نے اس مرتبہ پر حسن اور نزاکت بادشاہ زادی کے تئیں عطا فرمایا تھا کہ زبان بیان اس کے اوصاف سے قاصر ہے ۔ یہ شہرہ حسن کا اس کے جابجا پہنچا تھا ۔ ہر ایک بادشاہ زادہ خواست گاری کے نامے لکھتا تھا ، بادشاہ زادی زنہار قبول نہ کرتی

تھی ، سوائے روزے اور نماز کے کسی امر سے سروکار نہ تھا ۔

اب شروع یہاں سے داستان بادشاہ زادے شجاع الشمس کی ہے

ایک روز بادشاہ زادہ شجاع الشمس سے اختر سعید نے عرض کیا کہ حضرت اگر آج لب دریا پر تیاری سیر چاندنی کی بھجوا کر سیر کیجیے، عین صلاح دولت ہے کہ اس سیر سے فرحت دو چند حاصل ہوگی ۔

بادشاہ زادے نے اختر سعید سے فرمایا کہ حضور والا میں میری طرف سے بعد آداب کورنش عرض کر کے پروانگی سیر کی لا ۔

وزیر زادہ رخصت ہو کر باریاب مجرائے حضور ہوا ۔ جو التماس بادشاہ زادے نے کی تھی ، عرض کی ۔

بادشاہ یہ سنتے ہی بے اختیار خوش ہوا اور وزیر کے تئیں بلوا کر ارشاد فرمایا کہ آج مرشد زادۂ آفاق شجاع الشمس کا دل خواہاں چاندنی کی سیر کا ہے ۔ پس بہتر یوں ہے کہ تیاری چاندنی کی سیر کی دریا پر بھجواؤ ۔

وزیر یہ سن کر رخصت ہوا اور اُدھر اختر سعید حضور سے رخصت ہو کر بادشاہ زادے کے پاس آیا اور خوش خبری عنایات اور تفضلات حضور کی دی ۔

بادشاہ زادہ یہ سن کر منھ طرف بارگاہ والا جاہ حضور کی کر کے آداب بجا لایا اور اپنے ندیموں سے علی‌الخصوص اختر سعید سے یہ فرمایا کہ یہ کب دن ڈھلے اور شام ہو کہ سوار ہو جیے اور آج تمام رات دریا میں کشتیوں پر سوار ہو کر سیر چاندنی

کی کیجیے اور رقص دعا گویوں کا اور مجرا اہل نشاط کا تا سحر دیکھیے اور سنیے ۔

القصه دوگھڑی دن باقی رہا (تھا) ، باری دار حضور کا آیا که حضرت خود بدولت نے ارشاد فرمایا ہے که وزیر نے تیاری سیر چاندنی کی دریا میں مطابق حضور کے حکم کے کی ، وقفه نه کیجیے اور سورا ہوجیے ۔

بادشاہ زادہ شجاع الشمس نے پوشاک بادلے کی اور جواہر یاد فرمایا اور جسم پر آراسته کیا اور محل معلیٰ میں باریاب مجرائے حضور ہوا اور رخصت سوار ہونے کی چاہی ۔

بادشاہ نے وہیں گلے لگا کر سر و چشم پر بوسے دیے اور رخصت فرمایا ۔

بادشاہ زادہ بر آمد محل سے ہوا ۔ اختر سعید نے مجرا کیا اور عرض کی که پیرومرشد ! عمله فعله سواری کا تیار ہے ، تشریف فرما ہوجیے ۔ بادشاہ زادے نے نالکی نقرہ یاد فرمائی ۔ بھوئی کرتیاں بادلے کی پہنے ہوئے حاضر ہوئے اور بادشاہ زادہ دیوان خاص سے سوار ہو کر تا به دروازۂ دیوان عام آیا اور اختر سعید بھی بپیادہ پا دیوان عام تک جلو میں خواصی کرتا ہوا آیا ۔

بادشاہ زادہ نالکی سے اتر کر فیل سفید پر سوار ہو کر اختر سعید کے تئیں خواصی میں بٹھلایا اور متوجه دریا کا ہوا ۔ پرے کے پرے اور غٹ کے غٹ سواروں کے گرد و پیش روانه ہوئے اور ہزاروں نقیب چوب ہائے طلا و نقرہ ہاتھوں میں لیے ہوئے پیش پیش سواری کے اہتمام به دستور سواری شاہانه کرتے چلے اور اختر سعید بادشاہ زادے پر سے پھول سونے اور روپے کے نثار کرتا ہوا جاتا تھا ۔ القصه سواری دریا پر پہنچی ۔ دیکھتے کیا

هیں کہ وزیر نے ایک مکان مطبوع اور دل چسپ دیکھ کر وہاں
بہ اہتمام میرساماں اور داروغۂ فراش خانہ نے خیمے بادلے کے
جس کی چوبیں اور قوبضے نقرہ کے تھے ، استادہ کیے اور طنابیں اور
اور ڈوریاں اور میخیں کلابتون اور نقرے کی تھیں اور ہر ایک
خیمے میں شامیانہ بادلے کا کہ جس کے گرد جھالڑ مقیش کی اور
موتیوں کی تھی اور ہر جگہ مسند زربفت کی کہ جس پر ہر جگہ
گل کاری ریزہ ہائے الماس کی تھی اور فرش سرا پا چاندنی کا تھا
اور میز فرش بلوریں ہر ایک گوشے پر فرش کے رکھی ہوئی تھی -

فرد

جو واں فرش تھا چاندنی کا بچھا
مہ چاردہ میر فرشوں میں تھا

اور ہر ایک خیمے میں ارباب نشاط مع پوشاک ہائے بادلہ
با ساز و سر انجام حاضر تھے - اور کئی ہزار کشتی اور بجری منڈھی
ہوئی چاندی سے مع پوشش بادلہ قطار قطار دریا میں استادہ تھی
اور کئی ہزار من بادلہ اور مقیش کترا ہوا ہر ایک کشتی پر
موجب احکام حضور کے حاضر تھا - اور دریا کے وار اور پار ہزاروں
درخت چاندی کے مع خوشہ ہائے مروارید و شاخ و برگ نقرہ
جہاں تلک نظر کام کرے بلکہ کوسوں تلک نصب کیے تھے -

القصہ بادشاہ مشرق یعنی آفتاب تاباں متوجہ سیر کوہستان
مغرب کا ہوا ، شام نمایاں ہوئی ، کئی ہزار شمع دان نقرہ کہ جس
کی بتیاں موم کافوری کی ، مع فانوس ہائے بلوریں جا بجا قرینوں
سے روشن ہوئے - اور نیرّ اصغر یعنی ماہتاب لباس نور پہنے ہوئے
با چہرۂ نورانی رونق افزا کرسئی فلک پر ہوا کہ جس کی افراط روشنی

سے ماہ سے لے تا ماہی اور زمین سے لے تا آسمان لبریز نور سے تھا۔ اگر اُس رات کو شب قدر کہیے ، بجا ہے ۔

بادشاہ زادہ شجاع الشمس ، اختر سعید کو ہم راہ لیے ہوئے مع کتنے ایک ندیموں کے کہ اکثر جلیس اور انیس تھے ، سندر سنگار بجرے پر سوار ہوا اور گرد و پیش اُس کے کئی ہزار کشتی اور بجروں پر ارباب نشاط یا ساز و سر انجام تنبورا اور بین اور سارنگی اور قانون اور بربط اور رباب ہاتھوں میں لے کر محو و مشغول گانے کے اور ناچنے کے ہوئے۔ اس قدر آواز دل آویز ہر ایک کی تھی کہ جس کو سن کر حور و قصور اور جن و ملک اور وحش و طیور محو و بے خود ہو کر صبر و تواں ہاتھ سے دے کر بے اختیار وجد میں تھے۔ اور جتنے ماہی و نہنگ و سونس اور غوک اور خرچنگ اور جولاہہ آبی و مرغابی وغیرہ چھوٹے بڑے جانور دریائی تھے ، ہر ایک ساحل اور ٹاپوں پر آ کر محو رقص اور سماع تھے ۔

بیت

کیا کہوں حال مردم آبی
آں پہ غالب تھی سخت بے تابی

وہ ہر ایک صدائے عود و چنگ سن کر دم بہ دم دریا سے اُچھلتے تھے اور ڈوبتے تھے ۔ اور بادشاہ زادہ مع ندیمان خاص مشغول راگ و رنگ تھا ۔ اور مقیش کترا ہوا جو دریا میں ڈالتے تھے ، یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا لاکھوں اور کروڑوں ستارے آسمان سے لب دریا پر آ کر بادشاہ زادے شجاع الشمس کے حسن و خوبی کی سیر کرتے تھے ۔

القصہ نصف شب اسی سیر و تماشے میں گزری ۔ داروغۂ نعمت خانہ نے عرض کی کہ خاصہ تیار ہے ۔ وہیں بادشاہ زادہ مع اختر سعید متوجہ نعمت خانے کے ہوئے ۔ خاصہ نوش جان فرمایا اور ہر ایک کے تئیں الوش خاص مرحمت فرما کر متوجہ خواب گاہ کا ہوا ۔ قصہ خوان آن کر حاضر ہوا اور قصہ شروع کیا ۔ بادشاہ زادہ پلنگ خواب پر آ کر قصہ سماعت فرمانے لگا کہ اتنے میں بعد ایک ساعت کے آنکھ بادشاہ زادے کی لگی اور بے اختیار غافل خواب میں ہوا ۔

یک بار خواب میں دیکھتا کیا ہے کہ ایک قصر بلوریں ہے ۔ اس میں ایک رشک حور و پری ، غارت گر ضبط و شکیب ، قمر طلعت بادشاہ زادی مع پوشاک نفیس اور جواہر اقسام اقسام کا جسم پر آراستہ کیے ہوئے اور ایک چھڑی موتیوں کی گندھی ہوئی ہاتھ میں لیے ہوئے کمال ادا اور ناز اور نزاکت سے جلوہ گر ہے ۔ یک مرتبہ نگاہ بادشاہ زادے کی اس بادشاہ زادی سے دوچار ہوئی ۔ بے اختیار تیر عشق کہاں تقدیر سے چھوٹا ، دل اور جگر میں بادشاہ زادے کے تاسوفار غرق ہوا ۔ وہیں تمانچا بے ہوشئی عشق نے مارا ، غش کھا کر زمین پر گرا ۔

بعد ایک دم کے فی الجملہ افاقت ہوئی اور ہوش میں آیا ۔ با دیدۂ پر آب لرزاں لرزاں ترساں ترساں آگے بڑھا اور عرض کی :

بیت

اے جان جہان زندگانی
وے روح و روان کامرانی

اگرچہ زندگانی میری خلاف عقل ہے کہ اس صدمۂ عشق اور

اس بلائے ناگہانی سے بہ خوبی و بکیفیت گزرے اور یہ بھی معلوم کہ مجھے تیرا وصل میسر آوے لیکن تو اپنے نام سے اور اپنی بود و باش کے مکان اور شہر سے آگاہ کر کہ اکثر تیرے تصور کو پیش نظر کر کے اور تیرے نام کو زبان پر لا کر زندگانی شاد و ناشاد بسر لے جایا کروں گا ۔ یہ سنتے ھی بادشاہ زادی نے اگرچہ ادا و ناز سے اغماض کیا لیکن بادشاہ زادی کے تئیں بھی چاھت اور تعشق بادشاہ زادے کا تاثیر کر گیا ؛ یہ سخن زبان پر لائی کہ اے شخص ! تجھے میرے نام سے اور میرے مکان کے پوچھنے سے کیا غرض ، تو کہاں اور میں کہاں ۔ میرا نام ملکہ نگار بادشاہ زادی شاہ روم ھے اور میرے والد کا نام قتلغ شاہ روم ھے ۔

یہ سنتے ھی آنکھ بادشاہ زادے کی کھل گئی ۔ دیکھتا کیا ھے کہ نہ وہ رشک حور ھے ، نہ وہ مکان ھے ، نہ وہ قصر بلوریں ھے ۔ بے اختیار آہ و فغاں لب پر لا کر یہ شعر پڑھا :

بیت

خواب تھا یا خیال تھا کیا تھا
نور تھا یا جمال تھا کیا تھا

آہ و فغاں بادشاہ زادے کا اختر سعید سن کر نیند سے چونکا اور بے اختیار ھو کر خدمت میں اس کی عرض کی کہ اے بادشاہ زادۂ والا اقتدار ! خدا نہ خواستہ کچھ خواب میں صورت مہیب یا کوئی صدمہ خواب میں نظر آیا کہ جس کے باعث سے یہ ملال بہم پہنچا ۔

بادشاہ زادے نے یہ سن کر بادیدۂ پر آب ایک آہ بھری اور

جواب کچھ نہ دیا ۔ غش کھا کر پلنگ خواب پر گرا ۔

ہر چند اختر سعید نے چاہا کہ بادشاہ زادہ کچھ بات کرے ، مطلق ظہور میں نہ آئی ۔ سخت مضطرب اور پریشان ہوا کہ مبادا سایہ پری کا یا جن کا یا کسی غول بیابانی کا ہو گیا ہو ۔ بہتر یوں ہے کہ دولت خانے میں بادشاہ زادے کو لے چلیے اور در پے علاج کے ہوجیے ۔

القصہ نالکی میں بادشاہ زادے کو اُسی عالم بے ہوشی میں سوار کیا اور متوجہ دولت سرا کا ہوا ۔ بعد ایک دم کے سواری دولت سرا میں آئی اور عملہ فعلہ سواری کا رخصت ہوا ۔

مادر پدر نے شجاع الشمس کا جو یہ احوال دیکھا ، شور نوحہ و فغاں برپا کیا اور تمام محل میں قلق و اضطراب پیدا ہوا ۔ اسی عالم میں تین دن اور تین راتیں گزریں ، مطلق بادشاہ زادے نے آنکھ نہ کھولی اور کسو کو جواب نہ دیا ۔

آخر کار اختر سعید بادیدۂ گریاں اور دل بریاں اور گریباں چاک کیے ہوئے بادشاہ زادے کے سرہانے آیا اور رو کر پکارا اور یوں کہا کہ اے بادشاہ زادے ! اگر تو آنکھ نہیں کھولتا اور منھ سے نہیں بولتا ، و اللہ باللہ اور قسم ہے بادشاہ کے نمک کی اور قسم ہے تیرے سر مبارک کی ! میں اپنے تئیں خنجر آب دار سے ہلاک کروں گا ۔

یہ آواز اختر سعید کی بادشاہ زادے نے سنی ، ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور یہ (کئی) شعر زبان پر لایا :

نظم

بیاں کیا تجھ سے کروں اختر سعید
خواب میں مجھ پر ہوا ظلم شدید

آہ بے تابی ہے پیدا سر بہ سر
کاش نیند آتی نہ مجھ کو تا سحر
تو جو پوچھے ہے تو کرتا ہوں بیاں
اک پری رو خواب میں جلوہ کناں
جب سے آیا ہے نظر میرے تئیں
محویت ہے سر بہ سر میرے تئیں
وہ نہ آوے جب تلک اختر سعید
زیست اپنی سر بہ سر ہے نا پدید

اور یہ شعر بھی زبان پر لایا :

فرد

ہوش و خرد نہ دارم بیہودہ من چنانم
در خواب آں چہ دیدم گفتن نمی توانم

اور یہ بھی دو شعر ہندی پڑھے :

جی میں آتا ہے کروں چاک گریباں اپنا
جاؤں صحرا کو نکل سر کروں عریاں اپنا
جو کوئی پوچھے کہ کیا گزری دوانے تجھ پر
ہنس کے رو دوں ، نہ کہوں حال پریشاں اپنا

اختر سعید نے یہ ماجر بادشاہ زادے کی زبان سے سن کر عقل سے دریافت کیا کہ خدا دروغ نہ کرے بادشاہ زادہ مقرر کسی پر خواب میں عاشق ہوا ہے۔ لیکن یہ بات دل میں رکھ کر بادشاہ زادے سے عرض کیا کہ جب تلک احوال اپنا ارشاد نہ کیجیے گا ، مطلق علاج اس درد کا نہ ہو گا ، بموجب اس شعر :

فرد

درمان درد دل را گر از طبیب جوئی
کے می شود علاجش تا حال خود نہ گوئی

بادشاہ زادے نے اختر سعید کی زبان سے یہ شعر سن کر دل میں سوچا کہ فی‌الواقع اگر اظہار اس احوال کو نہ کروں گا ، ممکن نہیں کہ مقصد کو پہنچوں ۔ یہ دل میں کہہ کر جو احوال خواب میں گزرا تھا ، سر سے پا تلک بیان فرمایا ۔

اختر سعید نے یہ سن کر عرض کی کہ اے بادشاہ زادے عالی نسب؛ اس قدر ملال اور غم حضرت کے تئیں لازم نہیں ۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت کے باپ کے تئیں بادشاہ ہفت اقلیم کا کیا ہے ۔ ہر ایک بادشاہ سال بہ سال خراج بھیجا کرتے ہیں ۔ کیا مجال اور کیا طاقت ہے کہ کوئی عدول احکام کرے ، علی‌الخصوص قتلغ شاہ روم کے تئیں جس وقت نامہ حضرت خدیو گیہاں مظفر شاہ کا واسطے نسبت ملکۂ نگار کے کہ نام زد شجاع‌الشمس سے کیجیے ، بھیجیے گا ، یقین کامل ہے کہ شاہ روم انحراف امر والا سے نہ کرے بلکہ سعادت جاودانی سمجھ کر ملکہ نگار کے تئیں نام زد حضرت سے کرے ۔ اگر خدا نخواستہ شاہ روم نے اس امر سے روگردانی کی ، ساز و سر انجام لڑائی کا تیار کر کے مملکت روم پر چڑھ جائیے گا ۔ از بس کہ اقبال شاهنشاهی غالب ہے ، شاہ روم کے تئیں اسیر کر کے ملکہ نگار کے تئیں تصرف میں لائیے گا ۔ غرض کہ بہر صورت کامیاب ھوجیے گا ۔

یہ گفتگو اختر سعید سے شجاع الشمس نے سن کر تشفی کمال حاصل کی ۔ وهیں بعد تین دن کے خاصہ طلب کیا اور نوش جان فرمایا ۔ مادر پدر کے تئیں اور ہر ایک خادمان محل کو خوش نودی

حد سے زیادہ حاصل ہوئی ۔

بادشاہ نے اختر سعید کے تئیں مورد عنایات سمجھ کر خلعت و موتی مالا ، جیغہ اور سرپیچ مرصع مرحمت فرمایا اور بادشاہ زادے کا احوال اس سے پوچھا کیا ۔

اختر سعید آداب بجالا کر تصدق و بلا گرداں ہوا اور عرض کی کہ حضرت کے تئیں حق جل و علا سریر خلافت پر صد و بیست سال سلامت رکھ کر کام روائے اہل جہاں رکھیو ۔ مرشد زادہ شجاع الشمس کے تئیں تعشق خواب میں ساتھ ملکہ نگار کے کہ بیٹی شاہ روم کی ہے ، پیدا ہوا ہے ۔ اگر حضرت تدارک اس کا جلد فرما دیویں گے ، غالب کہ صورت زیست مرشد زادۂ آفاق کی ظہور میں آوے ، اولّانہ غلام کے تئیں احوال شجاع الشمس کا بسبب بہم پہنچنے اس عشق کے بے وجہ نظر آتا ہے ۔

بادشاہ نے اختر سعید سے یہ سن کر حد سے زیادہ دل جمعی فرمائی اور یوں ارشاد کیا کہ بادشادہ زادے کے تئیں ہرگز غم و الم کرنے نہ دینا ، جلد اس کا تدارک ظہور میں آوے گا ۔

یہ فرما کر اختر سعید کو رخصت کیا اور باہر دیوان خاص میں تشریف لا کر وزیر کو یاد فرمایا اور اظہار احوال بادشاہ زادے کا کیا ۔

وزیر نے یہ سن کر تامل کیا اور عرض کی کہ حضرت سلامت شاہ روم کے تئیں نامہ واسطے اس امر کے لکھیے ۔ یقین ہے کہ اس امر شرعی کو قبول کرکے ملکہ نگار کے تئیں بادشاہ زادے سے نام زد کرے ۔

بادشاہ نے یہ مشورہ وزیر کا قبول فرما کر میر منشی کو طلب فرمایا اور جو مدعا مرکوز خاطر اقدس تھا ، لکھوا کر سر بہ مہر حوالے ایلچی کے کیا اور خلعت مرحمت فرما کر باجمعیت پنج ہزار

سوار طرف روم کے رخصت کیا ۔

القصہ بعد ایک ماہ اور کئی دن کے ایلچی داخل شہر روم کے ہوا ۔ یہ خبر بادشاہ روم یعنی قتلغ شاہ کو پہنچی کہ ایلچی مظفر شاہ کا داخل دارالخلافہ ہوا ۔

القصہ ایلچی حسب الحکم بادشاہ کے بعد دو روز کے باریاب مجرے کا ہوا ، نذر گزرانی ، بعد اس کے نامہ مظفرشاہ کا گذرانا ۔ قتلغ شاہ نے نامے کے تئیں کھول کر سر سے پا تلک مطالعہ کیا اور مضمون لکھے ہوئے پر کماحقہ اطلاع پائی ۔

وکیل کے تئیں اور اہل دربار کے تئیں یعنی مجرائیوں کو رخصت کیا اور وزیر کے تئیں خلوت میں طلب فرماکر نامہ مظفر شاہ کا دکھلایا ۔

وزیر نے پڑھنا شروع کیا ۔ مضمون نامے کا یہ تھا کہ اگر شجاع الشمس کے تئیں اپنی غلامی میں قبول کر کے بادشاہ زادی ملکہ نگار کے ساتھ مناکحت کیجیے، موجب خوش نودی خدا و رسول خدا ہوگی اور درمیان ہمارے اور تمھارے سلسلہ دوستی اور یگانگت کا اور رشتہ داری کا روز بہ روز زیادہ اور مستحکم ہو گا ۔ اگر قبول اس معنی کو فرمائیے جلد اطلاع بخشیے کہ تیاری اور سر انجام شادی کا کر کے مع شجاع الشمس ما بدولت بہ‌جاہ و حشم روانہ شہر روم کے ہوویں ۔ ع

زیادہ سوا شوق کے کیا لکھیں

وزیر نے سر تا پا پڑھ کر عرض کیا کہ مرضی حضور کی اس امر میں کیا ہے ؟

شاہ روم نے ارشاد فرمایا کہ اے وزیر با تدبیر ! اس سے بہتر کیا تھا کہ باہم قرابت ظہور میں آتی لیکن امر لاچاری ہے

کہ اکثر نامے بادشاہوں کے واسطے اسی امر کے آئے، بادشاہ زادی نے زنہار قبول نہ کیا، بلکہ حد سے بے مزہ ہو کر یوں عرض کی کہ اگر آیندہ کوئی درخواست اس امر کی کرے، زنہار حضرت قبول نہ فرماویں، بلکہ اس بات کی خبر بھی مجھ تلک نہ پہنچے۔ پس اے وزیر! کیوں کر اس کا جواب لکھیے؟

وزیر نے یہ سن کر عرض کی کہ اس میں اختیار حضرت کا مطلق نہیں ہے، بادشاہ زادی مختار ہے۔

بادشاہ نے یہ وزیر سے سن کر میر منشی کو طلب فرما کر جواب نامے کا بہ آئین شایستہ لکھوا کر ایلچی کو طلب فرمایا؛ نامہ حوالے کیا اور خلعت فاخرہ مع اسپ باساز نقرہ عطا فرما کر رخصت کیا۔

بعد یک ماہ کئی دن کے ایلچی باریاب مجرے کا ہوا اور نامہ قتلغ شاہ روم کا گزرانا۔ جب تلک ایلچی نہ آیا تھا، حد سے زیادہ انتظار تھا لیکن جس دم بادشاہ زادے نے یہ سنا کہ ایلچی داخل دارالخلافہ ہوا اور حضور میں آ کر نامہ قتلغ شاہ کا گزرانا، کمال خورمی اور شگفتگی حاصل کی، لیکن یہ بھی دغدغہ مزاج میں تھا کہ مبادا جواب برعکس قتلغ شاہ نے لکھا ہو۔

القصہ! ادھر بادشاہ زادہ اس سوچ میں تھا اور ادھر بادشاہ نے نامہ وا کر کے پڑھنا شروع کیا۔ بعد سلام شوق یہ اس میں لکھا تھا کہ:-

”واللہ باللہ ثم باللہ اپنی آرزو یہی تھی کہ باہم سلسلہ یگانگت کا اور قرابت کا استحکام پاتا اور یوں ھی ابتدائے خلقت آدم سے باہم موافقت ہوتی آئی ہے لیکن قرۃ العینی ملکہ نگار کے تئیں انحراف تمام اس کام سے ہے۔ سوائے روزہ و نماز کے کچھ سروکار نہیں رکھتی۔ اکثر نامے بادشاہوں کے واسطے درخواست

ملے آئے ہیں ، مرضی بادشاہ زادی کی دریافت کر کے ہر ایک کو جواب صاف لکھا گیا ہے۔ پس اس میں اختیار اپنا ہرگز نہیں ہے ، عالم بے اختیاری ہے۔''

ابیات

عذر میرے قبول فرمانا
دل میں اصلا ملال مت لانا
ہو چکی اب عبارت مکتوب
خیریت ہے تمھاری نت مطلوب

مظفر شاہ یہ سراپا عبارت نامے کی دریافت کر کے حد سے زیادہ ملول خاطر ہوا اور وزیر سے ارشاد فرمایا کہ فی‌الواقع بادشاہ روم کا اس میں کیا اختیار ہے ۔ اگر بہ‌زور درخواست اس امر کی کیجیے ، خلاف خدا اور رسول خدا ہے۔ اگرچہ دل بند قرۃالعین شجاع الشمس کے برخلاف یہ بات ہی‌گو ہو ، میرے تئیں خوشنودی خدا اور رسول خدا اور تمام بندگان الٰہی کی منظور ہے ۔ یہ فرماکر نامے کو بادشاہ زادے کے پاس بھجوایا اور زبانی یوں ارشاد کیا کہ بہتر یوں ہے کہ دست بردار اس خواب و خیال سے ہوجیے۔ رضائے مادر و پدر میں رہنا موجب رضائے الٰہی اور سعادت جاودانی کا ہے۔

یک مرتبہ خواص نے بادشاہ زادے کو نامہ شاہ قتلغ کا گزرانا اور جو کچھ زبانی حضور سے ارشاد ہوا تھا ، عرض کیا ۔ بادشاہ زادے نے یک مرتبہ نامہ پڑھتے ہی جزع اور فزع شروع کیا اور وہ جو انتظار میں عالم خوشی کا تھا ، مبدل غم و الم سے ہوا۔

ابیات

اشک آنکھوں سے پہنچے داماں تک
ہاتھ جانے لگا گریباں تک

کیا[1] بے قراری نے دل پر ہجوم
ہوئی درد اور غم کی یک بار دھوم

یہ احوال بادشاہ زادے کا دیکھتے ہی سخت مضطرب اور بے قرار ہوا[2] - ہر چند کلمات نصیحت آمیز خدمت میں بادشاہ زادے کی کہنے شروع کیے، مطلق فائدہ نہ کیا بلکہ اور زیادہ بے قراری ہوئی اور یہ قطعہ زبان پر لایا :

منظوم

خاطر میں کب ہیں آتیں باتیں یہ اب تمھاری
دل کو تو میرے بھائی ، ہے سخت بے قراری
ہے درد عشق پیدا ہر بار دل میں اپنے
کیوں کر نہ کیجے ہر دم فریاد و آہ و زاری

اختر سعید یہ دونوں شعر بادشاہ زادے کی زبان سے سن کر زار و نزار رویا اور عرض کی کہ حضرت واقعی درد عشق سے لاچار ہیں لیکن ضبط و شکیب ، صبر و تحمل درکار ہے -

بیت

مشکلے نیست کہ آساں نشود
مرد باید کہ ہراساں نشود

۱- اس شعر سے پہلے دوسرے قلم سے ''ایضاً'' کسی نے لکھا ہے -
۲- ہوا کا تعلق اختر سعید سے ہے جس کا نام لکھنے سے رہ گیا ہے -

ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ ایسی تدبیر کی جاوے گی کہ حضرت کامیاب ہوویں گے ۔

بادشاہ زادے نے یہ سن کر فرمایا کہ اے اختر سعید ! احوال کامیابی کا بہ ظاہر یہ کچھ ہے کہ ملکہ نگار کے باپ نے جواب صاف لکھا اور حضرت والد نے بھی کچھ تدارک منظور نہ رکھا ۔ پس سوا جان کاھی کے اور ھلاکت کے کچھ نظر نہیں آتا :

بیت

هرگز نہیں قرار دل بےقرار میں
مرنا پڑا ضرور فراق نگار میں

بادشاہ زادے نے یہ شعر فی‌البدیہ اختر سعید کو سنا کر ایک نعرہ آہ کا بھرا اور غش کیا ۔ ہر چند اختر سعید نے پکارا ، مطلق جواب نہ دیا ۔

بیت

اسے لگ گئی چپ تو ایسی لگی
نہ اپنی کہی کچھ نہ اس کی سنی

تین دن اور تین رات عالم بے ہوشی کا رہا ، چوتھے روز بادشاہ زادے نے آنکھ کھولی ۔ دیکھتا کیا ھے کہ مادر و پدر مع اختر سعید گریباں اپنے چاک کیے ہوئے گرد پلنگ کے بے اختیار زار و نزار ھیں ۔

یک مرتبہ مادر و پدر کو اس طور سے دیکھ کر پلنگ سے اترا اور آداب تسلیمات بجا لا کر دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کی کہ پیر و مرشد برحق سلامت ! اگر زندگانی غلام کی منظور ھے

رخصت فرمائیے کہ سفر اختیار کروں ، شاید کہ کامیاب اپنے مقصد دلی پر ہو جاؤں ، بہ موجب حدیث شریف کہ :

"السفر وسیلۃ الظفر !"

یعنی سفر وسیلہ فتح کا ہے ۔

بادشاہ نے یہ شجاع الشمس سے سن کر ارشاد فرمایا کہ اے قرۃ العینِ مادر و پدر! خاصہ نوش جان فرمائیے اور اپنے تئیں ہوش میں لائیے ۔ جس طرح تمھاری مرضی ہوگی عمل میں آوے گی اور جو درخواست سفر کی بیان کیجئے، جس قدر فوج و حشم اور خزانہ درکار ہو ، سب حاضر ہے :

فرد

سبھوں کو ہے منظور تیری خوشی
جو تیری خوشی ہے سو میری خوشی

بادشاہ زادہ باپ سے یہ کلام شفقت آمیز سن کر اٹھا اور بلا گرداں ہوا اور عرض کی کہ غلام کا جی چاہتا ہے کہ سفر دریا کا بہ صورت تاجراں اختیار کرکے جستجو اپنے مطلوب کی کرے ۔

بادشاہ نے گلے لگا کر وہیں سر و چشم پر بوسے دیے اور ارشاد کیا کہ اگر مرضی قرۃالعین کی یوں ہے ، بہت بہتر ؛ چندے صبر کیجیے اور اپنے تئیں غم اور الم سے باز رکھیے ۔ عرصۂ قریب میں کتنے ایک جہ‌ز (جہاز) مع اجناس تجارت اور اسباب سفر تیار کروا کے رخصت فرماؤں گا ۔ خاطر اپنی بہ ہر صورت جمع رکھیے اور دل نازک پر اپنے ملال کو راہ نہ دیجیے ۔

بادشاہ زادے نے یہ کلمات عنایات اور تفضلات باپ سے سن کر آداب بجا لایا اور مشغول راگ و رنگ کا ہوا اور اکثر دیوان اور

اشعار سوختہ و برشتہ و درد آمیز مطالعہ میں رکھنے لگا۔

بادشاہ نے دیوان خاص میں تشریف لا کر وزیر کو یاد فرمایا، وزیر حسب الحکم حاضر ہوا۔ بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اسی وقت قریۂ مدائن میں اسی درویش کے پاس کہ جس کی برکات دعا سے شجاع الشمس تولد ہوا ہے، جا کر میری طرف سے سلام شوق کہیو، بعد اس کے یہ عرض کیجیو کہ قرۃالعین شجاع الشمس درخواست سفر کی رکھتا ہے اور اپنا جی نہیں چاہتا کہ وہ نظروں سے جدا ہو کر داغ فراق ہمارے دل پر دے۔ حضرت اس امر میں کیا فرماتے ہیں ؟

وزیر یہ ارشاد حضور کا لے کر رخصت ہوا۔ القصہ مدائن میں پہنچ کر قدم بوسی درویش کی حاصل کی اور سلام شوق بادشاہ کا کہہ کر احوال باشاہ زادے کا سر سے پا تلک اظہار کیا۔

درویش یہ سن کر متبسم ہوا اور یہ فرمایا کہ اے وزیر! تمھیں اور بادشاہ کو پیش از تولد شجاع الشمس کے میں نے کہا تھا کہ جس وقت بادشاہ زادہ بارہ برس کا ہوگا، کوئی ایسا سبب وارد ہوگا کہ سفر اختیار کرے گا، تم زنہار مانع نہ ہونا۔ شاید کہ تمھیں اور بادشاہ کو یاد سے فراموش ہو گیا۔ پس اے وزیر! میری طرف سے بادشاہ کو جا کر دعاے خیر کہیو اور بعد اس کے کہنا 'بادشاہ زادے کے تئیں رخصت کیجیے اور ہرگز مانع نہ ہوجیے۔ اگرچہ بادشاہ زادے کے تئیں ابتداے سفر میں شدائد اور مصیبتیں پیش آویں گی لیکن انشا اللہ تعالیٰ کامیاب اپنی آرزوے دل پر ہو کر با جاہ و جلال بادشاہی آن کر قدم بوسی مادر و پدر کی حاصل کرے گا۔ بہر صورت اپنی خاطر جمع رکھیے اور مطلق وسواس دل میں بادشاہ زادے کے سفر سے نہ لائیے۔' یہ کہہ کر وزیر کو رخصت کیا اور آپ درِ حجرہ کو بند کر کے مشغول طاعت الٰہی کا ہوا۔

اُدھر مظفر شاہ بہ انتظار تمام وزیر کی راہ دیکھتا تھا کہ دیکھیے وزیر درویش سے کیا جواب لاوے ۔ اتنے میں وزیر آن کر بعد ایک ساعت کے حاضر ہوا ۔ دست بستہ دعاے خیر درویش کی عرض کر کے جو کچھ کہ درویش نے کہا تھا، بادشاہ سے بیان کیا کہ حضرت وسواس نہ فرمائیے اور بادشاہ زادے کے سفر کے مانع نہ ہوجیے، بلا توقف بادشاہ زادے کو رخصت کیجیے ۔ انشاءاللہ بعد کئی سال کے بادشاہ زادہ کامیاب ہو کر بہ جاہ و جلال شاہی آن کر خوشی اور روشنی بخشنے والا دل و چشم مادر و پدر کا ہو گا ۔

بادشاہ نے وزیر سے یہ سن کر فرمایا کہ اے وزیر! تقدیر سے عالم مجبوری ہے لیکن اُمیدوار عاقبت بہ‌خیری کے رہا چاہیے ۔ یہ کہہ کر بادشاہ نے وزیر کو فرمایا کہ درپے تیاری جہازوں کے ہو ۔

وزیر حضور سے رخصت ہوا ۔ نجاروں کو طلب کر کے واسطے تیاری، سترہ سو جہازوں کے فرمایا اور واسطے پوشش جہازوں کی ہزاروں طاق سقرلاتی ، ہزاروں تھان موم جاموں کے حوالے خیاطوں کے کیے اور جو اسباب تیاری کا چاہیے تھا ، کاری‌گروں کو دلوایا ۔ ادھر بادشاہ زادہ منتظر جہازوں کی تیاری کا رہ کر روز و شب بسر کرنے لگا ۔ اُدھر احوال بادشاہ زادی ملکۂ نگار کا جس طور سے تغیر ہوا ، اُس کا بیان یہ ہے ۔

داستان دیدن ملکۂ نگار شجاع الشمس را و بے قرار شدن او در عشق آں

راوی نے یوں نقل کی ہے کہ ایک روز بادشاہ زادی ملکہ نگار مشتری وزیر زادی کو پاس مسند کے بٹھائے ہوئے

مشغول تماشاے راگ و رنگ تھی کہ یک مرتبہ بادشاہ زادی نے مشتری سے فرمایا کہ اے وزیر زادی ! میرا جی چاہتا ھے کہ ایک روز شب ماہ میں بالاے بام فرش سفید باب بچھوا کر اور کئی نمگیرے بادلے کے استادہ کروا کر دو پہر رات تلک رقص دعاگویوں کا دیکھیے ، بعد اُس کے سیر چاندنی کرکے وھیں آرام کیجیے ۔

وزیر زادی نے عرض کیا کہ بے اطلاع بادشاہ کی کیوں کر یہ سیر میسر آوے ۔

بادشاہ زادی نے فرمایا کہ اسی وقت حضور میں جا کر میری طرف سے کورنش عرض کرکے یہ عرض کرنا 'کنیز کا جی واسطے دیکھنے سیر چاندنی کے بے اختیار مرغوب ھے ۔ اگر حکم حضور ہو ، چاندنی محل کی بام پر تیاری چاندنی اور رقص دیکھنے کی بھجوا کر بہ اقبال حضور فرحت اور سرور اُس سیر شب ماہ سے حاصل کرے ۔'

وزیر زادی یہ سن کر بہت خوش ہوئی اور بادشاہ زادی سے رخصت ہو کر حضور میں پہنچی ۔ بعد عرض کورنش کے جو کچھ بادشاہ زادی کا مدعا تھا ، عرض کیا ۔

بادشاہ کو ازبس کہ خاطر بادشاہ زادی کی ملحوظ اور منظور تھی ، پروانگی فرما کر چالیس ہزار روپے واسطے تیاری کے مشتری کو دیے اور رخصت کیا ۔

وزیر زادی نے آن کر عنایات حضور بادشاہ زادی کو گزرانا اور بادشاہ نے جس شفقت سے پروانگی سیر چاندنی کی فرمائی تھی ، عرض کی ۔

بادشاہ زادی یہ سن کر بے اختیار خوش ہوئی اور آداب بجا لائی ۔

القصہ بادشاہ زادی نے پروانگی فرش کرنے کی اور نمگیرہ استادہ کرنے کی فراشوں کو فرمائی ۔ یک مرتبہ داروغہ فراش خانہ فراشوں کو ہمراہ لے کر در دولت پر حاضر ہوا ۔ بعد ایک ساعت کے پروانگی ناظر کی آئی اور مردانہ درآمد محل کے ہوا ۔

القصہ قرینے سے نمگیرہ بادلے کا کہ جس کے گرد جھالڑ موتیوں کی تھی ، ایستادہ کیا اور ایک مسند قاقم و قندز کی کہ جس کی قیمت باہر عقل سے تھی ، زیرنمگیرہ بچھوائی اور سراپا فرش بادلے کا بچھا کر ہر چار سمت میرفرش الماس کے کہ ہر ایک میر فرش برابر خراج یک سالہ روم و شام تھا ، نصب کیے ۔

بعد اس کے داروغۂ فراش خانہ مع اپنے عملے فعلے کے برآمد محل سے ہوا ۔ باری‌دارنیوں نے بادشاہ زادی سے عرض کی کہ مردانہ برآمد ہوا ، چل کر تیاری فرش ملاحظہ فرمائیے ۔

از بس کہ بادشاہ زادی کو انتظار تھا ، با کمال شگفتگیٔ خاطر مشتری اور کتنی ایک خواصوں کو ہمراہ لے کر رونق افزا بالاے بام ہوئی ۔ سلیقہ شعاری فراشوں کی ملاحظہ کرکے بے اختیار خوش ہوئی ۔ داروغۂ فراش خانہ کو ایک خلعت گراں بہا اور فراشوں کو کئی ہزار روپے انعام فرمائے ۔

اتنے میں بادشاہ مشرق یعنی سورج منہ پر نقاب لے کر سیر کرنے والا نواح غرب کا ہوا ، یعنی شام ہوئی اور بادشاہ مغرب بالباس نورانی ، یعنی ماهتاب رونق افزا کرسئی فلک پر ہوا اور تمام سطح زمین و آسمان کو منور اپنے چہرۂ نورانی سے کیا ۔ یک مرتبہ بادشاہ زادی نے بہ خورمئی تمام تبدیل پوشش کی اور خلعت نو کہ جس کا ہر ایک پارچہ خراج یک سالۂ ملک عجم تھا ، جسم سراپا ناز پر آراستہ کیا اور سر سے پا تلک جواہر پہن کر رونق افزا مسند پر ہوئی ، اور مشتری کو بہ شفقت و

عنایات تمام پہلو میں جا دی ، اور کئی خواصیں نازنین چہاردہ‌ساله بالباس فاخرہ اور زیور ہائے مرصع دست بستہ اپنے اپنے مراتب اور قرینوں سے عہدے خواصی کے ہاتھوں میں لیے رو بہ رو حاضر ہو کر استادہ ہوئیں اور فانوسیں بلوریں اور شمع دان مع شمع ہائے کافوری روشن ہوئیں ۔

بادشاہ زادی نے دعاگویوں کو طلب فرمایا ، کئی اکھاڑے آن کر حاضر ہوئے ۔ اُن میں سے ایک موتی بائی اور سرور بائی اپنا ساز و سرانجام رقص کا آراستہ کر اور جوڑے بادلے کے مع زیور مرصع پہن کر آگے بڑھیں اور تنبورے ہاتھوں میں لے کر گانا شروع کیا اور گرم ناچنے میں ہوئیں ۔ اس مرتبے پر صدائے دل فریب اُنھوں کی تھیں کہ جو سنتا تھا حیرت سے مثل تصویر نقش دیوار تھا

القصہ یہ صحبت راگ و رنگ کی شام سے دوپہر رات تلک تھی ۔ بادشاہ زادی نے کئی ہزار روپے اور اشرفیاں انعام فرما کر خاصہ نوش جان فرمایا اور سیر چاندنی کی بہ سیری تمام دیکھ کر متوجہ خواب گاہ کے پلنگ مرصع پر ہوئی اور ہر ایک عہدہ دار واسطے چوکی کے گرد پلنگ کے بیٹھی ۔

بعد دو چار گھڑی کے آنکھ بادشاہ زادی کی لگ گئی ۔ دیکھتی کیا ہے کہ باغ میں ایک جوان رعنا بالباس فاخرہ مع پوشش جواہر زیر سایۂ شمشاد دستہ پھولوں کا ہاتھ میں لیے ہوئے سیر ہائے خیاباں کرتا ہے ۔ یک مرتبہ نگاہ بادشاہ زادی کی اُس جوان قمر طلعت پر گئی ۔ بے اختیار مفتون ہوئی ، غش کیا ۔

بعد ایک ساعت کے ہوش میں آئی اور اُس جوان سے پوچھا کہ تو کون ہے ؟ کس خاندان سے ہے ؟ تیرا نام کیا ہے؟

اُس نے یہ رنگ بادشاہ زادی کا دیکھ کر زبان شیریں بیان کو وا کرکے یوں درریزی کی کہ اے بادشاہزادی ! میرا نام

شجاع‌الشمس ہے اور خطا و ختن کا بادشاہ جو مظفر شاہ ہے، میں اُس کا بیٹا ہوں۔ جہاں تک کہ بادشاہان روے زمیں ہیں ، میرے باپ کو سال بہ سال خراج بھیجا کرتے ہیں۔

یہ سخن بادشاہ زادی نے بادشاہ زادہ شجاع الشمس سے سر تا پا سنا۔ گھڑی چار ایک رات باقی رہ گئی تھی کہ بادشاہ زادی کی آنکھ کھل گئی۔ نہ وہ باغ نظر آیا ، نہ وہ جوان۔ کمال قلق اور اضطراب لاحق ہوا اور تصور میں اُسی جوان کے تھی۔

صبح کو جو مشتری واسطے مجرے کے آن کر حاضر ہوئی ، دیکھتی کیا ہے کہ بادشاہ زادی کا عجب احوال ہے کہ سر تا پا رنگ زرد ہے اور آنکھیں اشک سے تر ہیں اور آہ دم بہ دم لبوں پر پیدا ہے۔ مشتری یہ احوال دیکھ کر بے حواس ہوئی اور دل میں قیاس کرنے لگی کہ مبادا سایہ پری کا یا نظر کسی جن کی ہوگئی ہو۔

القصہ مشتری آگے بڑھ کر تصدق و بلا گرداں ہوئی اور عرض کی کہ اے ملکۂ جہاں! باعث اس ملال کا مزاج نازک پر کیا ہے ؟

از بس کہ مشتری محرمِ راز اور ہمدم دم ساز تھی ، بادشاہ زادی نے اخفا مناسب نہ سمجھا ، خلوت کرکے جو ماجرا کہ خواب میں گذرا تھا ، بیان کیا اور یہ کہا کہ اے مشتری ! جب تلک کہ وصل شجاع الشمس کا ظہور میں نہ آوے گا ، زندگی اپنی معلوم۔

مشتری نے یہ سنتے ہی عرض کیا کہ اے ملکۂ جہاں ! ضبط و شکیب درکار ہے اور اس امر کا اخفا رکھنا بہتر ہے۔ حق تعالیٰ سے اُمید قوی ہے کہ ایک روز کامیاب کرے۔ اس نوع سے بادشاہ زادی کو سمجھا کر اور متوقع فضل الٰہی سے کرکے روز و شب

باہم بسر لے جانے لگیں ۔ لیکن روز بہ روز احوال بادشاہ زادی کا درد عشق سے تغیر ہونے لگا ۔ ہر چند اطبا علاج کرتے تھے، مرض زیادہ ہوتا تھا ۔

فرد

طبیب سبک عقل ہرگز نہ سمجھا
ہوا درد عشق اور دونا دوا سے

القصہ مشتری نے دیکھا کہ مبادا اس بے قراریوں سے بادشاہ زادی کا راز افشا ہوکر موجب رسوائی اور خرابی کا ہو؛ یہ دل میں خیال کرکے بادشاہ سے جاکر عرض کی کہ حضرت! ملکۂ جہاں کے تئیں غلبۂ خفقان بہ سبب شدت بیماری ان دنوں زیادہ ہے ۔ اگر ارشاد ہو چندے ملکۂ زماں رونق افزا باغ حضور کی ہو کر فرحت حاصل کرے ۔

بادشاہ نے مشتری سے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ اے وزیرزادی! بہت بہتر اور بہت مبارک ہے، جس طور سے خوشنودی مزاج کی اور صحت بادشاہ زادی کو ہو، عین تمنا اور سرور مزاج حضور ہے ۔

مشتری یہ ارشاد سن کر بادشاہ زادی کو باغ میں لا کر مشغول راگ و رنگ رکھنے لگی اور اکثر ذکر بادشاہ زادے کا جو زبان پر بادشاہ زادی لاتی تھی، مشتری تسلی اور دلاسا دے کر متوقع ملاقات یک دیگر کا کرتی تھی لیکن بادشاہ زادی اکثر اوقات غلبۂ عشق سے ملول خاطر رہتی تھی ۔

اس احوال کا بیان آگے کیا جائے گا، اب یہاں سے احوال بادشاہ زادے کا بیان کیا جاتا ہے ۔

داستان آں که تیار شدن جهاز ها و سوار شدن شجاع الشمس به صورت تاجراں

راوی نے یوں روایت کی ھے کہ جس روز بادشاہ زادہ شجاع الشمس تولد ھوا تھا ، بادشاہ نے منادی کی تھی کہ جتنے لڑکے آج شہر میں تولد ھوئے ھوں ان کے اسموں کی فہرست لکھ لاؤ کہ ھر ایک کا درماھہ دستخط کیا جاوے؛ چنانچہ اس روز کئی ھزار لڑکے وضیع و شریف کے تولد ھوئے تھے ۔ بادشاہ نے ھر ایک کا درماھہ موافق مراتب کے مقرر کر کے داخل ملازمان شجاع الشمس کیا تھا ۔

القصہ واسطے تیاری جہازوں کے بادشاہ نے جو وزیر کو ارشاد فرمایا تھا ، چھ مہینے کے عرصے میں مع اسباب نقد اور جنس اور آذقہ[1] کئی برس کا جہازوں میں پر کر کے دریا میں استادہ کیے اور حضور میں وزیر نے آ کر عرض کی کہ حضرت پیر و مرشد ! جہاز حسب الحکم حضور کے تیار ھیں ۔ اگر ملاحظہ فرمائیے عین سرفرازی غلام کی ھے ۔

بادشاہ نے موافق عرض وزیر کے سواری یاد فرمائی ۔ عملہ فعلہ سواری کا وھیں حاضر ھوا ۔ بادشاہ ھوادار پر سوار ھوئے ، قرۃ العین شجاع الشمس کو واسطے سوار ھونے کے فرمایا ۔

شجاع الشمس نے قبول نہ کیا اور یوں عرض کی کہ غلام کا جی یوں چاھتا ھے کہ تا لب دریا پیادہ پا جلو میں کنچکا (؟) تخت کا پکڑے ھوئے خواصی کرتا چلے ، پھر دیکھیے یہ مرتبہ غلام کو کب نصیب ھو ۔

۱- آذوقہ ؟

بادشاہ نے ہر چند انکار فرمایا ، شجاع الشمس نے قبول نہ کیا ۔ آخرالامر ایک طرف دست راست تخت کے شجاع الشمس اور ایک طرف وزیر دست چپ تخت کے مورچھلیں پر ہما کی لیے خواصی کرتے ہوئے چلے اور جتنے امرایان عظام اور ارکانان دولت اور بندگان حضور تھے ، وہ بھی ہر ایک جلو میں روانہ ہوئے ۔

عاقبۃالامر سواری حضور کی لب دریا مع جاہ و جلال پہنچی ۔ بادشاہ نے ہوادار سے اتر کر شجاع الشمس اور وزیر کو ہمراہ لے کر ایک غراب یعنی چھوٹی کشتی پرلب کی اور واسطے سیر جہازوں کے سوار ہوئے ۔ یک مرتبہ غراب سے اتر کر ہر ایک جہاز کو ملاحظہ فرمایا ۔ ہر ایک جہاز طلائی اور نقرہ منبت اور مرصع بہ تیاری تمام نظر آیا ۔ جہاں تلک کہ اسباب چاہیے تھا ، زیادہ قدر سے ملاحظہ فرمایا ۔ مظفر شاہ نے اس سلیقہ شعاری کو وزیر کی دیکھ کر کمال سرور حاصل کیا ۔ وہیں وزیر کے تئیں دستار بستہ اور موتی مالا مرحمت فرما کر مراجعت طرف دولت خانے کے فرمائی ۔

القصہ بادشاہ مع شجاع الشمس داخل محل معلیٰ کے ہوئے ۔ علی الصباح بادشاہ برآمد دیوان خاص میں ہو کر منجم باشی کو یاد فرمایا ۔ منجم موافق طلب کے حاضر ہوا ۔

بادشاہ نے ارشاد فرمایا ”ایسی ساعت نیک واسطے سفر کرنے شجاع الشمس کے دریافت کر کے عرض کرو کہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنی عنایت سے اور اس ساعت نیک کی برکت سے شجاع الشمس کو کامیاب کرے اور جلد دیدار فرحت آثار اس کا ہم کو نصیب ہووے ۔“

منجم نے یہ سن کر تقویم سے ساعت نیک دریافت کر کے لکھ کر حضور میں گزرانی اور بعد اس کے یہ عرض کی کہ انشاء اللہ تعالیٰ طالع وقت سے یوں دریافت ہوتا ہے کہ بادشاہ زادہ کامیاب اس سفر میں ہو کر جلد قدم بوسی حاصل کرے گا اور اس عرضی پر صاد خاص

دستخط فرمائیں کہ جس روز بادشاہ زادہ سفر سے کامیاب ہو کر قدم بوسی حضور کی حاصل کرے ، غلام کو اس روز خلعت فاخرہ اور کئی لاکھ روپے کی جاگیر مرحمت فرمائیے ۔

بادشاہ نے یہ سن کر عرضی پر بہ خوشی تمام قلم و تختی ہاتھ میں لے کر صاد خاص مزین فرمایا اور ایک جاگیر اس نوید خوش پر اسے مرحمت فرمائی اور متوقع جاگیر کا اسے بادشاہ زادے کے آنے پر فرما کر رخصت کیا ۔

القصہ جس روز کہ ساعت مقرر کی تھی ، اس روز بادشاہ زادے نے حمام فرما کر تبدیل رخت کیا اور جواہر گراں بہا جسم پر آراستہ کر کے واسطے رخصت کے حضرت والدہ کی بندگی میں آ کر سر قدموں پر رکھا اور بے اختیار رو کر عرض کی کہ حضرت غلام کے تئیں رخصت فرمائیے اور دودھ غلام کے تئیں بخشیے اور جو کچھ کہ شوخی طفلانہ مجھ سے ظہور میں آئی ہو معاف کیجیے ۔ اگر زندگی غلام کی باقی ہے ، کامیاب ہو کر بندگی اور غلامی میں آن کر حاضر ہووے گا ۔

بیت

اب تو جاتے ہیں بندگی سے ہم
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

یہ کلام جاں سوز حضرت والدہ نے سن کر سر کو بادشاہ زادے کی چھاتی سے لگا کر بے اختیار غش کیا ۔ بعد ایک ساعت کے ہوش میں آ کر زار و نزار رونا شروع کیا اور جتنے خادمان محل تھے ہر ایک پر دن مصیبت کا درپیش ہوا اور شجاع الشمس کی ماں نے بے اختیار ہو کر یہ شعر پڑھا :

بیت

شب جدائی آں رشک ماہ درپیش است
مرا ببیں کہ چہ روز سیاہ درپیش است

بعد اس کے یہ ایک شعر گریاں ہو کر اور پڑھا :

فرد ہندی

کیا جانیں کیا کرے گا یہ اشتیاق تیرا
جینے نہ دے گا مجھ کو درد فراق تیرا

اتنے میں حکم بادشاہ کا معرفت محل‌دار کی شجاع الشمس کو پہنچا کہ اے قرۃالعین آرام جان مادر و پدر! اب وقت وقفے کا نہیں ہے ۔ مبادا ساعت نیک جو سوار ہونے کی ہے ٹل جاوے ۔ بہتر یوں ہے کہ جلد آکر جہاز پر سوار ہوجیے ۔

یہ سنتے ہی بادشاہ زادہ بادیدۂ پر آب حضرت والدہ سے رخصت ہوا ۔

ماں نے گلے لگا کر زار و نزار گریاں ہو کر یہ ارشاد فرمایا کہ اے فرزند دل‌بند! جی نہیں چاہتا کہ ایک دم تجھ کو آپ سے جدا کیجیے ، لیکن مرضی الٰہی یوں ہے کہ تیرا درد فراق مادر و پدر دلوں پر سہیں ، سخت عالم لاچاری اور مجبوری ہے ۔

فرد

جدائی تری کس کو منظور ہے
زمیں سخت ہے آسماں دور ہے

اے آرام جاں! تیرے تئیں خداے کریم کو اور حضرت امام ضامن

کو سونپا لیکن اپنا احوال خیریت اور صحت مزاج کا متواتر لکھتے رہنا کہ باعث زندگانی اور تسکین قلب مادر و پدر کا ہے۔ یہ کہہ کر رخصت فرمایا۔

بادشاہ زادہ برآمد محل سے ہو کر دیوان خاص میں آیا۔ دیکھتا کیا ہے کہ بادشاہ و وزیر و تمام امرایان عظام اور ارکانان دولت مع اختر سعید حاضر ہیں۔ القصہ باپ نے دیکھتے ہی شجاع الشمس کو فرمایا کہ اسی وقت سوار ہو کہ ساعت نیک شروع ہوئی ہے۔

بادشاہ زادہ بہ موجب ارشاد کے متوجہ سواری کا ہوا اور عرض کی کہ حضرت خود بدولت سوار ہوجیے اور غلام کے تئیں خواصی میں سرافراز فرمائیے کہ عین آرزو غلام کی ہے۔

بادشاہ نے یہ عرض داشت بادشاہ زادے کی قبول فرما کر فیل سفید پر کہ جس کی عماری طلائی اور مرصع تھی ، سوار ہوئے اور بادشاہ زادے کے تئیں خواصی میں بٹھلایا اور جتنے امرا اور ارکان دولت تھے ، سب پا پیادہ جلو میں تھے اور جتنی رعایا شہر کی تھی اور جا بہ جا قریوں کی تھی ، واسطے دیکھنے بادشاہ زادے کے آئے تھے ، وہ بھی ہمراہ سواری کے تھے اور وہ جو کئی ہزار لڑکے روز تولد شجاع الشمس کے تولد ہوئے تھے اور مظفر شاہ نے آن سب کا درماھہ دستخط فرما کے داخل ملازمان شجاع الشمس کے کیا تھا ، وہ بھی ہر ایک مادر و پدر سے رخصت ہو کر ہمراہ سواری کے تھے۔

قصہ مختصر سواری لب دریا پر پہنچی۔ بادشاہ نے فیل سے اتر کر سر وچشم پر شجاع الشمس کے بوسے کتنے ایک دے کر بادیدۂ پر آب یہ ارشاد فرمایا :

فرد

فراقت کے گذارد زندہ ما را
فراموشم نہ سازی تو خدا را

بادشاہ زادے نے تصدق و بلا گرداں ہوکر یہ عرض کی ''واللہ باللہ غلام کا جی یہ کب چاہتا تھا کہ قدموں سے حضور کے جدا ہو لیکن مرضیٔ الٰہی سے چارہ نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالٰی جلد کامیاب ہو کر قدم بوسی حضور کی حاصل کرے گا۔''

بادشاہ نے گلے لگا کر فرمایا ''تجھے اے نورالعین حوالے حافظ حقیقی کے کیا، خیر خدا حافظ ہوجیے۔''

بیت

رفتن تو بسفر یعنی مبارک بادا
حافظت سورۂ یٰسین و تبارک بادا

القصہ بادشاہزادہ شجاع الشمس اور اختر سعید اور وہ لڑکے جہازوں پر سوار ہوکر جہازوں کے بادبان کھول دے کر لنگر کاٹ دیے اور روانہ ہوئے۔

بادشاہ اور وزیر مع امرایان عظام خوردوکلاں اور رعایا جب تلک کہ جہاز نظر آتے رہے، لب دریا پر استادہ تھے۔ جب کہ جہاز نظر آنے سے رہے، بادشاہ و وزیر بادیدۂ گریاں اور دل بریاں داغ فراق سینے پر دیے ہوئے سر وپا برہنہ با چاک گریباں اور خاک بر سر افشاں مع خورد و کلاں لب دریا سے متوجہ شہر کے ہوئے۔ یہ احوال بادشاہ و وزیر کا اہل شہر دیکھ کر صدائے نوحہ بلند کرنے لگے کہ ہر ایک کے در و دیوار سے صدائے الفراق آنے لگی۔

ابیات

سر پا برہنہ اور وہ کپڑے گلے کے پھاڑ
روتے پھرے وہ گھر کو سبھی ڈھاڑ مار مار
وہ حال والدین کا شہزادے کے ہوا
گر سنگ بھی سنے تو وہ رو دیوے ایک بار
دریا سے جب ختن کے ہوا تھا رواں جہاز
عالم تھا مثل ماہیٔ بے آب و بے قرار
وہ سرو قد جب اس چمنستان سے گیا
چاروں طرف رواں ہوئی اشکوں کی جوئبار
مانند گل کے چاک گریباں تھے سبھی
شبنم کی طرح چشم سبھوں کی تھی اشک بار
جوں غنچہ دل گرفتہ ہوئے خاص و عام سب
آنے لگے نظر میں وہاں گل بہ شکل خار
باغوں کو گر جو دیکھیے ویران مثل دشت
شمشاد و نے صنوبر و نے سرو و نے چنار
مانند جام حوض ہوئے چشم تر سبھی
چادر کو منہ پہ تان، لگا رونے آبشار
وہ عیش، وہ طرب، نہ وہ عشرت، نہ وہ سرور
وہ جوش، وہ خروش، نہ وہ داغ و نے بہار

القصہ بادشاہ داخل محل معلیٰ ہو کر خواب گاہ میں پلنگ خواب پر غش کھا کر گرے۔ تین روز اور تین شب یہی احوال بے ہوشی کا رہا، بعد تین دن کے فی الجملہ افاقت ہوئی۔ وزیر کے تئیں یاد کرکے یہ ارشاد فرمایا کہ اے وزیر! شجاع الشمس کی تیغ فراق نے اس قدر خستہ و مجروح کیا ہے کہ بے مرہم ملاقات

کے اور دیدار کے مطلق زخم دل التیام پذیر نہیں ، سو ملاقات اُس کی ابھی معلوم - پس یہ جی چاہتا ہے کہ ترک لباس کرکے ایک گوشۂ عافیت میں بیٹھ کر عبادت الٰہی میں یہ زندگانی جو قدرے باقی ہے ، بسر لے جاؤں اور تو میری طرف سے حکم احکام امور سلطنت جاری کرکے حراست اور نگہبانی خلایق میں مشغول رہے -

وزیر یہ سن کر آداب بجا لایا اور زمین خدمت کو بوسہ دے کر یہ عرض کی کہ غلام بھی اسی درد میں گرفتار ہے - چاہتا تھا کہ ترک لباس کرکے بہ صورت درویشاں راہ صحرا کی لے لیکن خاطر حضور سے جرأت اس امر پر نہ کی گئی - پس حضرت کے تئیں بھی لازم ہے کہ مرضی اللٰہی پر شاکر رہ کر سریر سلطنت پر رونق افزا رہیے- چنانچہ حق تعالٰی قرآن شریف میں فرماتا ہے :

" ان اللہ مع الصابرین "

کہ اس میں رفاہ خلق اللہ اور باعث انتظام امور بادشاہی کا ہے- اور جو حضرت ترک لباس فرمائیے گا ، موجب خرابی خلایق کے اور باعث فتنہ و فساد مملکت کا ظہور میں آوے گا -

بادشاہ نے دل میں یہ مشورہ سوچ کر کہا کہ جو کچھ کہ وزیر عرض کرتا ہے ، واقعی راست و درست ہے - وزیر کے تئیں اس خیرخواہی پر خلعت عطا فرما کر یوں ارشاد فرمایا کہ اے وزیر ! تو نے جو امر دولت خواہی کا عرض کیا تھا ، قبول خاطر حضور ھوا لیکن منادی تمام شہر میں یوں کیجیے کہ فرزند نونہال با سعادت و اقبال مرشد زادۂ آفاق شجاع الشمس جب تک رونق افزا اس شہر کا نہ ھو ، کیا وضیع و شریف اور کیا بندگان حضور اور رعایا ، کسی نوع کی شادی اور سرور

اور رقص و سماع عمل میں نہ لاوے ۔ ان شاءاللہ تعالیٰ جس روز کہ دیدار سے شجاع الشمس کے خوشی حاصل کروں گا ، ہر ایک کے تئیں لاکھوں روپے واسطے راگ و رنگ کے اور عیش و نشاط کے مرحمت فرماؤں گا ۔ یہ ارشاد کر کے بادشاہ نے وزیر کو رخصت فرمایا ۔

وزیر نے حسب الاحکام حضور کے منادی تمام شہر میں کی کہ جب تلک بادشاہ زادہ مراجعت سفر سے بہ خیر و عافیت نہ کرے ، کوئی مرتکب خوشی کا نہ ہووے ۔

جتنے وضیع و شریف اور رعایا شہر کی تھی ، خدمت میں وزیر کی آن کر حاضر ہوئی اور یوں عرض کی کہ یہ بات موقوف منادی پر نہ تھی ، ہمارے تئیں خود بہ خود الم بادشاہ زادے کے سفر کرنے سے درپیش ہے ۔ جب تلک کہ بادشاہ زادے کو بہ خیر و خوبی یہاں رونق افزا نہ دیکھیں گے اور پھول سونے روپے کے اُس کے آنے کی خوشی میں اُس پر سے نثار نہ کر لیویں گے ممکن نہیں کہ کوئی مرتکب عیش و عشرت کا ہو ۔ یہ عرض کر کے وزیر سے رخصت ہوئے اور اپنے گھروں میں آن کر ہر ایک سیاہ پوش ہوئے ، اور ہر ایک اہل حرفہ نے پوشش اپنی دوکانوں کی سیاہ کی اور حق تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ جب تلک دیدار بادشاہ زادے کا ہم کو نہ دکھلاوے گا ، ہم یہ پوشاک نہیں بدلنے کے ۔

القصہ وہ ہر ایک مشغول کاروبار دنیاوی کے ہوئے اور دم بہ دم جناب الٰہی میں اُن کی یہی مناجات تھی کہ الٰہی جلد بادشاہ زادے کو کامیاب کر کے ہمیں دکھلا ۔

اور احوال بادشاد کا سنیے کہ جس روز سے شجاع الشمس راہی سفر کا ہوا تھا ، مطلق قرار و آرام نہ تھا بلکہ دربار بھی کم فرماتے

تھے مگر جس روز کہ وزیر التجا اور الحاح کر کے عرضی حضور میں کرتا تھا ، اُس روز وزیر کی خاطر سے ساعت ایک دربار فرما کے کسو کا مجرا ہوتا اورکسو کا نہ ہوتا ، داخل محل معلیٰ کے ہوکر خواب گاہ میں تلاوت کلام اللہ کی کرتے تھے اور اکل و شرب بالکل موقوف تھا۔ مگر بادشاہ زادی جس وقت بہت بہ جد (بضد) ہوتی اور مبالغہ کرتی ، اُس وقت دو چار لقمے نوش کر کے دست بردار ہوتے تھے اور پھر اُسی تلاوت میں مشغول ہوتے تھے اور بعد تلاوت کے یہ مناجات با چشم پر آب زبان پر لاتے تھے۔

فرد

کرم سے جلد اے خلاق عالم
شجاع الشمس کا دیدار دکھلا

اب یہاں سے احوال شجاع الشمس کا بیان کیا جاتا ہے۔

داستان شجاع الشمس و روانہ شدن او بر جہاز ہا و رسیدن بر جزیرۂ گل رخ

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ بادشاہ زادہ مع اختر سعید جہازوں پر روانہ ہوئے ۔ ہر ایک منزل پر جس وقت کہ پہنچتے تھے، لنگر جہازوں کا دریا میں ڈال دیتے تھے اور بادبان اُتار کر جہاز کو ایستادہ کرتے تھے اور وہاں سے اُتر کر صحرا کی اور ساحل کی اور جو کوئی شہرنو متصل دریا کے آ جاتا تھا ، سیر کرتے تھے ۔ حق تعالیٰ نے یہ حسن بادشاہزادے کو عطا کیا تھا ، جو زن و مرد دیکھتے تھے ، ایک دل کیا ہزار دل سے عاشق ہوتے تھے بلکہ یہ آرزو کر کے التماس کرتے تھے :

فرد

چه نامی که مولای نام‌تو ام
درم ناخریده غلام‌تو ام

اگر غلامی اور کنیزی میں ہمیں قبول کیجیے ، عین سرفرازی ہے۔ بادشاہ زادہ ملکہ نگار کے عشق میں ایسا محو اور بے خود تھا کہ مطلق کسو سے سروکار نہ تھا اور کسو کو اس امر میں جواب نہ دیتا تھا ، اور جب کہ بادشاہ زادہ وہاں سے آگے روانہ ہوتا تھا وہ ہر ایک داغِ عشق دل پر دے کر اکثر یہ شعر پڑھتے تھے :

فرد

رفت و بر دل غم فراق گذاشت
بر جگر درد اشتیاق گذاشت

اور بادشاہ زادہ اکثر شب ماہ میں اختر سعید سے یہ فرماتا تھا کہ دیکھیے کب تک وصل ملکہ نگار کا میسر آوے۔ یہ کہہ کر اور بین ہاتھ میں لے کر یہ شعر سرود کرتا تھا اور زار و نزار رو کر غش کرتا تھا :

ابیات

دلم از فراق خوں شد، تو فراق دیدہ باشی
بہ رہت غبار گشتم ز صبا شنیدہ باشی
نہ تبسمے ، نہ حرفے ، نہ حکایتے مبادا
ز زباں بریدہ ناصح سخنے شنیدہ باشی

هر شب دعاها می کنم بر خاک می مالم جبیں
تو جمع کن بادوستاں یا جامع المتفرقیں

بادشاہ زادے سے اختر سعید ایسے اشعار درد اور فراق کے سن کر بے اختیار رقت میں آ کر یوں مخاطب جناب الٰہی میں ہوتا تھا ۔

فرد

ساز آباد خدایا دل ویرانے را
یا مدہ مہر بتاں ہیچ مسلمانے را

پروردگارا ! جلد شجاع الشمس کو ملکہ نگار سے ملا کہ بادشاہ زادہ اس بے قراریوں سے باز رہے ۔ غرض کہ دن رات میں دو چار مرتبہ باشادہ زادے کا احوال اسی نوع سے ملکہ نگار کے عشق میں تغیر ہوتا تھا ۔ اختر سعید تسلی اور دلاسا دے کر مشغول حکایات عجیب و غریب اور سرود اور غزل خوانی اور سیر کا کرتا تھا ۔

قصہ مختصر بعد چھ مہینے کے جہاز ایک جزیرے پر پہنچے کہ نام اُس جزیرے کا گل‌رخ تھا ۔ بادشاہ زادے کے تئیں آب و ہوا اُس جزیرے کی بہت خوش آئی ۔ احکام مانجھیوں کو فرمایا کہ لنگر جہازوں میں ڈال دو اور بادبانوں کو باندھ دو کہ چندے سیر یہاں کی کر کے پیشتر روانہ ہوں گے ۔

القصہ بہ موجب احکام بادشاہ زادے کے لنگر ڈال دے کر بادبان باندھ دیے، جہاز استادہ ہوئے ۔ گھڑی چار ایک دن باقی رہا تھا کہ باشادہ زادے نے اختر سعید سے کہا : ”جی چاھتا ھے کہ اس جزیرے کے صحرا کی اور سبزہ زار کی سیر کیجیے کہ عقدہ غم و الم کا کھل جاوے ۔“

اختر سعید نے یہ سن کر عرض کیا "اے بادشاہ زادے! احوال اس سبزہ زار کا اور صحرا کا مطلق معلوم نہیں، واللہ اعلم کوئی پری زاد یا کوئی دیو زاد یہاں کا مالک اور رئیس ہو، وہ ہمیں اپنا غیر جنس سمجھ کر مبادا درپے ایذا کے ہو۔ پس بہتر یوں ہے کہ اس سبزہ زار کی سیر سے اپنے تئیں باز رکھیے۔"

ہر چند اختر سعید نے مبالغہ کیا بادشاہ زادے نے نہ مانا۔ جہاز سے اُتر کے مع اختر سعید ساحل پر آئے، اور وہاں سے طرف مشرق کے ایک سبزہ زار پر بہار نظر آیا، اُدھر روانہ ہوئے۔ بعد ایک ساعت کے اُس سبزہ زار میں پہنچے اور مشغول سیر کے ہوئے۔ اتنے میں گھڑی دو ایک دن باقی رہ گیا تھا: اختر سعید نے عرض کی کہ حضرت صاحب عالم! وقت تنگ ہے، جہازوں تلک پہنچتے رات ہو جاوے گی، بہتر یوں ہے کہ اب جلد تشریف لے چلیے۔

بادشاہ زادے نے چاہا کہ بہ‌موجب عرض اختر سعید کے روانہ ہو، ایک آواز مہیب اُس سبزہ زار کے دست چپ سے پیدا ہوئی کہ جس سے لرزہ بادشاہ زادے اور وزیر زادے کے جسم پر پیدا ہوا۔

اختر سعید نے کہا کہ اے بادشاہ زادے! جس چیز کا مجھے اندیشہ اور خطرہ تھا وہی ظہور میں آیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس سبزہ زار کا مالک کوئی دیوزاد ہے کہ جس کی یہ صدائے مہیب ہے۔

بادشاہ زادے نے کہا کہ جو ہونی ہے ہوگی، لیکن اب کوئی صورت ایسی کیجیے کہ باعث نجات کا ہو۔

وزیر زادے نے عرض کی کہ اب یہاں سے بھاگیے۔ مطلق توقع نہیں کہ بہ خیریت جہازوں پر پہنچیے، مگر انبار درختوں کے

پاتوں[1] کا ایک طرف کو پڑا ہوا ہے ، اُس میں چلیے اور چھپ رہیے۔ اگر زندگانی ہے تو ہر طرح بچ رہیے گا و الّا خیر ، رضاے مولا از همه اولیا ۔ یہ کہہ کر بادشاہ زادہ اور وزیر زادہ دونوں اُس انبار میں چھپے ۔

اتنے میں دیکھتے کیا ہیں کہ ایک دیو سفید جس کے قد کا طول پچاس گز کا اور سر برابر قلعہ زنگبار کے ہے اور آنکھیں اُس کی مثل منقل کے مشتعل ہیں اور دہان اُس کا مثل دہان حمام فراخ اور شعلہ زن ہے اور ہر ایک دانت اس کا طول اور عرض میں دو دو گز کا اور تیز تر سوہان اور شمشیر سے ہے اور ہاتھوں میں ایک حربہ آہنی مشابہ گرز کے کم ہزار من سے نہ ہوگا ، لیے چلا آتا ہے اور متوجہ سبزہ زار کا ہوا ۔ اس سبزہ زار میں ایک قصر زمردیں تھا ، وہاں پہنچا ۔ چلون اور پردے اُس قصر کے دالان کے اُٹھا کر اندر گیا ۔ بعد اس کے ایک چھپر کھٹ مرصع جو وہاں بچھا ہوا تھا اور اُس چھپر کھٹ پر ایک عورت دوشالہ اوڑھے سوتی تھی ، وہ دیو اُس چھپر کھٹ کے قریب پہنچ کر وہ جو عورت سوتی تھی ، اُس کے سرہانے ایک چھڑی دیو نے اُٹھا کر پائتی رکھی اور چھڑی پائتی[2] کی اُٹھا کر سرہانے رکھی ۔ بہ مجرد اس حرکت کے وہ عورت کلمہ پڑھ کر اُٹھ بیٹھی ۔ وہ دیو اقسام میوجات اور عطریات سے جو ہمراہ اپنے اٹھا لایا تھا ، اُس کے آگے رکھ کر تصدق اور بلا گردان ہوا ۔

---

۱ ۔ پاتوں جمع پات ، موجودہ املا پتوں ۔

۲ ۔ 'پائتی' میں نون کا نقطہ نہیں دیا ہے ، لیکن صفحہ ۹۷ پر 'پائنتی' لکھا ہے ، اس سے املا 'پائنتی' واضح ہوتا ہے ۔

بعد اس کے کہا کہ میرے تئیں غلامی میں قبول کر کے ہم بستر مجھ سے ہو۔

اُس عورت نے یہ سنتے ہی گریہ و زاری کر کے کہا کہ ابھی میرے تئیں مادر و پدر کی جدائی کا درد و الم لاحق ہے۔ جب کہ یہ غم مجھے فراموش ہو جائے گا، بہ ہر صورت میں حاضر ہوں۔

اسی گفتگو میں تمام رات گزر گئی۔ صبح ہوتے ہی اُس عورت نے دوشالہ منہ پر کھینچا اور اُس چھپر کھٹ پر واسطے خواب کے دراز ہوئی اور دیو نے سرھانے کی چھڑی پائتی اور پائتی کی چھڑی سرھانے رکھ کر حربہ اپنا ہاتھ میں لے کر ایک چنگھاڑ ماری کہ تمام زمین اُس سبزہ زار کی لرزے میں آئی۔ بعد اس کے روانہ طرف صحرا کے ہوا۔

بادشاہ زادے اور اختر سعید نے تمام رات یہ احوال دیکھا تھا۔ وہاں سے نکل کر متوجہ اُس قصر کے ہوئے اور اُس چھپر کھٹ کے پاس آ کر جس طرح دیو سے بدلنا چھڑیوں کا دیکھا تھا، عمل میں لائے۔ وہ عورت بہ مجرد بدلنے چھڑیوں کے کلمہ پڑھ کر اُٹھ بیٹھی۔ دیکھتی کیا ہے کہ دو جوان صاحب حسن متصل چھپر کھٹ کے بیٹھے ہیں۔

بے اختیار تعجب میں آ کر پوچھنا شروع کیا کہ تم کون ہو؟ اقسام انسان سے یا پری سے ہو؟ احوال بیان کرو کہ مجھے تم پر کمال تاسف آتا ہے کہ جس شخص کی میں قید میں ہوں، اُس نے کب تمھیں جیتا چھوڑا۔

بادشاہ زادے نے یہ سن کر اول اپنا احوال اور حسب نسب اور سفر اختیار کرنا واسطے ملکہ نگار کے بیان کیا اور کہا کہ اے ہمشیرہ! اگر حق تعالیٰ ہمارا حافظ اور نگہبان ہے، دیو کی کیا

مجال ہے کہ باعث ہماری ایذا کا ہو ۔

یہ سنتے ہی اُس عورت نے کہا کہ اے بھائی شجاع الشمس ! جب کہ تم نے اپنا سرگزشت مجھ سے نہ چھپایا ، مجھے بھی کیا لازم ہے کہ احوال اپنا تم سے چھپاؤں ۔

میرے باپ کا نام شمشاد پری زاد اور بادشاہ جزیرۂ روس کا ہے اور میرا نام گل رخ پری ہے ۔ ایک روز بالائے بام شب ماہ میں چھپرکھٹ پر میں سوتی تھی کہ نظر اس ملعون شہپال دیو کی مجھ پر پڑی ، ایک مرتبہ عاشق ہوکر میرا چھپرکھٹ وہاں سے اٹھا لا کر اس سبزہ زار میں رکھا اور جو کچھ کہ سوال اُس ملعون کا ہے سو تم نے سنا ۔ عاقبت کار ایک دن جی سے گزر جاؤں گی ، نجات اور مخلصی اس بلائے عظیم سے معلوم ۔

بادشاہ زادے نے یہ سنتے ہی کہا کہ اے ہمشیرہ گل رخ پری خاطر اپنی بہ ہر صورت جمع رکھ کر امیدوار فضل الٰہی سے رہ ۔ مسبب حقیقی کی عنایاتیں باہر قیاس سے ہیں کہ ایک دم میں نگاہ کرم سے آتش سوزاں کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر گل زار کیا اور حضرت یونس کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دی اور حضرت نوح کی کشتی طوفان سے بچائی اور حضرت یوسف کو چاہ سے نکال کر بادشاہ مصر کا کیا ۔ پس اے گل رخ پری ! اگر وہ کریم تجھے بھی اس ظالم کی قید سے نجات دے ، عجب نہیں ہے ۔ اس نوع سے گل رخ پری کو تشفی دے کر یہ کہا کہ آج اُس دیو سے یہ پوچھنا کہ تیرا جی کا ہے میں ہے ؟ یہ اُس سے دریافت کرکے مجھ سے کہنا ، پھر دیکھنا کہ قدرت الٰہی کیا کرے ہے ۔

اسی گفتگو میں تھے کہ صحرا سے ایک صدائے ہول ناک پیدا ہوئی اور بگولا تہہ زمین سے فلک پر پہنچا ۔

گل رخ پری نے کہا کہ اے بھائی ! وہ ملعون آیا ، اپنے تئیں

چھپا ۔ یہ کہہ کر دوشالہ منہ پر لے کر چھپر کھٹ پر لیٹ گئی ۔

بادشاہ زادے نے جلد چھڑی سرہانے اور پائنتی کی بہ دستور بدل کر مع اختر سعید انبار میں پاتوں کے چھپ رہے ۔

بعد ایک دم کے وہ دیو بہ صورت مہیب حربہ ہاتھ میں لیے ہوئے داخل اُس قصر کے ہوا اور گل رخ پری کے تئیں بہ دستور چھپر کھٹ پر اُٹھا بٹھلایا اور جو کچھ کہ اقسام میوجات سے لایا تھا ، گل رخ پری کے آگے رکھا ۔ گل رخ پری نے اُٹھا کے آگے سے دور پھینکا اور کمال الم و ملال کی صورت بنائی ۔

اُس دیو نے یہ طور گل رخ پری کا دیکھ کر پوچھا کہ آج خلاف قیاس یہ احوال اپنا بناتا باعث کیا ہے ؟

گل رخ پری نے کہا کہ اے شہپال ! میری زندگانی موقوف تیری زندگی پر ہے اور اتنے دن سے جو مجھے تجھ سے انکار ہے ، فقط یہی باعث ہے کہ تو یہاں مجھے اس احوال میں تنہا چھوڑ کر تو چلا جاتا ہے ، مبادا کوئی تیرا دشمن ہو ، قابو پا کر تجھے ہلاک کرے اور میں اسی احوال سے چھپر کھٹ میں پڑی رہوں ۔ اس لیے اے شہپال ! مجھے درد و الم نے گھیرا ہے ۔

یہ سنتے ہی شہپال بے اختیار قہقہہ مار کے ہنسا اور کہا کہ اے گل رخ ! ایسا کوئی نظر نہیں آتا کہ مجھے ہلاک کرے ، اپنی سب طرح سے خاطر جمع رکھ ۔

گل رخ نے کہا ”یہ سب غلط ، حق تعالیٰ نے ایک کو ایک پر غالب اور ایک سے[1] زبردست پیدا کیا ہے ۔ ممکن نہیں کہ میری تسلی اس گفتگو سے ہو ۔

---

۱ ۔ ”ایک سے ایک کو“ ہونا چاہیے تھا ، غالباً سہو کتابت ہے ۔

شہپال نے کہا کہ اے گل رخ ! واقعی ہے جو تو نے سوچا لیکن کوئی چاہے کہ مجھے تیر سے یا تلوار سے یا خنجر سے یا نیزے سے یا تفنگ سے ہلاک کرے ، کیا ممکن ، بلکہ میرے جسم سے جتنے قطرے لہو کے زخم سے گریں ، اتنے مجھ سے پیدا ہو کر اس میرے دشمن کے تئیں ہلاک کریں ۔ مگر کوئی چاہے کہ مجھے ہلاک کرے ، یہ انگشتری جو میرے ہاتھ میں ہے ، مجھ سے لیوے اور دریاے شور پر جا کر اس انگوٹھی کو دکھلاوے ، بہ‌مجرد اس انگوٹھی کے دکھلاتے ایک آندھی نیلی اور پیلی بہ‌زور تمام ایسی ہر چار طرف سے اٹھے گی کہ تمام زمین و آسمان تاریک ہو جاوے گا ۔ پس اسی احوال میں ایک صندوق دریا سے نکل کر طرف آسمان کی بہ جلدی و بہ‌زور تمام اڑ چلے گا ، اسی احوال میں حواس اپنے وہ شخص قایم رکھ کر اس صندوق کو دو ٹکڑے کرے؛ اس میں سے ایک اور صندوقچی نکلے گی ، اسے شمشیر سے دو ٹکڑے کرے ، بعد اس کے ایک ڈبیا آہنی نکل چلے گی ، اسے بھی جب دو کر چکے ، ایک زنبور سیاہ برابر ایک پشے کے بلکہ پشے سے بھی چھوٹا نکل کر اڑ چلے گا ۔ اگر اس شخص کو اتنی فرصت میسر ہو کہ شمشیر کو ہاتھ سے ڈال دے اور ایک سیخ آہنی کہ سوزن سے بھی باریک ہو ، ہاتھ میں لے کر اس زنبور کو پرو لے ، ادھر زنبور ہلاک ہو ادھر سو شخص اپنی جان دے ۔ پس ایسا کون ہے کہ انگشتری مجھ سے لیوے اور یہ جو میں نے بیان کیا ہے ، عمل میں لاوے ۔

یہ سنتے ہی گل رخ نے انگشتری ہاتھ سے شہپال کے لے لی اور کہا کہ مبادا یہ انگوٹھی کہیں تجھ سے گر پڑے اور کوئی دشمن اسے لے کر جس طرح تو نے بیان کیا ، عمل میں لاوے ۔ پس یہ انگوٹھی میرے پاس رہے ۔

شہپال نے کہا کہ اگر تمھاری دل جمعی اس میں ہے، رکھیے ۔

گل رخ پری بہ ظاہر خوش ہوئی اور گفتگوے شیریں سے شہپال کو خوش کیا اور نوید اپنے وصل کی دی کہ آج کے پانچویں دن میں تجھ سے ہم بستر ہوں گی ۔

شہپال اس بات کو گل رخ کی زبان سے سن کر تصدق و بلا گردان ہوا اور ناچنا شروع کیا ۔

القصہ صبح ہوئی اور شہپال بہ دستور واسطے شکار کے طرف صحرا کے روانہ ہوا ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید وہیں انبار سے پتوں کے نکلے اور قصر میں آ کر گل رخ پری کے تئیں اٹھا بٹھلایا ۔

گل رخ نے بہ سرور تمام انگوٹھی حوالے شجاع الشمس کے کی اور کہا کہ اے بھائی ! اگر تم سے ہو سکے تو کیجیے و اگر خدا نہ خواستہ اس امر میں غلطی ہوئی ، نہ تمھاری زندگی ہے نہ میری ۔

بادشاہ زادے نے کہا کہ اے ہمشیرہ ! امیدوار فضل الٰہی سے رہا چاہیے ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آج اس ملعون کا کام تمام کروں گا ۔ یہ کہہ کر شجاع الشمس انگشتری کو لے کر اٹھا اور روانہ طرف دریا کے ہوا اور اختر سعید کو کہا ”جب تلک میں آؤں، ہمشیرہ گل رخ پری کے تئیں باتوں میں مشغول رکھنا ۔“

القصہ بادشاہ زادے نے دریا پر پہنچ کر انگوٹھی دریا کو دکھلائی ، بہ مجرد انگوٹھی دکھلانے کے ایک آندھی زرد و سیاہ و سرخ و کبود ایسی آئی کہ تمام جہان زمین سے لے آسمان تک تیرہ و تاریک ہوا ۔ اسی عالم میں ایک صندوق آہنی متصل دریا سے نکلا اور گز ایک بلند ہو کر چاہتا تھا کہ پرواز طرف آسمان کے

کرے ، بادشاہ زادے نے نعرۂ اللہ اکبر مار کر شمشیر علم کرکے
اس صندوق کو مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا ۔ اس میں (سے) ایک
صندوقچہ مقفل اور نکلا ؛ وہ بھی چاہتا تھا کہ مثل ہوا راہ آسمان کی
لے ، بادشاہ زادے نے اسے بھی بہ حواس شجاعت دو حصے کیا ۔
بعد اس کے اس میں سے ایک ڈبیا آہنی مقفل نکلی ؛ وہ بھی اڑا
چاہتی تھی ، بادشاہ زادے نے اسے بھی دو بخرے کیا ۔ بعد اس کے
اس میں ایک زنبور سیاہ برابر پشے کی تیز پری کرکے چاہتا تھا کہ
ہوا ہو جاوے ، بادشاہ زادے نے بہ‌جلدی تمام شمشیر ہاتھ سے
ڈال کر ایک سیخ آہنی کہ باریک تر سوزن سے تھی ، کمر سے نکالی
اور اس زنبور کے تئیں پرویا ۔ بہ مجرد اس حرکت کے ایک آواز
ہول ناک ہائے وائے کی دست چپ سے بلند ہوئی کہ تمام زمین
و آسمان اس کی ہیبت سے لرزے میں آیا ۔

بادشاہ زادہ دیکھتا کیا ہے کہ شہپال دیو صحرا میں جل کر
خاک کا ڈھیر ہو گیا ہے ۔ بادشاہ زادے نے یہ احوال اس ملعون
کا دیکھا کہ واصل جہنم ہوا ، دو رکعت (نماز) شکرانے کے ادا
کر کے روانہ طرف گل رخ پری کے ہوا ۔

بعد ایک ساعت کے اس قصر میں پہنچ کر دیکھا کہ اخترسعید
ششدر اور بے حواس بیٹھا ہے اور نظر طرف سبزہ زار کے ہے اور
گل رخ پری چھپرکھٹ میں بے ہوش اور عالم غش میں ہے ۔

اختر سعید بادشاہ زادے کو دیکھتے‌ہی بے اختیار خوش ہو کر
اٹھا ۔ تصدق اور بلاگردان ہوا اور یہ کہا کہ الحمد للہ بہ خیر
و عافیت تیرا دیدار میسر آیا ۔

بادشاہ زادے نے پوچھا کہ ہمشیرہ گل رخ پری بے ہوش
اور غش نظر آتی ہے ، اس کا سبب کیا ہے ؟

اختر سعید نے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! جس وقت سے تو

انگوٹھی لے کر روانہ ہوا تھا ، گل رخ پری کے جسم پر لرزہ غالب تھا اور یہ کہتی تھی کہ دیکھیے بھائی شجاع الشمس شہپال ملعون کو واصل جہنم کر کے صحیح وسلامت آتا ہے یا نہیں ۔ اسی گفتگو میں تھی کہ ایک آواز مہیب پیدا ہوئی ؛ اس آواز کو سنتے ہی بے اختیار غش کھا کر چھپر کھٹ میں گری ۔ ہرچند میں نے چاہا کہ ہوش میں آوے ، مطلق نہ آئی ۔

بادشاہ زادے نے یہ سنتے ہی سرہانے گل رخ کے بیٹھ کر پکارا کہ اے ہمشیرہ! میں تیرا بھائی شجاع الشمس ہوں ، شہپال دیو کو واصل جہنم کر کے آیا ہوں ، جلد ہوش میں آ اور آنکھ کھول ۔

شجاع الشمس کی یہ آواز سنتے ہی گل رخ ہوش میں آئی اور صحیح و سالم شجاع الشمس کو دیکھا ؛ یقین ہوا کہ شہپال دیو کو مقرر واصل جہنم کیا ۔ یہ خیال کر کے چھپر کھٹ سے اتری اور بلائیں شجاع الشمس کی لیں اور کہا کہ اے بھائی ! تمھارے باعث سے نجات اس ملعون کے ہاتھوں سے ہوئی ، تمام عمر تمھارے اس احسان کے عہدے سے نہ نکلوں گی ۔ بہتر یوں ہے کہ ہمراہ میرے جزیرۂ روس کو چلیے اور میرے باپ سے کہ شمشاد پری زاد نام ہے ، ملیے ؛ چند روز سیر وہاں کی کر کے روانہ طرف شہر محبوب کے ہوجیے گا ۔

بادشاہ زادے نے یہ سن کر کہا کہ اے ہمشیرہ ! عالم خوشی میں سیر صحرا اور گل گشت باغ سب کو خوش آتا ہے ۔ میرے تئیں غم فراق ملکۂ نگار کا درپیش ہے ، کیوں کر تیرے ساتھ چل کر مشغول سیر کا ہوں ، مگر بعد کامیاب ہونے کے مقرر ملاقات کروں گا اور یہ شعر زبان پر لایا :

بیت

پھرتا ہوں میں فراق میں اس گل عذار کے
ہم کو دیار جانا ہے ملکہ نگار کے

گل رخ نے ہر چند مبالغہ کیا ، بادشاہ زادے نے نہ مانا۔ آخرالامر گل رخ نے لاچار ہو کر ایک پر اپنے بازو سے نکال کر بادشاہ زادے کو دیا اور کہا اے بھائی ! جس وقت خدا نہ خواستہ کوئی حادثہ درپیش آوے ، اس میرے پر کے تئیں آگ پر رکھنا ، میں وہیں حاضر ہوں گی ۔

یہ کہہ کر شجاع الشمس کی بلائیں لے کر رخصت طرف جہازوں کے کیا ۔ اور گل رخ نے ایک بلندی پر بیٹھ کر ایک آواز بہ زبان پری زادوں کے کی ۔ بہ مجرد اس آواز کے سنتے ہی کئی سو پریاں تخت طلائی لیے ہوئے آن کر حاضر ہوئیں ۔ تصدق اور بلا گرداں ہو کر گل رخ کو تخت پر بٹھلایا اور رکھ کر اپنے کاندھوں پر روانہ طرف جزیرۂ روس کے ہوئیں ۔ اور ادھر بادشاہ زادے نے مع اختر سعید جہاز پر پہنچ کر حکم مانجھیوں کو فرمایا کہ پیشتر جہازوں کو روانہ کیجیے ؛ بہ مجرد اس احکام کے بادبان کھول کر لنگر جہازوں کے کاٹ دیے اور سب جہاز روانہ کیے ۔

بادشاہ زادہ شجاع الشمس اکثر اوقات ذکر ملکہ نگار کا زبان پر لا کر بے تاب و بے قرار ہوتا تھا ۔ لیکن اختر سعید دم بہ دم اور ہر ساعت یوں تشفی دیتا تھا کہ اے بادشاہ زادے ! قریب ہے کہ سفر دریا کا طے ہو ، ملکہ نگار کے شہر میں پہنچیے اور جستجو اس کے وصل کی کیجیے ۔ اسی طور سے بادشاہ زادے کو تشفی دے کر مشغول حکایات عجیب و غریب کا کر کے سفر دریا کا جہازوں پر طے کرتے تھے ۔

ایک روز قدرت کاملۂ الٰہی سے باد مخالف شروع ہوئی کہ جس کے صدمے سے ہر ایک جہاز چھوٹے بڑے تہہ و بالا ہونے لگے - جتنے اشخاص خورد وکلاں تھے ، ان کے دلوں پر ایک ہول پیدا ہوئی اور دست بہ‌دعا جناب الٰہی میں ہوئے اور بادشاہ زادے اور اختر سعید آیۂ کلام اللہ :

بسم اللہ مجریھا و مرسہا ان ربی لغفور رحیم

زبان پر لا کر یہ شعر بہ تضرع و زاری تمام پڑھتے تھے :

بیت

کشتی شکستگانیم اے باد شرط برخیز
باشد کہ باز بینم آں یار آشنا را

لیکن قضا و قدر اپنی گھات میں لگ رہے تھے اور حکم الٰہی یوں ہی تھا - باد تند زیادہ چلنی شروع ہوئی ، جتنے جہاز تھے آپس میں ٹکرا کر تختہ تختہ علیحدہ ہوئے ، جتنے اشخاص تھے مع اجناس غرق دریا کے ہوئے ، الاّ بادشاہ زادہ اور اخترسعید ایک تختے پر بہتے ہوئے چلے جاتے تھے - بعد تین روز اور تین شب کے ایک کنارے پر وہ تختہ آ لگا - بادشاہ زادے اور اختر سعید کی آنکھیں بہ سبب گرسنگی اور تشنگی کے بند تھیں اور ایک عالم بے ہوشی کا اور غشی کا تھا -

یک مرتبہ نسیم صبح شروع ہوئی - اختر سعید کی آنکھ کھلی - دیکھتا کیا ہے کہ بادشاہ زادہ بے ہوش ہے اور تختہ کنارے پر پہنچا ہے - لیکن خیال میں یہ گزرا کہ مبادا بادشاہ زادہ ہلاک ہوگیا ہو - جلد ہاتھ بادشاہ زادے کا اپنے ہاتھ میں لے کر ملاحظۂ نبض کرنے لگا - بعد ایک ساعت کے نبض میں گرمی زندگانی کی دریافت کر کے خوش ہوا اور آہستہ آہستہ پاؤں داب کر بادشاہ زادے

کو جگانا شروع کیا ۔

القصہ بادشاہ زادے نے آنکھ کھولی اور اختر سعید کو دیکھا کہ بہ کمال بندگی اور جانفشانی بیٹھا ہوا پاؤں دابتا ہے ۔ ایک آہ سرد بھری اور بادیدۂ پرآب یہ شعر پڑھا :

بیت

جاں بہ‌لب ہوں انتظار یار میں اب آہ میں
کیا اسی دن کے لیے جیتا رہا اللہ میں ؛

یہ پڑھ کر اختر سعید کے گلے لگ کر زار زار رو دیا ۔

اختر سعید نے عرض کی کہ اے بادشاہ زادے ! دل اپنا قوی رکھ ، حق تعالی نے جو اس دریاے بلا سے نکال کر کنارے پر جیتا پہنچایا ہے ، غالب کہ مطلب کو بھی تجھے پہنچاوے ۔

بادشاہ زادے نے یہ سن کر کہا کہ اے اختر سعید ! جو تو نے کہا ، واقعی یوں ہی ہے لیکن از روے عقل نہیں دریافت ہوتا کہ ملاقات اور وصل ملکہ نگار کی میسر آوے ؛ اور وہ جو اسباب ظاہری مادر و پدر سے لاکھوں اور کروڑوں لے کر جہازوں پر روانہ ہوئے تھے ، سو یوں غارت ہوا ۔

بیت

ماں باپ سے ہزاروں اگرچہ لکوک لے
مطلب کو کب وہ پہنچے ہے جب تک خدا نہ دے

اے اختر سعید ! جب کہ احوال ظاہر کا یوں پریشان ہوا ، کب کسی کی نظر میں ہم باوقار نظر آئے اور کب مدعا کو پہنچے ۔ اختر سعید نے یہ سن کر کہا کہ نا امیدی جناب الٰہی

سے مرتبہ کفر کا رکھتی ہے ۔ پس لازمۂ بندگی یوں ہے کہ نظر اس کی عنایاتوں پر رکھ کر جستجو اپنے مدعا کی کرے اور یہ شعر پڑھا ۔

بیت

دل کو قوی تو رکھنا اس کی عنایتوں پر
پہنچے گا مدعا کو اک روز تو مقرر

بہر کیف تسلی بادشاہ زادے کی کر کے وہاں سے اٹھا اور ہاتھ میں ہاتھ دے کر پیشتر کو نادیدہ راہ روانہ ہوئے۔

جس وقت کہ گرسنگی و تشنگی غالب ہوتی تھی ، پات درختوں کے توڑ کر کھاتے تھے اور جو کہیں چشمہ یا چقر پانی کا نظر آ جاتا تھا ، پی لیتے تھے اور آگے روانہ ہوتے تھے ۔

یوں ہی منزلیں طے کرتے ہوئے اور مصیبتیں جھیلتے ہوئے بےکسانہ اس دشت غربت میں پا برہنہ اور خاک بر سر افشاں جاتے تھے ۔

بعد چالیس دن کے ایک صحرا میں پہنچے ۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک درخت سایہ‌دار کہ جس کی شاخیں دو دو کوس پہنچی ہیں اور ایک زنار دار وہاں استادہ ہے ۔ بادشاہ زادے اور اختر سعید نے اپنی جنس یعنی انسان سمجھ کر اس تک پہنچے ۔

یک مرتبہ اس زناردار نے ان دونوں کا احوال تباہ اور سقیم دریافت کرکے پوچھا کہ اے شخصو ، عزیزو ! تم کون ہو ، کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاؤ گے ؟ اپنا احوال بیان کرو ۔

بادشاہ زادے نے کہا کہ اے زنار دار ! کیا پوچھتا ہے ۔ اگر تو درد کو پہنچے تو البتہ اپنا احوال مصیبت کشی کا بیان کیجیے۔

زنار دار نے کہا کہ حق تعالیٰ کو سب قدرت ہے کہ اپنے بندے کو ایک دم میں کامیاب دارین کرے۔ اگر تم بھی اپنے مقصد کو پہنچو ، اس کے کرم سے عجب نہیں ہے۔

بادشاہ زادے نے کہا کہ اے عزیز! ہم مرد سوداگر پیشہ رہنے والے خطا و ختن کے ہیں ، کئی سے(سو) جہاز مال کے اور اسباب تجارت کے پُر کر کے واسطے حصول منافع کے سفر دریا کا اختیار کیا تھا اور کئی سے (سو) غلام اور کئی ہزار نوکر همراه جہازوں پر واسطے نگہبانی اسباب کے اور خدمت کے تھے؛ یک مرتبہ نحوست طالع سے باد مخالف نے چل کر جہازوں کو مع اسباب غرق کیا۔ بہ مسبب قسمت اور زندگی ہم دونوں بھائی ایک تختے پر جیتے بچ کر بعد کئی دنوں کے کنارے پر آ پہنچے ، اور چالیس دن گزرے ہیں کہ بناسپتی جنگل کے اور چقروں کے پانی پیتے یہاں تلک پہنچے اور آگے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں کر زندگی ہوگی۔

زنار دار نے کہا کہ میں منجم بے بدل ہوں۔ اس گھڑی طالع وقت سے یوں دریافت ہوتا ہے کہ تم اپنے مقصد کو پہنچ رہوگے ، لیکن ایک تماشا میں تمہیں ایسا دکھاؤں کہ تمام عمر نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو۔

بادشاہ زادے نے کہا کہ اے عزیز ! ہم گرفتار اپنی مصیبت میں ہیں ، تماشے سے کیا سروکار۔ مثل مشہور ہے کہ رونے کو بھی دل خوش چاہیے۔

زناردار نے کہا کہ واقعی یوں ہی ہے لیکن دیکھنا اس تماشے کا بھی نوادرات سے ہے۔

بادشاہ زادے نے کہا ''اگرچہ باعث مصیبت کے اور پریشانی کے کچھ خوش نہیں آتا مگر تیری خاطر سے کیا مضایقہ۔''

زناردار نے یہ سنتے ہی ایک لکڑی بہ رنگ سیاہ سندور اور

تیل سے ڈوبی ہوئی اور منتروں سے دیوالی کی راتوں کو جگائی ہوئی بادشاہ زادے کے حوالے کی اور کہا کہ اے بادشاہ زادے ! یہاں کوس ایک پر ایک جنگل ہے ، وہاں چلیے اور تماشا دیکھیے ۔

القصہ بادشاہ زادہ اور اختر سعید اور وہ زنار دار اس جنگل میں پہنچے ۔

زناردار نے کہا کہ اے شجاع الشمس ! ایک سے (سو) ایک بار اس اسم کو پڑھ کر اس لکڑی پر دم کر ، بعد اس کے اس لکڑی سے زمین پر یہاں کی ایک خط کھینچ اور قدرت الٰہی کا تماشا دیکھ ۔

بادشاہ زادے نے وہیں اُس لکڑی پر اسم پڑھ کے خط کھینچا کہ یک مرتبہ زمین شق ہوئی اور ایک دیو مہیب دو سے (سو) گز کا وہاں سے نکلا کہ جس کے دیکھتے ایک دہشت غالب ہوئی ۔

زنار دار نے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! خوف و خطر مطلق دل میں نہ لا ، ایک ڈھیلا اسی شق ہوئی زمین سے اُٹھا لے اور یہ اسم اُس پر پڑھ کر اس دیو پر مار ۔

بادشاہ زادے نے ڈھیلا اُس زمین سے اُٹھا کر اور وہ اسم جو بتلایا تھا ، پڑھ کر اُس دیو کے سینے پر مارا ، بہ مجرد اُس ڈھیلے کے لگتے دیو زمین پر بے جان ہو کر گرا کہ جس کی آواز گرنے کی ایسی ہوئی ، یہ گمان ہوا کہ چھت آسمان کی گری اور زمین پھٹی ۔

وہیں منجم نے کہا کہ اے شجاع الشمس ! پیٹ اس دیو کا چاک کر اور اُس میں سے جو پاوے سو نکال لے ۔

شجاع الشمس نے وہیں خنجر آب دار کمر سے کھینچ کر پیٹ اُس دیو کا چاک کیا اور ہاتھ ڈال کر چار طرف دیکھنا شروع کیا کہ یک مرتبہ طرف پہلوے متصل دل کے چار کنجیاں طلائی

هاتھ میں آئیں ۔ بادشاہ زادے نے اُن کنجیوں کو منجم کو دکھلایا ۔

منجم نے کہا کہ اب یہاں سے آگے چلیے اور ایک تماشا عجائب اور غرائب دیکھیے ۔

بادشاہ زادہ اور اختر سعید اور وہ منجم وہاں سے اُٹھے اور آگے چلے؛ بعد تین روز اور تین شب کے ایک گنبد طلائی مرصع فلک پیکر نظر آیا ۔ منجم اور بادشاہ زادہ اور اختر سعید طرف اُس گنبد کے چلے ۔ بعد ایک دم کے اُس گنبد تک پہنچے ۔ دیکھتے کیا ہیں ، دروازہ اُس گنبد کا قفل طلائی سے بند ہے ۔

منجم نے کہا کہ اے شجاع الشمس ! ایک کنجی جو سب کنجیوں سے سنگین تر ہے ، اُس سے قفل اس گنبد کا کھولو ۔

بادشاہ زادے نے بہ‌موجب اُس کے کہنے کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر کنجی اُس قفل کو لگائی ، یک مرتبہ قفل کھلا ۔ بادشاہ زادے نے دروازہ کھول کر مع اختر سعید قدم آگے رکھا اور منجم کو کہا کہ تو بھی شریک اس گنبد کی سیر کا ہو ۔

منجم نے انکار کیا اور کہا کہ سیر اس کی مخصوص واسطے تمھارے ہے ، لیکن جس وقت کہ میں تمھیں بلوا بھیجوں اُسی وقت بلا توقف تم اور اختر سعید وہاں سے چلے آنا ۔

بادشاہ زادے نے یہ نصیحت اور مشورہ اُس کا قبول کرکے قدم آگے رکھا ۔ ایک ڈیوڑھی اور نظر آئی ، پردہ اُس کا اُٹھایا اور اندر مع اختر سعید در آمد ہوئے ۔

دیکھتے کیا ہیں کہ کئی سے (سو) عورتیں پری زاد بالباس ہائے رنگا رنگ سامنے سے چلی آتی ہیں اور ہر ایک کی زبان سے یہی لفظ نکلتے ہیں کہ اے بادشاہ زادے ! تیرا ہی انتظار تھا ، شکر خدا کہ جلوہ اور دیدار تیرا جلد ہمیں میسر آیا ۔

یہ کہہ کر گرد و پیش بادشاہ زادے اور اختر سعید کے مثل پرستاران اور کنیزاں ہو کر روانہ آگے ہوئیں ۔

بادشاہ زادہ دیکھتا کیا ہے کہ ایک عجیب و غریب اور عجب (فزا) فضا کا باغ ہے کہ جس میں گل ہائے رنگا رنگ مثل نسرین و نسترن ، جعفری و گیندا و شبو ، گل اورنگ ، لالہ و نافرمان ، بابونہ ، گل سیوتی و سوسن و یاسمین وغیرہ ہر ایک خیابان میں قطعۂ بہشت کی مانند کھل رہے ہیں کہ جس کی ہوائے عنبریں سے دماغ جن و انس کا خوشبو اور معطر ہو جاتا ہے ۔ اور ہر ایک گوشۂ چمن پر سرو و شمشاد رشک سہی قدان عالم لہلہا کر سر بہ فلک کھینچے ہوئے ایستادہ ہیں کہ جنھوں کی سج دھج پر قمری و تدرو بہ جان و دل قربان و فدا ہو کر طوق بندگی کا گلے میں ڈال گرم نالۂ ذوق شوق میں ہیں ۔ اور بلبل و طوطی و موسیقار با نالہ ہائے زار مثل شبنم بہ چشم تر اور بہ رنگ لالہ بادل پر داغ نظارہ باز قدرت اور صنعت باغبان حقیقی کے ہیں ۔ اور اطراف چمن کے دار بست پر ٹہنیاں تاک کی بہت اینڈ رہی ہیں اور پاس دار بست کے قرینوں سے درخت بید مجنوں کے بہ رنگ جوانان مے گسار با موے پریشان دیوانہ وار عشق میں لیلئی قدرت کے جھوم رہے) ہیں ۔ اور جتنے درخت اُس باغ کے ہیں ، ڈالیاں اور شاخیں اُنھوں کی سونے کی اور پات زمرد کے اور خوشے موتیوں کے ہیں اور دیواریں اُس باغ کی سراپا خشت ہائے سیم و طلا سے بلند اور منبط (منبت) پارۂ لعل اور یاقوت سے ہیں ۔

بادشاہ زادہ اور اخترسعید حیران و متعجب اس سیر سے ہوتے ہوئے ہمراہ اُن عورتوں کے آگے چلے جاتے تھے ۔ بعد ایک دم کے ایک قصر لعل و یاقوت کا کہ جس کے دیکھنے سے چشم خورشید کی اور اہل نظارہ کی جھپکتی تھی ، نظر آیا ۔ اُس قصر میں سے ایک

بادشاہ زادی ''لعل بے بہا'' نام ، زہرہ طلعت پوشاک نفیس اور جواہر بیش قیمت اور گراں بہا پہنے ہوئے اور ہمراہ کتنے ایک خواجہ سرا رشک غلماں و حور بہشت اہتمام کرتے ہوئے اور کئی سے (سو) عورتیں چہاردہ سالہ عہدے خواصی کے ہاتھوں میں لیے ہوئے واسطے استقبال بادشاہ زادے کے با ادا و ناز تمام آئے ۔

بیت

ازاں مہ پارۂ عابد فریبے
ملایک صورتے طاؤس زیبے

کہ جس کے نظارے سے بادشاہ زادے کو عالم غش پیدا ہوا چاہتا تھا کہ طانچہ بے ہوشی سے زمین پر گرے ، لیکن اختر سعید نے دونوں ہاتھ بازو میں دے کر بادشاہ زادے کو سنبھالا اور عطردان سے عطر مجموعے کا ؛ کہ مخصوص واسطے دفع بے ہوشی کے تھا ، برابر بینی کے لے جا کر بوے خوش اُس کے دماغ کو پہنچائی کہ وہیں بادشاہ زادہ ہوش میں آیا اور افاقت کلی حاصل ہوئی ۔

القصہ لعل بے بہا بادشاہ زادی نے کئی خوان گوہر شب چراغ اور لعل بیش بہا و یاقوت کے نذر کیے اور اپنے ہاتھ میں ہاتھ بادشاہ زادے کا لے کر متوجہ اُس اپنے لعل محل اور قصر یاقوت فام کے ہوئی اور کہتی چلی کہ اے بادشاہ زادے ! اس قدر انتظار کھچوانا اپنے چاہنے والوں کو ، دور دانائی سے تیری تھا لیکن صبح کا بھولا اگر شام کو آئے اُسے بھولا نہ کہیے ۔

القصہ اسی طرح کی باتیں عشوے اور ناز کی اور سراپا دل فریب کرتی ہوئی متصل اپنی خواب گاہ کے پہنچی ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید دیکھتا کیا ہے کہ پردے سقرلاتی اور چلونیں

سونے اور روپے کی پڑی ہوئی ہیں اور ڈوریاں مقیش کی اور سائبان ٹاٹ بافی کھنچے ہیں اور ستون اور دیواریں اور چھتیں وہاں کی طلائی اور مرصع لعل و یاقوت سے ہیں اور فرش قالین و مخمل و قاقم و سنجاب کا بچھا ہے ۔ منقلیں جا بہ جا اور لخلخے عود و عنبر کے روشن ہیں اور ایک مسند سمور زرد و سیاہ کی بچھی ہے ۔ غرض کہ عجب کیفیت سے فصل جاڑے کی جلوہ گر ہے ۔

اُس جا ایک دم بادشاہ زادی نے بیٹھ کر بادشاہ زادے کو کہا کہ اے بادشاہ زادے ! اگر حمام فرما کر تبدیل رخت سفر کا کیجیے، عین مصلحت ہے ۔

بادشاہ زادہ اور اختر سعید وہاں سے اُٹھ کر متوجہ حمام کے ہوئے ۔ بعد ایک دم کے در حمام پر پہنچے ؛ دیکھتے کیا ہیں کہ کتنے ایک حمامی خوب صورت یوسف طلعت ہاتھوں میں کھیس اور لنگیاں بیش قیمت اور جھانویں لعل و یاقوت کے اور تاس طلائی اور نقرئی لیے ہوئے پکارے کہ اے بادشاہ زادے ! اس قدر دیر، کب سے حمام گرم ہے اور تمھارا انتظار ہے ۔

یہ کہہ کر بادشاہ زادے کو اور اختر سعید کو داخل حمام کر کے غسل کروایا کہ کمال فرحت و سرور حاصل آیا ۔ وہاں سے نکل کر جامہ خانے میں آئے ، کئی ایک خواجہ سرا خلعت فاخرہ اور جواہر اقسام اقسام کا لیے ہوئے بیٹھے تھے ۔

القصہ بادشاہ زادہ اور اختر سعید خلعت اور جواہر پہن کر متوجہ قصر لعل بے بہا کے ہوئے ۔ بادشاہ زادی نے دیکھتے ہی بادشاہ زادے کو استقبال کیا اور ہاتھ پکڑ کر برابر مسند پر بٹھایا ۔ ارباب نشاط آن کر حاضر ہوئے ۔ کئی ایک دم صحبت راگ و رنگ کی رہی ، بعد اس کے خاصہ نوش جان باہم کر کے متوجہ خواب گاہ کے ہوئے ۔

اسی طور سے عیش و عشرت میں دن رات گذرتے تھے ۔ بعد کتنے ایک دنوں کے معلوم ہوا کہ لعل بے بہا حمل سے ہے ۔ ہر ایک خادمان محل کو اور بادشاہ زادے کے تئیں کمال خوشی حاصل ہوئی ۔ بعد گزرنے چار مہینے کے پانچواں مہینہ شروع ہوا ، پچاسے کی تیاری ہونے لگی ۔ القصہ اس سے بھی اور ست ماسے اور نو مانسے کی شادی سے فراغتیں حاصل کیں ۔

بعد نو مہینے کے بادشاہ زادہ تولد ہوا اور تیاری چھٹی کی ہونے لگی ۔ اتنے میں دن چھٹی کا مقرر جو کیا تھا آیا ۔ بادشاہ زادی غسل چھٹی کا کرکے واسطے دیکھنے تاروں کے کئی سے (سو) خواصیں ساتھ لے کر رونق افزا صحن کے ہوئی ۔ بعد ایک دم کے وہاں سے پھر متوجہ خواب گاہ کے ہوئی ۔ دیکھتی کیا ہے کہ شجاع الشمس مرگ مار کر چھپرکھٹ پر رونق افزا ہے ۔ لعل بے بہا دیکھ کر بہت سی خوش ہوئی اور بادشاہ زادہ جو تولد ہوا تھا ، شجاع الشمس کی گود میں دیا اور مشغول راگ و رنگ مع شجاع الشمس کے ہوئی ۔

اسی عالم میں بادشاہ زادے کے تئیں منجم نے کہلا بھیجا کہ اے شجاع الشمس ! بلا توقف جس کام میں ہو ، اُسے چھوڑ کر جلد مجھ تلک اپنے تئیں پہنچا ۔ بادشاہ زادے نے یہ پیغام منجم کا سن کر چاہا کہ ٹال دے اور اس سیر کو نہ چھوڑے لیکن وہ جو قول و عہد اُس سے کیا تھا ، یاد کرکے مع اختر سعید وہاں سے اُٹھا اور منجم تک دروازے پر آئے ۔ دیکھتے ہی بادشاہ زادے نے منجم کو کہا کہ افسوس تو نے عین مزے میں ہمارے خلل کیا ۔

منجم نے کہا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے بہتر تماشا دیکھیے گا ۔ بادشاہ زادے نے پوچھا کہ یہ سیر کے مہینے ہم نے کی ؟

تجھے معلوم ہوگا بیان کر۔

منجم نے کہا کہ اے بادشاہ زادے تیری دانائی سے سخت بعید ہے کہ نام مہینوں کا لیتا ہے۔ پہر پر گھڑی تجھے آتے جاتے نہیں بجی کہ مجھ تلک تم دونوں آئے ہو۔ یہ کہہ کر اُس منجم نے دروازے کی زنجیر چڑھا کر قفل لگایا اور کہا کہ چل اے بادشاہ زادے! اس گنبد کے دوسرے دروازے کی سیر کر۔

بادشاہ زادہ اور اختر سعید ہمراہ ہوئے اور عرصۂ قریب میں دروازے تلک پہنچے۔ منجم نے کہا کہ اے بادشاہ زادے! وہ جو کنجی طلائی ہے اور جڑی ہوئی پکھراج سے ہے، اُس کو نکال اور اُس پر یہ افسوں اکیس بار پڑھ کر پھونک اور قفل کو کھول اور سیر قدرت الٰہی کی کر، لیکن جس وقت کہ میں بلا بھیجوں بلا توقف وہاں سے چلے آنا اور کچھ بھی آنے میں وقفہ کیجیے گا، خطا پائیے گا۔

بادشاہ زادے نے یہ کہنا منجم کا قبول کرکے کنجی طلائی پر افسوں پڑھ کر قفل کھولا اور اُس منجام کو دروازے پر بیٹھا چھوڑ کر اختر سعید کو ساتھ لیے داخل اُس گنبد کے ہوا۔

دیکھتا کیا ہے کہ ایک دروازہ اور ہے اور پردۂ زرد سقرلاتی پڑا ہوا ہے۔ بادشاہ زادے نے اسم اعظم اپنے اوپر اور اختر سعید پر پڑھ کر پھونکا اور بسم اللہ کہہ کر پردے کو اُٹھایا اور آگے بڑھا۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایک چار دیواری طلائی ہے اور کوسوں تلک اُس کی وسعت طول و عرض میں ہے اور اُس میں جس طرف کو خیال کیجیے قصر اور مکان اور محل سنہری اور پکھراج کے بنا کیے ہوئے ہیں، اور اُس کی ایک سمت کو ایک باغ رشک بہار پر از گل ہائے رنگا رنگ سے ہے، اور فصل بہار

جلوہ گر ہے ۔ شگوفے طرح طرح کے کھل رہے ہیں ۔ جعفری اور گیندا اور گل چنپا اور بابونہ اور اقسام اقسام کے پھول پھول رہے ہیں اور طرح طرح کے جانور مثل طوطی ہزار داستان و عندلیب شیدا اور ساتھ سکھی کا پی سکھیوں کو ساتھ لیے ہوئے اور بیسرا اور شارک اور پئی جا بہ جا شاخوں پر بیٹھے ہوئے چہچہے کر رہے ہیں اور نہریں اور آب جوئیں پر گلاب اور بید مشک سے جا بہ جا جاری ہیں اور سینکڑوں حوض لبریز رنگ سے ہیں ۔ فوارے چھٹ رہے ہیں اور مالنیں بیلچے ہاتھوں میں لیے پنیریاں جما رہی ہیں اورکوئی رہٹ کے گرد چل رہی ہیں اور سرسوں اطراف چمن کے پھول رہی ہے ۔ غرض کہ باغ کیا تھا قطعہ بہشت بریں کا تھا ، یا قطعہ ملا میر علی یا عبدالرشید کا تھا ۔ بادشاہ زادے اور اختر سعید کے تئیں عالم اشتیاق اس باغ کا اور اس کی ہوائے عنبریں کا بے اختیار پیدا ہوا ، متوجہ اس کی سیر کے ہوئے ۔

دم ایک سیر کو نہ گزرے تھے کہ کئی سو عورت چاردہ سالہ نازنین و پری زاد بالباس ہائے رنگا رنگ ، دامن اور جھولیاں عبیر اور گلال سے بھرے ہوئے قمقمیں اور پچکاریاں رنگ سے اور گلاب و بیدمشک سے بھریں ہوئیں ہاتھوں میں دائرہ اور دف بجتی ہوئیں ایک طرف سے اس باغ کے نکل کر جس طرف کو بادشاہ زادہ اور اختر سعید مشغول سیر کا تھا ، آئیاں اور پکاریاں کہ اے بادشاہ زادے اس قدر دیر آنے میں ۔ بادشاہ زادی ہماری تمہارے اشتیاق میں حد سے زیادہ بے قرار و بے تاب ہو کر مثال نرگس سراپا چشم ہوکر انتظار ہے ۔ یہ کہہ کر بادشاہ زادے کو لے چلیں ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید ان سبھوں کے حسن کی سیر کرتے ہوئے اس باغ سے نکل کر آگے بڑھے ۔ بعد ایک دم کے ایک محل طلائی نظر آیا ۔ قریب اس کے پہنچنے نہ پائے تھے کہ پردہ اس قصر کے

دروازہ کا اُٹھا اور اُس میں ایک بادشاہ زادی رشک پری ، قمرطلعت زعفران پری بالباس زعفرانی اور سراپا زیور پکھراج کا جسم پر آراستہ کیے ہوئے نکلی اور گرد پیش اُس کے محلی اور خواجہ سرا اور خواصیں اہتمام کرتی ہوئیں واسطے استقبال کے آگے بڑھی اور متصل بادشاہ زادے کے آن کر بہ اشتیاق تمام عشوہ و ناز سے لعل جاں بخش اپنے ، یعنی لبوں کو مثال غنچہ کے وا کر کے یہ شعر زبان پر لائی ۔

فرد

بے تو جاں قطرہ ایست برلب شوق
گر تو دیر آمدی چکید اینک

فرد

کہاں تھا تو اے تیرے قربان آجا
گلے میرے لگ لے مری جان آجا

اس ادا و ناز سے یہ دونوں شعر پڑھے کہ سنتے ھی بادشاہ زادے نے تاب و طاقت کو ھاتھ سے دیا اور عالم بے ہوشی کا غالب ہوا ۔ اُس بادشاہ زادی نے شیشی کئی ایک بید مشک اور گلاب کی چھڑکی ، وھیں بادشاہ زادہ ہوش میں آیا ۔ زعفران پری نے ھاتھ بادشاہ زادے کا اپنے ھاتھ لیا اور وھاں سے بہ ادا و ناز داخل قصر کے ہوئے ۔ صحن میں اُس قصر کے ایک حوض پکھراج کا کہ جس کا طول و عرض سو ذرع کا اور ہزار فوارے گرد اُس حوض کے لعل و یاقوت کے تھے ۔ زعفران پری نے جہاں تک کہ ساز و اسباب ہولی کا تھا ، مثل گلال و عبیر اور تنگین طلائی اور ہزاروں

قمقمے اور شیشی اور گلاب پاشیں بھری ہوئی رنگ کی منگوائی ۔
شجاع الشمس اور اختر سعید کے گرد ہو کر سب پریوں نے ہولی کھیلنا شروع کیا ۔

سنہری رو پہری وہ پچکاریاں
لیے حوض پر رنگ کی آئیاں
کوئی لالہ رخ کوئی گل رخ پری
ہر ایک اپنے جوبن کے مدھ میں بھری
کوئی رشک گلزار باغ بہشت
کوئی آتش افروز دیر و کنشت
کوئی دشمن خرقۂ صوفیاں
زبایندۂ صبر کرّوبیاں
کوئی رشک غنچہ کوئی رشک گل
لیے کوئی شیشہ کوئی جام مل
کوئی زرد لاھی کا جوڑا پہن
دکھاتی تھی گلگوں پری کو پھبن
کوئی زعفرانی پہن کر لباس
ہنسے تھی کھڑی شاھزادے کے پاس
غرض سارا اسباب ہولی کا واں
منگا کر ہر اک رنگ میں ڈوبیاں
ہر اک نے وھاں چاؤ دل کے نکال
ملی منہ کو باھم عبیر و گلال
بہم رنگ بازی کا پیدا تھا شور
کیا شاھزادے کو بھی شرابور
کوئی دائرہ دف بجاتی تھی واں
کوئی ہولی دھرپت میں گاتی تھی واں

گلال و عبیر اس قدر واں اڑا
کہ رشکِ شفق نہ فلک ہوگیا
اڑا اس قدر تودہ تودہ گلال
جو پانی ہے نہروں میں اب تک ہے لال

القصہ ہنگامہ ہولی کھیلنے کا تین پہر روز تلک گرم رہا؛ بعد اس کے گھڑی چار ایک دن باقی رہ گیا تھا، زعفران پری بادشاہ زادے کا ہاتھ پکڑ کر متوجہ حمام کے ہوئی اور شبنم پری توشک خانے کی جو داروغہ تھی، اُس کے تئیں فرمایا کہ خلعت فاخرہ مع سر پیچ جواہر مرصع، جیغہ و قلغی لڑی و لٹکن واسطے شجاع الشمس کے اور اختر سعید کے، اور میرے لیے بھی ایک جوڑا افشانی مع زیور جواہر کشتی میں لگا کر لا اور جتنی پریاں ساتھ ہیں اُن کی خاطر بھی مرتبہ بہ مرتبہ جوڑے طرح طرح کے جلد لے کر آ۔ یہ کہہ کر داخل حمام کے مع شجاع الشمس اور اختر سعید اور پریوں سمیت ہوئی اور ہر ایک کے تئیں حامیوں نے کھیس و لنگیاں دے کر اور سونے روپے کے تاس ہاتھوں میں لے کر نہلانے لگیں۔ لیکن عجائبات اُس حمام کا باہر قیاس سے تھا کہ ہر ایک آپس میں ہم کلام ہوتے تھے اور ایک کو ایک نہ دیکھتا تھا۔

القصہ شجاع الشمس اور اختر سعید اور زعفران پری اور جتنی پریاں تھیں، ہر ایک نے غسل حمام سے فراغت حاصل کی۔ جامہ خانے میں آکر خلعت اور جوڑے پہنے اور جواہرات جسم پر آراستہ کر کے برآمد حمام سے ہوئے۔ زعفران پری بادشاہ زادے کا ہاتھ ہاتھ میں لے کر طرف قصر کے چلی، بعد ایک ساعت کے در آمد ہوئی۔

بادشاہ زادہ دیکھتا کیا ہے کہ ایک قصر عالی شان ہے،

چلونیں طلائی و نقرہ اور پردے زربفت کے پڑے ہوئے ہیں اور سائبان سقرلاطی کھنچے ہیں اور ڈوریاں مقیش کی لگی ہوئیں ہیں اور فرش قاقم زرد کا بچھا ہوا ہے اور میر فرش پکھراج کے قرینوں سے جا بہ جا دھرے ہیں اور ایک چھپر کھٹ مرصع جس کی چوبیں طلائی اور پائے پکھراج کے بہ تیاری تمام بچھا ہوا ہے اور ایک شہ نشین عالی ہے۔ وہاں ایک مسند و گاؤ تکیہ کہ جس پر کار چین اور فرنگ کیا ہوا ہے، بچھی ہے۔ اور ایک گردپوش روسی نقش کیا ہوا نقاشان چین کا، اگر آسے رشک بہار یا رشک باغ ارم کہیے بجا ہے، پڑا ہوا ہے۔ بادشاہ زادے کے تئیں عالم حیرت اس عجائبات سے پیدا تھا۔

القصہ زعفران پری نے بادشاہ زادے کا ہاتھ پکڑ کر برابر اپنی مسند پر بٹھلایا اور ارباب نشاطوں کو یاد فرمایا۔ ارباب نشاط آن کر حاضر ہوئے۔ آدھی رات تلک یہی صحبت راگ و رنگ کی رہی۔ بعد آدھی رات کے خاصہ باہم نوش جان فرمایا اور داخل خواب گاہ کے ہوئے، علی الصباح بیدار ہوئے۔ بادشاہ زادے اور زعفران پری نے حمام فرمایا اور تبدیل رخت کر کے رونق افزا شہ نشین کے ہو کر باہم مسند پر بیٹھے اور وہی صحبت عیش و نشاط دعا گویوں کو یاد فرما کر گرم رکھی۔

قصہ مختصر روز و شب یوں ہی باہم عیش ونشاط میں گزرتے تھے۔ بعد چندے دریافت ہوا کہ زعفران پری حمل سے ہے۔ بادشاہ زادے کے تئیں اس نوید خوش سے ایک عالم فرحت اور سرور کا حاصل ہوا اور ایام تولد کے شمار کرنے شروع کیے کہ اتنے میں شادی پنچ ماسے اور نوماسے کی شروع ہوئی۔ نو مہینے پر کئی دن نہ گزرے تھے کہ زعفران پری کے تئیں درد زہ آغاز ہوا۔ یہ خبر بادشاہ زادے کو محلیوں نے پہنچائی۔ بادشاہ زادہ

دست بہ دعا واسطے آسانی درد زہ کے ہوا ، سمیع الدعا نے دعا اُس کی اپنے کرم سے وہیں مستجاب کی ، شاہزادہ پری پیکر ، خورشید طلعت پیدا ہوا ، مبارک اور سلامت کی دھوم محل میں بلند ہوئی ۔

القصہ بعد کئی دنوں کے شادی چھٹی کی ہونے لگی ۔ ارباب نشاط گرم راگ و رنگ کے ہوئے ۔ بادشاہ زادی واسطے تارے دیکھنے کے غسل چھٹی کا کر کے خلعت فاخرہ مع جواہر گراں بہا پہن کر کئی ہزار پریوں کو ہمراہ لے کر صحن میں اُس قصر کے آئی اور نیک ساعت میں تارے دیکھ کر متوجہ اپنے مکان عالی شان کے ہوئی ۔ دیکھتی کیا ہے کہ بادشاہزادہ شجاع الشمس مرگ مار کر بہ خوشی تمام چھپر کھٹ پر بیٹھا ہے ۔ زعفران پری بھی آکر برابر بیٹھی اور لڑکا جو تولد ہوا تھا ، شجاع الشمس کی گود میں دیا ۔ شجاع الشمس اسے گود میں لے کر شفقت پدری سے دم بہ دم دیکھتا تھا اور جی میں بے حد خوش ہو کر بسان گل شگفتہ ہوتا تھا ۔ اور اژدہام رقص کرنے والیوں کا اور گانے والیوں کا تمام محل میں برپا تھا ۔ جو سنتا تھا اور دیکھتا تھا محو اُس عالم مرقع کے تھا کہ اتنے میں ایک باریدارنی نے بادشاہ زادے سے عرض کی کہ اے بادشاہ زادے ! وہ جو زنار دار دووازے پر بیٹھا ہے ، اُس نے عرض کی ہے کہ اے بادشاہ زادہ ! جلد مجھ تلک اپنے تئیں پہنچا ۔ اگر توقف آنے میں کرے گا خطا پاوے گا ۔ بادشاہ زادے کا اگرچہ اُس مزے کے چھوڑنے کو جی نہ چاہتا تھا ، چاہا کہ ٹال دے کر نہ جاوے لیکن خطرہ اس کے کہنے کا دامن گیر ہوا ۔ چار و ناچار بے اختیار ہو کر اُٹھا ، زعفران پری نے دامن پکڑا اور کہا کہ اے بادشاہ زادے ! سخت عجب ہے کہ اس عالم عیش کو یوں چھوڑ کر بلا تحاشا اُٹھنا ، کوئی دم اور سیر س عالم کی کر لے ۔ بادشاہ زادے نے کہا کہ اے بادشاہ زادی ! گر فرصت بعد وہاں کے جانے کی پائی ، پھر آؤں گا اور اب تجھے خدا

کو سپرد کیا ۔ یہ کہہ کر بادشاہ زادہ زعفران پری سے رخصت ہو کر دروازے تلک اُس گنبد کے پہنچا ۔

دیکھتا کیا ہے کہ وہی منجم بیٹھا ہوا ہے ۔ منجم نے دیکھتے ہی بادشاہ زادے کو اور اختر سعید کو کہا کہ بادشاہ زادے! بارے یہ بیان کر کہ کتنی ایک مدت یہاں کی سیر و تماشے میں گزری ۔ بادشاہ زادہ کچھ چاہتا تھا کہ شمار مہینوں کا کر کے منجم سے کہے، اختر سعید بولا کہ اے منجم میرے تئیں خوب یاد ہے کہ اس میں ہمارے تئیں نو مہینے اور کئی دن گزرے ہیں ۔ یہ سنتے ہی منجم بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسا اور بغل سے شیشہ ساعت کا نکال کر دکھلایا کہ پہر پر گھڑی ابھی نہیں گزری کہ تم یہاں سے داخل قصر کے ہوئے اور سیر سے انفراغ حاصل کر کے مجھ تلک آئے ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید کے تئیں حیرت پر حیرت زیادہ ہوئی ۔ القصہ منجم نے دروازے کو معمور کر کے قفل لگایا اور وہاں سے پیشتر کو روانہ ہوا ۔

داستان آں کہ بردن منجم بادشاہزادہ و اختر سعید را بر دروازۂ سیوم آں گنبد و سیر کنانیدن آں ۔

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ بادشاہ زادے اور اختر سعید کو منجم ہمراہ اپنے لیے ہوئے تیسری طرف اُس گنبد کی آیا ۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک دروازہ بلور کا ہے ، اس میں قفل چاندی کا لگا ہے ۔ منجم نے کہا کہ اے بادشاہ زادے! تیسری کنجی نقرہ جو تیرے پاس ہے ، اس کو نکال اور یہ افسوں پڑھ کر قفل کو کھول کر داخل اس گنبد کے ہو ، لیکن جس وقت کہ میں بلوا بھیجوں بلا توقف اپنے تئیں مجھ تلک پہنچانا ۔ بادشاہ زادے نے یہ کہنا اُس کا قبول کر کے افسوں پڑھا اور قفل کو کھولا ۔ اختر سعید کو

همراہ لے کر آگے بڑھا ۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شہر مینو سواد آباد ہے اور شہر پناہ اُس شہر کا بلوریں اور منبت یاقوت و لعل سے ہے اور درمیان اُس شہر کے ایک نہر بھری ہوئی گلاب و بیدمشک کی جاری ہے اور اطراف اس کے رستہ سواری کا اور راہ‌گیروں کا چھوڑ کر دوکانیں صرافوں کی اور بزازوں کی اور جوہریوں کی اور شیرینی والوں کی اور ہر ایک شہر کے تجاروں کی دو رستہ آراستہ ہیں ۔ سائبان کھنچے ہوئے ہیں اور ٹٹیاں ابرک کی لگ رہی ہیں اور جوہری اور جوہری بچہ اور صراف حلوائی وغیرہ اقسام کے پوشاکیں پہنے ہوئے دوکانوں میں بیٹھے ہیں ، اور ایک طرف دوکانوں میں نان و حلوہ فروش و اچار فروش طرح طرح کے طعام تیار کیے ہوئے چوڑیاں سونے روپے کی ہاتھوں میں لیے ہوئے مگس رانی کر رہے ہیں اور ایک طرف دوکانوں میں فالودے والے چاندی کی قابوں میں، آبی غوریوں میں چینی کی تشتریوں میں فالودہ دمشقی و رومی و ہندی و چینی و خطائی جمائے ہوئے بیٹھے ہیں ۔ چمچی اور قاشق نقرہ و چوبی منقش چین کے اور روم کے خطائی پیالوں پر دھری ہوئی ہیں ، شربت گلاب و بید مشک کا کوری کوری ٹھلیوں میں بھرا ہوا ہے اور سافیاں ستھری سفید و صاف ہر ایک ٹھلیا پر پڑی ہیں اور آب پاشی نیچے ہر دوکان کے سقے کر رہے ہیں اور مشکیں بھری ہوئی شربت و گلاب کی کاندھوں پر لیے ہوئے کٹوری چاندی کی بجا رہے ہیں کہ جن کی جھنکار کو سن کر مسافر کوسوں سے آ کر اس پانی کو پی کر آتش تشنگی کو بجھاتا ہے اور یخ والے ٹوکروں میں کوزے یخ بستہ بسائے ہوئے گلاب و بید مشک کے کوچہ بہ کوچہ محلہ بہ محلہ دوکان بہ دوکان لیے ہوئے بیچ رہے ہیں ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید اس آبادی اور رونق کو اس شہر کی دیکھ کر کمال متعجب تھے اور آپس میں یہ کہتے جاتے تھے:

کہ آج تلک اس فزا (فضا) کا کوئی شہر اور کوئی مکان اپنے دیکھنے میں نہیں آیا ھے، معلوم نہیں کہ والی اس شہر کا کون ھے۔ تمام اس بات کو نہ کر چکے تھے کہ دو خواجہ سرا اگرو مندل پالکیوں پر سوار اور ایک نالکی سنہری سائبان اور ٹٹیاں خس کی اور جھالر موتیوں کی اور ایک پالکی طلائی مرصع باف خالی ھمراہ لیے ھوئے کتنے ایک خدمت گاروں سے آن کر موجود ھوئے اور پالکیوں سے اُتر کر دور سے مجرا کیا اور نذریں لا کر گزرانی ۔ بعد اُس کے دست بستہ بہ‌ادب کھڑے رہ کر عرض کی کہ اے بادشاہ زادے! جو الماس پری ھے اس نے تمھارے اور اختر سعید کے واسطے نالکی اور پالکی بھیجی ھے، صلاح دولت یوں ھے کہ جلد سوار ھوجیے کہ تمھارا بے حد انتظار بادشاہ زادی کو ھے۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید موافق عرض خواجہ سراؤں کے سوار ھوئے۔ بعد ایک دم کے قلعۂ عالی شان بلوریں نظر آیا اور دروازے اُس قلعے کے سنہری اور روپہلی اور منبت یاقوت اور لعل سے ھے اور ایک بنگلہ خس کا دروازے پر قلعے کے بنا ھوا ھے اور اُس میں قلعہ دار باللباس فاخرہ بیٹھا ھوا ھے۔ باشادہ زادے اور اختر سعید کے تئیں دیکھتے ھی بنگلے سے اُتر کر ایک سو ایک اشرفی اور ایک کشتی جواھر کی بادشاہ زادے کو اور پچاس اشرفی اور کئی رقم جواھر کی اختر سعید کو نذر گزرانی اور کئی قدم جلو کر کے اپنے بنگلے میں آ بیٹھا۔ اسی طرح سے ھر ایک دروازے پر بادشاہ زادے کے تئیں نذر گزرانتے جاتے تھے تاکہ سواری دیوان عام تک پہنچے، وھاں بندوبست زنانے کا تھا۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید نالکی اور پالکی سے اُترے اور پردہ دروازے کا محلیوں نے اُٹھایا۔ یہ آگے بڑھے۔ دیکھتے کیا ھیں کہ الماس پری پوشاک صندلی پہنے ھوئے اور زیور الماس موتی مالے اور دولڑی موتیوں کی جسم پر آراستہ کیے ھوئے

به هزاراں ناز و ادا کیے هزار پریوں سے واسطے استقبال کے آئی اور نذر گزران کر بہ‌کمال اشتیاق تبسم میں آئی اور بولی که اے بادشاه زادے ! تیری یاد میں اور تیرے انتظار میں بے حد بے قراریاں گزریں ۔ شکر جناب الٰہی کا که ہماری دعا تیرے واسطے قبول کی اور تیرا دیدار ہمیں دکھلایا :

فرد

بر ایں مژده گر جاں فشانم رواست
که ایں مژده آسایش جان ماست

اور یه ایک شعر اور پڑھا :

فرد

تعالی الله چه دولت دارم امشب
که آمد ناگہاں دل‌دارم امشب

القصه اس طرح کی شیریں سخنی اور گفتگو دل فریب کرتی ہوئی بادشاه زادے کا ہاتھ ہاتھ میں لیے ہوئے داخل دیوان عام کے ہو کر در آمد اپنے محل میں ہوئی ۔

بادشاه زاده دیکھتا کیا ہے که ایک قصرعالی شان بلور کا ہے اور ستون اُس کے الماس کے ہیں اور گل اور بوٹے یاقوت و لعل کے اور درخت اقسام اقسام کے دیواروں میں اُس قصر کی بنے ہوئے ہیں اور جانور اُن درختوں پر الماس کے اور پر اُن کے زمرد کے ، آنکھیں اور منقار اُن کی یاقوت و لعل کی ، بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اور چھتیں اُس قصر کی سنہری اور منبت اقسام اقسام جواہروں سے ہے اور ہر ایک در میں اُس کے پردے اور سائبان خس کے لگ رہیں ہے اور فراش

پنکھے خس کی ڈوریاں مقیش کے لگی ہوئیں جا بہ‌جا کھینچ رہے ہیں اور سقنیاں بودار کی مشکوں میں پانی کی جگہ گلاب اور بید مشک بھرے ہوئے دم بہ دم ٹٹیوں کو چھڑک رہیں ہیں ۔ جس طرف کو ہوا لگ کر اس مکان سے آگے بڑھتی ہے سر سے پاتلک جن وانس کو فرحت اور سرور اور تازگیٔ دماغ حاصل ہوتی ہے ۔

القصہ بادشاہ زادی اور باشادہ زادہ ایک مسند پر جو وہاں بچھی تھی، باہم جا کے بیٹھے۔ بعد ایک دم کے نعمت پری جو خاصے کی داروغہ تھی ، اُس نے عرض کی ''خاصہ تیار ہے'' بادشاہ زادی ہاتھ بادشاہ‌زادے کا ہاتھ میں لےکر مع اختر سعید داخل نعمت خانہ کے ہوئی ۔ آفتابہ اور چلمچی الماس تراش یشب کا جس پر یاقوت و لعل جڑے ہوئے تھے ، باریدارنی آفتابچی خانہ کی لائی ۔ بادشاہ زادے اور اختر سعید نے ہاتھ دھوئے اور متوجہ خاصہ نوش جان کرنے کے ہوئے۔ بعد ایک دم کے نعمت خانے سے برآمد ہوکر داخل اُس قصر کے ہوکر مسند پر بیٹھے اور روپ بائی سیم پری کی بہن کو یاد فرمایا ۔ وہ آن کر مع ساز و سر انجام کئی سو پری زاد ناچنے والیاں ہمراہ لے کر حاضر ہوئی ، ناچنا اور گانا شروع کیا ۔ یہ صحبت ناچ و رنگ کی دوپہر رات تک رہی ۔ الماس پری نے روپ بائی کے تئیں کئی لاکھ روپے اور اشرفی انعام فرما کر بادشاہ زادے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر متوجہ خواب گاہ کے بالائے بام ہوئی ۔

بادشاہ زادہ دیکھتا کیا ہے کہ ایک نمگیرہ کھڑا ہوا ہے ، جھالریں موتیوں کی لگی ہوئی ہیں اور چوبیں اُس کی نقرہ منبت یاقوت و لعل سے ہیں اور ایک فرش سفید چاندنی کا سراپا صحن میں پاس بام کے بچھا ہوا ہے اور اُس نمیگیرے میں ایک پلنگ ہے ، اُس اُپر پلنگ پوش پڑا ہوا ہے اور چنگیریں پھولوں کی دست راست اور دست چپ اور سرھانے اُس پلنگ کے دھری ہوئی ہیں ۔ ایک

باریدار آگے بڑھی اور پلنگ پوش کے تئیں پلنگ پر سے اُٹھایا ۔ بادشاہ زادہ اور بادشاہ زادی باہم اُس پلنگ پر بیٹھے ۔ صحبت مزاح کی اور اختلاط کی گرم رکھی ۔ بعد اس کے پلنگ پر دراز ہوئے اور افسانہ پری کو یاد فرمایا ۔ اُس نے قصہ کہنا شروع کیا اور خواصیں مشغول چپی کے ہوئیں تا آں کہ بادشاہ زادی اور بادشاہ زادے کے تئیں عالم خواب غالب آیا ، بہ غفلت تمام سکھ فرمانے لگے ۔ چوکیدارنیاں اور پہرہ والیاں جا بہ‌جا کھڑی ہو گیئں اور مشغول چوکی پہرے کی ہوئیں اور افسانہ پری اور چپی کرنے والیاں وہاں سے اٹھیں اور فراش خانے والیوں نے اوٹ گرد نمگیرہ کے قرینے کے لگائی ۔ گھڑی دو ایک رات باقی رہ گئی تھی ، بادشاہ زادے نے باربدارنیوں کو یاد فرمایا۔ ہر ایک عہدہ‌دار عہدہ اپنے لے کر حاضر ہوئے۔ بعد ایک دم کے بادشاہ‌زادی کو عرض ہوئی کہ حمام تیار ہے ۔ یہ سنتے ہی بادشاہ‌زادی نے بادشاہ زادے کا ہاتھ ہاتھ میں لے کر متوجہ حمام کے ہوئی ۔

القصہ غسل سے انفراغ حاصل کر کے تبدیل رخت کیا اور اقسام اقسام کا جواہر جسم پر آراستہ کر کے بر آمد حمام سے مع بادشاہ زادے کے ہوئی اور اپنے محل میں پہنچ کر باہم مسند پر بیٹھے ، ارباب نشاط کو یاد فرمایا ، پہر ڈیڑھ ایک دن چڑھے تک صحبت ناچ اور رنگ کی رہی ، بعد اس کے خاصہ نوش جان فرما کر متوجہ خواب‌گاہ کے ہوئے۔ فراشی پنکھے کھینچنے لگے ۔ ٹٹیاں خس کی گلاب و بید مشک سے چھڑکی جانے لگیں۔ بادشاہ زادے اور بادشاہ زادی نے سکھ فرمایا؛ گھڑی چار ایک دن باقی رہ گیا تھا کہ بیدار ہوئے اور وہی ارباب نشاط آ کے حاضر ہوئے ، گانا اور ناچنا شروع کیا ۔

قصہ مختصر اسی طرح سے روز و شب گزرتے تھے؛ بعد چندے کے معلوم ہوا کہ الماس پری حمل سے ہے ، کمال خوشی اور خرمی ہر ایک کے تئیں حاصل ہوئی ۔ اتنے میں مہینے گزرنے لگے کہ

یک مرتبہ حکم الٰہی سے پورے نو مہینے تمام ہوئے اور بادشاہ زادی کے تئیں درد زہ آغاز ہوا۔ ہر ایک متوجہ واسطے آسانی الماس پری کے دست بدعا ہوئے۔ حکم الٰہی سے حسن قبول دعا کو ہوا، بادشاہ زادہ بہ ساعت نیک تولد ہوا۔ صدائے تہنیت اور مبارک باد کی محل میں بلند ہوئی۔ ہر ایک نے باشاہ زادے اور بادشاہ زادی کے تئیں نذریں گزرانی، نوبت بجنی شروع ہوئی۔ ساعت شادی چھٹی کی جس روز مقرر کی تھی، وہ دن آیا۔ ہر ایک ارباب نشاط بھانڈ و بھکتی، چونہ پزنی، کنچنی وغیرہ آن کر حاضر ہوئے اور رقص و سماع میں گرم ہوئے۔ بادشاہ زادی اور بادشاہ زادے نے لاکھوں روپے انعام فرمائے۔ القصہ بادشاہ زادی نے غسل چھٹی کا کرکے اور تارے دیکھ‌کر متوجہ خواب گاہ کے ہوئی۔ دیکھتی کیا ہے کہ بادشاہ زادہ مرگ مار کر بہ خوشی تمام پلنگ پر بیٹھا ہے۔ بادشاہ زادی بہ حد اتم خوش ہوئی۔ لڑکے کے تئیں گودی میں بادشاہ زادے کی دیا، بادشاہ زادہ شفقت پدری سے دم بہ دم لڑکے کو دیکھتا تھا کہ اتنے میں ایک باریدارنی آئی اور بادشاہ زادے سے عرض کی کہ وہ جو منجم دروازے پر بیٹھا ہے، اُس نے تمھیں بلایا ہے۔ بادشاہ زادہ یہ سنتے ہی اختر سعید کو ہمراہ لےکر اُٹھا اور وہاں سے دروازے تلک پہنچا۔ منجم نے دیکھتے ہی کہا کہ اے بادشاہ زادے! خوب سیریں کیں، بارے کتنی ایک مدت اس سیر میں گذری؟ بادشاہ زادے نے کہا "البتہ سال سے ایک آدھ مہینہ زیادہ گذرا ہوگا۔" یہ سنتے ہی منجم ہنسا اور کہا "اے بادشاہ زادے! پہر پر دو گھڑی ابھی نہیں آئی کہ تم نے سیر سے فراغت حاصل کی اور ہم تلک پہنچے۔" بادشاہ زادے کو ایک عالم حیرت کا پیدا ہوا۔ عاقبت الامر منجم نے دروازے کو زنجیر مار کر قفل لگایا اور وہاں سے چوتھے

دروازے پر مع بادشاہ زادہ روانہ ہوا ۔

داستان آنکہ رفتن بادشاہ زادہ و اختر سعید بر دروازۂ چہارمِ آں گنبد و سیر نمودنِ آں

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ منجم بادشاہ زادے کو اور اختر سعید کو لیے ہوئے اُس گنبد کے چوتھے دروازے پر آیا اور کہا کہ اے بادشاہ زادے ؛ یہ منتر چوتھے بید کا اس چوتھی کنجی پر پڑھ کر پھونک اور قفل اس دروازے کا کھول ۔ بادشاہ زادے نے بہ موجب اس کے کہنے کے دروازہ کھولا اور داخل اُس دروازے کے ہوئے ۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک باغ عالی شان ہے ، طرح طرح کے میوے لگ رہے ہیں اور اقسام اقسام کے پھول کھل رہے ہیں اور کویل کوک رہی ہے اور ابر جھوم رہا ہے ، بجلی چمک رہی ہے ، رعد گرج رہا ہے اور درمیان اُس باغ کے ایک حوض سنگ رخام کا گل کار لعل و یاقوت سے ہے اور فوارے اُس کے مثال ساون بھادوں کے چھٹ رہے ہیں ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید سیر بہ خوبی نہ کرنے پائے تھے کہ ایک طرف اُس باغ کے کئی سو پری زادیں پٹو اور کنکیاں اور بارانیاں رنگ‌بہ‌رنگ کی اوڑھے ہوئے نکلی آتی ہیں ۔ بادشاہ زادے کو نذریں گذاریں اور عرض کی کہ اے بادشاہ زادے ! اس قدر تغافل تجھے لازم نہ تھا کہ ہماری بادشاہ زادی رعنا پری تیرے اشتیاق میں بے تاب و بے قرار ہے اور تو یوں مشغول سیر کا ہے ۔ بہتر یوں ہے کہ جلد یہاں سے روانہ ہو ۔ بادشاہ زادہ اور اخترسعید موافق اُن کے کہنے کے روانہ ہوئے ۔ قصر عالی شان طلائی نظر آیا ۔ دروازے تک نہ پہنچنے پائے تھے کہ رعنا پری بالباس‌ہائے

نفیس ، سر سے پا تلک جواہر بے بہا پہنے ہوئے واسطے استقبال بادشاہ زادے کے کئی سو خواصیں پری زاد ہمراہ لیے ہوئے آئی ۔ بادشاہ زادے کو کئی سو کشتیاں جوہروں کی نذر گزران کر یوں سخن میں آئی کہ اے بادشاہ زادے ! اس قدر بے مروتی اور بے پروائی تجھے اپنے چاہنے والوں سے لازم نہ تھی ۔ یہ کہہ کر ہاتھ میں ہاتھ بادشاہ زادے کا لے کر داخل اپنے قصر کے ہوئی ۔

بادشاہ زادہ دیکھتا کیا ہے کہ صحن میں جا بہ جا جھولے کہ جس کی چوبیں سنہری اور روپہری ہیں ، پڑے ہوئے ہیں ۔ پری زادیں جھول رہی ہیں اور طرح طرح کے راگ مثل گونڈ وغیرہ گا رہی ہیں ۔ بادشاہ زادے کے تئیں ایک عالم حیرت پیدا تھا ۔

القصہ رعنا پری بادشاہ زادے کو لے کر مسند پر جلوہ آرا ہوئی اور ارباب نشاط کو یاد فرمایا ، وہ سب آن کر حاضر ہوئے ۔ ناچنا اور گانا شروع کیا اور ساقیان سیمیں ساق گلابی یاقوت و لعل کے پُر بادہ گل رنگ سے کر کے حاضر ہوئیں اور دور جام گرم ہوا اور اکثر یہ شعر فرمایش سے بادشاہ زادے کے وہ ارباب نشاط گاتے تھے ۔

ساقی گھٹا بھی آمڈی بجلی بھی دیکھ چمکی
دے مے تجھے قسم ہے اس میری چشم نم کی
آنکھوں ہی سے لگاؤں پیاری بجائے سرمہ
پاؤں کسی طرح سے گر خاک تجھ قدم کی

دوہرہ

گاوت ہم آئے سبھی گونڈ کے آہنگ
سنیے شاہا بیٹھ کے پری کے تم سنگ

اسی طرح سے روز و شب عیش و عشرت میں گزرتے تھے۔ یک مرتبہ معلوم ہوا رعنا پری حمل سے ہے۔ بعد کتنے ایک دنوں کے بادشاہ زادی نے پنج ماسی اور نو ماسی کی شادی سے انفراغ حاصل کیا۔ کئی ایک دن نو مہینے پر نہ گزرنے پائے تھے کہ رعنا پری کے تئیں درد زہ شروع ہوا۔ ہر ایک متوجہ واسطے اُس کی آسانی مشکل کے جناب الٰہی میں ہوئے۔ سمیع الدعا نے دعا کو قبول فرمایا۔ بادشاہ زادہ قمر طلعت پیدا ہوا، صدا تہنیت کی اور آواز مبارک اور سلامت کی محل میں بلند ہوئی۔ ہر ایک نے نذریں تہنیت کی بادشاہ زادے اور بادشاہ زادی کو گزاریں۔

القصہ وہ دن جو چھٹی کا مقرر کیا تھا، آیا۔ صحبت راگ و رنگ کی گرم ہوئی۔ رعنا پری نے غسل چھٹی کا کر کے خلعت فاخرہ مع جواہر بے بہا پہن کر ساعت نیک میں تارے دیکھ کر متوجہ خواب گاہ کے ہوئی۔ دیکھتی کیا ہے کہ بادشاہ زادہ مرگ مار کر چھپر کھٹ پر بہ انتظار تمام بیٹھا ہے۔ رعنا پری نے چھپر کھٹ پر بیٹھ کر لڑکا گود میں بادشاہ زادے کی دیا اور ناچ دیکھنا اور گانا پریوں کا سننا شروع کیا۔ پہر ایک اس صحبت کو نہ گزرا تھا کہ ایک پری زاد باریدارنی نے عرض کی کہ اے بادشاہ زادے وہ منجم جو دروازۂ گنبد پر بیٹھا ہے، اُس نے عرض کی کہ اے بادشاہ زادے بلا توقف اپنے تئیں مجھ تلک پہنچا۔ یہ سنتے ہی بادشاہ زادہ بلا تحاشا وہاں سے اُٹھا اور متوجہ مع اختر سعید دروازے کے ہوا۔ دیکھتے ہی منجم واسطے تعظیم بادشاہ زادے کی اُٹھا اور عرض کی کہ بارے مدت اس سیر کی بیان فرمائیے۔ بادشاہ زادے نے فرمایا کہ اے منجم! البتہ سال سے زیادہ ہمیں اس سیر میں گزری ہوگی۔ یہ سنتے ہی منجم قہقہہ مار کے ہنسا اور کہا کہ اے بادشاہ زادے! پہر پر ابھی گھڑی نہیں گزری کہ تم

نے اس سیر سے سیری حاصل کی اور مجھ تلک پہنچے ۔ یہ منجم کہہ چکا تھا کہ ایک آواز قہقہے کی پیچھے سے پیدا ہوئی ۔ 'دشاہ زادہ اور اختر سعید واسطے دریافت کرنے آواز کے پیچھے مڑ کر دیکھنے لگے ۔ یک مرتبہ دیکھتے کیا ہیں کہ نہ وہ گنبد ہے ، نہ وہ منجم ہے ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید کو ایک عالم حیرت پیدا ہوا اور باہم کہنے لگے :

مصرع

خواب تھا یا خیال تھا کیا تھا !

القصہ کف افسوس ملتے ہوئے وہاں سے پیشتر روانہ ہوئے ۔

داستان آں کہ روانہ شدن بادشاہ زادہ شجاع الشمس از آں‌جا مع اخترسعید بہ حال تباہ و خراب و رسیدن بہ صحرائے خفچاق و بالائے کوہ سنگ رخام رفتہ در فراق و اشتیاق ملکہ نگار غزل‌ہا و اشعار خواندہ بخواب رفتن

افسانہ پردازان عشق نے یوں احوال شجاع الشمس کا صفحۂ قرطاس پر تحریر کیا ہے کہ شجاع الشمش اور اخترسعید بحال تباہ عشق میں ملکہ نگار کے سروپا برہنہ اور گریباں چاک کیے ہوئے بادیہ پیمائی کرتے تھے اور جس وقت کہ بھوک اور پیاس غلبہ کرتی تھی، گھاس پات جو ہاتھ آجاتا تھا کھا لیتے تھے اور پانی جوہڑ اور چشموں سے پی لیتے تھے۔ کبھی خارستان

میں اور کبھی پہاڑوں پر پہنچ کر جس جگہ کہ رات ہو جاتی تھی ماندگیٔ راہ سے تھک کر وہیں گر کر سو جاتے تھے اور صبح کو کشش سے کمند عشق کے کہ گلے میں پڑی تھی، آگے روانہ ہو کر منزلیں طے کرتے تھے۔ القصہ بعد چھ مہینے کے دشت خفچاق میں پہنچے۔ آب و ہوا اور فضا اس جنگل کی خوش آئی۔ بادشاہ زادے نے اختر سعید سے کہا کہ اے اختر سعید! یہ پہاڑ سنگ رخام کا جو اس صحرا میں نظر آتا ہے، جی یوں چاہتا ہے کہ آج اس پہاڑ پر رات کو رہیے اور سیر چاندنی کی کیجیے۔ اختر سعید نے عرض کی۔ مصرع

صلاح ما ہمہ آنست کاں صلاح شماست

بندہ بہ ہر صورت تابع تمہاری مرضی کے ہے۔ اسی طرح گفتگو اختر سعید بادشاہ زادے کی خدمت میں عرض کرتا تھا کہ اتنے میں آفتاب غروب ہوا اور مہتاب نے طلوع کیا۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید پہاڑ پر چڑھے اور ایک تختہ سنگ مصفا و وسیع دیکھ کر باہم بیٹھے اور جو کچھ بناسپتی اس صحرا سے ہمراہ لائے تھے نوش کیا اور چشمے سے اس پہاڑ کے پانی ڈھونڈ کر پیا، فی الجملہ بھوک پیاس سے سیری حاصل کی۔ یک مرتبہ بادشاہ زادے کی نظر ماہ چہاردہ پر گئی۔ حسن ملکہ نگار کا یاد کرکے بے اختیار زار و نزار رویا اور یہ شعر پڑھا:

منظوم

ہم ہیں خراب پھرتے تو عیش کرتی ملکہ
عاشق کی آہ اوپر نہیں گوش دھرتی ملکہ

اور دم بہ دم چاند اور چاندنی کی طرف دیکھ کر مخاطب

اختر سعید سے ہو کر یہ شعر زبان پر لاتا تھا :

بیت

جب قرص مہ کا آئنہ لاتی ہے چاندنی
صورت کسی کی یاد دلاتی ہے چاندنی

اسی طرح کے اکثر شعر ہندی اور فارسی کبت اور دوہرے ملکہ نگار کے فراق میں پڑھ کر بے اختیار ہوتا تھا اور اختر سعید سے یہ کہتا تھا کہ میرا جی زندگی سے سخت بہ تنگ آیا ہے۔ وصل ملکہ نگار کا ناسازی طالع سے خلاف عقل ہے کہ مجھے میسر آوے۔ یہ سب خرابیاں اور مصیبتیں جو اٹھاتا ہوں، سب بے فائدہ ہے۔

بیت

سوختم و سوزش ما بر کسے ظاہر نہ شد
چوں چراغان شب مہتاب بے جا سوختیم

اور یہ دوہرا بھی پڑھ کر سنایا :

دہرہ

آہ دئی کیسی بنے جو آن چاہت کی سنگ
دیپک کی بھانویں نہیں جل جل مرے پتنگ

بس میں چاہتا ہوں کہ اپنے تئیں اس پہاڑ سے تلے ڈالیے اور ہلاک کیجیے، نہ جیتا رہوں گا نہ یہ خرابیاں دیکھوں گا۔ اختر سعید نے کہا کہ اے بادشاہ زادے! جو کوئی دنیا میں محنت کرتا ہے، یقین کامل ہے کہ راحت کو پہنچتا ہے۔ مثل مشہور ہے ''ہر کہ محنت نکشید بہ راحت نرسید۔'' پس ناامیدیوں سے اپنے تئیں باز رکھ اور امید وار فضل الٰہی سے رہ۔ ایک دن

مقرر تو کامیاب ہوگا ۔ ایسی ایسی باتین سنا کر بادشاہ زادے کو تشفی کرتا تھا ۔ قصہ مختصر پہر ایک رات باقی رہی تھی کہ بادشاہ زادے اور اختر سعید کی آنکھ لگ گئی ۔

داستان آنکه آمدن آسمان پری بنت همایون پری از نواح سراندیپ و دیدن بادشاه زاده شجاع الشمس را و عاشق شدن آں و بردن شاه زاده را به‌خانه خود و اختر سعید را همونجا گذاشتن

سخن سرایان افسانۂ عشق نے یوں روایت کی ہے کہ آسمان‌پری بیٹی ہمایوں پری کی نواح سراندیپ سے کئی سو پری زادوں کو ہمراہ لیے طلائی تخت پر سوار ہو کر واسطے سیر چاندنی کے نکلی تھی ۔ ہر ایک مکان کی اور باغ ارم کی سیر کرتی ہوئی دشت خفچاق میں پہنچی ۔ وہاں کی بھی سیر کی ۔ آگے اس کوہ رخام سے بڑھا چاہتی تھی کہ یکایک نظر آسمان‌پری کی بادشاہ زادے پر پڑی ۔ دیکھتے ہی حسن و جمال کو اس کے عاشق و شیدا ہو کر عنان اختیار ہاتھ سے دی اور کہنے لگی سبحان‌اللہ! عجب قدرت کاملہ الٰہی ہے کہ (ایک) چاند فلک پررونق افزا ہے اور ایک چاند اس کوہ پر جلوہ گر ہے ۔ یہ کہہ کر بھونیو کو حکم کیا کہ تخت اس پہاڑ پر آتارو ۔ آسمان پری تخت سے آترکر تصدق و بلا گردان بادشاہ زادے کے ہو کر عالم بےاختیاری میں معلق تخت پر اپنے آٹھا کر ڈالا اور سر بادشاہ زادے کا اپنے زانو پر لے کر بیٹھی اور حکم کیا کہ تخت کو طرف

گھر کی لے چلو۔

یک مرتبہ بھونیو نے تخت کاندھے پر لےکر متوجہ ہوائے آسمان کے ہوئیں اور اطراف خواصیں جو کئی سو پری زادیں تھیں، روانہ ہوئیں۔ گھڑی دو ایک رات باقی رہ گئی تھی کہ آسمان پری اپنے گھر میں پہنچی، لیکن آسمان پری کے تئیں خطرہ اپنی ماں کا، یعنی ہمایوں پری کا حد سے زیادہ پیدا ہوا کہ مبادا اس میری حرکت شنیع سے خبر پاوے اور تشنیع و طعن کرے، باعث رسوائی کا ہو۔ یہ آسمان پری دل میں سوچ کر وہاں سے ایک چار باغ تھا اور وہاں اکثر واسطے سیر کے جا کر دو دو مہینے رہتی تھی؛ بادشاہ زادے کو وہاں لےکر معلق ایک چھپرکٹ مرصع جو بچھا تھا لٹا دیا اور آپ مانند خواصوں کے چپی کرنے لگی کہ یک مرتبہ بادشاہ زادے کی آنکھ کھلی۔ دیکھتا کیا ہے کہ نہ وہ پہاڑ ہے، نہ وہ صحرا ہے، نہ اختر سعید ہے۔ حیرت زدہ ہوکر اٹھا اور دل میں کہنے لگا کہ مبادا یہ عالم خواب ہو۔ بعد ایک دم اپنے تئیں خوب ہوش میں پایا اور دیکھا کہ ایک چھپرکھٹ مرصع ہے کہ جس پر میں بیٹھا ہوا ہوں اور ایک عورت خوبصورت قمر طلعت خواصی میں حاضر ہے۔ آخر الامر متعجب ہوکر پوچھا کہ تو کون ہے اور کس خلقت سے ہے کہ تو مجھے یہاں لائی ہے؟ آسمان پری نے یہ سن کر سب احوال اور اظہار تعشق اپنا کیا۔ بادشاہ زادہ یہ سن کر بے اختیار نوحہ و زاری کرنے لگا، یک مرتبہ غش میں آیا۔ تین روز اور تین شب بادشاہ زادہ غش میں رہا، بعد تین دن کے آنکھ کھولی۔ دیکھتا کیا ہے کہ آسمان پری کے ہاتھ میں رومال ہے اور مگس رانی کر رہی ہے۔ بادشاہ زادے کو آسمان پری ہوش میں دیکھ کر اقسام اقسام میوہ جات تشتریوں میں لائی

اور بولی کہ اے بادشاہ زادے ! اسے نوش کر کے خاصہ نوش جان فرمانا ۔ بادشاہ زادے نے یہ آسمان پری سے سن کر صداے نوحہ بلند کی اور فی البدیہہ یہ قطعہ حسب حال زبان پر لایا :

قطعہ

بے اختیار بھر کر آنکھوں میں اپنے آنسو
شہ‌زادے نے پری کو یہ گفتگو سنائی
کھانے کو نوش اُس دم واللہ میں کروں گا
آوے گا جب کہ میرا اختر سعید بھائی
تو دیو یا پری ہے یا کون سی بلا ہے
سچ کہہ یہاں تو مجھ کو کس واسطے ہے لائی

یہ سنتے ہی آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! ہماری خلقت پری زادوں کی ہے اور میرا نام آسمان پری ہے ۔ میں تجھ پر جان و دل سے عاشق ہوں ۔ یہ ممکن نہیں کہ تو مجھ سے نجات پاوے ، مگر مدار اور عاشقی اور محبت مجھ سے خرج کرے ، تیری کنیز اور تابع دار ہوں اگر تیرا مدعا اور خوشی یہی ہے کہ اختر سعید آوے ، پس میں کسی دیو کو بھجیتی ہوں اور اختر سعید کو وہاں سے اُٹھوا منگواتی ہوں ۔ بادشاہ‌زادہ یہ سن کر بے اختیار خوش ہوا اور آسمان پری سے کہا کہ میری باعث زندگانی تم ہو گی کہ اختر سعید کے تئیں مجھ سے ملوا دوگی ، بعد اس کے جو تو کہے گی بہ سر چشم بجا لاؤں گا ۔ آسمان پری نے یہ سن کر ہرکاروں کا اور خبرداروں کا داروغہ قیطوش دیو تھا ، اُس کے تئیں بلوایا اور یوں کہا کہ اے قیطوش ! ایک شخص اس صورت اور شکل کا اختر سعید نام دشت خفچاق میں

ایک پہاڑ سنگ رخام کا ہے ، اُس پر سوتا ہوا ہے ، کسو دیو کو مع سواری اُس طرف بھیج کہ اُسے مجھ تلک پہنچاوے ۔ قیطوش یہ سن کر آداب بجا لایا اور رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا ؛ جتنے خبردار اور ہرکارے اُس کے تابع دار تھے ، سب کے تئیں بلوایا اور یوں کہا کہ بادشاہ زادی آسمان پری کا یوں ارشاد ہے کہ اسی وقت دشت خفچاق کو روانہ ہو اور اختر سعید کو لے کر آو ۔ یہ سنتےہی جاموش دیو کہ اُس کا سر برابر برج کے تھا اور صورت اُس کی بھینس کی سی تھی ، وہ اُٹھا اور اُس نے عرض کی کہ اگر میرے تئیں حکم کیجیے تو میں اُس صحرا میں جا کر اختر سعید کو ڈھونڈ کر لاؤں ۔ قیطوش نے کہا کہ اس سے بہتر کیا ہے کہ تو اس حرکت سے باعث خوشنودی مزاج بادشاہ زادی کا ہو ۔ یہ سنتے ہی جاموش دیو نے پر اپنے جھڑجھڑائے اور سواری لے کر ہوائے آسمان کو اُڑا ۔

داستان آنکہ بیدار شدن اختر سعید و ندیدن بادشاہ زادہ شجاع الشمس را و گریبان‌چاک نمودن و بےسر و پا گردیدن آں درصحرا و بردن جاموش دیو آں را نزد شجاع الشمس

سخن سرایان اسرار عشق سے یوں روایت ہے کہ یک مرتبہ اختر سعید کی آنکھ کھلی اور شہزادے شجاع الشمس کو پاس اپنے نہ دیکھا ۔ یہ خیال گزرا شاید کہ واسطے کسی امر ضروری کے زیر کوہ گیا ہو ۔ یہ دل میں سوچ کر راہ دیکھنے لگا ۔ جب کہ راہ دیکھتے پہر ایک گزرا اور بادشاہ زادہ نہ آیا ، ایک ہول اور دغدغا دل میں اختر سعید کے پیدا ہوا ۔ وہاں سے اُٹھ کر

تمام پہاڑ میں ڈھونڈھا ؛ جب کہ وہاں نہ پایا ، بے اختیار رو کر گریبان چاک کیا اور پہاڑ سے تلے اتر کر صحرا میں ڈھونڈھنا شروع کیا ۔ تمام روز چار طرف ڈھونڈھا لیکن بادشاہ زادے کا سراغ مطلق کہیں نہ پایا ؛ بہ ناکامی تمام شام کو اسی پہاڑ پر آیا اور تمام رات گریہ و زاری میں صبح کی ۔ پھر پہاڑ سے اتر کر دشت خفچاق میں ڈھونڈھنا شروع کیا ۔ قصہ مختصر تین دن اور رات اس سرگردانی میں گزرے ۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایک دیو بہ‌شکل مہیب چلا آتا ہے ۔ خیال یہ گزرا غالب کہ اسی دیو نے بادشاہ زادے کو لے جا کر ہلاک کیا ہو ۔ یہ دل میں کہہ رہا تھا کہ یک بہ یک دیو سامنے آیا اور پکارا کہ اے شخص ! معلوم ہوتا ہے کہ نام تیرا اختر سعید ہے ۔ یہ سنتے ہی اختر کے تئیں عالم حیرت اور تعجب پیدا ہوا اور کہا کہ تو میرے نام سے کیوں کر واقف ہوا ؟ دیو بولا کہ اے اختر سعید ! تیرا بادشاہ زادہ جو شجاع‌الشمس ہے ، اس پر ہماری بادشاہ زادی آسمان پری عاشق ہو کر یہاں سے اٹھا کر اپنے ملک میں لے گئی ہے ۔ بادشاہ زادے کو تیرے واسطے بے قرار پا کر تیرے لینے کو مع سواری مجھے بھیجا ہے ، بہتر یوں ہے کہ سوار ہو ۔ اختر سعید نے یہ سن کر یہ شعر پڑھا اور سوار ہوا :

بیت

بر این مژده گر جان فشانم رواست
که این مژده آسایش جان ماست

القصہ دیو سوار کر کے لے اڑا ۔ پہر کا عرصہ نہ گزرا تھا کہ اختر سعید کو لے کر قیطوش کے پاس لایا ۔ قیطوش نے اختر سعید

کو مجرا کیا اور ایک مکان عالی شان میں بٹھلا کر بادشاہ زادی آسمان پری کو عرضی کی کہ حسب الاحکام جناب عالیہ کے اختر سعید کو غلام نے ڈھونڈھ کر منگوایا ھے ، جو ارشاد ہو عمل میں لاوے ، اور عوض میں اس حسن خدمت کے امیدوار تفضلات اور عنایات کا ہوں ۔ معرفت ناظر فرخ پری زاد کے عرضی بادشاہ زادی آسمان پری کو پہنچی ۔ آسمان پری بے اختیار شگفتہ دل ہو کر عرضی کو لیے ہوئے بادشاہ زادے کے پاس لائی ۔ بادشاہ زادہ دیکھتے ہی احوال عرضی کا شاد شاد ہوا اور آسمان پری سے یہ کہا کہ تا قیامت اس تیرے احسان کے عہدے سے ممکن نہیں کہ نکلوں اور یہ مصرع پڑھ کر آسمان پری کو سنایا :

مصرع

من بندۂ تو ام کہ تو بے زر خریدۂ

آسمان پری اٹھ کر تصدق اور بلا گردان ہو کر بولی کہ اے بادشاہ زادے ! اور اس سے سوا جو امر مشکل تو فرماوے گا بسروچشم بجالاؤں گی ۔ سب طرح سے تو اپنی خاطر جمع رکھ اور اپنی کنیزوں میں مجھے جانا کر ۔ یہ کہہ کر وہاں سے اٹھی ، اختر سعید کو قیطوش کے پاس سے بلوا کر همراہ اپنے لیے ہوئے بادشاہ زادے کے پاس لائی ۔ بادشاہ زادہ دیکھتے ہی اختر سعید کو زور سے بے اختیار برہنہ پا دوڑا اور جاتے ہی گلے لگ کر زار و نزار رویا ، اور ہاتھ میں ہاتھ اس کا لے کر مسند پر لا بٹھلایا اور اختر سعید سے کہا کہ اے بھائی ! یہ سراپا احسان تجھ پر اور مجھ پر آسمان پری کا ھے ۔ اگر تجھ کو مجھ سے اور مجھ سے تجھ کو یہ نہ ملاتی ، ہمارا اور تیرا جینا خلاف عقل تھا ۔ آسمان پری

نے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! بہتر یوں ہے کہ اب حمام فرما کر تبدیل رخت کیجیے ، بعد اس کے باہم خاصہ نوش جان فرما کر ارباب نشاط کو بلوائیے اور تماشا ان کے ناچنے کا اور گانے کا دیکھیے اور سنیے ۔ بادشاہ زادے نے مع اختر سعید موافق کہنے آسمان پری کے غسل حمام کیا اور خلعت فاخرہ پہن کر رقم ہائے جواہر لڑی و لٹکن ، جیغہ و سرپیچ مرصع و نورتن اور موتی مالے جسم پر آراستہ کر کے جہاں آسمان پری بیٹھی تھی ، وہاں آئے ۔ آسمان پری واسطے تعظیم کے اٹھی اور پاس باہم ایک مسند پر بیٹھی اور اختر سعید کو پہلو میں بٹھلایا ۔ باہم گفتگو بادشاہ زادے سے اختلاط و محبت کی شروع کی ۔ اتنے میں خاصہ والی الوان پری نے عرض کی کہ خاصہ تیار ہے ۔ یہ سنتے ہی آسمان پری اور بادشاہ زادہ مع اختر سعید داخل نعمت خانے کے ہو کر خاصہ نوش جان فرما کر برآمد ہوئے ؛ رونق افزا مسند پر ہو کر نشاط بائی پری زاد کو یاد فرمایا ۔ وہ آن کر حاضر ہوئی ۔ صحبت ناچ و رنگ کی تین پہر رات تک رہی ، بعد اس کے آسمان پری نے دیکھا کہ بادشاہ زادے اور اختر سعید کے تئیں غلبہ نیند کا ہے اور دم بہ دم جمائیاں لیتے ہیں ، نشاط بائی پری زاد کو خوب سا انعام دے کر رخصت فرمایا اور ایک مکان عالی شان میں دو چھپر کھٹ مرصع طلائی بچھوا کر بادشاہ زادے سے عرض کی کہ اے بادشاہ زادے ! مبادا جاگنے سے خلل مزاج میں پیدا ہو ، بہتر یوں ہے کہ سکھ فرمائیے ۔ یہ کہہ کر بادشاہ زادے کو اور اختر سعید کو همراہ لیے ہوئے اس مکان میں لائی جہاں وہ دو چھپر کھٹ بچھے ہوئے تھے ۔ بادشاہ زادے کو اور اختر سعید کو بٹھلا کر اور کئی خواصیں پری زاد واسطے چپی کے چھوڑ کر چاہتی تھی کہ طرف اپنی خواب گاہ کے جاوے ، اختر سعید نے چہل اور مزاح سے

کہا کہ اے بادشاہ زادی آسمان پری! عجب ہے کہ بادشاہ زادے کو چھوڑ کر تو علیحدہ خواب کرے ، کیوں کر تجھے چین و قرار و آرام آوے گا ۔ آسمان پری یہ اختر سعید سے سن کر قہقہہ مار کر ہنسی اور بولی کہ اے اختر سعید ! وہ بھی ایک دن ہوگا کہ میں ہم کنار شجاع الشمس سے ہوں گی ، سب طرح خاطر میری جمع ہے ، لیکن تم پر مجھے سخت افسوس آتا ہے کہ دن رات تمھارے حسرت میں گزرتے ہیں ۔ اسی طرح کی اختلاط کی کئی باتیں اختر سعید کو سنا کر آسمان پری اپنی خواب گاہ میں سدھاری ۔ علی الصباح بادشاہ زادی اور بادشاہ زادہ مع اختر سعید بیدار ہوئے ، باہم ایک جا مسند پر بیٹھے ۔ پہر ایک دن چڑھا تھا کہ خاصہ باہم نوش جان فرمایا اور ارباب طرب کو یاد فرمایا ، ناچ دیکھنا شروع کیا ۔ قصہ مختصر روز و شب یوں ہی تماشے میں باہم گزرتے تھے لیکن بادشاہ زادہ فراق میں ملکہ نگار کے اکثر ملول رہا کرتا تھا اور کم آسمان پری کی طرف التفات رکھتا تھا ۔ اگرچہ آسمان پری اپنے غلبۂ عشق سے خاطر داری میں بادشاہ زادے کی قصور نہ کرتی تھی ، لیکن بادشاہ زادے کی کم التفاتی سے بیشتر غم ناک اور آزردہ خاطر رہتی تھی ۔ ایک دن وزیر زادہ اختر سعید نے فراست سے اور دانائی سے دریافت کیا کہ آسمان پری کم نگاہی سے اور کم التفاتی سے بادشاہ زادے کی ناخوش رہتی ہے ۔ یہ حرکت بادشاہ زادے کی اختر سعید کو ناپسند آئی ۔ ایک روز بادشاہ زادہ ناچ دیکھ کر متوجہ خواب گاہ کا ہوا ، اختر سعید واسطے چپی کے آ بیٹھا ، دو چار باتیں ملکۂ نگار کے عشق کی اور آوارگی کوہ و دشت کی بیان کر کے بادشاہ زادے سے یہ عرض کی کہ اے بادشاہ زادے ! آسمان پری عاشق زار اور جاں نثار تجھ پر ہے اور تیرے تئیں ملکۂ نگار کے فراق میں مطلق اس کی جاں فشانی اور محبت پر خیال نہیں ہے ، میرے تئیں اس

تیری حرکت سے سخت خلل معلوم دیتا ہے ۔ آسمان پری بادشاہ زادی اس نواح سراندیپ کی ہے اور ہزاروں کوس تک اسی کا عمل ہے ، جا بہ جا چوکی دیو و پری کی بیٹھی ہوئی ہے ، یہ خلاف عقل ہے کہ اس کے ہاتھوں سے نجات ہو ، مگر آسمان پری کی رضامندی سے یقین کامل ہے کہ تیری ہر ایک امر کی عقدہ کشائی ہو ۔ علی الخصوص ملاقات ملکۂ نگار کی بہ وجہ احسن آسمان پری کے سبب سے میسر آوے گی ۔ اگر یہ میری عرض مزاج مبارک میں پذیرا ہو ، عین صلاح دولت ہے ۔ بادشاہ زادے نے دل میں سوچا کہ واقعی جو کچھ کہ اختر سعید عرض کرتا ہے ، خالی دولت خواہی سے نہیں ہے ، پس بہتر یوں ہے کہ اس کا کہنا عمل میں لائے ۔ بادشاہ زادے نے اختر سعید سے کہا کہ اے وزیر زادے ! جو کچھ تو نے عرض کیا ، فی الحقیقت یوں ہی ہے ۔ ان شاء اللہ تعالےٰ موافق تیرے عرض کے ظہور میں آوے گا ، خاطر اپنی بہر صورت جمع رکھ لیکن تو بھی آسمان پری سے میری محبت اور چاہ اظہار کرنا کہ اے آسمان پری ! بادشاہ زادہ بہ سبب حیا اور شرم بہ ظاہر تجھ سے اختلاط میں قصور کرتا ہے لیکن باطن میں تیرا عاشق زار ہے ۔ اختر سعید یہ سنتے ہی تصدق اور بلا گردان ہوا اور عرض کی کہ آسمان پری کو اس طرح تیرا عاشق زار کروں کہ تیری کنیزی میں روز و شب حاضر رہے اور جس امر کو تو فرماوے وہیں بجا لاوے ۔ بادشاہ زادے نے یہ سن کر فرمایا کہ اے اختر سعید ! تو میری طرف سے مختار ہے ۔ القصہ بادشاہ زادے نے سکھ فرمایا اور اختر سعید بھی چہی سے فراغت حاصل کر کے پلنگ خواب پر گیا ۔ گھڑی ایک رات باقی رہی تھی کہ بادشاہ زادہ خواب سے اٹھا ۔ باری دارنیاں آفتابہ چلمچی لے کر حاضر ہوئیں ، بادشاہ زادے نے نماز صبح ادا کی ۔ اختر سعید نے آن کر مجرا کیا

اور عرض کی کہ اے بادشاہ زادے! میں آسمان پری کے مجرے کو جاتا ہوں ۔ بادشاہ زادے نے رخصت دی ۔ اختر سعید وہاں سے روانہ ہوا اور در دولت پر بادشاہ زادی آسمان پری کے حاضر ہو کر معرفت عرض بیگی کی عرض کروائی ۔ بادشاہ زادی آسمان پری نے یہ سنتے ہی حکم فرمایا کہ اختر سعید کو واسطے مجرے کے چھوڑ دو ، آئندہ بلا قید پروانگی ہے ، احتیاج عرض کی نہیں ۔

القصہ اختر سعید باریاب مجرے کا ہوا ۔ آسمان پری نے کمال شفقت سے خیر و عافیت بادشاہ زادے شجاع الشمس کی پوچھ کر فرمایا کہ اے اختر سعید! اکثر اوقات میرے دل نے چاہا کہ تجھ سے بعضے بعضے احوال پوچھوں اور راز دل اپنا بیان کروں لیکن اتفاق اس نوع کا نہ ہوتا تھا ۔ الحمد للہ کہ آج تیرے تئیں اکیلا پایا ۔ اختر سعید نے عرض کی کہ اے بادشاہ زادی! زہے سعادت کہ میرے حق میں یوں ارشاد ہوتا ہے ۔ امیدوار ہوں کہ جلد و شتاب ارشاد کیجیے اور میرے تئیں بہر صورت غلام اور خانہ زاد جانیے ، ان شاء اللہ تعالیٰ غلامی سے کسی نوع قصور نہیں کرنے کا ۔ یہ سنتے ہی آسمان پری خوش ہوئی اور بولی کہ میں نے تجھے اپنا بھائی دینی کیا ، میرا اور تیرا دین کا ساتھ ہے ، میں ہمشیرہ گری سے قصور نہ کروں گی ، لیکن تجھے قسم ہے اپنے بادشاہ زادے کی! جو میں پوچھوں صحیح اور راست بیان کرنا ۔ اختر سعید نے کہا کہ بہ چشم ، یہ سنتے ہی آسمان پری نے کہا ''اے اختر سعید! مجھے تو جانتا ہے کہ میں بادشاہ زادی اس نواح کی ہوں اور عدیل و نظیر اپنے حسن کا نہیں رکھتی ۔ باوجود ان خوبیوں کے بے تاب و بے قرار ہوں لیکن بادشاہ زادے کا مزاج مطلق مائل اپنی طرف نہیں پاتی ، اس کا باعث تو مجھ سے بیان کر ۔ اختر سعید نے یہ سن کر کہا ''اے بادشاہ زادی! یہ جو تو نے احوال اپنے

عشق کا بیان کیا ، واقعی ہے لیکن بادشاہ زادہ بھی جان و دل سے تجھ پر فدا و نثار ہے ۔ پر حیا و شرم سے اظہار نہیں کر سکتا ۔ جب کہ تیرا یہ عشق شجاع‌الشمس پر معلوم ہوگا اور میں ایک طور سے بیان کروں گا ، پس تو دیکھے گی کہ شجاع‌الشمس کس نوع سے تیرا فرماں بردار اور مطیع ہوتا ہے ، ان شاء اللہ تعالیٰ شجاع‌الشمس کے تئیں ایسا تیری طرف سے آلودۂ محبت کروں کہ تیرے پاؤں دیکھ کر اور کا منہ نہ دیکھے اور ایک بات اور ہے ، اس کے تئیں ابھی بیان نہیں کرنے کا کہ اس کے باعث ملال اور تردد تیرے تئیں پیدا ہوگا ۔ آسمان پری نے یہ سنتے ہی کہا کہ اے اختر سعید تجھے قسم ہے کہ بیان نہ کرے ۔ اختر سعید نے کہا کہ واللہ ابھی میں زبان پر نہیں لانے کا ، مگر جس روز کہ ضیافت بادشاہ زادے کی عمل میں لا کر ایک جگہ باہم بہ عیش و نشاط اور راگ و رنگ میں مشغول ہوگی ، اس دن میں بیان کروں گا ۔ یہ سنتے ہی آسمان پری نے کہا ”بہ جان منت اے اختر سعید ! اگر موجب سرور اور خوش نودگی مزاج بادشاہ زادے کا یوں ہے ، اس سے بہتر کیا ہے ۔ یہ کہہ کر اختر سعید کو رخصت کیا ، آپ درپے تیاری ضیافت کے ہوئی ۔

ایک باغ رشک باغ ارم متصل شہر کے تھا ، اس میں تیاری معرفت داروغۂ فراش خانہ کے بھجوائی اور باغ بانوں کو احکام پہنچا کہ تیاری باغ کی اور آراستگی چمنوں کی بہ خوبی تمام کرنا ۔ ہر ایک اہل‌کار درپے تیاری کے ہوئے ۔ بعد کئی دن کے داروغے نے عرض کی کہ عمر و دولت بادشاہ زادی کی دراز اور پائندہ ہوجیو ! بہ موجب ارشاد کے باغ تیار ہے ۔ یہ سنتے ہی آسمان پری نے سواری یاد فرمائی اور پیشتر اہل کاروں کو واسطے بندوبست زنانے کے اس باغ میں مع اسباب ضیافت کے بھیجا اور آپ سوار ہوئی اور

کئی سو پری زاد همراہ لے کر داخل اس باغ کے هوئی ۔ تیاری اس باغ کی دیکھ کر جی میں فرحت حاصل کر کے داروغۂ فراش‌خانہ اور داروغۂ باغ کو خلعت فاخرہ مع سر پیچ جواهر مرحمت فرما کر فراشوں کو اور باغ بانوں کو کئی لاکھ روپے انعام فرمائے؛ بعد اس کے ایک پری زاد تیز رو نام ، اس کے تئیں بلا کر ایک نامہ سر بہ مہر دیا کہ اختر سعید کو دے کر اس کا جواب لا ۔ تیز رو پری زاد نامہ لیے کہاں آیا جہاں شہزادہ شجاع الشمس اور اختر سعید باهم ایک جگہ بیٹھے هوئے هیں ۔ تیز رو پری زاد نے دور سے مجرا کیا اور برابر آ کر نامہ آسمان پری کا اختر سعید کو دیا ۔ اختر سعید نے بہ جلدی تمام نامہ کھول کر بہ‌آواز بلند پڑھنا شروع کیا ۔ اس میں بعد سلام اشتیاق کے یہ لکھا تھا کہ اے بھائی اختر سعید ! تمھارے بادشاہ زادے کی اور تمھاری ضیافت مقرر کی هے ، کل علی‌الصباح بادشاہ زادے کو سوار کروا کر اس باغ راحت بخش میں لائیے کہ موجب سرفرازی کا هے ۔ زیادہ سوائے اشتیاق کے کیا لکھا جائے ۔

اختر سعید نے سرتاپا نامے کو پڑھ کر قلم دان بادشاہ زادے کا منگوا کر کاغذ حنائی پر کہ سراپا مطلا تھا ، ایک مد بہ‌طور عرضی کھینچ کر لکھا کہ حضرت ملکۂ عالیہ سلامت ! سر فراز نامہ کہ ملا هوا تفضلات اور عنایات سے تھا ، بھیج کر سرفرازی بخشی ۔ وہ جو مرقوم قلم تفضل رقم سے هوا تھا کہ کل علی‌الصباح باغ راحت بخش میں بادشاہ زادہ شجاع‌الشمس کی ضیافت مقرر کی هے ، یہ توقع هے کہ قبول خاطر عاطر تمھارے بادشاہ زادے کی هو کہ باعث خوشی خاطر هماری هے ۔ اے بادشاہ زادی آسمان پری ! زهے طالع اور زهے سعادت کہ همارے بادشاہ زادے آوارۂ دیار غربت کے ساتھ اس نوع کی تفضلات اور عطیات خرچ فرمائی ۔

ع ''زہے سعادت آں کس کہ شہ کند یادش''

ان شاء اللہ تعالیٰ حسب الارقام ملکۂ دوجہاں کے غلام بادشاہ زادے شجاع الشمس کے ہمراہ رکاب کل علی الصباح آ کر حاضر ہوگا ۔ زیادہ حد ادب ۔

یہ لکھ کر سر بہ مہر عرضی حوالے تیز رو کے کی اور تیز رو کے تئیں کئی سو روپے اور اشرفیاں مرحمت فرما کر رخصت کیا ۔

داستان آں کہ رفتن شجاع الشمس مع اختر سعید در باغ راحت بخش بہ موجب طلب آسمان پری برائے ضیافت خوردن و احوال بیان نمودن آوارگیٔ خود در عشق بادشاہ زادی ملکہ نگار

سخن سرایان افسانۂ عشق و محبت نے یوں روایت کی ہے کہ بادشاہ زادہ شجاع الشمس اور اختر سعید نے غسل حمام کر کے تبدیل رخت کیا اور جواہر سرپیچ مرصع و جیغہ و قلغی و موتی مالے ، لڑی و لٹکن و نورتن غرض کہ اقسام اقسام کے جواہر جسم پر آراستہ کر کے سمند برق رفتار پر سوار ہوا اور اختر سعید بھی جلو میں چلا اور کئی سو پری زادگرد و پیش روانہ ہوئے ۔ اور آسمان پری نے داروغۂ فراش خانہ کو حکم فرمایا تھا کو بادشاہ زادے شجاع الشمس کے مکان سے لے کر اس باغ راحت تک با انداز فرش تاس و بادلے اورکم خواب کا کیجیو ۔ داروغہ فراش خانہ نے حسب الاحکام آسمان پری کے رات ھی یہ ارشاد عمل میں لایا تھا ۔

القصہ بادشاہ زادہ دروازۂ باغ تک پہنچا ، آسمان پری واسطے استقبال کے آئی ۔ بادشاہ زادہ مع اختر سعید داخل باغ ہوا ۔

دیکھتا کیا ہے کہ عجب باغ رشک فردوس اور مطبوع و دل کش ہے کہ جہاں تک نظر کام کرے تختے چمن کے ہزاروں پر از گل ہاے رنگا رنگ سے ہیں اور شگوفے بادام کے اور غنچے نرگس کے مثل چشم معشوقان زمانہ کھل رہے ہیں اور درخت میوہ‌دار اقسام اقسام کے باہم جھوم رہے ہیں اور اطراف خیابانوں کے سرو و شمشاد سج دھج سے مثال محبوبان شوخ و شنگ با ہزاراں سر سبزی چشمک زنی طرف معشوقان باغ کے کر رہے ہیں اور گل اورنگ پائے سرو و شمشاد میں واسطے قدم بوسی کے جھک رہے ہیں اور قمری و تدرو طوق بندگی گلے میں ڈالے ہوئے سرگرم نالۂ وا شوقا و وا محبتا ہیں اور ہزاروں عندلیب شیدا داستان عشق گلستان و بوستان باہزاراں زبان سر کر رہے ہیں۔

غرض کہ اقسام اور انواع کے عجائبات باغ کے نظر میں آئے اور ہر ایک اس کے متصل سہ دری اور دالان مرصع یاقوت و الماس و لعل ہیں اور ان میں شہ‌نشین عالی شان بنی ہوئی ہیں۔ کوئی فقط الماس کی منبت لعل و یاقوت سے اور کوئی شہ نشین فقط زمرد کی منبت اور گل‌کار فقط الماس سے اور کوئی شہ نشیں فقط یاقوت کی منبت و مرصع الماس سے، اور سوا گل کاری کے طرح طرح کے جانور کہ کسو کی منقار زمرد کی اور پر الماس کے اور آنکھیں یاقوت کی اور پاؤں پکھراج کے اور کسو کی منقار زبرجد کی اور آنکھ موتی کی اور پر زمرد کے اور پاؤں نیلم کے اور منقار کسو کی یاقوت کی اور آنکھیں لعل کی اور پر گوہر شب چراغ کے اور پاؤں عقیق یمن کے۔ اور ہر ایک دالان میں و شہ نشین میں مسندیں زری باف اور فرش دیبائے چینی اور روم کی بچھی ہوئی ہیں اور مخملی پردے ٹاٹ بافے کلابتون مقیشی جس کی ڈوریاں کلابتون کی اور سائبان زری باف کھنچی ہوئی کہ

جس کی جھالریں موتیوں کی اور چلمن گنگا و جمنی طلا و نقرہ کی
بندھی ہوئی ہیں اور حوض یاقوت و لعل کے ہر ایک مکان کے
صحن میں ۔ لب ریز گلاب و بید مشک سے ہیں اور نہریں چلیپا کی
مسلسل جا به جا جاری ہیں اور چدریں چھوٹ رہی ہیں اور
ہر ایک مکان میں سوا لاکھ لاکھ اشرفیوں کا چبوترا بندھا ہوا ہے
اور اس پر کرسیں زر نگار بچھی ہوئی ہیں ۔ غرض کہ ہر ایک
مکان کی تیاری بہ‌آئین شاہانہ و بہ‌نوع دگر و بہ‌آئین شائستہ نظر آئی ۔
بادشاہ زادے شجاع‌الشمس کو اور اختر سعید کو ایک عالم حیرت
اور تعجب کا پیدا ہوا ۔ القصہ بادشاہ زادے کو لا کر ایک
شہ نشین میں بٹھلایا ۔ ارباب نشاط آ کر حاضر ہوئے ، ناچنا اور
گانا شروع کیا ۔ آسمان پری نے اختر سعید کو علیحدہ لے کر ایک
مکان میں بیٹھی اور کہنے لگی کہ اے بھائی اختر سعید ! وہ جو
رسم و آداب عالم انسان میں ہے اس سے ہم مطلق واقف نہیں ۔
اگر برخلاف تمھارے ہماری خلقت پری زاد سے کوئی رسم ظہور
میں آوے ، موجب انفعال اور تضحیک کا ہو ؛ پس بہتر یوں ہے
کہ جہاں تک اسباب ضیافت خاطر خواہ منظور ہو ، میرے
اہل کاروں سے لے کر عمل میں لائیے ، بلکہ جتنے اہل کار ہیں
ان سبھوں کو تمھارا تابع دار کیا ، میری طرف سے مہتمم اس
امر کے تم ہو ، میں نے اس کام کا اور رسم ضیافت کا مختار کیا ۔
یہ سن کر اختر سعید آداب بجا لایا اور عرض کی کہ جس طرح
سے غلام و خانہ زاد شجاع الشمس کا ہوں ، اسی طرح سے تمھارا
بھی تابعدار اور فرماں‌بردار ہوں ۔ غرض‌کہ آسمان پری نے ہر ایک
اہل کار کو فرما دیا : ”جو کچھ کہ اختر سعید تم سے کہے اور طلب
کرے ، عدول نہ کرنا اور عمل میں لانا ۔“ یہ کہہ کر آسمان پری
بادشاہ زادے کے پاس شریک ناچ اور رنگ کے ہوئی ، اور جتنے

اهل کار اور اہل خدمت تھے وہ سب خدمت میں اختر سعید کے حاضر ہوئے۔اختر سعید نے کئی ہزار کشتیاں پرستان کے جواہروں سے پر کر کے اور ان کشتیوں پر تورہ پوش مقیش اور جھالریں موتیوں کی ڈلوا کر حوالے خانساماں کے کیا ۔ اور دو ہزار گھوڑے چینی ، عربی اور عراق ، تازی اور ترکی اقسام اقسام رنگ کے ہر ایک برق رفتار باد پیما با زین ہاے مرصع ، اور کئی ہزار زنجیر فیل سفید جنھوں کے ہودج اور عماری طلائی اور نقرہ جواہروں سے جڑی ہوئی اور سائبان زری باف مع جھالر موتیوں کی تھی اور طرح طرح کے تحفے پرستان کے بارگاہ سلیمانی میں کہ جس کی چوبیں طلائی مرصع کار تھیں اس میں علیحدہ رکھوا کر خدمت میں آسمان پری کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے بادشاہ زادی ! سب اسباب ضیافت و پیش کش حاضر ھے ، جو ارشاد ہو عمل میں لاؤں ۔ آسمان پری بادشاہ زادے کو شہ‌نشیں سے اٹھا کر وہاں لائی کہ جہاں اس مکان کے صحن میں چبوترہ سوا لاکھ اشرفیوں کا بندھا تھا اور کرسی زر نگار بچھی تھی لا کر بٹھایا اور اختر سعید نے کئی ہزار کشتی جواہروں کی اور کئی ہزار کاروان گھوڑوں کے اور کئی ہزار زنجیر فیل اور ماسوا اس کے لاکھوں تحفے پرستان کے قرینہ بہ قرینہ بہ‌طور رسم شاہانہ بادشاہ زادے شجاع الشمس کو گزرانے ۔ بعد اس کے بہ موجب عرض اختر سعید کے بادشاہ زادے کو آسمان پری نے سونے روپے کے پھول نثار کرتے ہوئے اور مکان شہ نشین میں اس باغ کے لا کر اور سیر دکھلا کر سوا لاکھ اشرفیوں کے چبوترے پر بٹھلایا ، اور بہ‌دستور کشتیاں جواہروں کی اور تحفہ جات پرستان کے اور گھوڑے اور ہاتھی گزرانے ۔ اسی طرح سے تین سو ساٹھ چبوتروں پر اشرفیوں کے بادشاہ زادے کو بٹھلا کر مع دو باغ زرین نگار رشک باغ رضوان و گلشن جہان نذریں گذرانیں ۔ بعد اس کے آسمان پری نے

بادشاہ زادے سے کہا ''اگرچہ یہ نذر و ضیافت لائق تمھارے مجھ سے عمل میں نہیں آئی لیکن امیدوار ہوں کہ قبول ہو ۔'' یہ سنتے ہی بادشاہ زادے نے کہا کہ اے بادشاہ زادی! س قدر تکلیف مالایطاق کیا لازم تھی ، جو کچھ کہ تیرا ھے سو میرا ھے اور جو کہ میرا ھے سو تیرا ھے ، مطلق کسی امر میں میرے اور تیرے جدائی نہیں، یہ جو کچھ تو نے اے آسمان پری! نذر کیا ھے وہ سب سپرد اہل‌کاروں کے کیجیے ، میری امانت ھے ، جب چاھوں گا لے لوں گا ۔ اگرچہ بہ‌ظاہر ہم اور تم غیر جنس اور دو قالب ھیں لیکن باطن میں ایک جان اور ایک روح ھیں ، واللہ باللہ تمھیں اور اپنے تئیں ایک جانتا ھوں ۔ یہ سنتے ھی آسمان پری نے کلاہ فخر شادی سے اور خوشی سے آسمان پر پھینکا اور بے اختیار اٹھ کر وجد میں آئی ۔ اختر سعید نے آسمان پری کو بادشاہ زادے کی گفتگو سے مثال گل کے شگفتہ پا کر سامنے آیا اور مجرا کر کے عرض کی کہ اے بادشاہ زادی ! جو کچھ کہ میں عرض کرتا تھا اس سے زیادہ ظہور میں آیا ۔ آسمان پری نے یہ سن کر اختر سعید کو گلے لگایا اور کہا کہ بھائیوں سے توقع اس سے زبادہ ھوتی ھے ۔ اختر سعید نے کہا ''مجھے اپنا غلام اور خانہ‌زاد جانیے ، کبھی بندگی اور غلامی سے قصور نہیں کرنے کا ۔ اسی طرح کی گفتگو اختلاط کی کرتی ھوئی بادشاہ زادے کے پاس آئی ۔ بادشاہ زادے نے آسمان پری کو کہا کہ ادائے شکر تمھاری ضیافت کا نہیں ھوسکتا ۔ آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! ضیافت کس لائق تھی مگر تم نے جو قبول کیا ، عین مہربانی فرمائی ۔ اسی گفتگو میں تھی کہ خاصے والی نے عرض کیا کہ خاصہ تیار ھے ۔ آسمان پری بادشاہ زادے کا ھاتھ ھاتھ میں لے کر مع اختر سعید متوجہ نعمت خانے کے ھوئی ۔

اقسام اقسام کے طعام لذیذ اور میوہ جات دسترخوان پر چنے

تھے - القصہ باہم نوش جان فرما کر برآمد نعمت خانے سے ہوئے - بادشاہ زادے نے آسمان پری سے کہا ''اگرچہ جی نہیں چاہتا لیکن ہمارے ہونے سے تمھارے تئیں تکلیف مالا یطاق ہے - بہتر یوں ہے کہ ہمارے تئیں رخصت کیجیے -'' آسمان پری نے کہا کہ واللہ باللہ اگر برسوں میرے تئیں اسی طرح تمھاری ضیافت میں گزریں ، سراپا راحت و فرحت ہے - خیر اگر یوں مزاج میں آیا ، آج رات یہاں تشریف رکھ کر میرے تئیں سرفراز کیجیے ، کل علی الصباح رونق افزا اپنے دولت خانے کے ہوجیے گا - بادشاہ زادے نے کہا ''تابع تمھاری رضا مندی اور خوشی کا ہوں -'' آسمان پری یہ سن کر خوش ہوئی اور باہم گفتگو اختلاط کی مع اختر سعید شروع کی کہ اتنے میں بادشاہ مشرق یعنی آفتاب متوجہ نواح مغرب کا ہوا اور قمر یعنی ماهتاب کرسئ زریں پر رونق افزا ہوکر تمام سطح زمین و آسمان کو اپنے نور سے منور اور روشن کیا - بادشاہ زادی آسمان پری نے صحن بلوریں میں متصل حوض کے شامیانہ بادلے کا جس کی جھالر موتیوں کی تھی اور چوبیں طلا و نقرہ کی تھیں ، استادہ کیا اور مسند دیباے چین کی مع گاؤ تکیہ کہ بھر ہوا پر ہما سے تھا ، قرینے سے بچھوائی اور فرش چاندنی کا جہاں تک نظر کام کرے ، فرش کروا کر میر فرش الماس اور بلور کے جا بہ جا قرینے سے نصب کیے اور روشن پری شمع چراغ خانہ کی داروغہ نے باریدارنیوں کو همراہ لے کر هزاروں شمع دان بلوریں الماس تراش طلائی و نقرہ مرصع کار اور ایک شاخہ اور دو شاخہ بلوریں جا بہ جا قرینوں سے دھرکر بتیاں انھوں میں کافوری چڑھائیں اور لخلخے مشک و عود و عنبر کے روشن کیے -

القصہ بادشاہ زادے کو آسمان پری نے مسند پر بٹھلا کر ارباب نشاط کو یاد فرمایا ، وہ سب آن کر حاضر ہوئے ، ناچنا

اور گانا شروع کیا ۔ اس کیفیت اور خوبی سے ارباب نشاط نے اس پرستان کے مزے اپنے ھنر کے دکھلائے کہ زمین و آسمان وجد میں آئے اور جتنے اس مجلس میں تھے محو تماشا ھو کر مثل آئینہ حیرت اندوز تھے ۔ جب کہ آسمان پری نے دیکھا کہ بادشا زادہ محو ناچ و رنگ کے تماشے کا ھے ، اختر سعید کو علیحدہ لے جا کر کہنے لگی کہ بھائی اختر سعید! مجھ سے تم نے عہد کیا تھا کہ جس روز ضیافت بادشاہ زادے کی عمل میں آوے گی ، اس روز ایک مدعا بیان کروں گا ؛ سو اے بھائی آج وہ دن ھے ، مجھ سے بیان کر۔ اختر سعید نے کہا کہ واقعی یونہیں ھے ۔ سن اے آسمان پری ! ایک بادشاہ زادی ملکۂ نگار نام قتلغ شاہ روم کی بیٹی ھے اور یہ بادشاہ زادہ شجاع‌الشمس بیٹا مظفر شاہ کا کہ والی خطا و ختن کا بلکہ ھفت اقلیم کا ھے ۔ یہ اس بادشاہ زادی پر عاشق ھوکر بایں حال پریشان یہاں تلک اس کی جستجو میں پہنچا ھے ۔ جب تک کہ وصل بادشاہ زادے کو ملکۂ نگار کا میسر نہیں ھونے کا ، ممکن نہیں کہ شگفتگی مزاج کو اس کے پیدا ھو ۔ اے آسمان پری کایہ احوال یہ تھا جو میں نے بیان کیا ۔ آسمان پری نے کہا کہ اے اختر سعید ! ان شاء اللہ تعالیٰ اس مہم کو انصرام پہنچانا میرے ذمہ ھے ۔ اگر قتلغ شاہ روم نے ملکۂ نگار کو نامزد شجاع‌الشمس سے کیا خیر ، والا نہ خدا نخواستہ در صورت انکار سوا لاکھ فوج پری زاد کی لے جا کر کشور شاہ روم کی غارت کر کے ملکۂ نگار کو صحیح و سالم شجاع‌الشمس تک پہنچاؤں گی ۔ غرض کہ اے اختر سعید ! سب طرح خاطر جمع بادشاہ زادے کی کر دینا اور جب تلک اس مہم کو انصرام نہ پہنچاؤں گی ، خواب و خور میرے تئیں حرام ھے لیکن اے اخترسعید ! اس وقت دیکھیے کہ بادشاہ زادے کی آنکھ ھم سے سیدھی رھتی ھے یا نہیں ۔ اختر سعید نے کہا کہ

اے آسمان پری ! حق تعالیٰ اپنے کرم سے وہ دن دکھلاوے ، ایسا بادشاہ زادے کو تیرا مطیع و عاشق و فرمان بردار کروں کہ جب تک تجھے نہ دیکھے قرار و آرام نہ پاوے اور کوئی ہزار با ہزاراں حسن و خوبی جلوہ فرما شجاع‌الشمس کے رو بہ رو ہووے ، مطلق سوا ترے عشق کے گرفتار اس کی ادا و ناز کا نہ ہووے ، بلکہ ہمیشہ تشنگی عشق سے تیرے پاؤں دھو دھو پیوے ، اور مجھ سے جو تیری غلامی ہو سکے گی قصور نہ کروں گا ۔ آسمان پری نے اختر سعید کو گلے لگایا اور کہا کہ اے بھائی اختر سعید ! بہ ہر صورت بادشاہ زادے کی خاطر جمع کر دینا ۔ یہ کہہ کر اختر سعید کا ہاتھ پکڑ کر اٹھی اور شریک تماشے کے همراہ شجاع‌الشمس کے ہوئی ۔ بعد دوپہر کے آسمان پری نے ارباب طرب اور اہل نشاط کو اور تمام ان کے سازوں کو لاکھوں روپے انعام فرما کر رخصت کیا ۔ اتنے میں خاصہ والی نے عرض کیا ”خاصہ تیار ہے“ آسمان پری نے ہاتھ بادشاہ زادے کا ہاتھ میں لے کر مع اختر سعید متوجہ نعمت خانے کے ہوئی ۔

القصہ خاصہ نوش جان باہم کر کے متوجہ خواب گاہ کے ہوئے ۔ بادشاہ زادہ پلنگ خواب پر دراز ہوا ۔ اختر سعید واسطے چپی کے آ بیٹھا ۔ جو کچھ کہ آسمان پری نے کہا تھا ، سب بیان کیا ۔ بادشاہ زادہ بےحد اتم خوش ہوا اور اسی گفتگو میں بادشاہ زادے کی آنکھ لگ گئی ۔ گھڑی دو ایک رات باقی رہی تھی کہ آنکھ کھلی ۔ بادشاہ زادے نے وضو کر کے نماز صبح ادا کی ۔ اختر سعید نے آ کر مجرا کیا ۔ بادشاہ زادے نے کہا کہ اے اختر سعید ! اجازت آسمان پری سے لا کہ ہمیں اب رخصت کرے ۔ اختر سعید حسب الحکم بادشاہ زادے کے آسمان پری کے پاس گیا ، جو کچھ کہ بادشاہ زادے نے کہا تھا ، عرض کی ۔ آسمان پری یہ سنتے ہی اٹھی اور بادشاہ زادے کو مجرا کیا اور کہا کہ جو حق ضیافت تھا

مجھ سے ادا نہ ہوا لیکن تم نے قبول فرمایا ، مجھے سر افراز کیا اور تابع مرضی کے ہوں۔ بہتر ہے تشریف فرما دولت خانے کے ہوجیے۔ یہ سنتے ہی بادشاہ زادہ آسمان پری سے بہ خوشی تمام رخصت ہو کر سوار ہوا اور داخل اپنے قصر کے ہوا اور پیچھے سے سواری آسمان پری کی بھی داخل اس قصر کے ہوئی ۔ شب و روز باہم اختلاط میں گزرتی تھی ۔ مہینہ ایک اسی عالم میں بسر ہوا تھا کہ ایک دن بادشاہ زادے نے اختر سعید سے کہا کہ اے وزیرزادہ ! جو کچھ کہ تو نے آسمان پری کی زبانی مجھ سے بیان کیا تھا ، عجب بات ہے کہ اب تک ظہور میں نہیں آیا اور یہ بات مشہور ہے کہ خلقت میں جن و پری کے سوائے سانچ کے مطلق جھوٹ کو دخل نہیں ، سو اب مجھ کو اس کے برخلاف نظر آتا ہے ۔ اختر سعید نے یہ سن کر کہا کہ اے بادشاہ زادے ! آسمان پری اب کوئی دم کو آتی ہے ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آج اس کا تدارک اظہار کر کے عمل میں آوے گا ۔ اسی گفتگو میں تھے ، اتنے میں آمد آسمان پری کی ہوئی ۔ ایک مرتبہ بادشاہ زادہ اور اختر سعید واسطے استقبال کے دو چار قدم مسند سے آگے بڑھے ۔ آسمان پری نے آتے ہی مجرا کیا ۔ بادشاہ زادے نے ہاتھ آسمان پری کا پکڑ کر مسند پر بٹھلایا ۔ باہم گفتگو اختلاط کی اور یگانگت کی شروع کی اور اکثر اوقات اختر سعید بھی بعض باتیں مزاح کی سنا کر آسمان پری کو خوش کرتا تھا ۔ بعد ایک دم کے آسمان پری کو اختر سعید علیحدہ لے بیٹھا اور کہنے لگا کہ اے آسمان پری ! تم نے عہد کیا تھا کہ ملکۂ نگار کی خبر لا کر تدارک عمل میں لاؤں گی ، سو اب تلک ظہور میں نہ آیا ، شاید فراموش ہوگیا ہو اور تمھاری خلقت میں جھوٹ کا تو کیا دخل ہے ۔ یہ سنتے ہی آسمان پری نے کہا کہ اے اختر سعید ! جھوٹ اور فراموشی کا کیا مذکور ہے ۔ میرے تئیں رات دن اسی

خیال میں گزرتے تھے ، سو آج الحمداللہ بعضے بعضے امورات سے میں نے فراغت حاصل کی ۔ آج ان شاء اللہ تعالیٰ خود شہر روم میں جا کر ملکۂ نگار کی خبر لاؤں گی ۔ بادشاہ زادے کے پاس مسند پر آ بیٹھی ۔ بعد ایک دم کے بادشاہ زادے سے رخصت ہو کر طرف اپنی شہ نشین کے گئی اور ادھر اختر سعید نے جو کچھ کہ آسمان پری نے کہا تھا ، بادشاہ زادے سے بیان کیا ۔ شجاع الشمس نے یہ سن کر سرور و فرحت حاصل کی اور کہا کہ اے اختر سعید! دیکھیے کب تک ہمیں حق تعالیٰ کامیاب کرے ۔ اختر سعید نے یہ سن کر کہا ''مسبب حقیقی نے آسمان پری کو تیرا فرماں بردار اپنے فضل و کرم سے کیا ہے ، اُمید قوی ہے کہ اس کے باعث وصل ملکۂ نگار کا میسر آوے ۔'' اسی بات چیت میں تھے کہ گھڑی چار ایک رات گزری تھی ، آسمان پری نے اختر سعید کو بلوا بھیجا اور کہا کہ اے بھائی اختر سعید! خبردار بادشاہ زادے کو کسی نوع سے دل پر ملال نہ آنے دینا ، خوش و خرم ناچ و رنگ میں مشغول رکھنا ، جب تک کہ میں ملکۂ نگار کی خبر لاؤں ۔ اختر سعید کو یہ کہہ کر رخصت کیا اور آپ کئی سو پری زادوں کو ہمراہ لے کر ہوا دار پر سوار ہوئی اور روانہ طرف شہر روم کے ہوئی ۔

داستان آنکہ دیدن ملکہ نگار شجاع الشمس را در خواب با آسمان پری مشغول راگ و رنگ و خفگی در مزاج بہم رسانیدن

قصہ سرایان محبت نے یوں روایت کی ہے کہ بادشاہ زادی ملکہ نگار روز بہ روز عشق میں شجاع الشمس کے بیمار و زار و نحیف

ہوتی جاتی تھی ۔ آخرکار بیماری اس مرتبے پر غالب ہوئی کہ طاقت زبان میں گفتگو کی مطلق نہ رہی ، بات چیت آنکھوں کے اشاروں سے کرنے لگی ، کھانا پینا بالکل موقوف ہوا ۔ جتنے حکیم طبیب تھے علاج میں حیران تھے ، تشخیص مرض نہ ہوتا تھا ۔

ایک رات بادشاہ زادی ملکہ نگار مشتری سے مذکور شجاع الشمس کے عشق کا یوں زبان پر لائی کہ اے مشتری ! یہ عشق کم بخت کہاں سے گریباں گیر میرا ہوا کہ زندگی سے مجھے بے حلاوت کیا ۔ کاش میں پیدا نہ ہوئی ہوتی ۔

ابیات

مرا اے کاش کہ مادر نمی‌زاد
ولے می‌زاد کس شیرم نمی‌داد

خدا کند کہ ز ماعشق دست بردارد
دلے نماند کہ دیگر شکست بردارد

مشتری یہ سن کر بے اختیار روئی اور بولی کہ اے بادشاہ‌زادی! ضبط کرنا عین حکمت ہے ، مبادا کہ یہ خبر بادشاہ کو پہنچے ، موجب رسوائی کا ہو ۔ اگر فرماوے تو تو بادشاہ سے اجازت باغ کے رہنے کی لاؤں کہ وہاں چند روز رہ کر غم کو فراموش ، کیجیے جب تک حق تعالی فضل کرے ۔ بادشاہ زادی نے کہا ”بہتر ہے ۔“ مشتری نے جا کر بادشاہ سے اجازت لی اور کئی ایک خواصیں محرم راز لے کر بادشاہ زادی کو داخل باغ کیا اور کہنے لگی کہ اے بادشاہ زادی ! جان ہے تو جہان ہے ، اپنے تئیں سنبھال ، حق سبحانہ و تعالی تجھے اس بلا سے نجات دیوے یا جلد وصل شجاع الشمس کا نصیب کرے ، و الا نہ اے بادشاہ زادی!

مجھے حق تعالیٰ اُٹھا لے کہ تیری یہ مصیبت مجھ سے نہیں دیکھی جاتی - اسی گفتگو میں تھی کہ بادشاہ زادی کی آنکھ لگ گئی ؛ دیکھتی کیا ہے کہ ایک قصر زمرد فام ہے ، پردہ سقرلاتی اور چلونیں سونے روپے کی پڑی ہوئی ہیں اور زربفت کے سائبان کھچے ہوئے ہیں اور اس صحن میں ایک نمگیرہ بادلے کا جس کی چوبیں سنہری مرصع لعل و یاقوت سے ہیں ، کھڑا ہوا ہے اور ایک مسند بچھی ہوئی ہے ، اس پر بادشاہ زادہ شجاع الشمس بیٹھا ہوا ہے اور ایک پری با لباس نفیس جواہر بے بہا سر سے پا تک پہنے ہوئے پہلو میں بیٹھی ہوئی ہے اور ناچ پری زادوں کا ہو رہا ہے ، بادشاہ زادہ محو رقص و سماع ہے - یہ دیکھتے ہی ملکہ نگار کے دل سے ایک شعلہ مشتعل ہو کر فلک پر پہنچا - غصے میں کانپ کر آگے بڑھی اور بادیدۂ پُر آب پکاری کہ افسوس اے شجاع الشمس ! تیرے عشق میں احوال میرا یہاں تک پہنچا کہ نہ دن کو چین ہے نہ رات کو خواب و آرام ہے :

نہ دن کو کل ہے نہ شب کو ہے خواب آنکھوں میں
پھرے ہے جب سے تو خانہ خراب آنکھوں میں
دشمن ہوئیں ہیں جان کی اے آہ میری آنکھیں
رونے سے نہیں ہیں تھمتیں واللہ میری آنکھیں
برسات کی سی لاگی آنکھوں سے اب جھڑی ہے
تجھ عشق بیچ دل کی نہیں کھلتی گلجری ہے

وائے بادشاہ زادے ! تو یوں پری زادوں میں مشغول عیش و رنگ رہے اور میرے احوال سے مطلق خبر نہ رکھے، اور یہ رباعی پڑھی :

رباعی

عمرے براہ وفا نشستیم عبث
دل جز تو بہ دیگرے نہ بستیم عبث
در کوے تو قرب ہرسگے بیش از ماست
ما این ہمہ استخوان شکستیم عبث

بارے اے بادشاہ زادے ! یہ بیان کر کہ سبب اس بدعہدی کا کیا ہے؛ یا تو مجھ سے وہ وعدے تھے کہ سوا تیرے کسی سے مجھے سروکار نہیں یا یوں بدعہدی اختیار کرکے عشق میں پری کے گرفتار ہو۔

فرد

وعدہ خلافیوں کا معلوم نہیں سبب کچھ
باعث جو ہووے اس کا کیجے بیان اب کچھ

بادشاہ زادے شجاع‌الشمس نے یہ سن کر ایک آہ سرد کھینچی اور پاؤں پر گر کر رویا اور کہا کہ اے بادشاہ زادی ! واللہ باللہ ! سوا تیرے کسی سے مجھے سروکار نہیں ہے لیکن اس واردات سے میں یہاں آن پھنسا ہوں ، اگر تو کوئی دم بیٹھے تو میں اس عالم کا بیان کروں۔ جو میرے تیرے عہد ہے مطلق اس میں فرق نہیں ہے۔ بادشاہ زادی ملکۂ نگار یہ بادشاہ زادے سے سن کر چاہتی تھی کہ کوئی دم بیٹھ کر سرگذشت بادشاہ زادے کی سنے ، یک مرتبہ آنکھ کھل گئی۔ دیکھتی کیا ہے ، نہ وہ قصر ہے، نہ وہ صحبت ہے، نہ وہ بادشاہ زادہ ہے، نہ وہ مجمع پری‌زادوں کا ہے۔ بے اختیار بہ‌آواز بلند رونا شروع کیا ؛ ددا ، دائیاں

مغلانیاں ، خواصیں جتنی تھیں گھبرا کر نیند سے چوکیاں - اور مشتری وزیر زادی پہلو میں چپی کرتے کرتے جو سو گئی تھی ، وہ بھی آواز رونے کی سن کر بے تحاشا گھبرا کر اُٹھی - دیکھتی کیا ھے کہ ملکۂ نگار زار و نزار رو رھی ھے ، رومال پر رومال خواصیں دیتی ھیں اور نچوڑتی ھیں لیکن آنسو ھیں کہ علی الاتصال جاری ھیں ، مطلق نہیں تھمتے -

فرد

خوں بستہ جب تلک تھیں دریا رکے کھڑے تھے
آنسو گرے کڑوڑوں پلکوں کے ٹک ھلائے

مشتری اس حال کو دیکھ کر چیخ مار کر روئی اور دوڑ کر بلائیں لے کر پوچھنے لگی کہ خیر ھے ، اے بادشاہ زادی ! بدخواب ھوئی یا نصیب اعدا کسی اعضا میں درد ھے کہ یوں بے تاب ھو کر روتی ھے - ھر چند مشتری نے پوچھا ، بادشاہ زادی نے جواب نہ دیا - جب دیکھا مشتری نے کہ بادشاہ زادی مطلق جواب نہیں دیتی دوڑ کر خنجر طاق سے اٹھا لائی اور اپنے پہلو میں ننگا کر کے رکھا اور کہا کہ خیر بادشاہ زادی ! تو نہ بول اور نہ جواب دے ، میں اپنے تئیں ھلاک کرتی ھوں - بادشاہ زادی ملکہ نگار نے دیکھا کہ مبادا مشتری اپنے تئیں جہالت سے ضائع کرے ، یہ سوچ کر ھاتھ سے مشتری کے خنجر چھین کر گلے لگایا اور کہا کہ اے مشتری ! ابھی میں اپنے اختیار میں نہیں ، ٹک مجھے ھوش میں آنے دے ، احوال بیان کروں گی -

بعد ایک دم کے ملکہ نگار ھوش میں آئی اور سر سے پا تلک احوال خواب کا بیان کیا - مشتری نے یہ سن کر کہا کہ

اے بادشاہ زادی ! تو بھلے خواب و خیال پر ناحق اپنے تئیں ہلاک کرتی ہے ۔ جانے دے ، کس وہم میں گرفتار ہے ۔ بادشاہ زادی نے کہا کہ اے مشتری ! دست بردار عشق سے شجاع الشمس کے ہوں ، یہ ممکن نہیں ۔

فرد

دست از طلب ندارم تا کام من برآید
یا تن رسد بہ جاناں یا جاں ز تن برآید

مشتری نے دیکھا کہ ملکۂ نگار محو عشق ہے ، کسی طرح سے دست بردار ہوتی نظر نہیں آتی ، لاچار باتیں تسکین کی شروع کیں کہ اے بادشاہ زادی! جس حق تعالیٰ نے یوں گرفتار مصیبت کا کیا ہے اسی سے امید قوی ہے کہ اپنے فضل و کرم سے فرحت اور سرور بخشے ، خاطر اپنی جمع رکھ ۔ غرض کہ رات دن یہ مذکور بادشاہ زادے کا آتا تھا ، مشتری یوں ہی تشفی خاطر کرتی تھی ۔

داستان آنکہ دیدن شجاع الشمس ملکہ نگار را در خواب بیمار بہ عشق خود و تشنیع نمودن ملکہ نگار شجاع الشمس را بابت عشق آسمان پری

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ آسمان پری جس دن سے واسطے خبر ملکہ نگار کے گئی تھی ، بادشاہ زادہ اکثر اوقات ملول رہتا تھا لیکن اختر سعید کے کہنے سے گاہ بے گاہ واسطے رفع ملال کے ناچ پری زادوں کا دیکھا کرتا تھا ۔ ایک رات ناچ

دیکھتے دیکھتے تکیے پر مسند کے سر رکھا اور آنکھ لگ گئی ۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایک باغِ رشکِ باغِ ارم ہے ۔ درمیان اس باغ کے ایک بنگلہ خس کا پڑا ہوا ہے ، ٹٹیاں خس کی لگی ہوئی ہیں ، پردے خس کے پڑے ہوئے ہیں ، گلاب بید مشک سقنیاں مشکوں میں بھر کے چار طرف چھڑک رہی ہیں ، فراشی پنکھا کھینچ رہا ہے ۔ اس میں ایک چھپر کھٹ سنہری مرصع کار بچھا ہوا ہے اور بادشاہ زادی ملکہ نگار بہ حدِ اتم بیمار ہے ۔ سر پروں کے تکیے پر رکھے ہوئے لیٹی ہے اور گل تکیہ زیر گل عارض دھرے ہوئے ہیں اور مشتری پہلو میں بیٹھی ہوئی تلوے سہلا رہی ہے اور خواصیں عہدے خواصی کے ہاتھوں میں لیے ہوئے جا بہ جا استادہ ہیں ، اور ایک خواص ماہ پیکر نام مور چھل پر ہما کی ہاتھ میں لیے ہوئے خواصی کر رہی ہے ، اور بادشاہ زادی ملکۂ نگار دم بہ دم عشق سے بے قرار ہو کر کبھی کروٹ لے کر پہلوے راست پر جاتی ہے اور کبھی پہلوے راست سے کروٹ لے کر پہلوے چپ پر جاتی ہے اور یہ بے تاب ہو کر زبان پر لاتی ہے :

بیت

درد پہلو گر نہ بخشے بے قراری تو مجھے
آہ پھیرے کون اس پہلو سے اس پہلو مجھے

یہ احوال دیکھتے ہی بادشاہ زادہ بے قرار ہوکر سرھانے جا بیٹھا اور ہاتھ بادشاہ زادی کا ہاتھ میں لے کر حرکت نبض دریافت کرنے لگا ۔ نبض میں ضعف بہ حدِ اتم دریافت کر کے اشک آنکھوں میں بھر لایا ۔ چاہتا تھا کہ ضبط کرے لیکن بے اختیار ایک قطرہ آنسو کا گرم گرم گل عارض پر بادشاہ زادی کے گرا ۔

بادشاہ زادی نے جانا کہ شاید کوئی طبیب واسطے دریافت مزاج کے آیا۔ یہ خیال کر کے اسی عالم غش میں یہ شعر پڑھا :

بیت

از سر بالین من برخیز اے ناداں طبیب
درد مند عشق را دارو بہ‌جز دیدار نیست

یہ سنتے ہی بادشاہ زادے شجاع‌الشمس نے کہا کہ اے بادشاہ زادی ملکۂ نگار ! آنکھ کھول ، میں ہوں شجاع الشمس عاشق زار اور جان نثار۔ یہ سنتے ہی ملکۂ نگار نے آنکھ کھولی اور دیکھا کہ میرا ہاتھ شجاع‌الشمس کے ہاتھ میں ہے ۔ چیں بہ جبیں ہو کر ہاتھ کو بادشاہ زادے کے ہاتھ سے کھینچا اور کہا کہ اے بادشاہ زادے! اب تجھے مجھ سے کیا غرض ہے ۔ جائیے آسمان پری سے گرمی چاہ کی اور محبت کی جتائیے کہ جس کی بہ‌دولت[1] سیر و تماشا اور ناچ دیکھنا پری زادوں کا میسر آتا ہے :

بیت

نہ کیا تو نے ایک بار افسوس
حال میرے پہ صد ہزار افسوس

یضاً

جانی درس دیتے نہیں مجھ شوق ہے دیدار کا
دل کا مرض پوچھو نہیں کیا حال اس بیمار کا

۱۔ اصل لفظ دولت لکھا ہے ' یہاں تصحیح کی گئی ہے ۔

ایضاً وله

پیارے درد تیرے ھجر کا میرا جیا جانے
خدا جانے نبی جانے، علی جانے ، اھیا[1] جانے

اے بادشاہ زادے ! میں نے تیرے عشق میں اپنے تئیں یوں برباد کیا اور اس حالت کو پہنچایا کہ بیمار ہو کر قریب ہلاکت کے پہنچی اور تیرے مطلق خیال میں نہ آیا کہ خبرگیری کیجیے ، غیرت مرد سے نہایت بعید تھی ۔ بادشاہ زادے نے یہ سن کر کئی شعر فارسی اور ہندی اور دوھرے در جواب اس کے پڑھے :

بیت

در و دیوار من آئینہ شد از کثرت شوق
ہر کجا می نگرم روے ترا می بینم

ایضاً

اشتیاقے کہ بہ دیدار تو دارد دل من
دل من داند و من دانم و داند دل من

ایضاً

یہ غلط کہ میں پیا ہو قدح شراب تجھ بن
نہ گلے سے میرے اترا کوئی قطرہ آب تجھ بن
سبھی آتشیں ہیں نالے سبھی زہر میری آہیں
مری جان پر رہے ہے غرض اک عذاب تجھ بن

۱۔ دل ، جی۔

دوهرہ

جانی یہ مت جانیو تم بچھڑے موہے چین
جیسے سوکھی بن کی لاکڑی سلگت ہے دن رین

ایضاً

جل بن جیسے میں کو پڑے نہ پل چھن چین
ہم کو تمرہے دھیان میں جاوت ہے دن رین

بادشاہ زادے نے یہ اشعار پڑھ کر سر اپنا ملکۂ نگار کے پاؤں پر رکھا اور یہ ایک شعر اور پڑھا :

بیت

تیرا تو عشق دل سے اٹھایا نہ جائے گا
ہے نقش کالحجر کہ مٹایا نہ جائے گا

واللہ باللہ اے ملکۂ نگار! یہ آوارگی جو میں نے اختیار کی ہے محض واسطے تیرے و التّانہ مجھے کیا ضرور تھا کہ ماں باپ سے جدا ہوکر اور سلطنت کے عیش و آرام کھو کر بادیدۂ گریاں و با دل بریاں سر و پا برھنہ با چاک گریباں خاک برسر افشاں بادیہ پیما غربت کا اور مصیبت کا ہوتا ۔ اور جو یہ طعنہ آسماں پری کا تو مجھے دیتی ہے ، بہ ظاہر واقعی ہے لیکن باطن میں آج تلک مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں ۔ ایک طور سے اس کے پیچ میں آ گیا ہوں ۔ مطلق اپنی رہائی اس سے نہ دیکھی ، لاچار یہ قول اور عہد اس

۱- ن - جیسی سوکھی بن کے لاکڑی سلگت ہے دن رین -

سے درمیان لایا کہ اے آسمان پری ! جب تک ملکۂ نگار مجھ سے نہ ملے گی ، تجھ سے سروکار نہیں رکھنے کا ۔ چنانچہ آسمان پری اس بات پر رضامند ہوکر یہ عہد درمیان میں لائی ہے کہ جب تک ملکۂ نگار کو تجھ سے نہ ملا لوں گی اور ملکۂ نگار کو رضا مند نہ کر لوں گی ، میں بھی تجھ سے کچھ کام نہیں رکھنے کی ، بلکہ ملکۂ نگار کو اپنے سے ایسا رضا مند اور خوش وقت کروں گی کہ اے بادشاہ زادے ! وہ خود تجھ سے میری سفارش کرے گی ۔ پس اے ملکۂ نگار ! میں اس بات کو آسمان پری کی غنیمت جان کر انتظار میں اس دن کے ہوں کہ دیکھیے کس روز اس کے باعث تیری ملاقات میسر آوے ۔ یہ سن کر بادشاہ زادی نے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! باتیں فریب کی نہ بنا ۔ مثل مشہور ہے کہ عورت بے وفا ہوتی ہے لیکن یہ غلط ، مرد حد سے زیادہ بے وفا ہوتا ہے ۔ مجھ پر جو ہونی ہے سو ہو رہے گی ۔ بادشاہ زادہ چاہتا تھا کہ در جواب اس کے کچھ اور کہے کہ ایک مرتبہ آنکھ کھل گئی ، دیکھتا کیا ہے کہ نہ وہ مکان ہے نہ ملکۂ نگار ہے مگر اختر سعید بیٹھا چپی کر رہا ہے ۔ بادشاہ زادے نے بے اختیار رونا شروع کیا ۔ اختر سعید نے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! خیر ہے؟ سبب گریہ و زاری کیا ہے ۔ بادشاہ زادے نے جو احوال خواب میں دیکھا تھا ، سب بیان کیا ؟ اختر سعید نے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! خاطر اپنی جمع رکھ ، انشاء اللہ تعالیٰ آسمان پری گئی ہے ، ملکۂ نگار کی خبر لاتی ہے ، قریب ہے کہ وصل اس کا تجھے میسر آوے ؛ زنہار ملال کو دل میں راہ نہ دے ۔ غرض کہ بادشاہ زادے کے تئیں اختر سعید نے بہلا کر مشغول ناچ و رنگ کا کیا اور انتظار آسمان پری کا باھم رکھنے لگے کہ دیکھیے آسمان پری کیا خبر لاوے ۔

داستان آنکه رسیدن آسمان پری در ملک روم و از آں جا رفتن در باغ ملکه نگار به‌طور جاسوساں و بازآمدن ازانجا نزد شجاع‌الشمس و اختر سعید و بیان نمودن احوال بادشاہ زادی ملکه نگار

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ آسمان پری جس دن سے واسطے خبر ملکۂ نگار کے طرف شہر روم کے گئی تھی ، بادشاہ زادہ اور اختر سعید کے تئیں رات دن انتظار میں گزرتے تھے اور باہم یہ کہتے تھے کہ دیکھیے آسمان پری کب تک آوے اور کیا خبر لاوے۔ اسی گفتگو میں تھے کہ وقت مغرب کا پہنچا ۔ بادشاہ زادہ چاہتا تھا کہ وضو کر کے نماز مغرب ادا کرے کہ ایک صدا پری زادوں کی ہوائے آسمان سے آنی شروع ہوئی ۔ بادشاہ زادے کی آنکھ بے اختیار طرف آسمان کے اٹھی ۔ دیکھتا کیا ہے کہ جوق جوق فوج پری زادوں کی چلی آتی ہے اور ان کے پیچھے ایک تخت طلائی مرصع کار ہے ، اس پر آسمان پری با شان و شکوہ سوار ہے ۔ یہ دیکھتے ہی بادشاہ زادہ اور اختر سعید بے اختیار خوش ہو کر واسطے استقبال کے اٹھے کہ اتنے میں تخت باغ میں بھوینو نے اتارا اور آسمان پری نے تخت سے اتر بادشاہ زادے کو مجرا کیا ۔ بادشاہ زادے نے خیر و عافیت پوچھی اور اختر سعید نے آسمان پری کو دور سے با ادب ہو کر مجرا کیا ۔ آسمان پری نے کہا : ''بھائی خیر و عافیت ؟'' اختر سعید نے کہا ''بدولت و اقبال ملکۂ زمان ۔'' القصہ آسمان پری نے ہاتھ بادشاہ زادے کا ہاتھ میں لے کر باہم مسند پر جا بیٹھے اور اختر سعید سے پوچھنا شروع کیا کہ بارے اے بھائی اختر سعید!

اتنے دنوں کیوں کر گزری اور بادشاہ زادے کو کس طرح خوش رکھا؟ اختر سعید نے کہا کہ اے بادشاہ زادی آسمان پری! بادشاہ زادہ شجاع الشمس سے میری حسن خدمت کو پوچھ کہ کس طرح روز و شب بندگی اور جان فشانی میں حاضر رہا مگر اکثر جو تمھارے تئیں یاد کر کے ملال خاطر پر بادشاہ زادہ لاتا تھا ، اس میں لاچار تھا ، لیکن تس پر بھی تشفی اور خاطر داری کر کے مشغول ناچ و رنگ کا کرتا تھا ۔ آسمان پری نے کہا کہ یہ غلط ، مجھے کاھے کو یاد کرتا ہوگا مگر ملکۂ نگار کو ۔ اختر سعید نے قسم کھائی اور کہا کہ واللہ باللہ تیری ہی یاد تھی ۔ آسمان پری نے یہ سن کر اختر سعید کو گلے لگایا اور کہا کہ اے بھائی! تو خود صاحب فراست اور صاحب عقل ہے ، احتیاج سمجھانے کی نہیں ہے ۔ اختر سعید نے کہا کہ اے بادشاہ زادی! سراپا جو تمھاری عنایت مجھ پر ہے ، یہ اس کا باعث ہے کہ یوں قدردانی فرماتی ہو ۔

مصرع

وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

بارے اے آسمان پری! احوال ملکہ نگار کا بیان کر کہ فی الجملہ تسکین مزاج بادشاہ زادے کی ہو ۔ آسمان پری نے کہا کہ اے اختر سعید! یہاں سے جو روانہ ہوئی ، قطع منازل اور طے مراحل کر کے داخل شہر روم کے ہوئی ۔ جتنے پری زاد ہمراہ گئے تھے ، ایک چار باغ دوکوس پرے شہر کے تھا ، مع تخت اُنھوں کو وہاں چھوڑا اور میں رات کو تنہا پرواز کر کے محل میں شاہ روم کے گئی اور جا بہ جا ملکہ نگار کو دیکھنا شروع کیا ۔ ہر چند میں نے تفحص کیا ، مطلق سراغ نہ پایا ۔ آخر کار وہاں سے میں نکلی ؛ دو پرتاب تیرانداز لب دریا ایک باغ مطبوع و دل کش و سر سبز حد سے زیادہ تھا ، میں اس میں گئی ۔ دیکھتی کیا ہوں

کہ اُس باغ میں ایک قصر عالی شان ہے ، پردے اس میں پڑے ہوئے ہیں ، ایک چھپرکھٹ بچھا ہوا ہے ، اُس پر بادشاہ زادی ملکہ نگار لیٹی ہوئی ہے اور خواصیں عہدے خواصی کے لیے ہوئے کھڑی ہوئی ہیں ، اور وزیر زادی مشتری نام پاؤں بادشاہ زادی کے گود میں لیے ہوئے چپی کر رہی ہے ، لیکن بادشاہ زادی ملکہ نگار مثل بیماروں کے دم بہ دم لفظ آہ کے زبان پر لاتی ہے اور ذکر عشق بادشاہ زادے کا مشتری سے بیان کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اے مشتری ! اگر یوں ہی کتنے ایک دن بے وصل شجاع الشمس کے خدا نخواستہ مجھ پر گزرے ، زندگی اپنی مجھے محال نظر آتی ہے ۔ اے بھائی اختر سعید ! واللہ باللہ اس احوال پر بادشاہ زادی کے چپکے چپکے میں بے اختیار کھڑی رہ کر روئی کہ ہاے عشق بہت بری بلا ہے ، اس کم بخت کے ہاتھوں زندگی سخت مشکل ہے اور واقعی یوں ہے کہ محبت طرفین میں ہوتی ہے ۔ جس قدر بے قراری بادشاہ زادے کو ملکہ نگار کے لیے ہے ، اُس سے زیادہ ملکہ نگار کو بے قرار واسطے شجاع الشمس کے پایا ۔

بیت

دل را بہ دل رہیست دریں گنبد سپہر
وز سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر

اے بھائی اختر سعید ! میں چاہتی تھی کہ ایک دن اور رہ کر احوال دریافت کروں لیکن انتظار بادشاہ زادے کا مجھے یاد آیا کہ مبادا تردد خاطر میں گذرے ۔ یہ سوچ کر وہاں سے جلد روانہ ہوئی ۔ یہ احوال اور بیماری سن کر ملکہ نگار کا بادشاہ زادے کے دلِ پر ملال زیادہ پیدا ہوا لیکن زبان پر نہ لایا ۔ واسطے

خوشنودی مزاج آسمان پری کے بہ ظاہر شگفتہ دل ہوا ۔ غرض کہ دو چار گھڑی کے بعد آسمان پری وہاں سے اُٹھ کر متوجہ اپنے قصر کے ہوئی ۔ پہر ایک رات گزری تھی کہ بادشاہ زادے کو بلوا کر خاصہ نوش جان فرمایا ۔ بعد اس کے آسمان پری سے بادشاہ زادہ مع اختر سعید رخصت ہو متوجہ قصر کا ہوا اور پلنگ خواب پر آ کر سکھ فرمایا ۔

القصہ بعد کئی دنوں کے اختر سعید نے دیکھا کہ بادشاہ زادہ واسطے ملکہ نگار کے روز و شب بے قرار و بے تاب رہتا ہے اور گریہ و زاری میں روز و شب سر کرتا ہے ؛ یہ احوال معائنہ کرکے آسمان پری کے پاس گیا ۔ آسمان پری نے التفات کرکے پوچھا ”اے اختر سعید ! اس وقت تیرے چہرے پر ملال پیدا ہے ، بارے سبب بیان کر ۔“ اختر سعید نے کہا کہ اے آسمان پری ! تو روشن ضمیر ہے کہ یہ خفگی اور تردد میرا واسطے شجاع الشمس کے ہے ۔ آسمان پری نے کہا ”اے بھائی اختر سعید ! بادشاہ زادے کی خوشی سب طرح میرے تئیں منظور ہے ۔“ اختر سعید نے کہا کہ اگر زندگی تمھیں بادشاہ زادے کی اور خوشی منظور ہے ، ملکہ نگار کی ہر روز خبر بادشاہ زادے کو پہنچایا کیجیے۔ یہ سنتے ہی آسمان پری اختر سعید کو ہمراہ لے کر بادشاہ زادے کے پاس آئی اور کہا کہ اے بادشاہ زادے ! تیری خاطر مجھے منظور ہے اور تیری خوشی درکار ہے ، آج جاتی ہوں اور خبر ملکہ نگار کی مشتری سے مل کر لاتی ہوں ۔ بادشاہ زادہ آسمان پری سے یہ سن کر خوش ہوا اور بولا ”اے آسمان پری ! اگر ملکہ نگار سے تو ملاقات کرے اور میرا احوال بیان کرے ، عین مہربانی اور احسان ہوگا ۔“ آسمان پری بے اختیار قہقہہ مار کے ہنسی اور بولی کہ اے بادشاہ زادے ! خیر ہے ، مجھے کیا ضرور ہے کہ سوت جیسے

جانتی ہوں، اُسی سے صحبت اختلاط اور دوستی گرم کروں ۔ یہ حرکت مجھ سے مطلق نہیں ہونے کی ۔

بادشاہ زادے نے کہا ”اے آسمان پری ! تمھاری خلقت پری کی اور اُن کی خلقت انسان کی ، تم اپنی وفا داری پر جاؤ ۔ تمھاری خلقت بہ نسبت انسان کے وفا دار زیادہ ہوتی ہے اور تمھاری خلقت سے آج تالک بدعہدی اور بے وفائی عمل میں نہیں آئی“ ۔

یہ سنتے ہی آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! تم نے اپنی زبان سے انسان کی بے وفئی کا اقرار کیا ۔ پس مجھے یقین کامل ہے کہ تم بھی بعد حصول مدعا مجھ سے آشنا نہیں رہنے کے ۔ بادشاہ زادے نے کہا کہ اے آسمان پری! تم نے اس مرتبہ پر احسان میرے ساتھ کیا ہے کہ تا قیامت اُس کے عہدے سے نہیں نکلنے کا ۔ ع

”درم ناخریدہ غلام تو ام“

اور حدیث شریف بھی ہے کہ :

الانسان عبید الاحسان

یعنی آدمی بندہ احسان کا ہے ۔ یہ سن کر آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! خاطر اپنی جمع رکھ ۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس مرتبہ مشتری سے مل کر احوال دریافت کر لوں اور تم سے کہہ لوں ، بعد اس کے ملاقات ملکہ نگار سے کروں گی ۔ بادشاہ زادے نے کہا ”جو تم میرے حق میں بہتر جانو عمل میں لاؤ ۔“

فرد

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

آسمان پری نے کہا "بہ چشم ۔" یہ کہہ کر متوجہ اپنے قصر کے ہوئی اور تیاری چلنے کی طرف شہر روم کے کی۔ اختر سعید کو بلوا کر کہا کہ اے بھائی! میں واسطے خبر ملکہ نگار کے جاتی ہوں ۔ اگرچہ میرے کہنے کی احتیاج نہیں لیکن جب تلک کہ میں آؤں ، بادشاہ زادے کو خوش و خرم اور مشغول ناچ و رنگ رکھنا ۔ اختر سعید نے کہا کہ بہ چشم ، جو مجھ سے بندگی اور خدمت گزاری ہوگی ، قصور نہیں کرنے کا ۔

آسمان پری نے یہ سن کر اختر سعید کو گلے لگایا اور رخصت کیا اور آپ ہوا دار پر سوار ہو کر کئی سو پری زاد ہمراہ لے کر روانہ طرف شہر روم کے ہوئی ۔

داستان آں کہ رفتن آسمان پری بہ ملک روم و از انجا رفتن در باغ ملکہ نگار و ملاقات نمودن بامشتری

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ آسمان پری ملک روم میں پہنچ کر ، کوس دو ایک شہر پناہ سے باہر ایک باغ مینو سرشت مطبوع و دل کش تھا ، وہاں آ کر اتری اور پری زاد ہم راہی بھی قرینوں سے جا بہ جا اترے ۔ گھڑی چار ایک دن باقی رہا تھا کہ آسمان پری دو خواصیں پری زادہ ہمراہ لے کر متوجہ باغ ملکہ نگار کے ہوئی ۔ بعد ایک دم کے باغ میں پہنچ کر متوجہ اس مکان

کے ہوئی جہاں ملکہ نگار تھی ۔ دیکھتی کیا ہے کہ ایک عورت پوشاک نفیس پہنے شوخ صورت چپی ملکہ نگار کی کرتی ہے ۔ آسمان پری نے از راہ فراست دور سے دریافت کیا کہ شاید وزیر زادی یہی ہے لیکن تاہم واسطے رفع شبہ کے علیحدہ ایک شہ نشین میں اُس باغ کے بیٹھ کر ، وہ جو اکثر عورتیں باری دارنیں عہدہ دارنیں باغ میں پھرتی تھیں ، آسمان پری نے انھوں کو بلوا کر پوچھا کہ یہ چھپر کھٹ میں کون ہے جو لیٹی ہوئی ہے ، کیا نام ہے ؟ اور وہ عورت کون ہے جو چپی بادشاہ زادی کی کر رہی ہے اور اُس کا کیا نام ہے ؟ اُن باری دارنیوں نے کہا ''معلوم ہوتا ہے کہ تم یہاں کے رہنے والوں میں نہیں ہو جو اس طرح سے بیگانہ وار پوچھتی ہو ۔'' آسمان پری نے کہا کہ فی‌الحقیقت یوں ہی ہے ۔ لیکن باری دارنیوں نے کہا کہ وہ جو چھپر کھٹ میں لیٹی ہوئی ہے ، بادشاہ زادی ملکہ نگار ہے اور وہ جو چپی کر رہی ہے ، وزیر زادی ہے اور مشتری اُس کا نام ہے اور بادشاہ زادی کی محرم راز و ہم دم و انیس خلوت ہے اور دم و ہوش بادشاہ زادی کی ہے ۔ یہ سنتے ہی آسمان پری نے کہا کہ وزیر زادی کے ملنے کا ہمیں حد سے زیادہ اشتیاق ہے ، بہتر یوں ہے کہ مشتری کے تئیں کہیے کہ ہم تک پہنچے ۔ یہ سنتے ہی وہ باری دارنیں وہاں سے رخصت ہو کر بادشاہ زادی کے پاس آئیں اور مشتری سے کہا ''اے وزیر زادی ! ایک عورت باپوشاک نفیس و جواہر پوش ، خوب صورت دو ایک خواصیں ہمراہ ، ایک شہ نشین طلائی طرف دست راست کے جو اس باغ میں ہے ، اُس میں بیٹھی ہوئی ہے لیکن غیر جنس سے معلوم ہوتی ہے ۔ وہ اشتیاق تمھارے ملنے کا رکھتی ہے اور بلاتی ہے کہ اگر وزیر زادی مجھ تلک قدم رنجہ کرے ، عین مہربانی ہے ۔ یہ سنتے ہی مشتری چیں بہ جبیں ہوئی اور اُن باری دارنیوں سے کہا کہ

میں کسی سے واقف نہیں اور کسی سے مجھے اتنا خلطا نہیں کہ وہ مجھے بلاتی ہے ، زنہار نہیں جانے کی ۔ بادشاہ زادی نے کہا کہ اے مشتری ! توجا تو سہی ا،ر دیکھ شاید کوئی شجاع الشمس کی خبر لایا ہو ۔ مشتری نے کہا کہ اے بادشاہ زادی ! اشتیاق بادشاہ زادے کا ہے تو تم کو ہے ، آپ تشریف لے جائیے ، مجھے اپنی جان پیاری ہے ؛ جو مجھے بلاتی ہے ، خدا جانے دیو ہے یا جن ہے یا پری ہے ؛ مبادا میں جاؤں اور وہ مجھے نوش جان کر جاوے ۔ پس کیا ضرور ہے اور ایسی کیا کم بختی ہے کہ میں اپنی جان دیدہ و دانستہ برباد کروں ؛ مگر تم بادشاہ زادی ہو ، جاؤ مضایقہ نہیں کہ عشق بادشاہ زادے کا تمھیں روز ہلاک کرتا ہے اور تم آپ ہمیشہ کہا کرتی ہو کہ اب جینے سے مرنا بہتر ہے ، پس آپ سدھاریے ۔ یہ سنتے ہی بادشاہ زادی قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا کہ اے کم بخت ! اگر وہ کھانے والی ہوتی تو بلواتی کس لیے ، ہزار طور تھے کھانے کے ۔ معلوم یوں ہوتا ہے کہ مقرر کوئی دوستوں میں ہے جو یوں باشتیاق تجھے بلاتا ہے ۔ مشتری نے کہا ”خیر اے بادشاہ زادی ! تیری خاطر عزیز ہے اور میں اپنے جینے سے تیرا جینا بہتر جانتی ہوں ؛ جاتی ہوں لیکن پاس نہیں جانے کی ، دور سے بات چیت کر کے اور احوال دریافت کر کے چلی آؤں گی ۔“ یہ کہہ کر کئی ایک خواصیں ساتھ لے کر متوجہ آس شہ نشین کے ہوئی ۔ آسمان پری دور سے دیکھ کر خوش ہوئی کہ اتنے میں مشتری آئی اور باہم سلام علیک کر کے بیٹھی اور کہا کہ تم سے مطلق اپنے تئیں شناسائی نہیں ، تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو ؟ اپنا احوال بیان کرو ۔ آسمان پری نے کہا کہ میرا نام آسمان پری ہے ، واسطے سیر کے نکلی تھی ۔ قضا اس باغ کی خوش آئی آ بیٹھی ۔ لیکن احوال اپنا بیان کرو ، یہ کون بی بی ہے جو

چھپر کھٹ میں مثل بیماروں کے لیٹی ہے اور تم کون ہو کہ اس کی انیس اور جلیس خلوت و جلوت کی ہو۔ مشتری نے یہ سن کر کہا کہ اے آسمان پری! احوال اسی سے بیان کیجیے جو درد کو پہنچے، تم غیر جنس، تمھیں ہم سے کیا نسبت اور کیا الفت کہ ہمارے درد کو سن کر در پے اس کی دوا کے ہوگی۔ آسمان پری نے کہا کہ واقعی ہم میں اور تم میں جنسیت کا فرق بہت ہے لیکن ہم لوگ جس سے آشنا ہوتے ہیں، حق آشنائی اور دوستی بجا لاتے ہیں اور جس سے قول و عہد کرتے ہیں، اس سے ایفائے عہد کرنے میں قصور نہیں کرتے۔

بیت

هم بے وفا نہیں ہیں دل میں خفا نہ ہو تو
هم آشنا ہیں ثابت نا آشنا نہ ہو تو

یہ سن کر مشتری نے آسمان پری سے کہا: ”تم نے جو اس تپاک و محبت سے پوچھا ہے، بیان کرتی ہوں، متوجہ ہو کر بہ گوش دل سنیے۔“ مشتری نے احوال کہنا شروع کیا کہ اے آسمان پری یہ جو چھپر کھٹ میں لیٹی ہے، ملکۂ نگار نام قتلغ شاہ روم کی بیٹی ہے۔ ایک دن پلنگ خواب پر بآرام تمام سکھ فرماتی تھی اور میں بھی چپی کر کے سر پاؤں پر رکھ کر سو گئی تھی، پھر ایک نہ گزرا تھا کہ بادشاہ زادی بے اختیار نیند سے چونکی اور رونا شروع کیا؛ یک مرتبہ میرے کان میں آواز رونے کی گئی، گھبرا کر اٹھی، آنکھیں کھول کر دیکھتی کیا ہوں کہ بادشاہ زادی زار و نزار رو رہی ہے۔ یہ احوال دیکھ کر میرے خیال میں گزرا کہ شاید بادشاہ زادی خواب میں ڈری ہے۔ میں نے دعائیں پڑھ پڑھ

کر اس پر دم کیں ۔ بعد اس کے بلائیں لے کر میں نے پوچھا کہ اے بادشاہ زادی ! خیر ہے ، کیا خواب میں دیکھا ؟ بیان کیجیے۔ ہرچند میں نے پوچھا جواب نہ دیا اور زیادہ رونا شروع کیا ۔ جب میں نے دیکھا کہ مطلق جواب نہیں دیتی اور احوال نہیں بیان کرتی ، دوڑ کر طاق سے خنجر اتار لائی اور برہنہ کر کے اپنے پہلو پر رکھ کر بولی کہ اے بادشاہ زادی ! اگر اپنا احوال بیان نہیں کرتی ، میں اپنے تئیں اس خنجر سے ہلاک کرتی ہوں ۔ بادشاہ زادی نے یہ احوال مجھ سے سن کر خنجر میرے ہاتھ سے چھینا اور یہ شعر پڑھا :

بیت

ظاہر کروں میں تب یہ گر تو دوا کو پہنچے
ورنہ عبث ہے کہنا اس مدعا کو اپنے

اور ارشاد کیا کہ اے مشتری ! سراپا احوال ناگفتنی ہے لیکن تجھ سے پوشیدہ کرنا نا مناسب ہے اور تجھ سے زیادہ کوئی محرم راز نہیں ہے ۔ خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک شخص صاحب حسن با لباس نفیس اور سراپا جواہر بے بہا جسم پر آراستہ کیے ہوئے با کمال رعنائی مجھ سے دو چار ہوا ، یک مرتبہ تیر عشق اس کا پار میرے جگر کے ہوا ۔ غش کھا کر گرا چاہتی تھی کہ بھاگوں لیکن اپنے تئیں سنبھال کر آگے بڑھی اور اس سے پوچھا کہ اے شخص ! تو کون ہے ؟ انسان ہے یا پری زاد ہے ، کس خلقت سے ہے اور تیرا کیا نام ہے؟ بیان کر ۔ یہ سن کر اول اس نے اغماض کیا لیکن مجھے بے تاب دیکھ کر اس نے کہا کہ میں بادشاہ زادہ ہوں اور مظفر شاہ جو خطا وختن کا بادشاہ ہے ، میں اس کا بیٹا

ہوں اور میرا نام شجاع الشمس ہے ، اور کچھ چاہتا تھا کہ بیان کرے ، میری آنکھ کھل گئی ۔ اے مشتری ! میرا رونا واسطے شجاع الشمس کے ہے اور دم بہ دم یہی سوچ ہے کہ آیا ملاقات اس کی کیوں کر ظہور میں آوے گی ۔ میں نے یہ سن کر بادشاہ زادی سے عرض کی کہ اے بادشاہ زادی ! یہ خواب و خیال ہے ، اس پر دل لگانا اور یوں عشق جتانا اور یوں جی گنوانا محض بے وقوفی ہے اور دور عقل سے ہے ۔ اے آسمان پری ! اسی دن سے بادشاہ زادی کے دل پر غلبہ عشق روز بروز زیادہ ہے ، حتیٰ کہ شجاع الشمس کے فراق میں بیمار ہو کر اپنے تئیں اس درجہ ہلاکت پر پہنچایا ۔ ہر چند میں تشفی اور تسلی کرتی ہوں اور سمجھاتی ہوں ، مطلق بادشاہ زادی نہیں سمجھتی ۔ یہ سنتے ہی آسمان پری نے کہا کہ اے مشتری ! ایک شخص اسی نام کا ایک طور سے میرے ہاتھ لگا ہے اور میرے پاس ہے لیکن اس کے ہاتھ آنے کی، ایک سرگزشت ہے ۔ مشتری نے یہ سن کر آسمان پری سے کہا کہ سرگزشت بھی اس کا بیان کیجیے ۔

آسمان پری نے کہا کہ اے مشتری میں ! ایک دن شب ماہ میں اپنے شہر واسطے سیر کے نکلی تھی ، اتفاقیہ طرف ایک کوہ کے میرا گزر ہوا : دیکھتی کیا ہوں کہ اس پہاڑ پر ایک چوکی سفید بچھی ہوئی ہے ، اس پر ایک نوجوان ظاہر بحال پریشان لیکن خوب صورت ، قمر طلعت ، رشک حور سوتا ہے اور اس کے برابر ایک سل سنگ سرخ کی ہے ، اس پر ایک اور نوجوان سوتا ہے ۔ میں یہ معائنہ کر کے عاشق و مفتون ہوئی ، معلق اسے سوتا ہوا وہاں سے اپنے مکان پر لائی ۔ القصہ وہ چونکا ، غیر مکان دیکھ کر

---

۱ - کا

رونا شروع کیا ۔ ہر چند میں نے احوال پوچھا اور کھانا لاکر آگے رکھا ، اس نے سوائے رونے کے نہ کچھ بیان کیا اور نہ متوجہ طرف آب و طعام کے ہوا ۔ غرض کہ بعد تین دن کے مجھ سے کہا کہ اے آسمان پری ! اختر سعید وزیر زادہ میرا بجائے بھائی کے ہے ، اسی پہاڑ پر وہ میرے ساتھ سوتا تھا ۔ جب تک کہ وہ نہیں ملنے کا مطلق کھانا نہیں کھانے کا بلکہ اپنے تئیں اس کے لیے ہلاک کروں گا ۔ یہ سن کر میں نے ایک دیو کو بھیجا اور اسے وہاں سے اٹھوا منگوایا ۔ بادشاہ زادے نے اسے دیکھ کر گلے لگایا اور باہم کھانا نوش جان فرمایا ۔ بعد اس کے احوال اپنا بیان کیا کہ میرا نام شجاع الشمس ہے ، اور مظفر شاہ خطا و ختن کا بادشاہ ہے ، میں اس کا بیٹا ہوں اور یہ میرا وزیر زادہ ہے ، اس کا نام اختر سعید ہے ۔ سفر دریا ہم نے اختیار کیا تھا ، بعد چندے کہ جہاز تباہ ہوئے ، سب مال و اسباب غارت ہوا ، ہم دونوں ایک تختے پر بہہ کر جیتے بچے اور یہاں تک پہنچے ۔ یہ سن کر میں نے اس سے پوچھا کہ باعث سفر کرنے کا بیان کرو ، اس نے ہرگز بیان آج تلک نہیں کیا ، لیکن عقل سے دریافت ہوتا ہے کہ وہ بھی کسی پر عاشق ہے کہ ہر دم آہ سرد دل پر درد سے کھینچتا ہے ؛ معلوم نہیں کہ وہی ہے یا اور شخص ہے ۔ احوال تو یہ ہے جو میں نے بیان کیا ، آگے مطلع نہیں کہ کیا باعث اور کیا احوال ہے ۔ مشتری نے آسمان پری سے یہ سن کر کہا کہ اے آسمان پری ! جو شخص کہ تمھارے پیچ میں اور قید میں آیا ، ہرگز اس کی رہائی نظر نہیں آتی ، غالب کہ یہ وہ شخص ہو کہ جس پر میری بادشاہ زادی عاشق ہے لیکن اے آسمان پری ! اگر قدم رنجہ کر کے ملکۂ نگار تلک چلے اور یہ احوال بیان کرے ، عین مہربانی ہوگی ۔ آسمان پری نے کہا کہ اے مشتری ! آج تو میں جاتی ہوں ، کل آؤں گی اور ملاقات کروں گی ۔

مشتری یہ سن کر خاموش ہوئی ۔ ہار و پان اور عطر منگوا کر آسمان پری کو دیا ۔ آسمان پری رخصت ہو کر اس باغ میں آئی جہاں اتری ہوئی تھی ، وہاں سے ہوادار پر سوار ہو کر متوجہ پرستان کے ہوئی ۔ القصہ وہ تو ادھر گئی اور ادھر مشتری شہ نشین سے اٹھ کر بادشاہ زادی کے پاس آئی ، تمام احوال آسمان پری کا اور شجاع الشمس کا بیان کیا اور کہا کہ اے بادشاہ زادی ! مسبب حقیقی نے اپنے فضل و کرم سے ایسے شخص غیر جنس کو مہربان کر کے باعث ملاقات شجاع الشمس کا کیا ہے اور مجھ سے وعدہ کر گئی ہے کہ کل آؤں گی اور بادشاہ زادی سے ملاقات کروں گی ۔ اے بادشاہ زادی ملکۂ زماں ! اگرچہ وہ تمھاری سوت ہے لیکن مطلق یہ خیال میں نہ لانا ۔ جس وقت کہ وہ تم سے واسطے ملاقات کے آوے ، جو لازمہ دوستی اور یگانگت کا ہے ، خرچ کر کے سلوک اور مدارا اس طور کا کرنا کہ وہ بےحد اتم تمھاری مرہون و ممنون احسان ہو کر شکر گزاری اپنے پری زادوں میں اور تمام پرستان میں کرے ؛ آئندہ اے ملکہ زماں ! تم مختار ہو ، جو بات خیرخواہی کی تھی میں نے عرض کی ۔ بادشاہ زادی نے یہ سن کر مشتری کو گلے لگا کر یہ شعر پڑھا :

فرد

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست
کہ ایں مژدہ آسایش جان ماست

اور کہا کہ اے بہنا مشتری ! آسمان پری بادشاہ زادی پرستان کی ہے اور باعث ملاقات شجاع الشمس کی ، میں اس کی کنیزی کروں اور جس قدر سلوک اور مدارا اس کے ساتھ کروں بجا ہے لیکن میرا احوال ضعف و نقاہت کا تجھ پر معلوم ہے ، مجھ سے لوازمہ

مدارا اور خدمت گزاری کا نہیں ہو سکے گا ، میری طرف سے تو مختار ہے ، اس کے ساتھ اس مرتبے پر سلوک کرنا کہ بہ‌حد اتم خوش ہو کر ثناخوانی میری اور تیری کرے ۔ مشتری نے یہ سن کر کہا کہ اے بادشاہ زادی ! مجھے کیا غرض‌کہ اتنی خدمت‌گاری کروں اور بندگی بجا لاؤں ۔ تم آسمان پری کے ساتھ جس قدر سلوک اور خوشامد کرو بجا ہے کہ تمھارے باعث ملاقات اس معشوق کی ہے جس کے لیے رات دن بے تاب اور بے قرار رہا کرتی تھیں ۔ بادشاہ زادی نے ہنس کر کہا ''اے مشتری ! خدا سے امید قوی ہے کہ تو بھی اس بلا میں گرفتار ہووے ۔'' مشتری نے کہا ''اے بادشاہ زادی ! خدا نہ خواستہ دور پار ، یہ حق تعالیٰ نے تمھی لوگوں کو ایسا دل دیا ہے کہ بے اختیار ہر ایک امر میں ہو جانا اور بے تابی اور بے قراری کرنا ۔'' بادشاہ زادی نے کہا ''چل باتیں نہ بنا'' اور یہ دو شعر فی‌البدیہ پڑھے :

قطعہ

اس عشق کا تو تجھ کو معلوم نہیں مزا کچھ
دل جانتا ہے میرا تجھ سے کہوں سو کیا کچھ
اٹکے گا تیرا جب دل معلوم ہوں گی رمزیں
گو اب نہیں ہے اس سے تو شوخ آشنا کچھ

مشتری نے یہ سن کر در جواب یہ شعر پڑھا :

بیت

یہ سب تمھاری تم کو ہوویں نصیب باتیں
معشوق سے گزارو تم عیش کرکے راتیں

القصہ مشتری نے کہا ''اے بادشاہ زادی ! انشا اللہ تعالیٰ جس قدر ارشاد ہوا ہے ، اس سے زیادہ عمل میں لاؤں گی ۔'' یہ

کھہ سُکر باھم تذکرہ شجاع الشمس کا شروع کیا کہ الٰہی ! کون سا دن ہو گا کہ ملاقات میسر آوے گی ۔ مشتری نے کہا کہ اے بادشاہ زادی ! حق تعالیٰ نے اسباب ملاقات کا کیا ھے ، قریب ھے کہ عقدہ کشائی اور خوشی خاطر میں آوے ۔

داستان آنکہ آمدن آسمان پری از ملک روم در پرستان بہ مکان خود و بیان نمودن احوال ملاقات خود با مشتری از شجاع الشمس و اختر سعید

راوی نے یوں روایت کی ھے : جب سے کہ آسمان پری واسطے خبر ملکۂ نگار کے طرف شہر روم کے گئی تھی ، بادشاہ زادہ اور اختر سعید نہایت بے قرار تھے اور باھم یہ کہتے تھے کہ دیکھیے آسمان پری کب آوے اور کیا خبر لاوے ۔ اتنے میں تخت آسمان پری کا نظر آیا ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید بے اختیار خوش ہو کر واسطے استقبال کے اٹھے ۔ آسمان پری تخت سے اتری ، بادشاہ زادے کو مجرا کیا ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید مع آسمان پری باھم مسند پر بیٹھے اور احوال خیر و عافیت کا باھم پوچھا ، لیکن آسمان پری کے تئیں اختر سعید نے خاموش اور ملول پایا ، جی میں وسواس اور واھمہ پیدا ھوا اور کہا کہ خدا خیر کرے ، بے سبب یہ خاموشی آسمان پری کی نہیں ھے ۔ بے اختیار ھو کر آسمان پری سے اخترسعید نے پوچھا کہ اے آسمان پری ! خیر تو ھے جو یوں تم خاموش ھو اور ملول ھو ۔ آسمان پری نے آنکھوں میں آنسو بھر لا کر کہا کہ اے اختر سعید ! کیا بیان کروں ۔ یہ سنتے ھی شجاع الشمس نے جانا شاید کچھ احوال ملکۂ نگار کا زبوں ھے کہ آسمان پری کہنے میں

توقف کرتی ہے اور نہیں بیان کرتی۔ یہ سوچ کر زار و نزار رونا شروع کیا۔ اختر سعید احوال بادشاہ زادے کا دیکھ کر بے تاب و بے قرار ہوا اور آسمان پری سے کہا ''دیکھتی ہے کہ تیرے چپ رہنے سے بادشاہ زادے کا کیا احوال ہے، از برائے خدا، خیر تو ہے؟ جلد احوال ملکۂ نگار کا جو کچھ کہ دیکھا ہے بیان کر، ورنہ (والانہ) خدا نہ خواستہ بادشاہ زادہ اپنے تئیں ہلاک کرے گا۔ آسمان پری نے قسم کھائی کہ واللہ باللہ ملکۂ نگار بہ خیر و عافیت ہے لیکن عشق میں بادشاہ زادے کے اس مرتبے پر رنجور اور بیمار ہے کہ قریب ہلاکت کے پہنچی ہے۔ بادشاہ زادے کا بھی اگر احوال اس کے لیے تباہ ہو، بجا ہے۔

بیت

دل را بہ‌دل رہیست دریں گنبد سپہر
از سوے کینہ کینہ وز سوے مہر مہر

اے اختر سعید! میں جو ملول ہوں بے وجہ نہیں ہوں۔ ملکۂ نگار کا احوال جب مجھے یاد آتا ہے، اپنا کھانا پینا اور آرام شب بھولتی ہوں اور بے اختیار دل میں کڑھتی ہوں اور حق تعالیٰ سے یہ دعا مانگتی ہوں کہ الٰہی! جلد ان دونوں کو باہم ملا کہ اس بے قراری اور آہ و زاری سے باز رہیں۔ اختر سعید نے کہا کہ اے آسمان پری! حق تعالیٰ نے تجھے سبب ملاقات کا ان دونوں کے واسطے کیا ہے، امید قوی ہے کہ ایک دن آپس میں مل رہیں گے۔ لیکن اے آسمان پری! اگر زندگانی اور خوش نودی بادشاہ زادے کی تمھیں منظور ہے، متواتر خبر و خیریت ملکۂ نگار کی تا حصول مقصد پہنچا یا کیجیے، عین مہربانی اور کمال عنایتیں تمھاری ہوں گی۔

آسمان پری نے کہا : ”اے اختر سعید! میرے تئیں آپ اس امر پر تقید ہے ، بلکہ بہ جان و دل مصروف ہوں کہ بادشاہ زادہ کسی نوع رنجیدہ دل اور آزردہ خاطر مجھ سے نہ ہو ، لیکن اے اختر سعید! بعد حصول مدعا میں جانتی ہوں کہ بادشاہ زادے کی یہ آنکھیں مجھ سے نہیں رہنے کی ، اور اب تو مجھ سے غرض ہے ، جو سلوک اور خوشامد کرے بجا ہے ۔ اختر سعید نے کہا کہ اے بادشاہ زادی آسمان پری! بادشاہ زادے کو تیرا عاشق و مفتون اور گرفتار محبت ایسا کروں کہ جب تک تجھے نہ دیکھے ، گریبان صبر چاک کرکے فریاد و زاری کیا کرے ، بلکہ ملکۂ نگار سے زیادہ تیری محبت میں بے تاب اور بے قرار رہا کرے ۔ قطع نظر اس سے اے آسمان پری! جب کہ تو اتنا احسان کرے گی اور زندگی سرنو سے بخشے گی ، آدمیت سے دور ہے کہ بادشاہ زادہ احسان مند ہوکر بندگی اور غلامی نہ کرے ۔ اے آسمان پری! جو کچھ کہ میں نے تیری خدمت میں التماس کی ہے ، انشا اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ ظہور میں آوے گی ، خاطر اپنی بہ ہر صورت جمع رکھ ۔ آسمان پری نے کہا ”تم ایفاے وعدہ کرو یا نہ کرو لیکن میں اپنے قول پر ثابت اور قائم ہوں ، انشا اللہ تعالیٰ اب کی جا کر ملکۂ نگار سے ملاقات کروں گی اور جو مجھ سے مشاطہ گری واسطے شجاع الشمس کے ہو سکے گی ، قصور نہ کروں گی ۔ مسبب حقیقی نے ملاقات کا اسباب جلوہ گر کیا ہے ، قریب ہے کہ جلد ظہور میں آوے ۔ اختر سعید نے کہا ”اے آسمان پری! یہ احسان اور عنایت حق سبحانہ تعالیٰ نے بادشاہ زادے پر کیا ہے کہ تجھ سی شفیق و مہربان و غمگسار و مونس و ہمدم ملی ہے ۔ ایک روز وہ ہوگا کہ تیرے باعث ملکۂ نگار اور بادشاہ زادہ باہم ایک جگہ عیش و نشاط میں روز و شب بسر لے جاویں گے ، لیکن موقوف

بر وقت ہے ''کل امر مرھون باو قاتھا۔'' آسمان پری نے یہ سن کر کہا کہ اے اختر سعید ! آج تو نہیں ، کل یہاں سے روانہ طرف شہر روم کے ہوں گی ، ملکۂ نگار سے ملاقات کرکے جلد آ کر خبر پہنچاؤں گی ۔ بعد اس کے ہمیشہ ملاقات ملکۂ نگار کی واسطے تشفی بادشاہ زادے کے مقرر کروں گی ۔ یہ کہہ کر آسمان پری رخصت ہو کر طرف اپنے قصر کے گئی ۔

القصہ صبح ہوئی ۔ آسمان پری نے اختر سعید کو بلوا کر کہا کہ اے اختر ! سعید میں اب روانہ طرف روم کے واسطے دریافت خبر خیریت ملکۂ نگار کے ہوتی ہوں ۔ خبردار بادشاہ زادے کو کسی نوع ملول اور آزردہ خاطر نہ ہونے دینا ، مشغول سیر و تماشے کا رکھنا ۔ انشا اللہ تعالیٰ میں جلد خبر لے کر آ جاتی ہوں ۔ اختر سعید نے یہ سن کر بہ جان و دل فرمانا آسمان پری کا قبول کیا اور رخصت ہو کر بادشاہ زادے کے پاس آیا اور افسانہ ھاے عجیب و غریب اور قصہ ھاے رنگین و دل چسپ کہنے شروع کیے کہ فی الجملہ بادشاہ زادے کا دل فرحت میں آیا اور دم بہ دم جو غم و الم دل پر آتا تھا ، غلط اور فراموش ہوا ۔ غرض کہ یونہیں اختر سعید بادشاہ زادے کو باتیں شیریں اور حکائتیں نمکین سنا کر شاد و مسرور رکھتا تھا ۔

داستان آنکہ رفتن آسمان پری بہ ملک روم و ملاقات نمودن با ملکۂ نگار و مشتری

راوی نے یوں روایت کی ھے کہ آسمان پری نے جب اختر سعید کو رخصت کیا اور آپ سوار ہونے لگی ، یکایک خیال میں گزرا کہ ملکۂ نگار بیٹی بادشاہ روم کی ھے ، اس سے ملاقات کرنی

بے دیے تحفہ جات کے خلاف و بعید عقل سے ہے۔ یہ سوچ کر صندوق جواہر کا طلب کیا؛ اُس میں سے کئی سو رقم جواہر بے بہا کے چن کر اور تحفے پرستان کے نادر نادر مع اجناس پوشاک کشتیوں میں لگائے اور اُن پر تورہ پوش بادلے کے مع جھالر مقیشی ڈھانک کر پری زادوں کے سروں پر رکھوا کر روانہ طرف روم کے ہوئی۔ پھر ایک عرصہ نہ گزرا تھا کہ آسمان پری داخل شہر روم میں ہوئی اور وہاں سے روانہ واسطے ملاقات ملکۂ نگار کے طرف باغ کے ہوئی۔ دم ایک کے بعد داخل باغ کے ہو کر ایک شہ نشین میں بیٹھی اور ایک پری زاد کو واسطے طلب مشتری کے بھیجا۔ وہ پری زاد کہاں آئی جہاں خدمت میں ملکۂ نگار کے مشتری بیٹھی تھی۔ پری زاد نے مشتری کو دیکھ کر سلام کیا اور عرض کی کہ اے وزیر زادی! ہماری بادشاہ زادی آسمان پری شہ نشین میں بیٹھی ہے اور تمھیں یاد فرماتی ہے۔ مشتری آسمان پری کا نام سنتے ہی بےاختیار شگفتہ خاطر ہوکر وہاں سے اُٹھی اور ہمراہ پری زاد کے ہوکر متوجہ شہ نشین کے ہوئی۔ آسمان پری دور سے آتے مشتری کو دیکھ کر شاد ہوئی اور اُٹھ کر گلے لگایا اور خیر و عافیت پوچھ کر پہلو میں اپنے بٹھلایا اور کہا کہ اے مشتری! میں بہ موجب وعدے کے اور اقرار کے واسطے ملاقات ملکۂ نگار کے آئی ہوں۔ پس اے مشتری! اُٹھ اور لے چل کہ میرے تئیں سخت اشتیاق ملکۂ نگار کی ملاقات کا ہے۔ مشتری نے کہا کہ واللہ باللہ بادشاہ زادی کو بھی تمھاری ملاقات کا ذوق حد سے زیادہ ہے۔ پہلے میں جا کر عرض کر آؤں، بعد اس کے میرے ساتھ چلیے۔ آسمان پری نے کہا ''بہت بہتر اور بہت خوب۔''

مصرع

صلاح ماهمه آنست کاں صلاح شماست

غرض که مشتری خوش خوش وہاں سے ملکۂ نگار کے پاس آئی اور کہا که اے بادشاہ زادی! سوکن واسطےملاقات کے آئی ھے ، خبردار مدارات میں قصور نه کیجیو ۔ بادشاہ زادی نے کہا ''اے مشتری ! میرا احوال ضعف و نقاہت کا تجھ پر معلوم ھے مگر میری طرف سےجو لازمه مدارات کا ھے ، توھی بجا لانا اور تحفه جات روم اور چین کے جتنے اور جس قدر سرکار میں ، ھیں آسمان پری کے آگے رکھنا ، اگرچه یه تحفے یہاں کے کب خاطر میں آسمان پری کے آویں گے ۔

مشتری نے کہا ''اے بادشاہ زادی ! ھماری قوم انسان میں جو بہترین تحفه ھوگا اور پسند خاطر بادشاھوں کا ھوگا ، وہ آسمان پری کو دیا جائے گا ۔'' بادشاہ زادی ملکۂ نگار نے کہا ''تو مختار ھے ۔''

القصه مشتری نے ایک اور مکان عالی شان جو اس باغ میں تھا ، وھاں فرش بچھوا کر ایک مسند دیبائے روم کی مع گاؤ تکیه بچھوائی اور بادشاہ زادی ملکه نگار کو بٹھلایا اور جا بجا شمع کافوری و عنبریں قرینوں سے مع شمع دان بلوریں و الماسی و نقرئی روشن کیں اور کئی سو کشتیاں پوشاکی مع جواھر و تحفه جات چین و روم کے تیار کر کے رکھوا آئی اور وھاں سے آسمان پری کے پاس آئی اور ھمراہ لے کر ملکه نگار تک لے چلی ۔

ملکه نگار نے دور سے آسمان پری کو دیکھ کر خواصوں سے کہا که مجھے اٹھاؤ ۔ خواصوں نے بغلوں میں ھاتھ دے کر اٹھا کر استادہ کیا ۔ القصه آسمان پری قریب آئی ، ملکه نگار نے گلے

لگایا اور باہم مسند پر بیٹھیں ۔ آسمان پری نے وہ جو تحفے ہمراہ لائی تھی، ملکہ نگار کو دیے ۔ ملکہ نگار نے ہر ایک تحفہ پسند کیا اور جواہر خانے میں رکھوایا ۔ گھڑی چار ایک رات نہ گزری تھی کہ ارباب نشاط آ کر حاضر ہوئے ۔ صحبت دوپہر رات تک ناچ و رنگ کی رہی ، بعد دوپہر رات کے صحبت ناچ و رنگ کی موقوف ہوئی ۔

یک مرتبہ آسمان پری نے ملکہ نگار سے پوچھا کہ اپنا احوال اور باعث اس بیماری کا بیان کیجیے ۔ ملکہ نگار نے کہا ''دوبارہ احتیاج بیان کی نہیں ، البتہ مشتری نے تمھاری خدمت میں اظہار کیا ہوگا۔''

یہ سنتے ہی آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادی ! خاطر اپنی جمع رکھ ، وہ شخص میرے پاس ہے جس پر تم عاشق ہو اور جس کے لیے اس احوال کو تم نے اپنے تئیں پہنچایا ہے اور میں بھی عاشق زار اور مائل و گرفتار اُس کی ہوں ۔ لیکن واللہ باللہ وہ سوائے تمھارے کسو کو خاطر میں نہیں لاتا بلکہ آنکھ اُٹھا کر کسی پری زاد کی طرف نہیں دیکھتا ۔ انشاء اللہ تعالیٰ اے ملکہ نگار تم سے اُس کی ملاقات ایک دن میرے باعث میسر آوے گی ۔ ملکہ نگار نے کہا کہ اے آسمان پری ! اور تو کیا کہوں لیکن تیری کنیزی اختیار کروں گی ۔

آسمان پری نے کہا ''میں تمھیں اپنی ہمشیرہ جانتی ہوں ، جو مجھ سے ہوسکے گا ، قصور نہ کروں گی ، تم اپنے تئیں توانا اور تندرست رکھو ۔'' یہ کہہ کر کہا کہ اے ملکہ نگار ! جس طرح تمھاری خدمت میں مشتری حاضر رہتی ہے اور انیس و ہمدم و محرم راز ہے ، اسی طرح بادشاہ زادے شجاع الشمس کی خدمت میں وزیر زادہ اختر سعید نام انیس خلوت اور جلوت ہے ۔ اے بادشاہ زادی ملکہ نگار ! خدا کی قدرت پر دھیان کر کہ تیری خاطر بادشاہ زادہ

اور مشتری کی خاطر اختر سعید وزیر زادے کو جوڑا پیدا کیا ہے۔ یہ سنتے ہی مشتری نے کہا کہ وہ موا کون ہے جو میرا جوڑا ہوگا ، دور پار ، ایسی نامعقول باتیں نہ کیا کیجیے۔ آسے قربان کروں جو میری طرف نظر بد سے دیکھے۔ آسمان پری نے یہ سن کر برا مانا اور کہا کہ میرا وہ بھائی ہے ، آس کے حق میں میرے روبرو یہ نا سزا نہ بکیے۔ مشتری نے کہا ''یہ مسلم تمھارا بھائی لیکن مجھ سے کیا نسبت۔ اگر پھر ایسی باتیں کیجیے گا ، اور تو کیا میں اپنے تئیں ہلاک کروں گی۔ یہ تمھیں بادشاہ زادیوں میں عشق بازی ہو آئی ہے۔ آسمان پری نے اور ملکہ نگار نے باہم یہ شعر پڑھ کر مشتری کو سنایا :

بیت

ترا ہرگز گریبانے نہ شد چاک
چہ دانی لذت دیوانگی را

مشتری نے یہ سن کر کہا ''ایسی دیوانگی اور رسوائی حق تعالیٰ مجھ سے دور رکھے۔'' غرض کہ مشتری کے ساتھ آسمان پری نے دو چار باتیں مزاح کی کرکے ملکہ نگار سے رخصت چاہی۔ ملکہ نگار نے مشتری کو اشارہ کیا ، مشتری نے وہیں آٹھ کر کشتیاں تحفہ جات کی آگے رکھیں۔ آسمان پری نے ہر ایک تحفے کو قبول اور پسند کیا اور نہایت خوش ہو کر حوالے پری زادوں کے کیا۔ بعد اس کے ملکہ نگار سے اور مشتری سے رخصت ہو کر روانہ پرستان کو ہوئی۔

داستان آن که آمدن آسمان پری از روم در پرستان بہ‌ملک خود و احوال ملاقات ملکه نگار و مشتری بیان نمودن با بادشاه زاده و اخترسعید

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ جب سے آسمان پری طرف روم کے واسطے خبر لانے ملکہ نگار کے گئی تھی ، بادشاہ زادہ شجاع‌الشمس کو دم بہ دم آسمان پری کی یاد تھی اور بہ‌حد اتم انتظار تھا اور یہ شعر اکثر زبان پر عالم انتظار میں لاتا تھا :

بیت

بے تو جاں قطرہ ایست بر لب شوق
گر تو دیر آمدی چکید اینک

گھڑی ایک رات باقی رہ گئی تھی ، بادشاہ زادہ تہیہ وضو کا واسطے پڑھنے نماز کے کیا چاہتا تھا کہ یک مرتبہ تخت آسمان پری کا باغ میں ہوائے آسمان سے اُترا ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید دیکھ کر بے اختیار خوش ہو کر اُٹھے ۔ اختر سعید نے آسمان پری کو مجرا کیا ، شجاع‌الشمس نے آسمان پری کا ہاتھ ہاتھ میں لے کر طرف اپنے قصر کے لایا ۔ باہم ایک جگہ مسند پر بیٹھے اور اختر سعید کو آسمان پری نے پہلو میں بٹھلایا اور کہا کہ اے بھائی ! بارے مزاج بادشاہ زادے کا جس طور سے میں تم سے کہہ گئی تھی ، اُسی طور سے مشغول رکھا تھا یا نہیں ؟ اختر سعید نے کہا کہ اے آسمان پری ! عدول حکمی مجھ سے زنہار نہیں ہوئی ، بہر طور بادشاہ زادے کو مشغول حکایات غریب اور افسانہ ہائے عجیب کرتا تھا ، لیکن بادشاہ زادہ بہ سبب دل بستگی کے مایل ناچ و رنگ

گے گم ہوتا تھا اور دم بہ دم تمھاری یاد تھی کہ اتنے میں
تم تشریف لائیں ۔ بارے اے آسمان پری ! آج چہرے پر کمال ہشاشی
اور بشاشی نظر آتی ہے ،"ظاہرا احوال ملکہ نگار کا اگلی نسبت سے
اب کی تم نے خوش پایا ہے ، جلد بیان کیجیے کہ فی الجملہ تشفی
اور تسکین بادشاہ زادے کو حاصل ہو ۔ آسمان پری نے جو دیکھا
تھا اور جو مدارا اور سلوک دوستانہ ملکہ نگار نے خرچ کیا
تھا ، سب بیان کیا اور جو تحفے دیے تھے، سب بادشاہ زادے کے
روبرو رکھے، اور یہ کہا کہ بہ نسبت سابق اندک مزاج بادشاہ زادی
ملکہ نگار کا رو بہ صحت ہے ۔ آمید جناب الٰہی سے یوں
ہے کہ روز بہ روز مزاج بادشاہ زادی کا توانا اور تندرست ہو ۔
لیکن اے بھائی اختر سعید ! جس طرح تم بادشاہ زادے کی خدمت
میں روز و شب ہم دم اور جلیس و انیس اور محرم راز ہو ۔ اسی
طرح مشتری نام وزیر زادی با کمال حسن و رعنائی اور حد سے
زیادہ شوخ و شنگ روز و شب محرم و انیس و ہم دم ملکہ نگار
کی ہے ۔ پس اے بھائی ! میں نے مقرر کیا ہے کہ جی بے اختیار ہے کہ
ایسا شخص تمھارے عقد و نکاح میں آوے ، سزا وار ہے ۔ اختر
سعید نے کہا کہ تمھاری عنایتوں سے عجب نہیں ہے، جو میرے حق
میں کیجیے گا ، بہتر کیجیے گا اور تم جو فرماؤ گی بہ چشم و دل قبول
کروں گا ، لیکن تاکے' بادشاہ زادہ کامیاب نہیں ہونے کا ، مجھے ایسی
گفتگو سے مطلق سروکار نہیں ۔ یہ سنتے ہی آسمان پری نے کہا
"بیٹھ مکر ہاے، یہ مکر تمھارے مجھے خوش نہیں آتے ۔ مثل مشہور
ہے "من بھاوے اور منڈیا ہلاوے ۔ بغل میں اینٹ اور من میں
شیخ فرید ۔ جی میں تو کچھ اور منہ پر کچھ ۔" اختر سعید نے

۱۔ اصل متن "تاکہ" ہے

کہا کہ آپ جو فرماویں بجا ہے ، کیا مجال جو عدول کروں ۔
القصہ آسمان پری نے کہا کہ اے بھائی ! جس طرح جی چاہتا ہے ، اُمید قوی ہے کہ عرصۂ قریب میں میسر آوے اور جو مجھ سے مشاطگی اور کٹناپا ہو سکے گا ، قصور نہ کروں گی ۔ اور کل پھر میرا ارادہ ہے کہ معجون سلیمان لے کر واسطے ملکہ نگار کے جاؤں گی ۔ انشاء اللہ تعالیٰ مزاج بادشاہ زادی کا جلد توانا اور تندرست ہو جائے گا ، خاطر اپنی جمع رکھیے ۔ یہ کہہ کر اپنے قصر کو سدھاری ۔ پھر ایک دن چڑھا تھا کہ آسمان پری کے تئیں خاصہ والی نے عرض کیا کہ خاصہ تیار ہے ۔ آسمان پری نے بادشاہ زادے کو اور اختر سعید کو یاد فرمایا ۔ بعد اس کے شہزادے نے بہ شگفتگیٔ تمام آسمان پری سے گفتگو اختلاط کی باہم شروع کی اور یہاں تک آسمان پری سے ہنگامہ آرائے محبت ہوا کہ آسمان پری حد سے زیادہ خوش ہوئی ۔ یک مرتبہ بادشاہ زادے کے پاس سے اُٹھ کر اختر سعید کو اشارے سے بلوا کر شکرگزاری کی اور کہا کہ اے بھائی اختر سعید ! جتنا بادشاہ زادے کو آج میں نے اپنی طرف متوجہ اور مانوس پایا ہے ، کبھی اتنی مدت میں اتنا نہ پایا تھا مگر اے بھائی ! یہ تمھاری مہربانیوں سے اس قدر بادشاہ زادہ مجھ سے اختلاط فرماتا ہے ۔ اختر سعید نے کہا کہ اے بادشاہ زادی آسمان پری ! انشاء اللہ تعالیٰ بادشاہ زادے کو ایسا فرماں بردار اور تابع دار کروں کہ ملکہ نگار سے زیادہ تیرا مفتون و شیدا ہو ۔ آسمان پری نے کہا ”اے بھائی ! مجھے آج سے یقین کامل ہے کہ بادشاہ زادہ واقعی مجھ سے روپوشی نہیں کرنے کا ۔ یہ باتیں باہم اختر سعید سے کرتے ہوئے بادشاہ زادے کے پاس آئی اور بہ دستور صحبت اختلاط کی رہی ۔ پھر ایک دن باقی رہا تھا کہ بادشاہ زادہ اور اختر سعید آسمان پری سے رخصت ہو کر

اپنے قصر میں آئے ۔ اتنے میں دن غروب ہوا اور مہتاب نکلا ۔ بادشاہ زادی آسمان پری نے اختر سعید کو بلوا بھیجا اور کہا کہ اے اختر سعید ! اب میں ملکہ نگار کے پاس جاتی ہوں ، تم بادشاہ زادے کو مشغول حکایات اور گفتگوے فرحت آمیز رکھنا جب تک میں وہاں سے پھروں ۔ اختر سعید نے کہا ''آپ تشریف لے جائیے اور بادشاہ زادے کی طرف سے خاطر جمع رکھیے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے ارشاد سے زیادہ عمل میں آوے گا ۔'' یہ کہہ کر اختر سعید رخصت ہو کر بادشاہ زادے کے پاس آیا اور اُدھر آسمان پری نے معجون سلیمانی ایک یاقوت کی ڈبیا میں پُر کر کے اور معجون کش زمردی ہمراہ رکھ کر کسنی میں کم خواب کی کس کر سر بمہر کیا اور حوالے ایک پری زاد کے کیا اور آپ تخت ہوا دار پر سوار ہو کر متوجہ شہر روم کے ہوئی ۔ گھڑی چار ایک رات نہ گزری تھی کہ باغ میں ملکہ نگار کے پہنچی ؛ ہوادار سے اتر کر متوجہ ملکہ نگار کے قصر کے ہوئی ۔ ملکہ نگار اور مشتری دور سے آسمان پری کو دیکھ کر خوش ہوئیں ۔ اگرچہ ضعف و نقاہت ملکہ نگار کو غالب تھا لیکن چار و ناچار واسطے تعظیم کے آٹھی، باہم گلے لگیں ۔ بعد اس کے مسند پر دونوں ایک جا بیٹھیں ۔ آسمان پری نے ڈبیا معجون سلیمانی کی طلب کرکے آگے ملکہ نگار کے رکھی اور خواص اُس کے بیان کرنے شروع کیے کہ اے بادشاہ زادی ملکہ نگار ! یہ معجون عجیب و غریب خواص رکھتی ہے اور ہر ایک بیماری کو دفع کرتی ہے اور قوت بخش روح و قلب اور جگر کی ہے اور جس روز مقدار ایک ماشے کی تناول کیجیے گا ، تمام روز اور تمام شب خود بہ خود فرحت اور سرور میں گزرے گی اور دم بہ دم توانائی جسم میں اور قوت ہر ایک اعضا میں بہم پہنچے گی ۔ بادشاہ زادی ملکہ نگار یہ

خواص اُس کا سن کر بے اختیار خوش ہوئی اور بولی کہ اے بہنا آسمان پری ! یہ معجون کیا ہے ، گویا آب حیات ہے ۔ تم نے زندگی مجھے بخشی ۔ یہ کہہ کر ڈبیا کھول کر مقدار ایک ماشے کی معجون کش زمردی سے نکال کر نوش کیا اور ڈبیا کو بند کر کے سر بمہر حوالے مشتری کے کیا اور باہم گفتگو اختلاط کی شروع کی ۔ اور بعد اس کے آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادی ملکہ نگار ! عالم یگانگت میں باہم یہ لازم ہے کہ جو تم کہو میں قبول کروں اور جو میں کہوں آپ قبول کیجیے ۔ ملکہ نگار نے کہا ”مبالغہ اس قدر نہ فرمائیے ۔ بلا تکلف ارشاد کیجیے ۔“ آسمان پری نے کہا ”پرستان میں چلیے اور ضیافت میری قبول کیجیے کہ عین مہربانی اور نوازش تمھاری مجھ پر ہوگی ۔“ ملکہ نگار نے کہا ”اس سے بہتر کیا ہے کہ جس میں تمھاری خوشی ہو لیکن یہ خواصیں جو متعین حضور سے ہیں ، وہ ذرہ ذرہ خبر میری حضرت والد کو پہنچاتیں ہیں ۔ خدا نخواستہ اگر یہ خبر بادشاہ کو یعنی میرے باپ کو پہنچے ، پھر کوئی صورت حرمت کی نہیں بلکہ اس طور سے خطرہ جان کا ہے ۔ بر تقدیر اگر جان بخشی ہوئی ، بار دیگر میری اور تمھاری ملاقات نہیں ہونے کی ۔ آسمان پری نے کہا کہ اے بہنا ملکہ نگار ! یہ مجھے کب منظور ہے کہ تیری رسوائی و بے حرمتی ہو ۔ ہم پری زاد ہیں اور ہر ایک بات سے باہر ہیں ، ہمارے پاس ایسے ایسے عمل نیرنجات کے اور سحر کے اور افسوں کے اور طریقے بخور کے یاد ہیں کہ تمھارے ساتھ کی جو باغ میں ہیں اُن کا بے ہوش کرنا کیا بات ہے ۔ اے ملکہ نگار ! اگر تو کہے تو تمام شہر تیرے باپ کا مدتوں بے ہوش رکھوں کہ مطلق اُنھیں سوائے بے ہوشی کے ہوش و حواس پیدا نہ ہو مگر جس کو میں چاہوں ہوش میں لاؤں ۔ ملکہ نگار نے یہ سن کر

کہا کہ اے بہینا آسمان پری ! تجھ میں یہ فن ہیں اور ایسے ہنر یاد ہیں ، پس میں نے تیری ضیافت قبول کی ۔ لیکن بشرط آنکہ اول تم ضیافت ہماری قبول کرو ۔ آسمان پری نے کہا کہ میں اپنے بھائی اختر سعید کو اور بادشاہ زادے شجاع الشمس کو ہمراہ اپنے لاؤں گی کہ بغیر اُنھوں کے ضیافت مجھے گوارا نہیں ہے ۔ ملکہ نگار نے کہا کہ اے بہینا آسمان پری ! میں تمھاری سب طرح سے تابع دار اور فرماں بردار ہوں ، جس طرح سے تمھاری مرضی ہوگی مجھے سب قبول ہے ۔ یہ سنتے ہی مشتری نے ملکہ نگار کو کہا کہ افسوس اے بادشاہ زادی ! اس قدر تو نے بے عزتی اختیار کی ہے کہ غیر مردوں کو اس طرح محل میں بلواتی ہے ۔ اگر یہ خبر تیرے باپ کو خدا نخواستہ کسی دشمن نے پہنچائی کہ بادشاہ زادی یہ حرکت کرتی ہے ، پھر اُس وقت تیرا نجات دینے والا اور تیرے باپ سے تجھے بچانے والا کون ہے ، مگر جو کام کیجیے دانائی سے کیجیے :

بیت

شرط سلیقہ ہے ہر ایک امر میں
عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے

میرے خیال میں یوں گزرتا ہے کہ دو چار روز پیشتر صحبت ناچ و رنگ کی رکھیے اور کئی ایک عورتوں کو صورت مرد کی بنائیے کہ ہر ایک پر یہ معلوم ہو کہ عورتوں کو واسطے سانگ کے بہروپ سے مرد بنایا ہے ۔ اس مغالطے میں اگر شجاع الشمس اور اختر سعید آ بیٹھیں اور شریک صحبت ہوں ، مضایقہ نہیں کہ ہر ایک پر گمان سانگ کا ہوگا کہ ملکہ نگار نے واسطے تماشے کے اور خوشیٔ خاطر کے عورتوں کو بہ شکل مرد بنا دیا ہے ۔ اگر یہ عرض میری تم دونوں بادشاہ زادیاں قبول کرو گی تو کسی طور سے

رسوائی نہیں ہونے کی ، باقی مختار ہو ۔ یہ سنتے ہی آسمان پری نے مشتری کو گلے لگایا اور پیٹھ ٹھونکی اور اس عقل اور دانائی پر اس کی تحسین اور آفرین کی اور ملکہ کی طرف خطاب کیا کہ اے بہینا ملکہ نگار ! مشتری عمر میں چھوٹی ہے لیکن عقل اور شعور میں بہت بڑی نظر آئی ، واقعی شیخ سعدی نے یہ شعر کہا ہے :

بیت

کودکے کو بہ عقل پیر بود
نزد اہل خرد کبیر بود

مشتری یہ عنایت آسمان پری کی اپنے حق میں سن کر اٹھی اور آداب بجا لائی اور یہ عرض کی "مجھ پر ناراض زنہار نہ ہو جیے گا ؛ جس دن کہ ضیافت ہوگی ، شجاع الشمس اور اختر سعید مجلس میں ہوں گے ، لونڈی روبرو نہیں آنے کی ۔" آسمان پری یہ سن کر جھنجھلائی اور بولی کہ اے مشتری ! ایسی تو کیا ہے کہ سامنے نہ ہوگی ۔ بادشاہ زادے کی خوب صورتی تو کیا پوچھتی ہے لیکن میرا بھائی اختر سعید تجھ سے چار چند حسن میں ، شان میں اور شوکت میں بہتر ہے ، یہ ناحق تو گھمنڈ کی باتیں بناتی ہے ۔ اور قطع نظر اس سے ، جب کہ تیری بادشاہ زادی اور میں انھوں کے سامنے ہوں گی ، پھر تو کیا چیز ہے کہ انھوں کے روبرو نہ آوے گی ۔ یہ سنتے ہی مشتری نے کہا کہ اختر سعید تمھارا بھائی اور شجاع الشمس یار اور علی ہذا القیاس ملکہ نگار اور شجاع الشمس باہم عاشق و معشوق ، اگر تم دونوں ان کے سامنے ہو بجا ہے ۔ اور مجھے کیا ضرور کہ دو خنگی نا محرموں کے سامنے ہوں ۔ اور اسے اپنی ایڑی اور جوتی پر سے قربان کروں ، اسے میری خوب صورتی و بد صورتی سے کیا غرض اور مجھے اس موئے نامحرم

کی خوب صورتی سے کیا کام ۔ یہ بات تم نے مجھے کہی ، اگر اور کوئی کہتی اپنی انتڑیوں کا ڈھیر کرتی اور اُس کے گلے کے ہار ہوتی لیکن تمھارے رو برو دم نہیں مارسکتی ، بندگی بے چارگی ۔ آسمان پری اول تو جی میں ناخوش ہوئی لیکن منصفی کی راہ سے بولی کہ واقعی کہتی ہے ۔ مشتری کو آسمان پری نے گلے لگایا اور کہا کہ اے مشتری ! جس طرح تیری مرضی ہوگی اُسی طرح میں بھی مع بہینا ملکہ نگار بجا لاؤں گی ۔ بعد اس کے چندے صحبت ناچ و رنگ کی رہی ، پھر ایک رات باقی تھی کہ آسمان پری نے ملکہ نگار سے کہا کہ اب میں رخصت ہوتی ہوں ، انشاء اللہ تعالیٰ کل شب کو اپنے وقت پر پھر حاضر ہوں گی لیکن دن ضیافت کا جو تم نے اپنے نزدیک مقرر کیا ہے بیان کیجیے ۔ ملکہ نگار نے یہ سن کر کہا کہ تاھنوز دن ضیافت کا میں نے مقرر نہیں کیا مگر کل جب کہ تم آؤ گی مقرر کر کے کہہ دوں گی ۔ آسمان پری نے یہ سن کر کہا ''بہت بہتر ۔'' بعد اس گفتگو کے رخصت ہو کر تخت ہوا دار پر سوار ہوئی اور پرستان کو چلی ۔

داستان آں کہ آمدن آسمان پری از نزد ملکہ نگار و بیان نمودن احوال آں‌جا با شجاع الشمس و اختر سعید

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ جب سے آسمان پری طرف شہر روم کے واسطے خبر ملکہ نگار کے گئی تھی ، بادشاہ زادے کے تئیں بحد اتم قلق اور اضطراب تھا کہ دیکھیے آسمان پری کب آوے اور کیا خبر لاوے ۔ اختر سعید بادشاہ زادے کو حکایات شیریں اور قصہ ھاے عجیب سے تسلی بخش ہوتا تھا کہ اتنے میں

تخت آسمان پری کا ھوائے آسمان سے باغ میں آترا ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید دیکھ کر بے اختیار واسطے استقبال کے آٹھے ۔ آسمان پری کے تئیں اختر سعید نے مجرا کیا ۔ آسمان پری ھوا دار سے آتری ، شاداں و فرحاں بادشاہ زادے کے پاس آئی ۔ بادشاہ زادے نے با کمال ناز و ادا آسمان پری کا ھاتھ اپنے ھاتھ میں لے کرمتوجہ اپنے قصر کا ھوا ۔ القصہ وھاں سے آ کر باھم مسند پر بیٹھے اور گفتگو اختلاط اور محبت کی باھم شروع کی ۔ بادشاہ زادے نے اشارہ آنکھوں سے اختر سعید کو کیا کہ آسمان پری سے احوال ملکہ نگار کا دریافت کر کہ آج رات کی صحبت کیوں کر گزری ۔ اختر سعید نے بہ موجب اشارے کے آسمان پری سے مذکور ملکہ نگار کا چھیڑا ۔ آسمان پری نے کہا کہ اے اختر سعید ! تو نے اپنے بادشاہ زادے کا قاصد یا جاسوس مجھے مقرر کیا ھے کہ احوال ملکہ نگار کا پوچھتا ھے ، مگر بادشاہ زادے سے کچھ مجھے ایسی چیز دلوا دے کہ آس کی خوشی سے دم بہ دم خبر ملکہ نگار کی پہنچاتی رھوں ۔ اختر سعید کچھ چاھتا تھا کہ آسمان پری کو جواب اس کا دے ، بادشاہ زادے نے آسمان پری سے کہا کہ اے آسمان پری ! دل سے زیادہ اپنے نزدیک بڑی چیز نہیں ، سو وہ میں تجھے دے چکا ھوں ۔ اگر سوا اس کے عوض اس مہربانیوں کے تجھے میری جان درکار ھے ، حاضر ھے ، لیجیے ۔ اور یہ دو شعر بھی آسمان پری کے رو برو پڑھے :

قطعہ

اے دوست اگر جاں طلبی جاں بتو بخشم
از جاں چہ عزیز است بگو آں بتو بخشم

اے کافر بدکیش اگر سوے من آئی
زنّار بہ خود بندم و ایماں بتو بخشم

آسمان پری نے یہ سن کر بادشاہ زادے سے کہا کہ حق تعالیٰ تمھیں اور تمھاری جان کو صد و بیست سال تلک سلامت رکھے ۔ میں قربان اور صدقے گئی تھی کہ اجرت میں قاصدی کے خواہاں تمھاری جاں کی ہوتی ۔ اے بادشاہ زادے یہ تو کیا کام ہے ، اگر کسی تیرے کام میں خطرہ جان کا ہو اور کسی سے وہ کام نہ ہوتا ہو ، میں وہاں سر دینے کو اور جان بازی کو تیار ہوں ۔ اگر میری جان جانے سے اے بادشاہ زادے تیرا کام ہوتا ہو، واللہ مجھے جان اپنی دینی قبول ہے ۔ بادشاہ زادے نے یہ سن کر آسمان پری سے کہا کہ اے آسمان پری ، تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے ، جو کچھ کہتی ہے بجا ہے ، تجھ سے سب طرح کی توقع ہمیں ہے اور اب جو تو نے یہ احسان ہم پر کیے ہیں ، ممکن نہیں کہ اس کے عہدے سے نکل سکیں ۔

القصہ آسمان پری بادشاہ زادے کی ایسی شیریں کلامی سے بے اختیار دل میں شاد شاد ہوئی ۔ بعد اس کے احوال ملکہ نگار کا اور مشتری کا جس طور سے کہ دیکھا تھا اور باہم گزری تھی ، سر سے پا تلک بیان کیا ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید باہم یہ سن کر خوش ہوئے ۔ غرض کہ دوپہر تک یہ صحبت رہی ، بعد اس کے آسمان پری نے وقت رخصت ہونے کے بادشاہ زادے سے کہا کہ ضیافت میں ملکہ نگار کی لے چلنا تمھارا میں نے مقرر کیا ہے ۔ بلکہ ملکہ سے تمھارے لے جانے کی اجازت لے لی ہے لیکن تیرے مزاج سے اے بادشاہ زادے ! مجھے ڈر لگتا ہے ، ایسا نہ ہو کہ ملکہ کو دیکھ کر بے قراری اور بے تابی کرے ، سب پر یہ کھل

جاوے ، باعث رسوائی کا ہو ۔ پس اے بادشاہ زادے! خبر دار اپنے تئیں سنبھالنا اور ضبط کرنا ۔ بادشاہ زادے نے کہا 'بہ چشم ۔' غرض کہ بادشاہ زادے کو آسمان پری سب طرح سمجھا کر اپنے قصر کو سدھاری ۔ اختر سعید سے بادشاہ زادے نے کہا کہ اے بھائی اختر سعید ! دیکھیے حق تعالیٰ کب تلک کامیاب کرے ۔ اختر سعید نے کہا ''امید قوی ہے کہ جلد کامیاب ہو جیے ۔''

اب آگے سنیے احوال ملکہ نگار کا ۔ جس وقت کہ آسمان پری ملکہ نگار سے رخصت ہو کر پرستان کو آئی ، ملکہ نگار نے مشتری سے کہا کہ تو میرے باپ کے پاس جا کر میری کورنش عرض کر اور جو احوال مزاج کا ہے ، من و عن بیان کرنا اور تیاری ضیافت کی اور لوازمہ مہمان داری کا جس قدر درکار ہو، کسی فریب سے اور کسی طور سے میرے باپ سے عرض کر کے ہمراہ لے آنا ۔

مشتری نے یہ ارشاد ملکہ نگار کا قبول کر کے سوار ہوئی اور خدمت میں بادشاہ کی باریاب مجرے کے ہوئی ، کورنش بادشاہ زادی کی عرض کی ۔ قتلغ بادشاہ نے احوال مزاج ملکہ نگار کا پوچھا ۔ مشتری نے عرض کی کہ ان دنوں فضل الٰہی اور اقبال شاہنشاہی سے بہر صورت بہ خیر و عافیت و توانا و تندرست ہے لیکن گاہ بے گاہ مزاج مرشد زادی کا بہ سبب ضعف و نقاہت کے ملول ہوتا ہے ، سو اس لونڈی نے واسطے رفع ملال کے ایک تدبیر سانگ کی ایسی ٹھہرائی ہے کہ اس سے مزاج بادشاہ زادی کا عرصۂ قریب میں فرح ناک و توانا و تندرست ہووے ۔ بادشاہ نے یہ سن کر مشتری کو گلے لگایا اور اہل کاروں اور خانساماں کو بلا کر ارشاد کیا، جس قدر اسباب اور جو چیز مشتری طلب کرے بلاتوقف دینا ۔ ہر ایک اہل کار نے موافق ارشاد بادشاہ کے مشتری کو جو اسباب درکار تھا ، حوالے کیا ۔ مشتری حضور سے رخصت ہو کر ملکہ نگار کے کارخانے میں آئی ۔ جو کچھ

کہ اقسام جواہر اور پارچہ پوشاک و تحفہ جات و نقد اور جنس سے درکار تھا، ہمراہ لے کر خدمت میں ملکہ نگار کے گئی ۔ ملکہ نگار مشتری کو دیکھ کر خوش ہوئی اور ہر ایک جنس کی موجودات لے کر سپرد کار خانے والیوں کے کیا اور احوال باپ کے مزاج کا پوچھا ۔ مشتری نے جو دیکھا تھا ، بیان کیا ۔ بعد اس کے ملکہ نگار نے فراش خانے والیوں کو بلوا کر ارشاد فرمایا کہ تمام باغ کو خس و خاشاک سے پاک کروا کر تیاری فرش کی جلد کیجیے ۔ فراش خانے والی یہ سن کر آداب بجا لائی اور رخصت ہو کر متوجہ تیاری باغ کے ہوئی ۔ فراشنیوں نے جاروب کشی باغ کی اس مرتبے پر کی کہ اگر کوئی تنکا نام کو ڈھونڈیے کیا دخل ہے کہ ہاتھ آوے ۔ غرض کہ رشک آئینہ صفائی سے نظر آیا ۔ بعد اس کے پارچہ دیبائے چینی و رومی کا جا بجا دالان و ایوان و شہ نشینوں میں فرش کروایا اور جا بجا دروں میں مخملی سائبان ، ٹاٹ بافی اور چلونیں گنگا و جمنی نصب کیے اور ہر ایک صحن میں نمگیرے بادلے کے مع جھالر مقیشی اور مع چوب ہائے طلائی مرصع کار استادہ کیے اور ہر ایک دالان اور ایوان و شہ نشین میں مسندیں بیش قیمت اقسام اقسام کی قرینوں سے بچھائیں اور ہر ایک پر گرد پوش ولایتی اور چینی اور رومی اور روسی منقش ڈالا ۔ غرض کہ تیاری باغ کی بہ آئین شائستہ فراش خانہ والی نے کر کے خدمت میں ملکہ نگار کی عرض کی کہ موافق ارشاد کے تیاری باغ کی کی گئی ہے ۔ اگر قدم رنجہ کر کے ملاحظہ فرمائیے ، عین سرفرازی ہے ۔ ملکہ نگار مع مشتری رونق افزا باغ کے ہوئی ، دیکھ کر بحد اتم خوش ہوئی ۔ فراش خانے والیوں کو خلعت اور زر نقد انعام فرمایا ۔ مشتری نے ارباب نشاط کو حسب الحکم ملکہ نگار کے طلب کیا اور کئی عورتیں خوب صورت صاحب جمال کے تئیں تبدیل رخت کروا کر ہنر سے اور حکمت سے بہروپ کے بہ شکل مرد بنایا ، جو دیکھے سوائے مرد کے آنھوں کو

عورت نہ کہے ۔ غرض کہ یہ کارستانیاں مشتری کی اور یہ سانگ فن و فریب کے ملکہ نگار دیکھ کر محظوظ ہوئی ۔ مشتری کو تحسین و آفرین کرکے گلے لگایا اور باہم مشغول تماشاے ناچ و رنگ اور سانگ کے ہوئیں ۔

داستان آں کہ باز آمدن آسمان پری از پرستان به ملک روم و ملاقات نمودن با ملکه نگار و مشتری در باغ و شریک تماشائے راگ و رنگ شدن و روز ضیافت خود از ملکه نگار مقرر نموده باز آمدن در پرستان

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ گھڑی دو ایک رات گزری تھی کہ اختر سعید کے تئیں بلوا کر فرمایا کہ اے بھائی اختر سعید! میں اب واسطے خبر ملکہ نگار کے جاتی ہوں ۔ شجاع الشمس کو کسی نواع سے ملول اور آزردہ خاطر نہ ہونے دینا ۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں جلد آ جاتی ہوں ۔ یہ کہہ کر اختر سعید کو رخصت کیا اور آپ تخت ہوادار پر سوار ہو کر روانہ ملک روم کے ہوئی ۔

القصہ چار گھڑی رات نہ گزری تھی کہ باغ میں ملکہ نگار کے داخل ہوئی ۔ ہوا دار سے آتر کر جدھر کو ملکہ نگار مشغول راگ و رنگ تھی ، آدھر چلی ۔ یک مرتبہ نگاہ ملکہ نگار کی طرف آسمان پری کے گئی کہ چلی آتی ہے ۔ بے اختیار خوش ہو کر واسطے

تعظیم کے مسند سے اٹھ کر دو چار قدم آگے بڑھی اور ہاتھ آسمان پری کا ہاتھ میں لے کر مسند پر بیٹھی اور گفتگو اختلاط کی باہم شروع کی ۔ مشتری نے خبر خیریت بادشاہ زادے کی پوچھی ۔ آسمان پری نے کہا کہ الحمد للہ مزاج بادشاہ زادے کا نسبت سابق سے ان دنوں بہت خوش رہتا ہے لیکن اے مشتری اختر سعید نے بھی خبر خیر و عافیت کی تجھ سے پوچھی ہے ۔ مشتری یہ سنتے ہی چیں بہ جبیں ہو کر جھنجھلائی اور بولی ''وہ نا محرم موا میری خبر پوچھنے والا کون ہے ، میں ہر گز اس سے اور اس کی صورت سے واقف نہیں اور عجب بات ہے کہ ہماری خلقت انسان کی ناحق بدنام ہے ، جو فعل تم میں کٹناپے کا ہے ، ہم نے آج تک کسی انسان میں نہیں دیکھا ۔ اپنی جوتیوں پر سے اسے قربان کروں ، وہ کون ہے جو اس طرح نادیدہ اور ناشنیدہ ربط یگانگت کا بیان کرتا ہے ۔ اے آسمان پری ! میں تم سے بیزار ہوں گی ، ٹھٹھے ہی ٹھٹھے گالیاں دیتی ہو مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ موا کوئی خبطی و سودائی ہے ۔ خبردار پھر مجھ سے ایسی بات نہ کیجیے گا و اگر آپ مجھ سے یوں ہی چھیڑ چھاڑ کی ٹھہراویں گی ، ملکہ نگار کی خدمت سے جدا ہو کر اپنے ماں باپوں کے پاس جا رہوں گی اور جو تمھاری خاطر ملکہ نگار کو شجاع الشمس کے قاصد سے ہوگی ، مجھ غریب کی اتنی خاطر معلوم ۔

آسمان پری نے دیکھا کہ مشتری حد سے زیادہ خفا ہو کر بگڑی ہے ، قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا کہ اے مشتری ! تو عجب کوئی زود رنج شخص ہے ، ایسی باتیں مزاح کی سن کر چاہیے خوش ہوجیے نہ کہ برعکس اس کے دشنام اور فحش زبان پر لائیے ۔ مشتری نے یہ سن کر آسمان پری سے کہا ''جو میری چڑ ہے سو آپ کی ریجھ ہے ، از برائے خدا اس کے سوا جو اور

بات چیت ٹھٹھے کی ہو کیجیے لیکن یہ مذکور آئندہ نہ کیجیے گا۔ آسمان پری نے کہا ''اے مشتری ! ایک دن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی گرفتار محبت ہوکر میری منت اور سماجت کرے گی مگر اب جو تیرے جی میں آوے برا بھلا کہہ دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا نتیجہ ایک دن نظر آوے گا۔''

مشتری نے کہا ''دور پار، یہ باتیں تمھیں کو اللہ نصیب کرے۔''

غرض کہ باہم کئی ایک گھڑی اسی طرح کی باتیں اختلاط کی رہیں، بعد اُس کے محو تماشاے راگ و رنگ ہوئے۔ اور وہ جو مشتری نے عورتوں کو بہ‌شکل مرد واسطے سانگ کے بنایا تھا، آسمان پری تماشا اُن کا اور تبدیل ہونا ہیئت کا دیکھ کر بہت محظوظ ہوئی۔ مشتری کو تحسین و آفرین کرکے گلے لگایا اور کہا کہ اے مشتری! واقعی تیری سلیقہ شعاری میں شک و شبہ نہیں، تیری تعریف عقل مندی کی جتنی بہت کیجیے تھوڑی ہے۔ مشتری اُٹھ کر آداب بجا لائی۔ بعد اس کے جس وقت چار گھڑی رات باقی رہی، آسمان پری نے بادشاہ زادی ملکہ نگار سے پوچھا کہ تاریخ ہماری ضیافت کی کس دن مقرر کی ہے؟ جس روز فرمائیے آ کر حاضر ہوں۔ ملکہ نگار نے کہا کہ اے آسمان پری! یہ سانگ جو ہم نے واسطے مغالطے کے بنایا ہے، دس بارہ دن میں ہر ایک پر معلوم ہو جائے گا اور مشہور ہووے گا کہ ملکہ نگار نے عورتوں کو واسطے تماشے کے مرد بنایا ہے، اُس وقت تمھارا آنا مع شجاع‌الشمس اور اختر سعید کے صلاح ہے۔ غرض کہ پندرھویں تاریخ اُس مہینے کی ملکہ نگار کی زبان سے واسطے ضیافت کے سن کر رخصت پرستان کو ہوئی۔

داستان آں که آمدن آسمان پری از ملک روم در پرستان نزد شجاع الشمس و اختر سعید و احوال ملکه نگار و مشتری مع تیاری باغ بیان نمودن

راوی نے یوں روایت کی ہے که آسمان پری جب که رخصت ہو کر ملکه نگار سے اور مشتری سے طرف پرستان کے چلی ، دل میں سوچ کرتی جاتی تھی که دیکھیے احوال بادشاہ زادے کا فراق میں ملکه نگار کے کیا ہو ، اور ادھر شجاع الشمس اور اختر سعید صحن میں قصر کے باہم نکل کر کرسیوں پر بیٹھ کر طرف آسمان کے آنکھیں لگائے ہوئے انتظار آسمان پری کا کرتے تھے اور باہم یه کہتے تھے که الٰہی آسمان پری کو شاد و مسرور ہمیں دکھلانا ۔ اسی گفتگو میں تھے که تخت آسمان پری کا ہوائے آسمان پر نظر آیا اور صحن میں اس قصر کے اترا ۔ بادشاہ زادہ و اختر سعید دیکھتے ہی آسمان پری کو واسطے استقبال کے کرسیوں سے اٹھ کر آسمان پری تلک پہنچے ۔ بادشاہ زادے نے ہاتھ آسمان پری کا ہاتھ میں لے کر روانه دالان میں اس قصر کے ہوا ۔

القصه باہم مسند پر بیٹھے اور اختر سعید کو پہلو میں بٹھلایا ۔ بعد اس کے گفتگو اختلاط کی شروع کرکے مذکور ملکه نگار کا چھیڑا ۔ آسمان پری نے کہا که اے شجاع الشمس ! مزاج ملکه نگار کا ان دنوں نہایت خوش و خرم نسبت سابق سے رہتا ہے لیکن سوائے تمہارے مذکور کے ملکه نگار کو مشتری سے کوئی گفتگو نہیں ہے ۔

ابیات

تو ایسا ہی نام خدا خوب رو ہے
کہ خورشید و مہ کو تری جستجو ہے
تمنا ہے تیری اگر ہے تمنا
تری آرزو ہے اگر آرزو ہے
ترا ذکر ہے ذکر ہے گر زباں پر
تری گفتگو ہے اگر گفتگو ہے

بادشاہ زادے نے یہ آسمان پری سے سن کر شگفتگی حاصل کی اور کہا کہ اے آسمان پری ! معشوقوں سے سخت تعجب اور خلاف عقل ہے کہ یاد دم بہ دم عاشق زار و دل فگار کی رکھیں ۔ مگر یہ ملکہ نگار کا قلق اور اضطراب واسطے میرے تمھاری مہربانیوں سے ہے ۔ آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! میرا اس میں کچھ دخل نہیں ، یہ قلق و اضطراب بہ سبب عشق طرفین ہے ، مگر سبب میرا اس دن ظہور میں آوے گا کہ تم اور ملکہ نگار ایک دن ہم آغوش ہو کر شراب محبت جام یگانگت میں پی کر کیفیت اندوز عیش و نشاط کے ہوگے ۔ بادشاہ زادے نے کہا کہ اے آسمان پری ! یہ سب تمھاری مہربانیوں سے ظہور میں آوے گا ۔ بعد اس کے بادشاہ زادے نے پوچھا کہ بارے ملکہ نگار نے تمھاری ضیافت کا کون سا دن اور کون سی تاریخ مقرر کی ہے ؟ آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! سلیقہ شعاری ملکہ نگار کی کیا بیان کروں کہ باہر قیاس سے ہے ۔ تیاری باغ کی اس مرتبے پر واسطے ضیافت کے کی ہے کہ تعلق دیکھنے سے ہے ، اور ایک سلیقہ ملکہ نگار کا اور بیان کروں کہ باعث حیرت ہوش و حواس خردمندان ہووے ۔ بادشاہ زادے نے

پوچھا کہ اے آسمان پری! سلیقہ ملکہ نگار کا وہ کیا ہے بیان کر۔
آسمان پری نے کہا ''واسطے فریب اور مغالطے کے کئی ایک عورتوں کے تئیں بہروپ سے بہ شکل مرد ایسا بنایا ہے کہ کوئی انھیں عورت نہ جانے اور پندرھویں تاریخ اس مہینے کی اے بادشاہ زادے! ملکہ نگار نے ضیافت کی مقرر کی ہے اور یہ سانگ پیش تر سے جو مقرر کیا ہے، مگر واسطے تمھارے اور اختر سعید کے کہ روز ضیافت کے تم اور اختر سعید روبرو ملکہ نگار کے بیٹھے رہو اور گرم اختلاط میں ہو کہ کوئی نہ جانے کہ تم مرد ہو'' بادشاہ زادہ اور اختر سعید آسمان پری سے یہ سلیقہ شعاری ملکہ نگار کی سن کر بہ حد اتم مسرور اور شاد شاد ہوئے۔

بعد اس کے آسمان پری وہاں سے اٹھ کر متوجہ اپنے قصر کے ہوئی۔ پہر ایک دن چڑھا تھا، خاصہ والی نے عرض کی خاصہ تیار ہے۔ بادشاہ زادی آسمان پری نے بادشاہ زادے شجاع الشمس اور اختر سعید کو یاد فرما کر باہم خاصہ نوش جان فرمایا۔ گھڑی چار ایک باہم مسند پر بیٹھ کر ہنگامہ آرائی اختلاط اور محبت کی ہوئی، بعد اس کے بادشاہ زادہ اور اختر سعید آسمان پری سے رخصت ہو کر متوجہ اپنے قصر کے ہوئے اور باہم ایک جگہ بیٹھ کر مذکور میں ملکہ نگار کے تمام روز بسر لے گئے۔ گھڑی ایک رات گزری تھی کہ آسمان پری نے اختر سعید کو بلوا بھیجا اور کہا کہ اے بھائی اختر سعید! میں طرف شہر روم کے واسطے خبر لانے ملکہ نگار کی جاتی ہوں، خبر دار شجاع الشمس کو کسی نوع سے ملول اور آزردہ نہ ہونے دینا۔ انشاء اللہ تعالیٰ خبر ملکہ نگار کی لا کر جلد آ جاتی ہوں۔ اختر سعید نے آسمان پری سے عرض کی کہ اے بادشاہ زادی! جو مجھ سے تدبیر رفع آزردگی اور ملال کی ہوگی، عمل میں لاؤں گا۔ یہ کہہ کر

آسمان پری سے رخصت ہوا اور بادشاہ زادے کے پاس آیا ۔ اور اُدھر آسمان پری نے تخت ہوادار طلب کیا اور سوار ہو کر کئی ایک خواصیں ہمراہ لے کر روانہ طرف شہر روم کے ہوئی ۔

داستان آں کہ رفتن آسمان پری از پرستان به ملکه روم برائے ملاقات و دریافت احوال ملکه نگار از جہت تسکین شجاع الشمس

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ آسمان پری روانہ شہر روم کے ہوئی اور اُدھر ملکہ نگار اور مشتری صحن میں آ کر طرف آسمان کے دم بہ دم انتظار سے دیکھتی تھیں ۔ مشتری نے کہا کہ اے ملکہ نگار ! یہ ممکن نہیں کہ آسمان پری نہ آوے ؛ وہ جو اُس کا وقت معمولی ہے ، یقین کامل ہے کہ آوے بلکہ اپنے پرستان سے کب کی چلی ہوگی ؛ اسی گفتگو میں تھی کہ تخت آسمان پری کا نظر آیا ۔ بادشاہ زادی نہایت شاد شاد ہو کر واسطے استقبال کے اُٹھی اور اُدھر سے آسمان پری تخت سے اُتر کر جلد جلد روانہ طرف ملکہ نگار کے ہوئی ۔

القصہ باہم ملاقاتوں سے مسرور اور شاد ہو کر ہاتھ میں ہاتھ لے کر صحن باغ سے متوجہ دالان کے ہو کر یک جا مسند پر بیٹھیاں ۔ بعد اس کے ملکہ نگار نے خبر خیریت اخترسعید کی اور پردے میں شجاع الشمس کی آسمان پری سے بہ خوبی تمام پوچھی ۔ آسمان پری نے کہا کہ شکر حق سبحان تعالیٰ کا ہے کہ مزاج بادشاہ زادے کا مع اختر سعید بخیر و عافیت ہے اور شب و روز تمہاری یاد ہے اور اختر سعید کا ہر دم یاد میں مشتری کی گزرتا ہے ۔ یہ سنتے

ھی مشتری آسان پری سے جھنجھلا کر اور خفا ھو کر اُٹھ کھڑی ھوئی اور بولی کہ آسان پری ! میری تم نے چھیڑ اور یہ چڑ لگائی ھے ، وہ کم بخت نا محرم کون ھے ، اور صدقے کروں اسے جو میری یاد میں رھتا ھے ۔

مصرع

میں کون وہ کون اے واہ اے واہ

خیر اے آسان پری ! تم پردے میں دشمن میری اور ملکہ نگار کی ھو کہ دونوں ایک جگہ رھنے نہ پاویں ، اور مجھے قسم ھے اس تمھاری چھیڑ سے ترک بندگی نہ کروں ۔ تم ایسی باتیں شجاع الشمس کی زبانی ملکہ نگار سے کہا کرو کہ بادشاہ زادی کے تئیں ایسی باتوں سے فرحت اور سرور حاصل ھوتا ھے ۔ آسان پری نے دیکھا کہ مشتری نہایت خفگی اور بےمزگی اپنی زبان پر لاتی ھے ، بے اختیار ھنس کر مشتری کا ھاتھ ھاتھ میں لے کر اپنے پہلو میں بٹھلایا اور گرمی غصے کی اس کی سخن ھاے عجیب و غریب سے سرد کی ۔ بعد اس کے تمام رات اختلاط میں اور تماشاے راگ و رنگ میں گزری ۔ گھڑی دو ایک رات باقی رھی تھی کہ آسان پری بادشاہ زادی ملکہ نگار سے رخصت ھو کر تخت ھوا دار پر سوار ھوئی اور پرستان کو چلی ۔ غرض کہ اسی طرح آسان پری واسطے خبر ملکہ نگار کے طرف روم کے ھمیشہ آتی تھی اور جاتی تھی کہ اتنے میں تاریخ ضیافت کی آئی ۔

داستان آں کہ آمدن آسمان پری از نزد ملکہ نگار در پرستان و بردن شجاع الشمس واخترسعید را در محفل ملکہ نگار بہ تقریب ضیافت

راوی نے یوں روایت کی ھے کہ بادشاہ زادہ اور اختر سعید

جب سے کہ آسمان پری واسطے خبر ملکہ نگار کے گئی تھی، به انتظار تمام چشم درراہ تھے کہ اتنے میں تخت آسمان پری کا ہوائے آسمان سے صحن میں اس قصر کے آیا ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید بے اختیار آسمان پری کو دیکھ کر خوش ہوئے اور واسطے استقبال کے اٹھے ۔ القصہ آسمان پری کا ھاتھ ھاتھ میں لے کر متوجہ اپنے دالان کے ہوئے اور باہم مسند پر بیٹھے اور گفتگو اختلاط کی شروع کی ۔ بعد اس کے آسمان پری نے اخترسعید سے اور شجاع الشمس سے کہا کہ کل پندرویں تاریخ ھے ، دولت سرا میں ملکہ نگار کے واسطے ضیافت کے تم دونوں کو میرے ھمراہ چلنا ہوگا؛ بہتر یوں ھے کہ حمام فرما کر تبدیل پوشاک کر کے جواھر پوش ہو کر کل سوار ہوجیے لیکن اے اختر سعید! خبردار بادشاہ زادہ تشنہ دیدار ملکہ نگار کا ہو کر بے قراری اور بے تابی نہ کرنے لگے ۔ خدانخواستہ اگر یہ احوال کسی پر شائع ہو ، موجب خرابی اور رسوائی کا ھے ، علی‌الخصوص بادشاہ زادی ملکۂ نگار پر اس حرکت سے اس کا باپ یعنی قتلغ شاہ روم کیا خرابی لاوے ۔ پھر نہ ملکۂ نگار ھے نہ بادشاہ زادہ ھے ۔ غرض کہ جلدی کسی امر میں کرنی خوب نہیں؛ مسبب حقیقی نے یہ اسباب کیا ھے ، ایک دن ملاقات بھی باہم ہو رھے گی اور کام‌یاب وصل خاطر خواہ ہوویں گے ۔

اختر سعید نے کہا ”اے آسمان پری! بادشاہ زادہ بھی دانائے روزگار ھے ، اپنی بہبود اور بہتری اس کو منظور ھے ، بہ ھرصورت اپنے تئیں بے تابی و بے قراری سے ضبط کرے گا اور میں دم بہ دم بادشاہ زادے کی خبر لیتا رھوں گا ، ان شاء اللہ تعالیٰ جو مجھ سے ہوسکے گا قصور نہ کروں گا ۔ یہ کہہ کر یہ شعر پڑھا :

بیت

خاطر کو جمع اپنی ہر طور سے ہی رکھنا
قاصر نہ ہوں گا ہرگز جو مجھ سے ہو سکے گا

القصہ آسمان پری اٹھ کر اپنے قصر کو گئی۔ ادھر بادشاہ زادہ اور اختر سعید باہم سجدات شکر بجا لائے اور اختر سعید نے کہا کہ الحمد اللہ آج دیدار ملکہ نگار کا تمھیں میسر آوے گا ۔ لیکن اے بادشاہ زادے ! خبر دار آسمان پری نے جو نصیحت کی ھے ، بجا لانا ۔ ایسا نہ ہو کہ ملکہ کو دیکھ کر عنان اختیار ھاتھ سے دے۔

بیت

ملکہ کو دیکھ کر تو بے تابیاں نہ کرنا
کرتا ہوں جو نصیحت اس کو تو کان دھرنا

بادشاہ زادے نے در جواب اختر سعید کے فی‌البدیہ یہ شعر زبان شیریں بیان سے ادا کیا :

میرے سبب سے ہرگز خفت نہ ہوگی تجھ کو
کہنا پری کا بھائی سب ھے قبول مجھ کو

اسی گفتگو میں تھے کہ آسمان پری نے ایک پری زاد بھیج کر اختر سعید کو بلوا بھیجا ۔ اختر سعید نے جا کر آسمان پری کو مجرا کیا ۔ آسمان پری نے اختر سعید کو پہلو میں بٹھلا کر کہا کہ اے بھائی ! آج چار گھڑی رات گزرے ضیافت میں ملکہ نگار کی مجھے اور بادشاہ زادے کو اور تمھیں مقرر حاضر ہونا ھے ۔ بہتر یوں ھے کہ بادشاہ زادے کو عرض کیجیے کہ غسل حمام کر کے تبدیل پوشاک کرے ۔ یہ کہہ کر آسمان پری نے توشک خانے

سے دو خلعت فاخرہ گراں بہا ، ایک واسطے بادشاہ زادے کے اور ایک واسطے اختر سعید کے طلب کر کے کشتیوں میں لگائے اور جواھر خانے سے جیغہ و سرپیچ و قلغی و نورتن اور موتے مالے بیش قیمت کہ سوائے پرستان کے ایسے رقم جواھر کے کسی اقلیم میں نہ نکلیں ، منگوا کر کشتیوں میں لگائے اور حوالے اختر سعید کے کیا ۔ اختر سعید ھمراہ لے کر بادشاہ زادے کے پاس آیا ۔ کشتیاں پوشاکی اور جواھر کی دکھلا کر عرض کی کہ اے بادشاہ زادے ! پہر ایک دن باقی رہ گیا ھے ، چلیے غسل حمام کیجیے ۔ بادشاہ زادے نے کہا کہ بہت بہتر ۔ یہ کہہ کر مع اختر سعید متوجہ حمام کا ھوا ۔

غرض کہ گھڑی دو ایک دن باقی رہ گیا تھا کہ بادشاہ زادہ اور اختر سعید غسل سے فراغت کر کے جامہ خانے میں آئے ۔ وہ جو خلعت اور رقم جواھروں کے ھمراہ لے گئے تھے ، بادشاہ زادے نے خلعت پہن کر جیغہ و سر پیچ و قلغی و لڑی و نٹکن و موتی مالے اور کنٹھی اور نورتن یہ ھر ایک زیب بدن جسم پر آراستہ کر کے مع اختر سعید برآمد حمام سے ھو کر روانہ طرف اپنے قصر کے ھوئے ۔

گھڑی ایک دو رات گزری تھی کہ آسمان پری بھی پوشاک گراں بہا مع جواھر بیش قیمت پہن کر بادشاہ زادے کے پاس آئی ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید دیکھتے ھی آسمان پری کو واسطے استقبال کے اٹھے ۔ آسمان پری با ناز و ادا مسکراتی ھوئی بادشاہ زادے کے ساتھ آکر مسند پر بیٹھی اور بولی ”اے بادشاہ زادے ! آج وہ دن ھے کہ جس کے لیے ھزاروں خرابیاں اور مصیبتیں تم نے اختیار کی تھیں ، اس کا جلوہ اور دیدار میرے باعث میسر آوے گا ۔ دیکھیے اے بادشاہ زادے! ھم سے اس کے عوض میں کیا سلوک خرچ کیجیے گا اور کیوں کر ھم سے سلسلہ دوستی اور محبت کا جاری رکھیے گا ۔“

بادشاہ زادے نے یہ سن کر آسمان پری سے کہا کہ اے آسمان پری! تیرا احسان و سلوک ہم پر اس مرتبہ پر ہے کہ تاقیامت اس کے ادائے شکر سے عہدہ برآ نہیں ہونے کے ۔

قطعہ

اگر هر مو شود برتن زبانے
ز هر موے به خوانم داستانے
نیارم گوهر شکر تو سفتن
سر موئے ز احسان تو گفتن

آسمان پری یہ سن کر حد سے زیادہ خوش ہوئی اور بولی کہ اے بادشاہ زادے ! سب طرح اپنی خاطر جمع رکھ ، جو مجھ سے کنیزی ہو سکے گی بجا لاؤں گی ۔ اسی گفتگو میں تھے کہ آسمان پری نے تخت ہوا دار طلب کیا ۔ مع بادشاہ زادہ اور اختر سعید سوار ہوئی ۔ بھونیوں نے تخت کاندھوں پر رکھ کر روانہ طرف شہر روم کے ہوئے ۔ بادشاہ زادہ آسمان پری سے اختلاط محبت آمیز اس طور سے کرتا تھا کہ آسمان پری دم بہ دم جی میں شاد ہوتی جاتی تھی اور اختر سعید یہ گرمی اختلاط کی بادشاہ زادے سے دیکھ کر آسمان پری سے کہتا تھا کہ اے آسمان پری ! جتنا میں عرض کرتا تھا ۔ بادشاہ زادہ تیرے ساتھ اس سے زیادہ نظر آیا ۔ آسمان پری نے کہا کہ اس اختلاط کا بھروسہ نہیں ہے ۔ بعد وصل ملکہ نگار کے اگر بادشاہ زادہ مجھ سے ایسا ہنگامہ آرائے محبت رہے گا جب میں جانوں گی کہ واقعی تیرا کہنا درست ہے اور بادشاہ زادہ محبت میں یک رنگ ہے ۔ اختر سعید نے یہ آسمان پری سے سن کر کہا انشاء اللہ تعالیٰ جو میں نے خدمت میں التماس کی ہے ، اس سے زیادہ ظہور میں آوے گی ۔ اسی گفتگو میں تھے کہ تخت آسمان پری

کا باغ میں ملکہ نگار کے پہنچا۔ آسمان پری مع بادشاہ زادہ و اختر سعید تخت سے اتر کر روانہ طرف اس قصر کے ہوئی کہ جس قصر میں پہلے آپ آ کر بیٹھی تھی اور مشتری سے ملاقات کر گئی تھی۔ وہاں بادشاہ زادے اور اختر سعید کو بٹھلا کر آپ روانہ طرف ملکہ نگار کے ہوئی اور آدھر ملکہ نگار اور مشتری غسل حمام کر کے خلعت فاخرہ مع جواھر بیش قیمت پہن کر بہ‌ادا و ناز رشک حور بن کر مجلس راگ و رنگ کی درست کر کے منتظر آسمان پری کی تھیں کہ اتنے میں آسمان پری ملکۂ نگار کو اور مشتری کو نظر آئی۔ بے اختیار خوش ھو کر واسطے استقبال کے اٹھیں اور ھاتھ آسمان پری کا بہ اختلاط تمام اپنے ھاتھ میں لے کر مسند پر بیٹھی۔ آسمان پری نے ملکۂ نگار سے کہا کہ بادشاہ زادے کو اور وزیر زادے کو همراہ لا کر ایک قصر، جو دست چپ اس باغ کے ھے، اس میں بٹھلا کر آئی ھوں۔

اے ملکۂ نگار جس خواص سے اور نوکر سے تجھے اخفا اس امر کا ھو، انھوں کو علیحدہ کر کے پائیں باغ میں بھجوا دیجیے کہ ان پر ایک پڑی بے ھوشی کی ایسی ڈالوں کہ تمام رات اور تمام روز ھوش میں نہ آویں۔ بادشاہ زادی ملکۂ نگار آسمان پری سے یہ هنر مندی سن کر بہت خوش ھوئی۔ بعد اس کے نوکریں، خواصیں، کنیزیں، ددا، دائیاں، مغلانیاں غرض کہ جس جس کو نا محرم اور مخل سمجھا، انھوں کو علیحدہ کر کے خواص پورہ میں پائیں باغ کے بھیجا اور وہ جو محرم راز تھیں خدمت میں حاضر رھیں۔

بیت

محرم جو راز کی تھیں، رھیاں حضور حاضر
جو جو مخل تھیں آس جا مجلس سے ھوئیں باھر

آسمان پری نے جب دیکھا کہ وہ لوگ جو نا محرم تھے ، علیحدہ اس مجلس سے ہوئے ، بڑی بے ہوشی کی آنھوں پر جھاڑی ، یک مرتبہ بے ہوشی آنھوں پر طاری اور غالب ہوئی ۔ بعد اس کے آسمان پری نے ملکہ نگار سے کہا کہ میں واسطے لانے بادشاہ زادے اور اختر سعید کے جاتی ہوں ، تم اپنی طرف سے جس کو میرے ساتھ کرو ، اس کو لے جاؤں ۔ ملکہ نگار نے مشتری سے کہا کہ تجھ سے زیادہ معتمد اور محرم راز میرا کوئی نہیں ، بہتر یوں ہے کہ میری طرف سے تو آسمان پری کے ساتھ جا کر بادشاہ زادے اور اخترسعید کو لے آ ۔ یہ سنتے ہی مشتری خفا ہو کر اٹھی اور بولی : ''اے بادشاہ زادی ! جس بات سے کہ میں بھاگتی ہوں وہی بات میرے پیش آئی ، مجھے کیا ضرور ہے کہ کسی نامحرم کے روبرو ہوں ۔'' آسمان پری نے یہ سن کر مشتری سے کہا کہ او کم بخت ! یہ باتیں اور یہ بڑے بول مت بول ۔ میرا بھائی اختر سعید آج اس بہار پر ہے اور وہ حسن اس کا جلوہ گر ہے ، تو تو اے مشتری کیا ہے ، انس و جن و دیو و پری جو اسے دیکھے ، بے اختیار ہزار جان سے مفتون و شیدا اور عاشق اس کا ہووے ۔ مشتری نے یہ سن کر کہا ''وہ بے حیائیں ، کم بختیں اور ہی عورتیں ہیں جو یکایک مرد نامحرم کو دیکھ کر بے قرار ہوتی ہیں اور اظہار عشق کرتی ہیں ، آسمان پری نے یہ سن کر کہا کہ اے مشتری ! ہم جانتیں ہیں کہ یہ طعن تیرے ہم پر اور ملکہ نگار پر ہیں ۔ مثل مشہور ہے کہ بڑے بول کا ہمیشہ سر نیچا ۔

مشتری نے کہا ''حق تعالیٰ وہ دن مجھے نہ دکھلاوے ، خدا نخواستہ جس روز مجھ پر یہ واردات ظہور میں آوے گی اس روز تمھاری منت کش نہیں ہونے کی ، بلکہ زہر کھا کر منہ لپیٹ کر

سو رہوں گی ، لیکن خدا خیر کرے کہ تم دونوں بادشاہ زادیاں
ہاتھ دھو کر میرے پیچھے بے وجہ پڑی ہو ۔" آسمان پری قہقہہ
مار کر ہنسی اور بولی کہ انشاءاللہ تعالیٰ وہ دن آج ہی ہے ،
اے مشتری ! چل باتیں نہ بنا ، رات جاتی ہے اور مزے میں خلل
آتا ہے اور وہاں بادشاہ زادہ اور اختر سعید انتظار میں ہوں گے ۔ یہ
کہہ کر مشتری کا ہاتھ پکڑ کر روانہ طرف اس قصر کے ہوئی جہاں
بادشاہ زادہ اور اختر سعید بیٹھے تھے ۔ دور سے آسمان پری کو
بادشاہ زادے نے دیکھا کہ آسمان پری ہمراہ اپنے ایک عورت
رشک حور کو لیے آتی ہے ، غالب کہ وزیر زادی ملکہ نگار کی
یہی ہو ۔ یہ سنتے ہی نگاہ اختر سعید کی طرف مشتری کے گئی؛
چاہتا تھا کہ بادشاہ زادے سے کچھ بات کرے ، تیر عشق ابرو
کمان سے مشتری کے چھوٹا ، دل اور جگر میں اختر سعید کے
تالب سوفار غرق ہوا ، مرغ دل نے تڑپنا شروع کیا ۔ چاہتا تھا
کہ غش کرے ، اپنے تئیں قوت دانائی سے سنبھالا لیکن طاقت بات چیت
کی مطلق نہ رہی ۔ مثل تصویر حیرت سے نقش دیوار ہوا اور ادھر
مشتری نے جو اختر سعید کے تئیں دور سے دیکھا ، ناوک دل دوز
عشق نے سینے میں جگہ پا کر مشتری کو قریب ہلاک پہنچایا
اور جگر نے مثل مرغ قبلہ نما کے بے قراری اور طپش شروع کی ۔
بے ہوشی عشق چاہتی تھی کہ مشتری کو خاک مذلت پر گراوے
لیکن مشتری نے اپنا یہ حال دیکھ کر کارفرما شعور کے ہوئی ، اپنے
تئیں بے تابیوں سے ضبط کر کے ہمراہ آسمان پری کے بادشاہ زادے
اور اختر سعید تلک پہنچی ۔

القصہ بادشاہ زادہ اور اختر سعید ہمراہ آسمان پری کے طرف ملکہ نگار
کے چلے لیکن آسمان پری راستے میں بادشاہ زادے کو سمجھاتی تھی
کہ اے بادشاہ زادے ! ملکہ نگار کو دیکھ کر کہیں اپنے

تئیں بے تاب و بے قرار نہ کرنا ۔ بادشاہ زادے نے کہا کہ اے آسمان پری ! یہ کون چاہتا ہے کہ اپنے تئیں رسوا کرے ، تا بہ مقدور بے تابی اور بے قراری نہیں کرنے کا ، لیکن بے اختیاریٔ دل سے عالم لاچاری ہے ۔ تم سے زیادہ میرا ہواخواہ اور دوست کوئی نہیں ہے ۔ سب طرح سے میری حرمت اور ملکہ نگار کی تم ہی کو منظور ہے ۔ خدانخواستہ اتفاقیہ اگر صورت بے ہوشی کی میرے تئیں ملکہ نگار کے دیکھنے سے لاحق ہو ، معاً ایسی تدبیر کیجیے کہ رفع بے ہوشی ہووے ۔ آسمان پری نے یہ سن کر کہا کہ اے بادشاہ زادے ! میرے عطردان میں کئی ماشہ عطر عنایت کیا ہوا حضرت سلیمان کا واسطے رفع بے ہوشی اور غشی کے رہ گیا ہے ، خاطر اپنی بہر صورت جمع رکھ ۔ آسمان پری نے بادشاہ زادے کو تشفی دے کر طرف اختر سعید کے اور مشتری کے دیکھا ، احوال دونوں کا گرمیٔ محبت سے تغیر پایا ۔ بے اختیار ہو کر مسکرائی اور مشتری کو جھک کر سلام کیا اور کہا کہ اے مشتری جو کوئی کسو پر ہنستا ہے وہ ہنسا جاتا ہے ۔ مشتری نے یہ سن کر اپنے تئیں ہوش میں لا کر کہا کہ اے آسمان پری خیر ہے ، تمھیں سوائے ٹھٹھے کے اور مزاح کے کچھ نہیں آتا ۔ آسمان پری قہقہہ مارکر ہنسی اور کہا کہ یہ ٹھٹھا اور مزاح آج کل معلوم ہو گا ۔ غرض کہ اسی نوع کی گفتگو کرتے ہوئے داخل مجلس ملکہ نگار کے ہوئے ۔

از بس کہ شجاع الشمس اور ملکہ نگار کو اشتیاق دیدار ظاہری کا تھا ، باہم دو چار ہوتے ہی دونوں کو عالم بےہوشی کا اور غشی کا پیدا ہوا ۔ آسمان پری نے دیکھا مبادا اس مجلس مین کوئی غیر پردے میں دوستی کے رہ گیا ہو ، اس احوال سے آگاہ ہو کر افشائے راز کرے ۔ آسمان پری نے جلد عطر سلیمانی

عطر دان سے نکل کر ملکہ نگار کے اور شجاع الشمس کے دماغ تک پہنچایا کہ معاً اس کے بو کرنے سے فرحت تازہ اور سرور بے اندازہ دونوں کو پیدا ہوا - یکایک بے ہوشی اور غشی برطرف ہوئی لیکن سیری اور تسلی کسی نوع سے چہرے پر بادشاہ زادے کے اور ملکہ نگار کے نظر نہ آتی تھی - القصہ دونوں نے اپنے تئیں بے تابی اور غشی سے ضبط کیا اور متوجہ راگ و رنگ کے ہوئے - ملکہ نگار اور آسمان پری باہم ایک مسند پر بیٹھی تھیں (تھی) اور بادشاہ زادہ علیحدہ ایک مسند پر بیٹھا ہوا ملکہ نگار کے جلوے اور حسن کی سیر کر رہا تھا اور ایک طرف اختر سعید اور مشتری باہم گاہ بہ گاہ دید وادید کر رہے تھے - اتنے میں نگاہ آسمان پری کی طرف مشتری کے گئی کہ مشتری محو نظارہ اخترسعید کے حسن کی ہے ، بے اختیار قہقہہ مار کر آسمان پری نے مشتری کو پکارا اور یہ شعر پڑھا -

بیت

مت دیکھ نیچے نیچے اے مشتری اٹھا سر
بیٹھو نہ آج جا کر عاشق کے اپنے در پر

مشتری نے آسمان پری سے یہ سن کر کہا "تم نہیں چاہتی کہ میں یہاں بیٹھی رہوں - تمھاری ان باتوں سے منہ اپنا پیٹ لوں گی اور بال اپنے سر کے کھسوٹ لوں گی - مجھ سے ایسی باتیں چھیڑ چھاڑ کی نہ کیا کیجیے اور یہ شعر پڑھ کر آسمان پری کو سنایا :

بیت

میں باتوں سے تمھاری واقف نہیں ہوں مطلق
اے آسماں پری تو مت کر یہ طعن ناحق

آسماں پری نے مشتری کو کہا ''خیر وہ بھی ایک دن ہوگا کہ تو اپنی زبان سے اقرار محبت اور عشق کرے گی ۔'' مشتری نے یہ سن کر کہا ''آپ نے میرے تئیں مسخرا اور نقل مجلس بنایا ہے ۔ یہ سب باتیں ملکہ نگار کی ہیں کہ تمھیں میرے چھیڑنے کو لگا دیا ہے ۔ آسمان پری قہقہہ مار کر ہنسی اور متوجہ راگ و رنگ کے ہم راہ ملکہ نگار کے ہوئی ۔ گانے والیوں اور ناچنے والیوں نے اور سازندوں نے ایسا مزا اور ایسا سماں اپنے ہنر کا دکھلایا کہ در و دیوار وجد میں آئے اور جتنے اس مجلس میں تھے، محو اس کی لذت کے ہو کر بے ہوش اور غش تھے ۔ قریب نصف شب کے خاصہ والی نے ملکہ نگار سے عرض کی ''خاصہ تیار ہے ۔'' ملکہ نگار نے آسماں پری کو کہا کہ اٹھیے ، بادشاہ زادے کو اور اختر سعید کو نعمت خانے میں لے کر چلیے اور خاصہ نوش جان کریے ۔ آسماں پری نے بادشاہ زادے سے واسطے نوش جان کرنے خاصے کے کہا ۔ بادشاہ زادے نے آسماں پری سے یہ سن کر کہا کہ تابع تمھارے امر کے ہوں ۔

غرض کہ ملکہ نگار اور آسمان پری اور بادشاہ زادہ اور اختر سعید اور مشتری وہاں سے باہم اٹھ کر داخل نعمت خانے کے ہوئے ، بعد اس کے خاصہ باہم نوش جان کر کے رونق افزا اسی مجلس کے ہوئے جہاں کہ صحبت ناچ و رنگ کی تھی ۔ آسماں پری و ملکہ نگار ایک مسند پر بیٹھے ، مشتری پہلو میں ملکہ نگار کے بیٹھی ۔ بادشاہ زادہ شجاع الشمس ایک مسند زرباف پر علیحدہ رونق افزا ہوا اور ایک طرف اختر سعید دزدیدہ

نگاہوں سے محو حسن دلآویز و دل فریب مشتری کا تھا اور اسی طرح مشتری بھی بے اختیار دل سے طرف اختر سعید کے آسمان پری اور ملکہ نگار سے چھپ کر دید وادید کرتی تھی ۔ اور احوال شجاع الشمس اور ملکہ نگار کا کیا بیان کیجیے کہ دونوں باہم دم بہ دم دو چار ہو کر یہ جی میں کہتے تھے :

شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز
کامے کہ خواستم ز خدا شد میسّرم

لیکن سیری عاشق و معشوق کو یعنی شجاع الشمس اورملکہ نگار کو باہم دیکھنے سے حاصل نہ ہوتی تھی ۔ موافق اس بیت کے :

بیت

دیدہ از دیدنش نگشتے سیر
ہم چناں کز فرات مستسقی

دو پہر رات پر چار گھڑی جس وقت کہ گزری ، صحبت ناچ و رنگ کی موقوف ہوئی ۔ ساقیان سیمیں ساق با پیالہ ہاے بلوریں اور شیشہ ہاے رنگا رنگ پر از شراب ہاےگل رنگ آ کر حاضر ہوئے ۔ آسمان پری نے اٹھ کر جام عقیق میں راوق روح بخش پر کر کے روبرو ملکہ نگار کے لائی ۔ ملکہ نگار نے انکار بہت کیا اور کہا کہ آج تلک اس کی لذت سے مطلق واقف نہیں اور قطع نظر بہ سبب ضعف و نقاہت کے میرے تئیں برداشت اس نشے کی اور ترنگ کی کب ہووے ۔ آسمان پری نے کہا ”اے بادشاہ زادی ملکہ نگار ! شراب سلیمانی روح افزا و غم ربا اور عرق بے حجاب اس کا نام ہے ، جس

وقت کہ ایک قرط اس کا نوش کیجیے گا ، عالم سرور و فرحت دماغ میں سر نو سے پیدا ہوگا ۔ ملکہ نگار نے یہ سن کر کہا ”اے آسمان پری میں تیرے تابع امر کی ہوں لیکن اول شجاع الشمس کا پینا صلاح ہے ۔ یہ کہہ کر پیالہ اپنے ہاتھ میں لے کر پھر آسمان پری کے ہاتھ میں دیا کہ شجاع الشمس کو دو ۔ آسمان پری نے موافق حکم کے جام شراب لے کر شجاع الشمس کو دیا ۔ چاہتا تھا کہ انکار کرے ، انکار نہ کیا گیا کہ ہاتھ ملکہ نگار کا اس جام کو لگا تھا ۔ آسمان پری کے ہاتھ سے لے کر آنکھوں کو لگایا اور کئی بوسے اس جام کے لیے اور یہ شعر پڑھا :

بیت

ما را خیال نرگس جادو کفایت است
گر گلْ بدست ما نہ رسد بو کفایت است

بعد اس کے سرتاپا اس جام کو پی کر حوالے آسمان پری کے کیا اور کہا کہ اس پیالے کے تئیں پُر کرکے مجھے دیجیے ۔ آسمان پری نے کہا ”اس قدر زیادتی ؟“ غرض کہ پیالہ شراب سے پر کرکے دوباہ شجاع الشمس کو دیا ۔ شجاع الشمس نے ہاتھ میں لے کر پھر حوالے آسمان پری کے کیا کہ ملکہ نگار کو دیجیے ۔ آسمان پری نے مسکرا کر پیالہ ہاتھ سے لیا اور ملکہ نگار کو لا کر دیا ، ملکہ نگار پینے میں قدرے حجاب سا اور انکار سا کرتی تھی ، آسمان پری نے انکار ملکہ کا دیکھ کر یہ شعر بہ آواز بلند پڑھا ۔

بیت

الفت کی عاشقوں کی مے ہے یہ ملکہ پیجے
کیجے نہ دیر اس میں جلدی سے اس کو لیجے

ملکہ نگار نے یہ شعر دل فریب شجاع الشمس کی زبان سے سن کر پیالہ بے اختیار ہاتھ سے آسمان پری کے لے کر آنکھوں کو لگایا اور بہ کیفیت تمام نوش جان کیا اور یہ شعر پڑھا ۔

فرد

جام شراب نہیں ہے ، ہے زندگی دوبارا
پینے سے اس کے بہینا کیوں کر کروں کنارا

قصہ مختصر اختر سعید اور مشتری نے بھی بعد انکار بسیار کئی ایک جام پیے ۔ گھڑی دو ایک نہ گزری تھی ، عالم بے حجابی نے ہرایک کے دماغ میں اثر کیا ۔ ملکہ نگار نے بین منگوا کر بجانا شروع کیا اور اس مرتبہ پر گئی کہ تاب و طاقت دلوں میں نہ رہی ، در و دیوار وجد میں آئے ۔ علی الخصوص بادشاہ زادے نے جو گانا بجانا ملکہ نگار کا سنا ، گریبان صبر چاک کر کے زار و نزار بے تابی و بے قراریٔ عشق سے روتا تھا اور ملکہ نگار بین بجا کر اکثر یہ کئی شعر گاتی تھی ۔

ابیات

بہ بیداریست یا رب یا بہ خواب ست
کہ جان من ز جانان کامیاب ست

ملنے کا جو میسر اسباب ہے الٰہی
ظاہر میں دیکھتی ہوں یا خواب ہے الٰہی

تعالیٰ اللہ چه دولت دارم امشب
که آمد ناگہاں دل دارم امشب

یا رب همیشه ایسی راتیں نصیب کیجو
دل دار سیتی هم کو باتیں نصیب کیجو

دیکھا کروں تجھی کو منظور هے تو یه هے
آنکھیں نه کھولوں تجھ بن مقدور هے تو یه هے

غرض که ملکه نگار بیشتر اسی طرح کے شعر عالم بےاختیاری میں گاتی تھی اور بین بجا کر چوری چوری نظاره شجاع الشمس کے حسن کا کرتی تھی۔

یک مرتبه شجاع الشمس کے تئیں بھی 'عالم بے حجابی' غالب هوا اور اپنا کمال علم موسیقی کا یاد آیا۔ اختر سعید کو هم راه لے کر طنبوره هاتھ میں لے لیا اور الاپنا شروع کیا۔ اس مرتبے پر الاپا ، جس نے سنا روح قالب میں نه رهی اور بے اختیار هرایک پر عالم بے هوشی اور غشی لاحق تھا اور بادشاه زاده یه ابیات کتنی ایک دیدۂ پر آب خطاب ملکه نگار کی طرف کر کے گاتا تھا :

غزل

شکر خدا که دیکھا تجھے اے نگار آج
اس بے قرار دل کو هوا هے قرار آج
ساقی هے ، بزم عیش هے ، دل دار پاس هے
حق کی عنایتوں سے هے کیا هی بہار آج
جلوه فروز محفل عاشق هے شمع رو
پروانه وار کیوں که نه هو دل نثار آج

بھر بھر کے یار دیوے ہے جام طرب ہمیں
کیوں کر نہ دفع سر سے ہو رنج خمار آج
یا رب نصیب کیجیو اب اپنے یار سے
چاہے ہے دل شجاع کا ہو ہم کنار آج

غرض کہ شجاع الشمس اور اختر سعید مل کر باہم ایسا گائے کہ آسمان پری اور ملکہ نگار اور مشتری اور جتنے اہل مجلس تھے، ہر ایک محظوظ ہوئے ۔

یکایک نظر بادشاہ زادے کی طرف ستارۂ شب کے گئی ۔ دریافت کیا کہ رات تھوڑی رہ گئی ہے ۔ دغدغہ خاطر میں پیدا ہوا اور یہ شعر بہ تاسف تمام بادیدۂ پر آب بہ الحان عاشقانہ الاپا :

بیت

یار در بر صبح دشمن فکر بر جایش کنید
دوستاں شب میرود زنجیر در پایش کنید

بادشاہ زادہ یہ شعر گاتا ہی تھا کہ رات آخر ہوئی ۔ مرغان سحر چہچہے میں آئے ۔ گھڑیالی نے گجر صبح کا بجایا ، آواز الفراق کی در و دیوار سے آنی شروع ہوئی ۔ بادشاہ زادے نے آواز گجر کی سن کر گریباں صبر کا چاک کیا اور طنبورا ہاتھ سے زمین پر پٹکا اور عالم بے اختیاری میں اٹھ کر چاہا کہ گھڑیالی کو تنبیہہ کرے ، آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادے اس قدر عنان اختیار ہاتھ سے دینا دور دانائی سے اور شعور سے ہے ، ایسی راتیں عیش و نشاط کی بارہا میسر آویں گی ۔ خاطر اپنی بہ ہرصورت جمع رکھ ۔ شجاع الشمس نے یہ دلبری اور دلداری آسمان پری سے دیکھ کر اپنے تئیں سنبھالا علیٰ ہذا القیاس احوال ملکہ نگار اور مشتری کا بھی بادشاہ زادی

سے زیادہ تھا ۔ آسمان پری ملکہ نگار کو ہوش میں لائی اور رخصت چاہی ۔ رخصت کے لفظ سنتے ہی ایک کوک اور شور زبان سے اہل مجلس کے پیدا ہوا ، گویا شور قیامت تھا ، لیکن خوف رسوائی سے ملکہ نگار نے چار و ناچار رخصت دی اور تحفہ و تحائف جو کچھ کہ دینے تھے دیے ۔ بادشاہ زادے نے وقت سوار ہونے کے ملکہ نگار کی طرف خطاب کرکے یہ شعر زار و نزار ہو کر پڑھا :

فرد

میں جاتا ہوں دل کو ترے پاس چھوڑے
مری یاد تجھ کو دلاتا رہے گا

ملکہ نگار نے در جواب اس کے یہ شعر پڑھا :

فرد

میروی و گریہ می آید مرا
ساعتی بنشیں کہ باراں بگزرد

آسمان پری نے دیکھا کہ بادشاہ زادے کی اور ملکہ نگار کی عجب حالت ہے ، دونوں کو سمجھا کر کہا ”انشا اللہ تعالیٰ یہ صحبت ہمیشہ میسر آیا کرے گی ۔ اس قدر بے قراری باہم کرنی عبث ہے ، فقط موقوف آج پر نہیں ۔ بعد اس کے شجاع الشمس سے آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! اس قدر کبھی بے تاب اور بے قرار اپنے لیے تجھے میں نے نہیں دیکھا ۔ باوجود آنکہ میں اس قدر جاں فشانی اور جاں بازی تیرے لیے کرتی ہوں ، احتیاج بیان کی نہیں ۔ اور میرے کہنے پر کیا موقوف ہے ، تیرا دل جانتا ہے ۔ بادشاہ زادے نے یہ شعر پڑھا :

بیت

احسان مند تیرے ھیں اے آسمان پری ھم
حاضر ھیں جان و دل سے خدمت میں ہر گھڑی ھم

اور کہا کہ اے آسمان پری ! اس وقت بے تابی اور بے قراری میری زیادہ اس لیے ھے کہ پھر یہ صحبت میسر آوے گی یا نہیں ، اور تیرے لیے بے قراری اور بے تابی کس واسطے کروں کہ تیری ملاقات اور دیدار میرے تئیں ھرلحظہ اور دم بہ دم میسر ھے ، اور تیرا عشق زیادہ ملکہ نگار سے میرے کاشانۂ دل میں جگہ رکھتا ھے ، اور سوائے عشق کے تیری غلامی اور بندگی جتنی کروں بجا ھے ۔ تو نے احسان اس مرتبہ میرے ساتھ کیے ھیں کہ تا قیامت اس کے عہدے سے نکلنا خلاف عقل اور دور قیاس سے ھے اور یہ شعر پڑھے :

فرد

گر ھوویں سو زبانیں ھر مو کے بیچ میرے
تو بھی ادا نہ ھوویں احسان و شکر تیرے

فرد

من یار یار کردم و در دل قرار نیست
عالم تمام گشتم و مثل تو یار نیست

آسمان پری نے یہ سن کر کہا کہ اے بادشاہ زادے ! سب طرح سے مجھے اپنی پرستار اور کنیز جان ، جو مجھ سے خدمت گزاری ھو سکے گی قصور نہیں کرنے کی ۔ یہ کہہ کر تخت ھوا دار پر

مع شجاع الشمس اور اختر سعید سوار ہو کر روانہ پرستان کو ہوئی ۔ لیکن احوال شجاع الشمس کا فراق سے ملکہ نگار کے سخت تباہ تھا ۔ زار و نزار ہو کر پھر کر دیکھتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا :

بیت

بے تو تا منزل رسیدن ہر قدم رو بر قفا
گریہ سر می کشم وانگاہ راہی میشوم

تاکجا احوال بے تابی اور بے قراری کا بیان کیجیے ۔ بادیدۂ گریاں شجاع الشمس و اختر سعید مع آسمان پری پرستان مین پہنچ کر داخل اپنے قصر کے ہوئے ۔ آسمان پری نے بادشاہ زادے کو اور اختر سعید کو واسطے نوش کرنے خاصے کے بارہا کہا ، بادشاہ زادے نے عذر بے خوابی کا اور ماندگی کا کرکے کہا کہ اے آسمان پری ! رات کے جاگنے سے مزاج سخت بے مزہ ھے اور آنکھوں میں نیند آ رہی ھے ۔ بعد رفع ماندگی کے جو کچھ کہ تو فرماوے گی عمل میں لاؤں گا ۔ ہر چند آسمان پری نے واسطے خاصہ نوش جان کرنے کے مبالغہ کیا ، بادشاہ زادے نے انکار کیا ۔ آسمان پری کی بھی آنکھوں میں خمار جاگنے کا بھر رہا تھا ۔ بادشاہ زادے سے رخصت ہو کر اپنے قصر میں آئی اور اُدھر بادشاہ زادہ اور اختر سعید بھی پلنگ خواب پر جا کر سکھ میں آئے ۔

قصہ مختصر پہر دن باقی رہا تھا کہ ادھر بادشاہ زادے اور اختر سعید کی آنکھ کھلی اور اُدھر آسمان پری بھی نیند سے چونکی اور یک مرتبہ خیال میں گزرا کہ بادشاہ زادہ اور اختر سعید بھی

نیند سے چونکے ہوں گے یا نہیں ۔ ایک پری زاد کو واسطے خبر کے بھیجا ۔ پری زاد بہ موجب احکام آسمان پری کے قصر میں بادشاہ زادے کے آیا اور دیکھا کہ بادشاہ زادہ اور اختر سعید جاگے ہیں لیکن باہم غمگیں اور ملول سے بیٹھے ہیں ۔ یہ احوال پری زاد نے شجاع الشمس کا دیکھ کر آسمان پری کو سنایا ۔ آسمان پری یہ احوال بادشاہ زادے کا سن کر اپنے قصر سے روانہ طرف بادشاہ زادے کے ہوئی ۔ بادشاہزادہ اور اختر سعید دور سے دیکھ کر واسطے استقبال کے اپنی مسند سے اٹھ کر کئی ایک قدم آگے بڑھے اور آسمان پری کو لا کر مسند پر بٹھلایا اور گفتگو اختلاط کی شروع کی ۔

یک مرتبہ نگاہ آسمان پری کی طرف اختر سعید کے گئی ۔ دیکھتی کیا ہے کہ آنکھوں میں آنسو بھر رہے ہیں ، رنگ چہرے کا زرد ہو رہا ہے ، لب خشک ہیں اور دم بہ دم لبوں سے آہ سرد جاری ہے ۔ تحقیق آسمان پری نے جانا کہ تیر عشق مشتری کا دل میں اختر سعید کے کام کر گیا ہے ۔ قہقہہ مار کر ہنسی اور یہ کئی شعر طرف اختر سعید کو خطاب کرکے پڑھے :

بیت

سمجھی تھی میں اے بھائی کرتا تھا تو جو گھاتیں
یعنی کہ مشتری سے آنکھوں میں کی ہیں باتیں
اس عشق کی تو لذت تجھ کو نہ تھی اے بھائی
شکر اللہ کیجے اب بارے تو نے پائی

بادشاہ زادے نے بھی طرف اختر سعید کے مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھا :

بیت

اب ہم ہنسیں بجا ہے احوال پر تمھارے
تشنیع و طعن ہر دم تھی حال پر ہمارے

اختر سعید نے یہ سن کر کہا کہ میں ہرگز اس بلائے عشق سے واقف نہ تھا ، یہ سب آفتیں اور اذیتیں جو مجھ پر دم بہ دم عشق سے پیدا ہیں ، تمھارے فیضان صحبت اور آسمان پری کی دولت اور مہربانیوں سے ہیں :

فرد

شرح و بیاں ہیں لاکھوں الفت کی داستاں کے
پر حال ہے جو دل کا قابل نہیں بیاں کے

یہ سن کر آسمان پری نے بہت سی تشفی اور دل جمعی اختر سعید کی حد سے زیادہ کی اور بادشاہ زادے نے بھی اختر سعید کو سمجھایا کہ اے بھائی اخترسعید ! جب تلک کہ تو کامیاب نہیں ہونے کا ، مجھے اپنی کامیابی منظور نہیں ، خاطر اپنی بہ ہر صورت جمع رکھ ۔ غرض‌کہ اسی طرح کبھی بادشاہ زادہ اختر سعید کو تشفی دیتا تھا اور کبھی آسمان پری دل جمعی اختر سعید کی کرتی تھی لیکن از بسکہ زخم تازہ تیغ عشق کا دل پر اختر سعید کے کارگر ہوا تھا ، نصیحت سے اور تشفی سے التیام پزیر نہ تھا اور دم بہ دم آہ سرد بھر کے یہ شعر پڑھتا تھا :

بیت

نو گرفتاریم بر ما گریہ کردن لازم است
نو نہالے را کہ بنشانند آبش می دھند

اور یہ شعر بھی با دیدۂ پُر آب پڑھا :

بیت

باتوں سے ایسی ایسے ہوتی ہے کب تشفی
معشوق جب ملے گا ہووے گی تب تشفی

آسمان پری نے سن کر کہا کہ اے بھائی ! تو سخت بے صبر ہے - اپنے تئیں سنبھال اور ہوش میں لا - تیرا کام سر سے اور آنکھوں سے بجا لاؤں گی کہ تیرا سر تا پا احسان میرے سر پر ہے کہ شجاع الشمس تیرے باعث میرے ساتھ ہنگامہ آرائے محبت اور مروت ہے اور شجاع الشمس میرا احسان مند ہو بجا ہے کہ میرے باعث وصل ملکہ نگار کا اُسے میسر آوے گا اور یہ شعر مخاطب ہو کر طرف اختر سعید کے پڑھا :

بیت

مقدور تک تو اپنے غافل نہیں رہوں گی
تیرا تو کام بھائی آنکھوں سے میں کروں گی

اسی گفتگو میں تھی کہ خاصہ والی نے عرض کی کہ خاصہ تیار ہے - آسمان پری بادشاہ زادے کو اور اختر سعید کو لے کر داخل نعمت خانے کے ہوئی - آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! خاصہ نوش کر - بادشاہ زادے نے کہا کہ اس وقت جی کچھ بے مزہ سا ہے مگر تمھاری خاطر عزیز ہے - آسمان پری نے کہا ''اگر میری خاطر تمھیں ایسی عزیز ہے ، خاصہ ایک طبق میں میرے ساتھ نوش کیجیے -'' بادشاہ زادے نے کہا کہ

اے آسمان پری ! اگر تیری خوشی اس میں ہے ، اس سے کیا بہتر ۔ یہ کہہ کر ایک طبق میں خاصہ باہم نوش کرکے برآمد نعمت خانے سے ہوئے ۔ آسمان پری نے ہاتھ طرف آسمان کے آٹھا کر کہا کہ اے پروردگار ! تیرا شکر اور احسان اگر ہزار زبان سے بیان کیجیے تو بھی ادا نہ ہو سکے ۔ آج طعام ایک طبق میں شجاع الشمس کے ساتھ نوش کرنا جو میسر میرے تئیں آیا ہے ، یہ سب احسان تیرا ہے یا دولت سے ملکہ نگار کی میسر آیا ہے ۔ بعد اس کے آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادے اور اے بھائی اختر سعید ! خاطر اپنی جمع رکھیے ۔ آج رات میں جاؤں گی اور خبر ملکہ نگار کی لاؤں گی کہ احوال آن کا کیا ہے اور آنھیں واسطے آنے کے یہاں پرستان میں بہ تقریب ضیافت کہتی آؤں گی کہ تیاری اپنی ، میرے یہاں آنے کی مع مشتری کر رکھیے گا ۔ یہ کہہ کر روانہ اپنے قصر کے ہوئی ۔ گھڑی دو ایک رات گزری تھی کہ آسمان پری تبدیل پوشاک کرکے قصر میں بادشاہ زادے کے آئی اور بادشاہ زادے سے کہا ”اگرچہ احتیاج کہنے کی نہیں ، تمھیں آپ پاس خاطر اختر سعید کی منظور ہے لیکن تازہ زخم رسیدہ محبت ہے ، غفلت اُس کی خبر گیری سے نہ کیجیے گا اور جو ملکہ نگار کو پیغام زبانی کہنا ہو کہیے ۔“ بادشاہ زادے نے کہا کہ میری طرف سے ملکہ نگار کو جو مناسب جانیے گا ، کہیے گا ۔

بیت

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

آسمان پری نے کہا ”بچشم اُس وقت جو زبان یاری دے گی

کہوں گی ۔" یہ کہہ کر اختر سعید سے کہا کہ اے بھائی اخترسعید ! بادشاہ زادے سے خبردار ! کسی نوع آزردہ خاطر نہ ہونے پاوے ۔ میں جاتی ہوں واسطے خبر ملکہ نگار کی اور جو مشتری کو زبانی پیغام بھیجنا ہو بیان کیجیے کہ تمھاری زبانی مفصل مشتری سے کہوں گی ۔ اختر سعید نے یہ سن کر آسمان پری سے کہا کہ وہ مشتری کم بخت بد وضع اور بد زبان ہے ، ناحق ناحق گالیاں اور کوسنے دیا کرتی ہے ؛ میں آپسے کیا کہوں ، تم مالک اور مختار ہو ، جو مناسب جاننا سو کہنا ۔ آسمان پری نے کہا "خیر جو مجھ سے باتیں تمھاری بہتری کی ہو سکیں گی ، قصور نہیں کرنے کی ۔" یہ کہہ کر تخت ہوادار پر سوار ہوکر روانہ طرف شہر روم کے ہوئی ۔

داستان آں کہ آمدن آسمان پری در باغ ملکہ نگار و ملاقات نمودن با ملکہ مذکور و مشتری

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ بادشاہ زادہ اور اختر سعید جب سے کہ ملکہ سے اور مشتری سے رخصت ہو ہمراہ آسمان پری کے پرستان میں آئے تھے، احوال ملکہ نگار کا فراق شجاع الشمس کے سے اس مرتبہ پر تباہ تھا کہ خارج بیان سے ہے ۔ اور مشتری نے زخم تازہ اختر سعید کے عشق کا دل پر کھایا تھا ، مثال مرغ نیم بسمل دم بہ دم فراق سے اختر سعید کے تڑپتی تھی ۔ ہر چند ملکہ نگار یہ احوال مشتری کا دیکھ کر پوچھتی تھی کہ باعث اس بے قراری کا اور گریبان چاکی کا کیا ہے ؟ مشتری عیار پن سے اظہار عشق نہ کرتی تھی ، بہانہ خفقان کا اور ہول دل کا زبان پر لاتی تھی اور ملکہ

سے دم بہ دم بہ طریق طعن اور تشنیع یہ کہتی تھی کہ اے ملکہ نگار ! اس قدر کل کی صحبت میں رو بہ‌رو آسمان پری اور شجاع‌الشمس اور اختر سعید کے جام محبت پی کر بے حجابی گانے اور بجانے میں اور بول چال میں تم نے اختیار کی تھی کہ یہ وضع کبھی تم سے ظہور میں نہیں آئی تھی ۔ اس بے حجابی کا باعث مجھ سے بیان کیجیے ۔ ملکہ نے ایک آہ سرد بھر کر یہ دو شعر رو بہ رو مشتری کے پڑھے :

قطعہ

مجلس میں دل خوشی کی جو چاہیے سو شے تھی
دل دار تھا اور مے تھی ، معشوق تھا اور نے تھی
آپس کے بیچ شکوہ بے جا ہے مے‌کشوں کو
عالم میں بے خودی کے کس کی خبر کسے تھی

یہ شعر پڑھ کر زار و نزار روئی اور بولی کہ اے مشتری دیکھیے یہ خانہ خراب عشق نوبت میری کہاں تک پہنچاوے لیکن آسمان پری کی خوبیوں سے توقع پڑتی ہے کہ وصل شجاع‌الشمس کا میسر آوے ۔ اسی گفتگو میں تھی ، گھڑی دو ایک رات نہ گزری تھی کہ تخت ہوادار آسمان پری کا ہوائے آسمان پر ملکہ نگار کو اور مشتری کو نظر آیا ۔ بے اختیار شاد ہوکر واسطے استقبال کے اٹھیں ۔ آسمان پری ہوا دار سے اتر کر صحن میں اس قصر کے آئی ۔ ملکہ نگار دوڑ کر آسمان پری کے گلے لگ گئی اور کہا کہ اے بہینا آسمان پری ! واللہ باللہ جس وقت سے کہ تم مع شجاع‌الشمس و اختر سعید روانہ پرستان کو ہوئے تھے ، میرا جی اور میرا خیال تمھیں میں تھا اور یہی دم بہ دم انتظار تھا کہ دیکھیے بہینا

آسمان پری کب تلک رونق افزا اس میرے غریب خانے کے ہو۔
یہ سن کر آسمان پری نے کہا کہ اے بہینا ملکہ نگار ! میرے تئیں
بھی تم بغیر چین اور قرار نہ تھا اور احوال بادشاہ زادے کا جو
کچھ کہ تمھارے فراق سے ہے ، کیا بیان کروں ، خارج بیان
سے ہے :

بیت

احوال عاشقوں کا کب قابل بیاں ہے
کہنے کو اس کے ملکہ قاصر مری زباں ہے

اے بادشاہ زادی ملکہ نگار ! دم بہ دم میرے تئیں ہر ساعت
بادشاہ زادے کی تشفی اور دل داری اور خاطر داری میں گزری
ہے ۔ اگر میں خدمت میں بادشاہ زادے کی تمھاری طرف سے نہ
ہوتی ، جینا بادشاہ زادے کا خلاف عقل تھا ۔ اور بعض وقت جو
میں بادشاہ زادے کے پاس نہ ہوتی تھی ، اختر سعید وزیر زادہ
بادشاہ زادے کو سمجھا کر بے تابی اور بے قراریٔ عشق سے باز
رکھتا تھا ؛ سواب اختر سعید اپنے احوال میں ایسا گرفتار ہے کہ
اسے نہ اپنی خبر ہے نہ بادشاہ زادے کے احوال سے آگاہ ہے ۔
یہ سن کر آسمان پری سے ملکہ نگار نے کہا کہ اے بہینا آسمان پری !
یہ احوال جو اختر سعید کا اس مرتبے پر پہنچا ہے ، کچھ دریافت
بھی کیا کہ آیا کیا باعث ہے ؟ آسمان پری نے کہا کہ اے ملکہ نگار
یہ آفت اختر سعید پر مشتری وزیر زادی لائی ہے ۔ زندگی میرے بھائی
اختر سعید کی تمھارے ہاتھ ہے ۔ ملکہ نگار نے کہا کہ اے بہینا آسمان پری
اگر مشتری کی خاطر احوال اختر سعید کا تباہ اور زبون ہے ، میرا
ذمہ کہ مشتری کو راہ پر لا کر اختر سعید سے ملا دوں گی ۔

جس وقت کہ ملکہ نگار آسمان پری سے یہ بات کر چکی مشتری سن کر جی میں خوش ہوئی لیکن بہ ظاہر عیار پن سے بولی کہ اے ملکہ نگار ! ایسی باتیں چھیڑ چھاڑ کی مجھ سے نہ کیا کیجیے اور آسمان پری کو میں کیا کہوں ، انھوں نے یہ شیوہ مسخرے پن کا میرے چھیڑنے کو تمھارے ھنسانے کے لیے اختیار کیا ھے اور اختر سعید کو میں کیا جانوں کہ وہ کون ھے ۔ لیکن اے آسمان پری میری گستاخی معاف ، برا نہ مانیے گا ؛ کل ضیافت میں بادشاہ زادے کے ساتھ تمھارا بھائی اختر سعید آیا تھا ، عقل سے میں نے دریافت کیا ھے کہ وہ بھی ایک وضع مسخرا پن کی رکھتا ھے ۔ تمھیں ایسی وضع کے لوگ خوش آتے ھیں ، اس واسطے تم نے اسے اپنا بھائی مقرر کیا ھے ۔ آئندہ میرے ساتھ ایسی باتیں نہ کیجیے گا ۔ آسمان پری بے اختیار ھو کر ھنسی اور یہ دو شعر پڑھے :

ابیات

ھر چند تو چھپاوے اسرار دوستی کا
چھپتا نہیں ھے ھر گز آثار دوستی کا
معلوم کر گئی ھوں باتیں میں تیرے کٹ کی
تو مشتری مقرر بھائی سے میرے اٹکی

یہ سنتے ھی مشتری مثال سپند کے آتش غیرت سے اچھلی اور گریبان پھاڑ کر اور منہ پیٹ کر بولی کہ وہ موا ، نا محرم کم بخت کون ھے کہ جس سے میں اٹکوں گی ۔ اپنی جوتیوں پر سے ایسے ھزاروں صدقے کیے تھے ۔ آسمان پری قہقہہ مار کر ھنسی کہ خیر اے مشتری میرے بھائی کو جو تیرے جی میں آوے کہہ لے ۔ ملکہ نگار کی خاطر میرے تئیں اور بھائی اختر سعید

کے تئیں بہت عزیز ہے کہ تو میری بھاوج ہے ورنہ تیرے تئیں اس بد زبانی کا مزا بھی دکھا دیتی ۔ یہ سنتے ہی مشتری بولی ''واہ واہ پھر وہی باتیں مجھ سے شروع کیں ۔ لو میں اپنے باپ کے گھر جاتی ہوں ، اپنی کائنات رکھ چھوڑیئے ، مجھے تم نے مقرر مسخرا بنایا ہے ۔ اور میں جانتی ہوں جب تم اپنے پرستان سے آیا کرو گی میرے تئیں یونہیں چھیڑا کروگی، پس میرا رہنا یہاں کیا ضرور ہے ۔ ملکہ نگار نے دیکھا کہ آسمان پری اور مشتری باہم باتیں چھیڑچھاڑ کی کر رہیں ہیں، آسمان پری سے کہا کہ اے بہینا آسمان پری ! اس مشتری کم بخت کو ضیافت کے دن سے ایک سودا اور خبط سا ہوگیا ہے ، اس کی باتوں پر مدنظر نہ کرو ۔ آج کل یہ ہر ایک سے باتوں میں نا حق اُلجھ پڑتی ہے ۔ بہینا جانے دو ، آؤ باتیں اور شروع کیجیے ۔

قصہ مختصر آسمان پری اور ملکہ نگار باہم گفتگو اختلاط کی دیر تلک کیا کیں ، بعد اس کے آسمان پری نے کہا ''اے بہینا ملکہ نگار ! میرے کلبۂ احزان پرستان میں بہ تقریب ضیافت کس روز قدم رنجہ فرمائیےگا ؟ بیان کیجیے ۔''

ملکہ نگر بولی ''جس روز فرمائیے ، حاضر ہوں'' ۔

مشتری نے یہ سن کر کہا کہ اے بادشاہ زادی ملکہ نگار ! مدت مدید گزری ہے کہ جس روز سے تم اس باغ میں بہانے سے بیماری کے آئی ہو ، مشرف اپنے باپ کی قدم بوسی سے نہیں ہوئی ۔ بہتر یوں ہے کہ یہاں سے چل کر چندے خدمت میں باپ کے رہیے ، بعد کئی دنوں کے تقریب کسل مزاج کی حضور میں کرکے رخصت لے کر داخل اس باغ کے ہوجیے ، بعد اس کے پرستان میں جائیے مضایقہ اور اندیشہ کسی نوع کا نہیں ہے ۔ اگر یہ مناسب جانیے ، عمل میں لائیے کہ میں نے از راہ خیرخواہی کے

عرض کی ہے ، آیندہ حضرت ملکہ مختار ہیں ۔ یہ عرض و مصلحت
مشتری کی ملکہ نگار نے اور آسمان پری نے حد سے زیادہ پسند
کرکے تحسین و آفرین کی ۔ بعد اس کے ملکہ نگار نے کہا کہ
اے بہینا آسمان پری ! جس وقت کہ میں اپنے باپ کے پاس گئی ، ملاقاتیں
تمھاری مخلہ بالطبع ہوئی میرے ساتھ خلاف عقل اور باہر قیاس
سے ہے ، مگر جب تک کہ اس باغ میں نہ آؤں ۔ آسمان پری نے
یہ سن کر کہا کہ اے بہینا ملکہ نگار ! اس بات کا اندیشہ تو
عبث کرتی ہے ۔ پہر رات گئے میں ہر روز واسطے تمھارے دیکھنے
کے آیا کروں گی ۔ پس تمھیں لازم ہے کہ دوگھڑی پیشتر میرے
آنے سے خلوت کر رکھا کیجیے کہ سوائے مشتری کے تمھاری
خدمت میں غیر کوئی نہ ہووے ۔ میں کئی ایک دم بیٹھ کر
پرستان کو چلی جایا کروں گی ۔ ملکہ نگار یہ مہربانی آسمان پری
کی سن کر حد سے زیادہ خوش ہوئی اور بولی کہ اے بہینا
آسمان پری ! پیش ازیں جس طرح میری گزرتی تھی ، بسر لے جاتی
تھی ۔ لیکن جس روز سے کہ تم نے ملاقات مجھ سے کی ہے میں تمھیں
اپنا باعث زندگی سمجھتی ہوں اور خدا اس بات سے آگاہ ہے کہ
اگر ایک روز میں تمھیں نہ دیکھوں ، قریب ہلاکت کے پہنچ جاؤں ۔
آسمان پری نے یہ سن کر کہا "مجھ سے جو بندگی ہو سکے گی ،
قصور نہیں کرنے کی ۔ لیکن اے ملکہ ! یہ سب باتیں اپنے کام کی
خاطر ہیں ۔ اس روز دیکھیں گے کہ جب ہم آغوشی بادشاہ زادے
کی تمھیں میسر آوے گی ، رہے گی یا نہ رہے گی ۔ ملکہ نگار نے
کہا کہ اے آسمان پری ! تمھاری احسان مند ہوں ، اب سے زیادہ اس
وقت کنیزی کروں گی ، خاطر اپنی جمع رکھ ۔ مشتری نے کہا
کہ اے ملکہ نگار تو نے اپنے تئیں ایسا ذلیل و خوار کیا ہے
کہ بیان سے باہر ہے ۔ بادشاہ روم کی بیٹی ہوکر اپنے تئیں لونڈی

بناتی هو ؟ یه کہاں کی غیرت ہے۔ آسمان پری نے کہا ''اے مشتری ! خاطر اپنی جمع رکھ ، تجھے بھی قریب ہے کہ لونڈی بنا چھوڑوں ۔'' یہ کہہ کر کہا کہ وہ بھی دن نزدیک ہے ۔ ۔ ۔ ۔ کچھ پیغام زبانی شجاع الشمس کو اگر کہنا ہے تو ارشاد کیجیے۔ بادشاہ زادی ملکہ نگار نے کہا کہ میری طرف سے پیغام گزارنے میں تم مختار ہو ، جو بہتر اور مناسب جانیے گا سو کہیے گا اور قلم دان منگوا کر یہ ایک شعر لکھ کر واسطے بادشاہ زادے کے حوالے آسمان پری کے کیا :

بیت

در و دیوار من آئینہ شد از کثرت شوق
ہر کجا می‌نگرم روے ترا می بینم

آسمان پری نے یہ کاغذ ملکہ نگار سے لے کر مشتری سے کہا کہ اے مشتری میرا بھائی اختر سعید جو تیرا احوال کچھ پوچھے گا ، میں کیا بیان کروں گی ؟ تجھے لازم یوں ہے کہ تو بھی کچھ اختر سعید کو واسطے تسلی کے میری زبانی کہہ بھیج ۔ یہ سنتے ہی مشتری نے اپنا منہ پیٹ کر آنکھوں میں آنسو مکر سے بھر لائی اور بولی کہ اے بادشاہ زادی آسمان پری ! اختر سعید کون ہے کہ جس کو میں کچھ پیغام بھیجوں مگر تم نے واسطے میرے چھیڑنے کے نام اختر سعید کا لینا شروع کیا ہے ۔ اگر میری خاطر تمھیں منظور ہے ، ایسی باتیں زبان پر نہ لایا کیجیے، لیکن زبردستی کی بات نرالی ہے ۔ آسمان پری نے یہ سن کہا کہ اے مشتری ! تو سخت عیار اور فند باز ہے ، میں صریح جانتی ہوں کہ تو گرفتار محبت اور عشق میں اختر سعید کے ہے لیکن زبان پر نہیں لاتی ،

بھلا کب تک ؟ ایک روز آپ سے آپ ظاہر ہو رہے گا اور عالم بے اختیاری میں خود بہ خود اظہار عشق کرے گی ۔ یہ کہہ کر آسمان پری نے تخت ہوادار طلب کیا ۔ ملکہ نگار سے رخصت ہو کر روانہ پرستان کو ہوئی ۔

داستان آں کہ رخصت شاہ رفتن آسمان پری
بہ طرف پرستان‌ونیز رفتن ملکہ و مشتری
از باغ براے دیدن پدر خود در
شہر روم و چندے آں جا
بسر بردن و باز آمدن
در باغ بہ بہانہ
بیماری‌وکس‌مزاجی

راوی نے یوں روایت کی ہے جس روز کہ آسمان پری پرستان کو روانہ ہوئی تھی، اسی دن ملکہ نگار مشتری کو ہمراہ لے کر باغ سے روانہ اپنے دولت سرا کو ہو کر مشرف قدم بوسی سے اپنے باپ کے ہوئی ۔ ایک قصر مطبوع و دل کش میں رہنا علیحدہ اختیار کیا اور ہمیشہ دنوں وقت واسطے مجرے کے خدمت میں اپنے مادر و پدر کے ملکہ نگار مشتری کو لے کر جایا کرتی تھی ۔

اب احوال سنیے شجاع الشمس کا کہ آسمان پری جب تک کہ خبر ملکہ نگار کی شہر روم سے لاوے، عجب عالم بےقراری کا تھا اور آنکھیں بادشاہ زادے کی اور اختر سعید انتظار میں آسمان پری کے طرف آسمان کے لگ رہیں تھیں ۔ اتنے میں گھڑی دو ایک رات باقی رہی

تھی کہ تخت آسمان پری کا آسمان پر نظر آیا ۔ بے اختیار بادشاہ زادہ اور اختر سعید دیکھ کر خوش ہوئے اور واسطے استقبال کے اٹھے ۔ اتنے میں تخت آسمان پری کا صحن میں قصر کے آیا ۔ آسمان پری تخت سے اتری ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید اور آسمان پری دالان میں قصر کے پہنچے اور باہم مسند پر ایک جا بیٹھے ۔ بعد اس کے آسمان پری نے تمام احوال ملکہ نگار کا اور جانا باغ سے باپ کے پاس کا شجاع الشمس سے بیان کیا اور وہ جو کاغذ ملکہ نگار نے دیا تھا حوالے بادشاہ زادے کے کیا ۔ بادشاہ زادے نے دیکھ کر آنکھوں کو لگایا ۔ بعد اس کے بادشاہ زادے نے کہا کہ اے آسمان پری ! در صورتے کہ بادشاہ زادی ملکہ نگار اپنے باپ کے پاس گئی ، تمھاری ملاقات ملکہ نگار سے معلوم ۔ آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! میں اس میں لاچار ہوں ۔ واقعی میرا پہنچنا ملکہ نگار تک سخت دشوار ہے ۔ بادشاہ زادے نے یہ سن کر گریبان صبر چاک کیا ، زار و نزار رونا شروع کیا اور کہا کہ اے آسمان پری ! تمھارا اس میں قصور کیا ہے ، یہ سب خوبی اپنے نصیب و قسمت کی ہے ۔ حکم الٰہی سے انحراف کرنا اور تابع رضا کے نہ ہونا محض نادانی ہے ۔ ہر امر میں شکر و صبر درکار ہے :

بیت

اس کی رضا سے ہم کو کرنا کنارہ کیا ہے
مرضی جو حق کی یوں ہے تو اپنا چارہ کیا ہے

''قہر درویش برجان درویش'' آسمان پری نے بادشاہ زادے سے یہ شعر سن کر در جواب اس کے یہ شعر پڑھا :

فرد

درگہ سے اپنے حق کی ہردم امید رکھیے
نومیدی دور کیجیے بیہم امید رکھیے

مثل مشہور ہے کہ ''درعالم نومیدی امید ہا ست'' اور کہا کہ اے بادشاہ زادے! بہ ہر صورت خاطر اپنی جمع رکھ اور غم کو دل میں راہ نہ دے، انشاء اللہ تعالیٰ اس کا نتیجہ نیک ظہور میں آوے گا۔

بیت

مقدور تک میں اپنے اس میں سعی کروں گی
جس طور ہو سکے گا ملکہ سے جا ملوں گی

بادشاہ زادے نے آسمان پری سے کہا کہ اے آسمان پری! میری زندگی تیرے ہاتھ ہے، جس طور سے تو میری زندگانی جانے عمل میں لا:

بیت

ہر امر کی تجھی سے رکھتا ہوں میں توقع
کر لیوے گی تو آپ ہی جو بات ہوگی موقع

آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادے! آج بہ دستور معمول واسطے خبر لانے ملکہ نگار کے محل سرا میں شاہ روم کے جاؤں گی، جو احوال ہوگا دریافت کرکے بیان کروں گی۔ اب جو کچھ زبانی پیغام یا کچھ لکھ بھیجنا ہو، مجھے دیجیے کہ ملکہ کو پہنچا کر جواب اس کا لے کر تمھیں پہنچاؤں گی۔ بادشاہ زادے

نے فی‌البدیہہ یہ کئی شعر اور دوہرہ فراق و اشتیاق میں ملکہ نگار کے تصنیف کر کے حوالے آسمان پری کے کیے :

بیت

آنکھوں میں میری ملکہ پھرتی ہے تیری صورت
جب تک نہ تو ملے گی ، کیا ہوگی میری صورت

فرد

جس دن سے دیکھ آئے بے تاب رہتے ہیں گے
اس درد اور الم سے بے خواب رہتے ہیں گے

دوہرا

من مکھ آوے نہیں بتیاں لکھی نجات
اپنے من سے جانیو میرے من کی بات

آسمان پری نے یہ اشعار بادشاہ زادے سے واسطے ملکہ نگار کے لے کر اختر سعید سے کہا کہ اے بھائی ! تمھیں بھی اگر واسطے مشتری کے کچھ کہنا ہو کہیے ۔ اختر سعید نے کہا ”تم اُس کم بخت بدوضع کے مزاج سے واقف ہو ، میں کیا کہوں ۔ جو مناسب اُس سے کہنا جانو گی کہنا ۔“ آسمان پری نے کہا ”بہت بہتر ۔“ یہ کہہ کر آسمان پری رخصت ہوکر اپنے قصر کو سدھاری ۔ تمام روز جب کہ گزرا ، رات شروع ہوئی ، آسمان پری نے اختر سعید کو بلوا بھیجا اور کہا کہ اے بھائی اختر سعید ! میں واسطے خبر ملکہ نگار کے طرف روم کے جاتی ہوں ، جب تک

که میں آؤں ، بادشاہ زادے کے تئیں کسی نوع سے آزردہ خاطر نہ ہونے دینا ۔ ناچ میں ، رنگ میں ، فرحت کی باتوں میں مشغول رکھنا ۔ اختر سعید نے کہا کہ اے بادشاہ زادی آسمان پری ! تمھارا فرمانا بسر و چشم بجا لاؤں گا ، لیکن مجھے آپ تقید ہے کہ بادشاہ زادے کے تئیں کسی نوع سے رنجیدہ نہ ہونے دوں ۔ خاطر مبارک جمع رکھیے ، بادشاہ زادے کو بہ ہر صورت تمھارے آتے تلک ان شاء اللہ تعالیٰ مسرور اور شاد رکھوں گا ۔ یہ کہہ کر آسمان پری سے رخصت ہو کر خدمت میں بادشاہ زادے کی آیا ۔ اور اُدھر بعد گزرنے دو گھڑی رات کے آسمان پری نے تخت ہوادار طلب کیا ، سوار ہو کر روانہ شہر روم کے ہوئی ۔

داستان آنکہ روانہ شدن آسمان پری از پرستان بہ طرف روم برائے دیدن ملکہ نگار و مشتری

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ ملکہ نگار جس روز سے محل میں باپ اپنے کے گئی تھی اُسی روز سے یہ نقشہ مقرر کیا تھا کہ بعد گزرنے پہر رات کے خواب گاہ میں سوائے مشتری کے دم صبح تلک کوئی نہ رہے ۔ ہمیشہ بعد پہر رات کے جھاڑا ہو جایا کرتا تھا ۔ پہر بھر گھڑی رات گزری تھی کہ ملکہ نگار اُس عالم خلوت میں مشتری سے کہنے لگی کہ اے مشتری ! جس روز سے بادشاہ زادے شجاع الشمس کو میں نے بہ ظاہر دیکھا ہے ، دونی بے قراری اور بےکلی میرے تئیں رہتی ہے ۔ دیکھیے وصل کب تک میسر آوے اور دیکھیے کہ آسمان پری آج موافق اپنے قول و قرار کے یہاں بھی آتی ہے یا نہیں ۔ مشتری نے کہا کہ

اے بادشاہ زادی ! مطلق باشاہ زادے کا ملنا وہم و گمان میں نہ تھا ۔ سو اُسی حق سبحانہ تعالیٰ نے سبب سے آسمان پری کہ وہ غیرجنس ھے ، بادشاہ زادے کو تم سے ملوایا ۔ وہ بھی ایک دن اُس کے کرم سے ھے کہ وصل بادشاہ زادے کا خاطر خواہ بہم پہنچے ۔ اسی گفتگو میں تھی کہ تخت آسمان پری کا ھوائے آسمان سے صحن میں قصر کے اُترا ۔ ملکہ نگار اور مشتری بے اختیار ھو کر واسطے استقبال کے اُٹھیں اور اُدھر آسمان پری ھوا دار سے اُتر کر طرف ملکہ نگار کے روانہ ھوئی ۔ ملکہ نگار دوڑ کر گلے سے آسمان پری کے لگی اور ھاتھ میں ھاتھ لے کر رونق افزا دالان کے ھوکر مسند پر باھم بیٹھیں اور خیر و عافیت آپس کی پوچھ کر گفتگو اختلاط کی دم ایک باھم رکھی ۔ بعد اس کے جو احوال بادشاہ زادے کا آسمان پری نے درد فراق سے سرتاپا دیکھا تھا ، بیان کیا اور اشعار اور دوھرے بادشاہ زادے نے تصنیف کر کے جو بھیجے تھے ، آسمان پری نے ملکہ نگار کو دیے ۔ ملکہ نگار نے ھاتھ میں لے کر آنکھ کو لگایا ، بعد اُس کے سرتاپا اشعار مطالعہ کر کے حوالے مشتری کے کیے اور مشتری سے کہا کہ وہ جو بیاض لکھی ھوئی شعر ھائے سوختہ اور برشتہ سے میرے سرھانے دھری ھوئی ھے ، نقل ان شعروں کی اُس بیاض میں لکھنا کہ اکثر اس کے مطالعے سے میرے تئیں ایک تشفی اور تسکین دل مہجور کی اور جان غمگین کی ھوا کرے گی ۔ مشتری نے ملکہ نگر سے اشعار بادشاہ زادے کے لےکر رو بہ رو آسمان پری کے داخل بیاض کے کیے ۔ بعد اس کے بادشاہ زادی ملکہ نگار نے قلم‌دان و کاغذ طلب کر کے اپنے دست نگاریں سے کاغذ حنائی پر ، اشک سرخ آنکھوں میں بھر لا کر ، یہ کئی شعر و دوھرے فی البدیہ لکھ کر حوالے آسمان پری کے کیے :

فرد

نا گفتنی ہیں باتیں صد چاک، دل کی اپنے
میں کیا لکھوں حقیقت غم ناک دل کی اپنے

مخمس

وہ کون سی گھڑی تھی جب یہ لگن لگائی
تن چھوڑتا نہیں ہے یک شب تپ جدائی
اور وصل مانگتا ہے جی مجھ سے منہ دکھائی
من شمع جاں گدازم تو صبح دل کشائی
نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی
دوری سے تیری مجھ کو اے آفتاب عالم
روتے ہی روتے گزریں راتیں مثال شبنم
جس دم تو منہ دکھاوے ہوں میں فنا ہی اُس دم
نزدیک ایں چنینم دور آں چناں کہ گفتم
نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

فرد

بے چین ہی رکھے ہے درد فراق تیرا
رہتا ہے دیکھنے کا نت اشتیاق تیرا

دوہرا

تیری برہ کی آگ میں جلتی ہوں دن رین
بپتت ہے جو جی پر لکھے نہ جاویں بین

ایضاً دوہرا

ساون مانوں جھر لگا برست مورے نین
دوو ملیں گے انگ جب تبھی پریگو چین

ایضاً دوہرا

حرکت یا میں ناہ کچھ خالی پر وہی تن
پاتی یہ مت جانیو بھیجا اپنا من

آسمان پری نے یہ اشعار ملکہ نگار سے لے کر حوالے اپنی ایک خواص پری زاد کے کیے ۔ بعد اس کے مشتری سے کہا کہ اے بھابی ! میرے بھائی اختر سعید کی خاطر بھی اگر کچھ لکھنا ہو تو لکھ بھیج کہ وہ تیرے درد فراق میں بے خور و بے خواب روز و شب رہتا ہے ۔ آ ، یہ باتیں جانے دے ، مجھ سے اور بہینا ملکہ نگار سے چھپانا محبت کا کیا ضرور ہے ، مگر آن سے چھپانا لازم ہے کہ آن سے خطرہ اور اندیشہ افشائے راز کا اور رسوائی کا ہو اور ہم تو تیرے یار ہیں ، غیر نہیں ۔

بیت

ایسی باتیں کوئی یاروں سے چھپاتا ہے بھلا
یار ہیں ہم تو ترے یار کچھ اغیار نہیں

مشتری نے یہ سنتے ہی آسمان پری سے کہا کہ مجھے تمھارے بھائی سے کیا غرض اور کیا کام کہ میں اسے کچھ لکھوں یا پیغام زبانی کہہ بھیجوں ۔ مجھ سے ایسی باتیں نہ کیا کیجیے ۔ تمھاری ان باتوں سے ابھی میں اگر شور و غل کرنے لگوں تو

اور ایک رسوائی ناحق کی ہو۔ تمام محل کے لوگ ابھی دوڑے پڑتے ہیں کہ خلوت میں بادشاہ زادی ملکہ نگار کے پاس یہ کیسا شور اور غل ہے۔ پھر اس وقت خدا نخواستہ کیا صورت واقع ہو اور کیا بلا در پیش آوے۔ اختر سعید تمھارا بھائی تو کیا ہے، اگر ہفت اقلیم کے بادشاہ کا بیٹا ہو تو بھی آسے میں خاطر میں نہ لاؤں۔

آسمان پری نے یہ سن کر مشتری سے کہا: مثل ''من بھاوے اور منڈیا ھلاوے'' بہ ظاہر تو یہ انکار اور باطن میں بے قرار اور بہانہ خفقان کا۔ خدا میں سب قدرت ہے، ایک دن وہ بھی ہوگا کہ تو ملتجی مجھ سے ہوگی۔'' مشتری نے کہا ''خدا وہ دن مجھے نہ دکھلاوے، پیوند زمین کا کرے کہ واسطے امر نا معقول کے میں تم سے التجا کروں۔'' ملکہ نگار نے آسمان پری سے کہا کہ اے بہینا آسمان پری! یہ کم بخت مشتری نہایت بد وضع اور ہرزہ گفتار ہے، اس کی باتوں پر لحاظ نہ کرنا، اس کے عوض جو مجھے کہنا ہو کہہ لیجیے۔ آسمان پری نے کہا کہ اے بہینا ملکہ نگار! مجھے غصہ اور جھنجھلاہٹ اس کے چھپانے پر آتا ہے۔ صریح میرے بھائی اختر سعید پر عاشق اور مفتون ہے لیکن از راہ شوخی و عیاری مجھ سے اور تم سے چھپاتی ہے۔ ملکہ نگار نے کہا کہ اے بہینا آسمان پری! اگر واقعی یہ یوں ہے تو ایک دن خود بہ خود ظاہر ہو رہے گی؛ علی الخصوص یہ کم بخت عشق، مشک کا خواص رکھتا ہے، اگر ہزار پردوں میں ہو ممکن ہے کہ بو اس کی نہ پھیلے، پھیلے ہی پھیلے۔ اسی طرح کی گفتگو میں باہم تھیں کہ آسمان پری کا خیال ستارۂ شب پر گیا۔ دریافت کیا کہ رات تھوڑی رہ گئی ہے۔ گھبرا کر مسند سے آٹھی اور بولی کہ اے بہینا ملکہ نگار! جی تو نہیں

چاھتا کہ تمھارے پاس سے اٹھیے لیکن صبح قریب ہے ، خوف رسوائی کا بھی ہے اور بادشاہ زادے کو میرا انتظار ہوگا ؛ بہتر یوں ہے کہ مجھے رخصت فرمائیے ۔ ملکہ نگار نے کہا کہ بہرصورت تمھاری تابع امر کے ہوں ۔

قصہ مختصر آسمان پری ملکہ نگار سے رخصت ہو کر تخت هوادار پر بیٹھی اور روانہ پرستان کو ہوئی ۔

داستان آنکہ رفتن آسمان پری از نزد ملکہ نگار در پرستان و اشعار ملکہ نگار دادن به شاه زاده والا اقتدار شجاع الشمس

راوی نے یوں روایت کی ہے جب سے آسمان پری بادشاہ زادے شجاع الشمس سے رخصت ہو کر طرف شہر روم کے واسطے ملاقات بادشاہ زادی ملکہ نگار کے گئی تھی ، بادشاہ زادے کو نہایت قلق اور اضطراب تھا اور دم بہ دم اختر سعید سے یہی کہتا تھا کہ اے بھائی اختر سعید ! ملکہ نگار اپنے باپ کے گھر جماعت کثیر میں جا پڑی ہے ، دیکھیے آسمان پری کو ملاقات ملکہ نگار کی میسر آتی ہے یا نہیں ۔ اختر سعید نے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! آسمان پری نہایت عاقل اور دانائے روزگار ہے ۔ بہر صورت ملکہ نگار سے ملاقات کر کے آوے گی ۔ یہ ممکن نہیں کہ بے ملاقات ملکہ نگار آوے ۔ بادشاہ زادے نے کہا کہ اے بھائی اختر سعید ! واللہ باللہ میرے تئیں یہی دغدغہ ہے کہ ملاقات ہوتی ہے یا نہیں ۔ باہم بادشاہ زادہ اور اختر سعید مذکور اسی نوع کا کر رہے تھے ۔ گھڑی دو ایک رات باقی رہتی تھی کہ تخت آسمان پری کا ہوائے آسمان سے صحن میں قصر کے آیا ۔

بادشاہ زادہ اور اختر سعید بے اختیار دیکھ کر خوش ہوئے۔ مسند سے بادشاہ زادہ واسطے استقبال کے اٹھا ۔ آسمان پری کو تخت سے اتار کر ہمراہ اپنے لا کر مسند پر بٹھلایا ۔ آسمان پری نے بیٹھتے ہی اختر سعید سے پوچھا کہ اے بھائی اختر سعید ! بارے بادشاہ زادے کا مزاج کس طور سے رہا ؟ اختر سعید نے کہا "بہرصورت بندے نے تمام رات باتوں میں اور قصے میں بادشاہ زادے کو تمھارے آتے تلک مشغول کر کے خوش رکھا ۔ اور میرے کہنے پر کیا موقوف ہے ، بادشاہ زادہ حاضر ہے، پوچھ لیجیے ۔" آسمان پری نے اختر سعید کو گلے لگایا اور کہا کہ اے بھائی اختر سعید! تیری سلیقہ شعاری میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے ۔ ہم دم و جلیس و انیس خدمت میں بادشاہوں کے اور بادشاہ زادوں کے ایسے ہی چاہیے ہیں جیسا کہ اے بھائی تو ہے ۔ اختر سعید یہ تحسین و آفرین سن کر اٹھا اور آداب بجا لایا ۔ بعد اس کے آسمان پری سے اختر سعید نے احوال ملکہ نگار کی ملاقات کا اور صحت مزاج کا پوچھا کہ اے بادشاہ زادی ! ملکہ نگار کا جلد احوال بیان کر کہ بادشاہ زادے کو سخت قلق و اضطراب ہے۔ آسمان پری نے اتفاق اپنی ملاقات کا ملکہ نگار سے جس طور سے کہ ہوا تھا، بیان کیا اور وہ کئی شعر اور دوہرے بھیجے ہوئے ملکہ نگار کے بادشاہ زادے شجاع الشمس کو دیے ۔ شجاع الشمس نے آنکھوں کو لگا کر سرتاپا مطالعہ کیا اور یہ شعر پڑھا :

قاصد یہ اُس کا نامہ نہیں گویا جان ہے
واللہ زندگی کا مِیری نشان ہے

آسمان پری نے یہ سنتے ہی بادشاہ زادے کو کہا کہ ہمارے رو بہ رو بے باک ہوکر یہ باتیں کرنی اور اظہار عشق کرنا ؟

بادشاہ زادے نے کہا کہ اے بادشاہ زادی ! ملکہ نگار سے مجھے عشق ہے کہ ایسی باتیں کرتا ہوں اور تیرا بندہ احسان کا ہوں ، تو نے میرے تئیں بن داموں مول لیا ہے ، جب تک جیوں گا تیری بندگی اور غلامی سے قصور نہیں کرنے کا :

مصرع

ما بندۂ تو ایم کہ بے زرخریدۂ

بلکہ میں کیا ملکہ نگار بھی تیری احسان مند ہے اور جو احسان تیرا نہ مانے اس کی آدمیت سے بعید ہے ۔ آسمان پری نے کہا ''اے بادشاہ زادے ! خاطر اپنی جمع رکھ ، جو مجھ سے خدمت اور بندگی ہوسکے گی قصور نہیں کرنے کی ۔'' یہ کہہ کر بادشاہ زادے سے رخصت ہو کر اپنے قصر کو سدھاری ۔

داستان آنکہ خود را بیمار انداختن ملکہ نگار بمشورۂ مشتری و رخصت باغ طلبیدن از پدر خود و رخصت دادن آں ملکہ نگار را مع مشتری

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جب کہ آسمان پری ملکہ نگار سے رخصت ہو کر پرستان کو گئی ، مشتری نے ملکہ نگار سے کہا کہ اے بادشاہ زادی ! آسمان پری سے تم نے قول و عہد کیا ہے کہ واسطے ضیافت کھانے کے پرستان میں آؤں گی ۔ پس اے بادشاہ زادی ! ایفائے عہد کرنا ضرور ہے ۔ ملکہ نگار نے کہا کہ اے مشتری ! میرے ہر ایک امر کی تو مختار ہے ، جس طور سے تو میرا پہنچنا پرستان میں سمجھے ، وہ تدبیر عمل میں لا ۔ مشتری

نے کہا ''اگر یہاں سے پرستان میں بہ‌تقریب ضیافت جائیے ، سو یہ خلاف عقل ہے مگر بہ بہانۂ بیماری یہاں سے باغ میں رخصت لے کر باپ سے چلیے ، پھر بعد کئی دن کے وہاں سے پرستان کو چلیے ، مطلق کسی پر تمھارے جانے کا علم نہیں ہونے کا ۔ بادشاہ زادی ملکہ نگار نے یہ سن کر مشتری سے کہا کہ تو اس امر کی بھی مختار ہے ، جو ہو سکے قصور نہ کرنا ۔ مشتری نے کہا کہ دو تین روز اپنی شکل بیماروں کی سی کم غذائی سے بنائیے کہ میں حضور میں قتلغ شاہ کے عرض کرکے رخصت باغ کے جانے کی لاؤں گی ۔

قصہ مختصر بادشاہ زادی نے مشورے سے مشتری کے کھانا پینا موقوف کرکے پلنگ خواب سے اٹھنا بیٹھنا موقوف کیا ۔ یہ ملکہ کی خبر کسل مزاجی کی قتلغ کو پہنچی ، سخت تشویش میں ہوا اور آپ دیکھنے کو آیا ۔ مشتری نے حضور میں عرض کرکے کہا کہ حضرت سلامت ! آب و ہوا اندرون شہر کی حضرت ملکہ نگار کو معلوم ہوتا ہے کہ موافق نہ آئی ۔ پیش ازیں بھی مزاج بادشاہ زادی کا زیادہ اس سے کسل مند ہوا تھا ۔ حضور سے رخصت لے کر جس دن سے باغ میں رہنا اختیار کیا ، اسی دن سے مزاج بادشاہ زادی کا روز بہ روز بحال آتا گیا بلکہ غسل صحت فرمایا ۔ توانائی اور قوت مزاج میں قدرے قلیل بہم پہنچی تھی کہ اشتیاق حضرت کی قدم بوسی کا ملکۂ زماں کو غالب ہوا ، حضور میں آ کر رہنا یہیں کا یعنی محل معلّی کا اختیار کیا ۔ از بس کہ مزاج میں فی‌الجملہ نقاہت باقی تھی ، یہاں کی آب و ہوا نے موافقت نہ کی ، بیماری بہ دستور لاحق ہوئی ۔ اگر حضرت پھر اجازت باغ میں رہنے کی فرمائیں ، عین مصلحت ہے ۔ بادشاہ نے یہ سن کر مشتری سے کہا کہ اے وزیر زادی ! تو نہایت میرے نزدیک دانا اور عقل مند

ہے ، جس تدبیر سے صحت و فرحت بادشاہ زادی کے مزاج میں بہم پہنچے ، وہ تدبیر عمل میں لا ۔ مشتری اٹھ کر آداب بجا لائی اور عرض کی کہ حکم والا اہل کاروں کو صادر ہو کہ جو لوازمہ واسطے تیاری باغ کے بادشاہ زادی کو درکار ہو ، بلا عرض و بلاتکرار حوالے کرنا ۔ بادشاہ نے موافق عرض مشتری کے اہل‌کاروں کو یاد فرما کر جو کچھ کہ ارشاد فرمانا تھا کیا ؛ اہل‌کار ارشاد حضور بجا لا کر رخصت ہوئے ۔ دوسرے دن مشتری نے اہل کاران حضور کو احکام بادشاہ زادی کا پہنچا کر جو اسباب تیاری باغ کا چاہیے تھا ، طلب کرکے باغ میں بھجوایا ۔ تیسرے دن داروغۂ فراش‌خانہ نے خدمت میں ملکہ نگار کے عرض کی کہ حسب‌الاحکام حضرت ملکہ زمان کے ہر ایک صحن میں نم‌گیرے استادہ کر کے جا بجا فرش موقع سے کیا گیا ، غلام آمید وار ہے کہ رونق افزا ہو کر تیاری باغ کو ملاحظہ فرمائیے ۔ ملکہ نگار نے مشتری سے کہا جا کر حضور سے روانگیٔ باغ کی رخصت لا ۔

قصہ مختصر مشتری حضور سے رخصت لائی ، بادشاہ زادی ملکہ نگار کو نالکی میں بٹھلا کر داخل باغ کیا ۔ بادشاہ زادی تیاری باغ کی دیکھ بہت محظوظ اور مسرور ہوئی ۔ داروغۂ فراش خانہ کو خلعت اور فراشوں کو زرنقد مرحمت فرما کر رخصت کیا ۔ بادشاہ زادی اور مشتری نے ہمراہ کئی ایک خواصوں محرم راز کے رہنا باغ میں اختیار کیا اور اکثر ذکر بادشاہ زادے کا اور آسمان پری کا باہم خلوت میں کیا کرتیں تھیں ۔ غرض کہ سوائے یاد بادشاہ زادے کے روز و شب انھیں کچھ سروکار نہ تھا ۔

داستان آنکه آمدن آسمان پری از پرستان بہ‌شہر روم و ملاقات نمودن با ملکہ نگار و مشتری در باغ

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ آسمان پری کے تئیں بھی ملکہ نگار سے ایک الفت اور محبت دلی بہم پہنچی تھی - جب تک کہ نہ دیکھتی تھی خیال اُدھر ہی رہتا تھا - گھڑی دو ایک رات گزری تھی کہ تیاری شہر روم کے جانے کی کر کے بادشاہ زادے شجاع الشمس کے پاس آئی اور کہا کہ اے بادشاہ زادے! میں واسطے ملاقات ملکہ نگار کے جاتی ہوں، جو کچھ کہ تمھیں زبانی کہنا ہو ارشاد کیجیے اور جو کچھ لکھنا منظور ہو لکھ کر میرے حوالے کیجیے کہ میں ملکہ نگار کو پہنچا کر جواب اُس کا تمھیں لا دوں گی - بادشاہ زادے نے دوات قلم طلب کر کے کاغذ زرد پر کئی شعر اور دوہرے لکھ کر حوالے آسمان پری کے کیے :

قطعہ

گریاں ہیں آہ آنکھیں تڑپے ہے دل ہمارا
تغییر حال تجھ بن ہے متصل ہمارا
احوال اپنا ہم کو لکھ بھیج اے پیارے
مانند غنچہ یہ دل تا جاوے کھل ہمارا

فرد

گر حال کی تو میرے رکھتا خبر ہے دل سے
گو دور ہے پیارے نزدیک تر ہے دل سے

ایضاً دوہرا

جاوت ہے دن آس میں دو بھر کٹتے رین
ہم کو تمھرے دھیان میں پڑے نہ پل چھن چین

ایضاً

نوشتم حال خود بر کاغذ زرد
کہ ہجران تو رنگ ما چنان کرد

آسمان پری نے یہ اشعار شجاع الشمس سے لے کر حوالے ایک خواص پری زاد کے کیے ۔ بعد اس کے آسمان پری نے اختر سعید سے کہا کہ اے بھائی! تجھے بھی اگر واسطے مشتری کے کچھ لکھنا ہو تو لکھ کر میرے حوالے کر کہ اُسے پہنچا دے کر جواب تجھے لادوں گی ۔ اختر سعید نے کہا کہ تمھاری عنایاتیں میرے احوال پر حد سے زیادہ ہیں ۔ اگر اُس کا ادائے شکر کروں ، زنہار تا قیامت ادا نہ ہوسکے ۔ مشتری کو تم آپ جانتی ہو کہ وہ ایک شوخ و شنگ و ہزارگفتار ہے ۔ پہلے دشنام دے ، پیچھے بات کرے ۔ پس ایسی بیہودہ کو کچھ لکھنا یا زبانی پیغام پہنچنا محض بے فائدہ ہے ۔ میری طرف سے تم مختار ہو ، جو مناسب جانیے گا ، مشتری کو کہیے گا ۔ آسمان پری نے یہ سن کر کہا کہ اے بھائی اختر سعید! خاطر اپنی جمع رکھ ۔ گو مشتری تجھ سے بہ ظاہر انکار رکھتی ہے لیکن ایک دن ایسا ہوگا کہ وہ میری ملتجی تیرے لیے ہوگی ۔ یہ کہہ کر تخت ہوادار پر سوار ہو کر روانہ طرف شہر روم کے ہوئی ۔

اُدھر سنیے احوال ملکہ نگار کا کہ جس دن سے ملکہ نگار مع مشتری باغ میں آئی تھی ، اکثر یاد آسمان پری کی باہم

رکھتیں تھیں ۔ گھڑی دو ایک رات نہ گزری تھی کہ یک مرتبہ تخت آسمان پری کا صحن میں باغ کے اترا ۔ ملکہ نگار و مشتری دیکھتے ھی بے اختیار خوش ھوکر واسطے استقبال کے اٹھیں ۔ قصہ مختصر ملکہ نگار آسمان پری کا ھاتھ ھاتھ میں لے کر شہ نشین میں لا کر باھم مسند پر جلوہ افروز ھوئیں ۔ بعد دریافت خیر و عافیت باھم کے آسمان پری نے اشعار بھیجے ھوئے شجاع الشمس کے حوالے ملکہ نگار کے کیے ۔ ملکہ نگار نے آنکھوں کو لگا کر مطالعہ کیے ۔ بعد مطالعے کے حوالے مشتری کے کیے اور فرمایا کہ نقل اس کی داخل بیاض کیجیے ۔ بعد اس کے کاغذ و دوات و قلم طلب کرکے در جواب اس کے اشعار کتنے ایک تصنیف کرکے حوالے آسمان پری کے کیے :

غزل

نامہ تمھارا پہنچا آنکھوں کو ھم لگایا
بے تاب دل کو اپنے صبر و قرار آیا
ممکن نہیں کہ اس میں اغیار دخل پاوے
رھتا ھے تو ھی ھر دم دل میں مرے سمایا
پیش نظر ھے تیرا رھتا ھے نت تصور
جب سے کہ عشق تیرا تشریف دل میں لایا
واللہ اے پیارے تیرا یہ عشق دل سے
جوں نقش سنگ ھرگز جاتا نہیں مٹایا
ملکہ کو ھو میسر وصل شجاع جلدی
دن رات آرزو ھے تجھ سے یہی خدایا

دوہرہ

چین نہیں ہے رین دن لالن بیک تو آ
من میں چت میں تو بسے اور کے ناھیں جا

آسمان پری نے یہ اشعار ملکہ سے لے کر حوالے ایک خواص پری زاد کے کیے۔ مشتری سے کہا کہ اے بھابھی! تو بھی میرے بھائی اختر سعید کی خاطر کوئی اشتیاق نامہ لکھ کر اگر دیتی ہے تو دے کہ میرے بھائی اختر سعید کو تیری محبت اور عشق میں سخت بے تابی و بے قراری رہتی ہے۔ اگر ایک پرچہ کاغذ سے تسلی بخش اس کی ہووے، دوستی سے دوستوں کی عجب نہیں۔ یہ سنتے ہی مشتری چیں بہ جبیں ہو کر آسمان پری پر جھنجھلائی اور بولی ''تم نے میری چڑ کی لی، یہ ایک بات دل میں ٹھان رکھی ہے۔ جب تم آتی ہو ایسی باتیں کرکے ملکہ نگار کو اور اپنے تئیں خوش کیا کرتی ہو۔ میری آزردگی کو تم نے اپنی خوشی سمجھی ہے۔ اور اختر سعید مسلّم تمھارا بھائی ہے لیکن مجھے اس سے اور اس کو مجھ سے کیا سروکار اور وہ کون ہے کہ میرے عشق میں بے تاب و بے قرار رہتا ہے۔ میں مطلق واقف اس سے نہیں اور وہ زبردستی اپنے تئیں عاشق جتاتا ہے۔ مثل مشہور ہے ''مان نہ مان میں تیرا مہمان'' اور یہ دو شعر بھی فی‌البدیہ تصنیف کرکے آسمان پری کو سنائے۔

قطعہ

کیا خو بری پڑی ہے میرے یہ چڑانے کی
ان باتوں سے تمھاری اب نہیں آنے کی

بیمار ناتواں ہوں نہ چھیڑا کرو مجھے
موقوف کیجیے چال یہ میرے ستانے کی

آسمان پری نے کہا کہ اے مشتری ! تو بہت اپنے تئیں دور سمجھتی ہے لیکن بے فائدہ اور لاحاصل ۔ ایک دن اس اخفا کا تجھے اے مشتری مزا معلوم ہوگا ، پھر اُس وقت ہرچند تو سماجت کرے گی ، میں خاطر میں نہیں لانے کی ، بلکہ اور تجھے اب سے زیادہ ٹھٹھوں میں اُڑایا کروں گی ۔ مشتری نے کہا کہ بس اے آسمان پری! موقوف کیجیے۔ خدا نہ کرے کہ میں تم سے التجا ایسے کام کی کروں اور تم ٹھٹھوں میں میرے تئیں ذلیل اور رسوا کرو۔ اور جناب الٰہی میں ہاتھ اُٹھا کر یہ شعر دعائیہ پڑھا :

بیت

جس روز کوئی درپے رسوائی ہو میری
پیوند زمیں کیجیو اُس روز خدایا

آسمان پری نے کہا کہ او کم بخت دعا نہ مانگ ۔ حق تعالیٰ کا نام سمیع الدعا ہے ۔ اگر تیری دعا نے حضرت الٰہی میں حسن قبول پایا ، مقرر تو پیوند زمین ہوگی ۔ مشتری نے کہا ”تمھاری بلا سے جو پیوند زمین ہوں گی ۔ خدا کے واسطے جانے دو ، مجھے نہ چھیڑو کہ تمھاری ان باتوں سے میں بیزار اپنی زندگی سے ہوں ۔“

بیت

اے آسمان پری میں یہ جان کھو رہوں گی
پیچھے نہ پڑ تو میرے کچھ کھا کے سو رہوں گی

یہ کہہ کر قریب تھا کہ مشتری رو دیوے ، ملکہ نگار نے آسمان پری سے کہا کہ اے بہینا ! یہ کم بخت زود رنج ہے ، دیکھتی ہو کیا کیا بولتی ہے ، جانے دو ۔ بارے یہ کہیے مجھے لے چلنا پرستان میں بہ تقریب ضیافت کب مقرر کیا ہے ؟ آسمان پری نے کہا کہ آج کے دسویں دن تمھیں یہاں سے میں پرستان کو لے چلوں گی ، لیکن دو چار دن اگر میرا اس عرصے میں نہ آنا ہو ، تشویش و تردد نہ کیجیو کہ میں تیاری میں ضیافت کی رہوں گی ۔ بعد دو چار دن کے تیاری ضیافت کی حوالے بھائی اختر سعید کرکے تمھاری خدمت میں آیا کروں گی ۔ اختر سعید کمال صاحب شعور اور صاحب سلیقہ ایسے امورات میں ہے ۔ ملکہ نگار نے یہ سن کر کہا کہ دو چار دن تمھارے نہ آنے سے میرے تئیں کمال قلق و اضطراب رہے گا لیکن امور لاچاری ہے ۔ بہر صورت دو چار دن گزر جائیں گے ۔ آسمان پری نے کہا کہ اے بہینا ملکہ نگار ! مجھ پر بھی تمھارے نہ دیکھنے کا ایک اضطرار رہے گا ۔ یہ کہہ کر تخت ہوادار پر سوار ہوکر روانہ پرستان کو ہوئی ۔

داستان آنکه آمدن آسمان پری از شہر روم در پرستان و تیاریٔ ضیافت ملکه نگار نمودن بہ‌اهتمام اخترسعید وزیر زاده و شجاع‌الشمس

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ آسمان پری جب سے شہر روم کو واسطے ملاقات ملکه نگار کے گئی تھی ، بادشاہ زادے کو اور اختر سعید کو نہایت انتظار تھا اور باہم یہ کہتے تھے کہ دیکھیے آسمان پری کب تک نواح روم سے آوے اور کیا خبر ملکه کی لاوے ۔ اسی گفتگو میں تھے، گھڑی دو ایک رات باقی رہ گئی تھی کہ تخت آسمان پری کا صحن میں قصر کے آ اترا ۔ آسمان پری تخت سے اتر کر متوجه بادشاہ زادے کی شه نشین کی ہوئی ۔ بادشاہ زادہ دیکھتے ہی واسطے استقبال کے مسند سے اٹھ کر کئی ایک قدم آگے بڑھا اور ہاتھ آسمان پری کا اپنے ہاتھ میں لےکر شه نشین میں آیا اور باہم مسند پر بیٹھے ۔ بادشاہ زادے نے اول آسمان پری سے خیر و عافیتِ ملکه نگار کی پوچھی ، بعدداس کے احوال خیریت مشتری کا واسطے تسلی اور تشفی اختر سعید کے پوچھا ۔ آسمان پری نے احوال دونوں کی خیریت کا بیان کیا ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید سن کر حد سے زیادہ دل میں شاد و مسرور ہوئے۔ بعد اس کے آسمان پری نے اشعار تصنیف کیے ہوئے ملکه نگار کے حوالے شجاع‌الشمس کے کیے ۔ شجاع الشمس نے آنکھوں کو لگا کر سرتاپا مطالعه کرکے حوالے اختر سعید کے کیے کہ نقل اس کی داخل بیاض کرنا کہ اکثر یہ اشعار ملکه نگار کے مطالعه کرکے تسلی بخش اپنے دل مہجور کا ہوا کروں‌گا ۔ اختر سعید نے حسب الاحکام بادشاہ زادے کے اشعار

داخل بیاض کیے - آسمان پری نے بادشاہ زادے سے کہا کہ آج اے بادشاہ زادے ! ایک خوش خبری ایسی سناؤں کہ تم نے کبھی نہ سنی ہو ، لیکن شرط آں کہ اول میرے ساتھ اس کے عوض جو سلوک کرنا ہو ، بیان کیجیے - بادشاہ زادے نے کہا کہ اے آسمان پری ! تیرے ہزاروں احسان مجھ پر ہیں ، ممکن نہیں کہ ایک احسان کے عہدے سے نکل سکوں گا ، مگر یہ جان و دل واسطے نثار کے حاضر ہے -

بیت

دے گزروں دل و جان یہ سب ہوسکے مجھ سے
بدلا ترے احسان کا کب ہوسکے مجھ سے

آسمان پری نے یہ سن کر کہا کہ اے بادشاہ زادے ! میں لونڈی تیری اس شیریں زبانی کی ہوں ، مجھے سب طرح سے اپنی پرستار جانا کر - یہ کہہ کر آسمان پری نے اظہار کیا کہ اے بادشاہ زادے ! آج کے دسویں دن ملکہ نگار کو بہ تقریب ضیافت لانا پرستان میں میں نے مقرر کیا ہے - جب کہ وہ یہاں آوے گی ، خاطر خواہ اس کے جلوے کی مخلع بالطبع ہوکر سیر کرنا ، لیکن دو چار دن جانا میرا ملکہ نگار تک نہیں ہونے کا ، کہ اس عرصے میں اسباب ضیافت کا درست کرکے حوالے اختر سعید کے کروں گی کہ وہ اپنی سلیقہ شعاری سے ملکہ نگار کے آتے تلک درست کر رکھے گا - یہ کہہ کر آسمان پری اپنے قصر کو سدھاری -

قصہ مختصر دوسرے دن صبح کے وقت تمام اہل کاروں کو اور کارخانے والوں کو ہمراہ لیے ہوئے قصر میں بادشاہ زادے شجاع الشمس کے آئی اور اختر سعید کو رو بہ رو اہل کاروں کے کیا

اور فرمایا ''جس چیز کی فرمائش اختر سعید تم سے کرے ، فی الفور حاضر کرنا ۔'' اہل کاروں نے عرض کی کہ ارشاد جو کچھ کہ کرےگا ، عمل میں لاویں گے ۔ یہ عرض کر کے اہل کار رخصت ہوئے ۔ آسمان پری نے اختر سعید سے کہا : ''کئی ایک باغ مطبوع اور دل کش سراپا فضا اس پرستان میں میرے گلگشت اور سیر کے ہیں ۔ ان باغوں میں سے جو زیادہ فزا میں ہو ، اُس میں تیاری ضیافت کی بھجوائیے لیکن اول ہر ایک باغ کو ملاحظہ کرلیجیے ۔ اختر سعید نے کہا ''تابع امر کے ہوں ۔'' آسمان پری نے بادشاہ زادے اور اختر سعید کو ہمراہ لے کر ہر ایک باغ کی سیر شروع کی ۔ اگرچہ ہر ایک باغ فزا میں رشک باغ ارم تھے لیکن اُن سب میں ایک باغ بہ کمال لطافت و خوبی و سرسبزی و شادابی مع اشجار مرصع کار نظر آیا اور کئی مکان منقش طلائی جس کی چھتیں سنہری اور روپہری ، مع دالان و شہ نشین ہائے عالی شان و طاق ہائے بلند قرینوں سے مع اشجار مرصع کار بنائے ہوئے دیکھے ۔ اور ہر ایک صحن میں اُن مکانوں کے حوض یاقوت و لعل و زمرد و زبرجد اور بلور کے تھے اور چمن بندی بہ کیفیت تمام نظر آئی ۔ بادشاہ زادے اور اختر سعید نے اُس باغ کے تئیں پسند کیا اور کہا کہ اے آسمان پری ! بہتر اس باغ سے کوئی اور باغ پرستان میں نہیں ہے ، اسی باغ میں تیاری ضیافت کی عین صلاح ہے ۔ آسمان پری نے کہا کہ تم نے جب پسند کیا ، میری کمال خوشی ہوئی ۔ یہ کہہ کر آسمان پری مع بادشاہ زادہ اور اختر سعید اپنے قصر کو روانہ ہوئی ۔

اختر سعید نے علی‌الصباح دوسرے دن آسمان پری کے اہل‌کاروں سے تیاری طلب کر کے روانہ باغ کا ہوا ۔ ہر ایک مکان میں فرش چاندنی کا بچھوا کر مسندیں زربفت کی بچھوائیں اور ہر ایک

صحن کے در میں پردے اور سائبان زربفت کے ، جھالریں مقیش کی اور ڈوریاں کلابتون کی کھچوا ، چلونین طلائی اور نقرہ گل کار نقاشان چین کی لگوائیں اور ہر ایک حوض گلاب و بیدمشک سے بھروا کر منہ فواروں کے کھول دیے ۔ فوارے چھٹنے لگے ، ایک سماں ساون بھادوں کا سا ہر ایک کے تئیں نظر آنا شروع ہوا ۔ غرض کہ اختر سعید نے اس نوع کی تیاری اس باغ کی سلیقہ شعاری سے کی کہ جتنے پری زاد پرستان کے تھے ، بے اختیار دیکھ کر محو حیرت ہوئے ۔ اختر سعید نے بعد تیاری کے خدمت میں بادشاہ زادے اور آسمان پری کے جا کر عرض کی ''اگر ملاحظہ تیاری باغ کا فرمائیے عین مہربانی اور سرفرازی ہے ۔'' آسمان پری اور بادشاہ زادہ واسطے ملاحظے تیاری باغ کے روانہ ہوئے ۔ بعد ایک دم کے داخل باغ کے ہوئے ۔ بادشاہ زادہ اور آسمان پری ہر ایک مکان کی تیاری حد سے زیادہ دیکھ کر مسرور اور شاد ہوئے ۔

اختر سعید کے تئیں آسمان پری نے اور بادشاہ زادے نے گلے لگا کر ہزاروں تحسین و آفرین کی ۔ بعد کئی ایک دن کے آسمان پری اور بادشاہ زادہ اور اختر سعید کتنے ایک شخص پری زاد واسطے نگہبانی باغ کے متعین کر کے روانہ اپنے قصر کے ہوئے ۔ گھڑی چار ایک رات گزری تھی کہ آسمان پری تبدیل پوشاک کر کے بادشاہ زادے کے پاس آئی اور کہا کہ اے بادشاہ زادے ! تیاری میں اس باغ کی آج پانچواں دن ہے کہ احوال ملکہ نگار کا مجھے کچھ معلوم نہیں ۔ سو میں اب ملکہ نگار کے دیکھنے کو جاتی ہوں ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ملکہ نگار کا آنا پرستان میں مقرر کر کے صبح ہونے نہ پاوے گی کہ میں آ جاوں گی ۔ بادشاہ زادے نے کہا جو مناسب جانیے عمل میں لائیے اور یہ شعر لکھ کر حوالے آسمان پری کے کیے :

ابیات

غنچه دہان من بیا تنگ دلی من ببیں
بےتو ہنوز زندہ ام سنگ دلی من ببیں
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

قطعہ

احوال دیکھ میرا اے یار آ کے جلدی
غم خوار ہو تو میرا غم خوار آ کے جلدی
اے شوخ تیری دوری در پے ہے زندگی کے
ملنے کا اپنے کر جا اقرار آ کے جلدی

آسمان پری نے اشعار بادشاہ زادے سے لے کر حوالے ایک خاص پری زاد کے کیے اور اختر سعید سے کہا کہ اے بھائی ! جب تک کہ میں ملکہ نگار کے پاس سے آؤں ، بادشاہ زادے کے دل پر کسی نوع کا ملال نہ آنے دینا ، مشغول افسانہ ہائے شیریں اور قصہ ہائے رنگیں کا رکھنا اور مشتری کے تئیں بھی جو پیغام زبانی کہنا ہو کہیے۔ اختر سعید نے کہا کہ اے آسمان پری ! بادشاہ زادے کی طرف سے خاطر جمع رکھیے ، جو مجھ سے اُن کی باعث خوشی کی تدبیر ہو سکے گی ، قصور نہیں کرنے کا اور مشتری کے تئیں میں کیا لکھوں اور کیا پیغام زبانی بھیجوں ، وہ کم بخت آدمیت سے دور ہے ، تم مختار ہو۔ آسمان پری نے کہا کہ اے بھائی ! ان شاء اللہ تعالیٰ مشتری کو ایسا تیرا تابعدار کروں کہ باہر قیاس سے ہو بلکہ جب تک تجھے وہ نہ دیکھے بے قرار اور بے تاب رہا کرے۔ یہ کہہ کر آسمان پری تخت ہوا دار پر سوار ہو کر روانہ طرف روم کے ہوئی۔

داستان آنکه روانه شدن آسمان پری از پرستان بہ‌ملک روم براے دیدن ملکہ نگار

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جس روز سے آسمان پری ملکہ نگار سے رخصت چار دن کی لے کر واسطے تیاری ضیافت کے پرستان میں آئی تھی ، ملکہ نگار ہر روز دن وعدے کے گنا کرتی تھی کہ اس انتظار میں چار روز گزرے اور پانچواں دن شروع ہوا ۔ ملکہ نگار مشتری سے یہ کہتی تھی کہ آج آسمان پری بہ‌موجب اپنے وعدے کے دیکھیے آتی ہے یا نہیں ۔ مشتری نے کہا کہ اے بادشاہ زادی ! آج تلک آسمان پری سے وعدہ خلافی ظہور میں نہیں آئی ، یہ خلاف عقل ہے کہ اب آسمان پری اپنے وعدے پر نہ آوے ۔ اسی گفتگو میں تھی کہ یک مرتبہ تخت آسمان پری کا ہوائے آسمان سے صحن میں قصر کے نظر آیا ۔ ملکہ نگار دیکھتے ہی بے اختیار ہو کر واسطے استقبال کے اٹھی ۔ دو چار قدم آگے بڑھ کر آسمان پری سے بغل‌گیر باشتیاق تمام ہوئی اور مسند پر بٹھلا کر بولی کہ اے بہینا آسمان پری ! اس چار دن کے تمھارے نہ آنے سے میرے اوپر عجب قلق اور اضطراب تھا ۔ اب تمھارے آنے سے ایک چین سا جی کو اور دل کو آ گیا ہے ۔ روز و شب جناب الٰہی میں میری یہی دعا ہے کہ الٰہی وہ دن میسر کر کہ بہینا آسمان پری سے میں اور بہینا آسمان پری مجھ سے کبھی جدا نہ ہو ۔ آسمان پری نے کہا کہ اے بہنیا ملکہ نگار واللہ میرا بھی جی یہی چاہتا ہے لیکن موقوف وقت پر ہے ۔ میں ہر چند چاہتی ہوں ، کچھ ایسا سبب ہو کہ جلد شجاع‌الشمس کامیاب ہو لیکن تقدیر وقفہ چاہتی ہے ۔

بیت

تا ذر نہ‌رسد وعدۂ ہر کار کہ ہست
سودی نکند یاریٔ ہر یار کہ ہست

ملکہ نگار نے کہا کہ اے بہینا آسمان پری ! اگر حق تعالیٰ کو ملاقات میری ، شجاع‌الشمس کو مجھ سے بہم پہنچانی منظور نہ ہوتی ، تجھے سبب اس امر کا نہ کرتا ۔ یقین کامل ہے کہ تیرے باعث باہم کامیابی ہو رہے گی ۔ بعد اس گفتگو کے ملکہ نگار نے خیر و عافیت شجاع‌الشمس اور اختر سعید کی پوچھی ۔ آسمان پری نے کہا ''الحمد للہ سب طرح سے مزاج بادشاہ زادے کا بخیر و عافیت ہے ، شب و روز تمہاری یاد میں بسر لے جاتا ہے ۔

بیت

تیرے ملنے کے لیے حق سے دعا کرتا ہے
روز و شب تیرے تصور میں رہا کرتا ہے

بعد اس کے آسمان پری نے بھیجے ہوئے اشعار شجاع‌الشمس کے خواص سے طلب کر کے ملکہ نگار کو دیے ۔ ملکہ نگار نے اشعار باشتیاق تمام مطالعہ کر کے حوالے مشتری کے کیے اور کاغذ حنائی اور قلم دان مرصع طلائی طلب کر کے کئی اشعار اشتیاقیہ تصنیف کر کے لکھے اور حوالے آسمان پری کے کیے ۔

ابیات

نہ پوچھ کیوں کہ ترا روز گار گزرے ہے
غم فراق میں لیل و نہار گزرے ہے

جو کوئی سامنے سے اپنے یار گزرے ھے
تو ھی خیال میں بے اختیار گزرے ھے

رکھتی ھے یار تجھ بن بے چین زندگانی
بے لطف ھے سراپا دن رین زندگانی

آسمان پری نے یہ اشعار ملکہ نگار سے لے کر ایک خواص پری زاد کو دیے۔ بعد اس کے مشتری سے مسکرا کر کہا کہ اے بھابی! تو بھی کچھ میرے بھائی کی خاطر لکھتی ھے یا نہیں کہ میرے بھائی اختر سعید کو تیرے اشتیاق نامے کا سخت انتظار ھے اور نہایت آرزو ھے، بے وفائی اس مرتبے پر تجھے لازم نہیں۔ مشتری نے سنتے ھی آسمان پری پر چین برجبیں ھو کر جھنجھلائی اور بولی کہ اے بادشاہ زادی آسمان پری! مجھ غریب کو چھیڑنے سے تمھیں کیا حاصل: جو اپنے برابر کا ھو اُسے اگر ٹھٹھے کیجیے، بہت موقع اور بجا ھے کہ وہ بھی تم سے ٹھٹھے میں نہ چوکے اور برابر جواب دیوے۔ اختر سعید کون ھے کہ اُسے میرے اشتیاق نامے کا انتظار ھے اور میرے ملنے کی آرزو ھے۔ تم تو یہ بات میں جانتی ھوں کہ ٹھٹھے سے کرتی ھو لیکن اگر کوئی از راہ دشمنی کے یہ بات تمھاری میرے باپ تک پہنچ وے، پھر اُس وقت ایسا کون ھے کہ باپ کے غضب سے اور عتاب سے میرے تئیں بچا لیوے۔ خدا کے واسطے میرے تئیں نہ چھیڑا کیجیے۔ یہ کہہ کر چاھتی تھی کہ مجلس سے اٹھ کر زار و نزار رو دیوے، ملکہ نگار نے کہا کہ اے بہینا آسمان پری! اس باولی دیوانی سے ٹھٹھا کیا حاصل ھے۔ دیکھتی ھو بات کرتے روئے دیتی ھے، ایسے کا چھیڑنا کیا حاصل۔ بارے اے آسمان پری! یہ کہیے کہ ھمارا لے چلنا پرستان میں کب مقرر کیا ھے؟ آسمان پری نے کہا کہ آج کے چوتھے دن تاریخ

چودھویں اس مہینے کی تمھیں واسطے لینے کے میں آؤں گی ۔ تیاری اپنے چلنے کی دو دن پیشتر کر رکھیے گا ۔ ملکہ نگار نے کہا ''اے بہینا آسمان پری ! دو دن کیا بلکہ چار دن پیشتر وہاں چلنے کی خوش وقتی سے تیاری رکھوں گی بلکہ میں جانتی تھی کہ آج ھی تم مجھے لے چلو گی ۔ اسباب پوشش کا مع زیور جواھرات بے بہا سب کشتیوں میں تیار ھے ۔ اگر تم ابھی مجھے تکلیف ساتھ لے چلنے کی دو ، ابھی تبدیل پوشاک کرکے ساتھ روانہ ہوتی ہوں ۔ آسمان پری نے کہا کہ اے بہنیا ملکہ نگار ! میرا بھی جی یہی چاھتا ھے کہ تمھیں ابھی اپنے ساتھ لے چلوں لیکن وھاں باغ جو واسطے ضیافت کے مقرر کیا ھے ، اس کی تیاری مین اب تک قصور ھے ، والانہ (ورنہ) میں تمھیں ہمراہ لے چلتی ۔ یہ کہہ کر تخت ہوادار طلب کر کے سوار ہوئی اور راہ پرستان کی لی ۔

داستان آنکہ آمدن آسمان پری در پرستان از ملک روم و احوال خیریت ملکہ نگار بیان نمودن با شجاع‌الشمس

راوی نے یوں روایت کی ھے کہ آسمان پری جب سے واسطے خبر ملکہ نگار کے طرف شہر روم کے گئی تھی ، بادشاہ زادے کو اور اختر سعید کو باھم سخت انتظار تھا اور باھم یہی کہتے تھے کہ دیکھیے آسمان پری کب تلک روم سے آوے اور کیا خبر ملکہ نگار کی لاوے ۔ اسی گفتگو میں تھے کہ یک مرتبہ تخت آسمان پری کا صحن میں قصر کے نظر آیا ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید دیکھتے ھی بے اختیار خوش ہوئے کہ یک مرتبہ آسمان پری تخت سے اتر کر طرف بادشاہ زادے کے چلی اور بادشاہ زادے نے مسند سے اٹھ کر دو چار قدم آگے بڑھ کر آسمان پری سے ملاقات کی اور ھاتھ

آسمان پری کا ہاتھ میں لے کر مسند پر لا کر بٹھلایا ، احوال خیر و عافیت ملکہ نگار کا پوچھا ۔ آسمان پری نے خیریت مزاج ملکہ نگار کو بیان کر کے اشعار بادشاہ زادے کو دیے۔ بادشاہ زادے نے وہ اشعار تصنیف کیے ہوئے ملکہ نگار کے آسمان پری سے لے کر آنکھوں کو لگائے ۔ بعد اس کے سرتاپا مطالعہ کر کے حوالے اختر سعید کے کیے کہ نقل ہر ایک شعر کی بیاض میں لکھیے اور ان خطوں کا ایک ملاطفہ تیار کرنا کہ اکثر اوقات اس کے مطالعے سے فرحت اور سرور حاصل کیا کروں گا ۔

بیت

پڑھنے سے اس کے بھی مٹاتا عذاب دل کا
ملکہ کے شعر کھوتے ہیں اضطراب دل کا

بعد اس کے بادشاہ زادے نے آسمان پری سے پوچھا کہ بارے ملکہ نگار کا لانا پرستان میں بتقریب ضیافت کب مقرر کیا ہے؟ آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادے! بہ‌شرط خیریت اور زندگی آج کے چوتھے دن ملکہ نگار کو پرستان میں لاؤں گی ، خاطر اپنی جمع رکھیے ۔ اختر سعید نے دیکھا کہ آسمان پری نے مذکور مشتری کے لانے کا مطلق نہ کیا ، ایک قلق و اضطراب دل پر اختر سعید کے غالب ہوا اور یہ واہمہ گزرا کہ مبادا مشتری کو ملکہ نگار ہمراہ اپنے نہ لاوے اور وہیں اسے روم میں چھوڑ آوے ، پس اس صورت میں میری زندگی معلوم ۔ یہ سوچ کر آسمان پری سے اختر سعید نے کہا کہ اے بادشاہ زادی آسمان پری ! مشتری بھی ملکہ نگار کے ساتھ پرستان میں آوے گی یا نہیں ؟ آسمان پری نے کہا کہ اے بھائی ! یہ ممکن ہے کہ ملکہ نگار آوے اور مشتری نہ آوے ؟ انیس و جلیس و

خرم راز ملکه نگار کی مشتری ہے ، بلکہ ملکہ نگار مشتری کو اپنا باعث زندگی سمجھتی ہے ، اپنے سے ایک دم اُسے ممکن نہیں کہ جدا رکھے ، غرض کہ ملکہ نگار جسم ہے اور وہ مثل سایہ ہے ۔ اور قطع نظر اس سے اگرچہ وہ اپنی شوخیوں سے اور بیہودہ گوئیوں سے انکار آنے میں کرے گی لیکن میں اسے کب چھوڑتی ہوں ؛ خاطر اپنی اے اختر سعید! بہرصورت جمع رکھ ۔ ملکہ نگار بے مشتری زنہار یہاں نہیں آنے کی ۔ یہ کہہ کر آسمان پری بادشاہ زادے سے رخصت ہو کر اپنے قصر کو سدھاری ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید باہم خوش وقتی سے یہ کہتے تھے کہ اللہ‌العالمین جلد یہ چار دن آخر ہوں کہ ملکہ اور مشتری کو آسمان پری بتقریب ضیافت پرستان میں لاوے کہ اُن کے دیدار فرحت آثار سے تشفی اور تسکین دل مہجور اور جان رنجور کی ہے ۔ روز و شب اسی طرح کی گفتگو اشتیاق میں ملکہ نگار کے اور مشتری کے کرتے تھے کہ چار دن آخر ہوئے ۔

آسمان پری تبدیل پوشاک کرکے بادشاہ زادے کے پاس آئی اور کہا کہ اے شجاع‌الشمس ! آج واسطے لانے ملکہ نگار کے میں جاتی ہوں ۔ انشاءاللہ تعالےٰ گھڑی دو ایک رات باقی رہتے سع ملکہ نگار داخل پرستان کے ہوں گی لیکن تم اور اختر سعید ابھی سے باغ میں جا کر اور جو کچھ تیاری باقی ہو جائے اور تیاری کیجیے ۔ اختر سعید نے کہا ’’اگرچہ کچھ احتیاج تیاری کی نہیں لیکن تابعدار تمھارے امر کے ہیں ۔‘‘ یہ کہہ کر اختر سعید اور بادشاہ زادہ روانہ طرف باغ کے ہوئے اور آسمان پری تخت ہوادار پر سوار ہو کر روانہ شہر روم کے ہوئی ۔

داستان آنکه رفتن آسمان پری بملک روم و آوردن ملکہ نگار و مشتری را در پرستان بتقریب ضیافت

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ آسمان پری جب سے پرستان کو رخصت ہوکر ملکہ نگار سے وعدہ چار دن کا اپنے آنے کا کر کے آئی تھی، ملکہ نگار اور مشتری اسی دن سے ایک ایک دن گنا کرتیں تھیں کہ اتنے میں تین دن گزرے اور چوتھا دن شروع ہوا۔ ملکہ نگار نے باکمال خوش دلی مشتری سے کہا کہ آج آسمان پری مقرر ہمارے لینے کو موافق وعدے کے آوے گی۔ بہتر یوں ہے کہ پیشتر آنے سے آسمان پری کے تیاری چلنے کی کر رکھیے کہ اس وقت گھبرانا نہ پڑے۔ مشتری نے کہا کہ عین صلاح دولت یہی ہے۔ بادشاہ زادی ملکہ نگار نے باری دارنیوں سے کہا ''خبر لو کہ حمام تیار ہے یا نہیں؟'' بعد ایک دم کے باریدارنی نے دریافت کرکے عرض کی کہ حمام تیار ہے، واسطے غسل کے تشریف فرما ہوجیے۔ بادشاہ زادی نے یہ سن کر توشہ خانے والی اور جواہرخانے والی کو یاد فرما کر یہ ارشاد کیا کہ ایک خلعت گراں قیمت کہ خراج یک سالہ چین ہو، میرے لیے اور ایک خلعت مشتری کے لیے اور زیور جواہر بیش بہا کہ ایک ایک رقم اس کا برابر خراج ملک روم کے ہو، کشتیوں میں لگا رکھنا کہ بعد غسل حمام کے میں اور مشتری پہنوں گی۔ یہ کہہ کر مع مشتری داخل حمام ہوئی۔ کیش زرباف چینی بندھوا کر پرستاروں نے طاس سونے روپہلی (روپے) کے مرصع کار رشک شمس و قمر ہاتھوں میں لے کر اس گوہر بحرخوبی کے تئیں نہلانا شروع کیا۔ جو قطرہ پانی کا اس کے جعد مسلسل سے ٹپکتا تھا، ہر ایک رشک گوہر شب چراغ تھا اور جو قطرہ پانی کا اس کے عارض گلگوں اور جسم گل رنگ سے زمین پر گرتا تھا،

بوئے گلاب اور بیدمشک سے خراج و باج طلب کرتا تھا ۔ اور سنگ‌پا یعنی جھانویں یاقوت و لعل کے ھاتھوں سے پرستاروں کے اُس کف پائے نگریں کی قدم بوسی سے دم‌بہ‌دم مشرف ھوکر سنان عشق سے دل کے تئیں سوراخ سوراخ پاتے تھے ۔

غرض کہ اُس گلبدن نے غسل حمام سے انفراغ حاصل کرکے اپنے تئیں حسن و خوبی میں رشک باغ و گلزار ارم پایا ۔ بعد اس کے جامہ خانے میں آ کر خلعت فاخرہ طلب کر کے مع مشتری پہنا اور زیور جواھر بے بہا مثل بینہ و سیس پھول و بالی جڑاؤ و موتی مالے اور کھنٹی اور اُربسی الماس کے مع آویزہ یاقوت رمانی اور چندن ھار اور نورتن و دست بندو جہانگیری وغیرہ پازیب غرض‌کہ ایک ایک عدد زیب بدن جسم پر آراستہ کر کے برآمد حمام سے ھوئی ، اور وھاں سے داخل قصر ھو کر رونق افزا مسند زریں پر ھوئی ، اور مشتری سے گفتگو آسمان پری کی اور پرستان کے چلنے کی شروع کی ۔

اسی بات چیت میں تھی کہ تخت آسمان پری کا ھوائے آسمان سے صحن میں قصر کے اُترا ۔ ملکہ نگار اور مشتری دیکھتے ھی بے اختیار خوش وقت ھو کر مسند سے اُٹھ کر صحن میں قصر کے آ کر آسمان پری کو ھمراہ اپنے لا کر مسند پر بٹھلایا اور کمال فرحت اور سرور سے خیر و عافیت شجاع‌الشمس اور اختر سعید کی پوچھی ۔ آسمان پری نے کہا ”الحمدللہ مزاج بادشاہ زادے شجاع‌الشمس کا بخیر و عافیت تمھاری یاد اور عنایتوں سے ھے ۔ بعد گزرنے کئی ساعت کے آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادی ملکہ نگار ! رات تھوڑی رہ گئی ھے اور پرستان بہت دور ھے ، بہتر یوں ھے کہ اب چلیے اور سوار ھوجیے ۔ ملکہ نگار نے کہا کہ اے بہن آسمان پری! پیشتر سے مستعد چلنے کی بیٹھی ھوں لیکن ایک اندیشے سے جی خطرناک ھے کہ اگر میری خبر کے واسطے کوئی خواص باپ کا آوے اور مجھے

یہاں نہ پاوے ، پھر اُس وقت کیسی بنے اور کیا قباحت پیدا ہووے ۔
آسمان پری نے کہا کہ اے بہینا ملکہ نگار ! اس اندیشے سے خاطر
اپنی جمع رکھ ۔ ایک پڑی طلسم کی محل میں تیرے باپ کے بلکہ
تمام شہر میں اور اس باغ کے لوگوں پر ایسی پھینک کر یہاں سے
پرستان چلوں گی ، جب تک کہ تم نہ آؤگی ہر ایک بے ہوش رہےگا ۔
یہ کہہ کر آسمان پری نے جا کر ڈبیہ سربہ‌مہر طلسم کی ایک خواص
پری زاد سے طلب کر کے کھولی اور اُس میں سے ایک چٹکی خاکستر
کی سرمہ گوں نکال کر جتنی خواصیں اور نوکریں تھیں اُن پر پھینکی ،
بہ مجرد پھینکنے کے بے ہوشی اُن سبھوں پر ایسی غالب ہوئی کہ
مطلق ہوش کسی میں نہ رہا ، جو سوتا تھا سوتا رہ گیا اور جو
بیٹھا تھا بیٹھا رہ‌گیا اور جو شخص کھڑا تھا بے ہوشی سے نقش دیوار
ہوا ۔ غرض کہ کسی میں حس و حرکت نہ رہی ۔ ملکہ نگار یہ
کارستانی آسمان پری کی دیکھ کر نہایت خوش ہوئی اور یقین خاطر ہوا
کہ میری سطلق کسی کو خبر پرستان جانے کی نہیں ہونے کی ۔
ملکہ نگار نے یہ قیاس کر کے تہیہ سوار ہونے کا کیا ۔ مشتری نے کہا
کہ اے بادشاہ زادی ملکہ نگار ! تمھارے ارشاد سے تبدیل پوشاک
اس لونڈی نے کی لیکن تمھارے ساتھ پرستان میں نہیں چلنے کی ۔
ملکہ نگار نے کہا کہ اے مشتری ! اس وقت چونچلا نہ چلنے کا کیا
ہے ؟ بیان کر ۔ مشتری نے کہا کہ اے بادشاہ زادی ملکہ نگار ! میرا
جی یہ کب چاہتا ہے کہ تمھاری خدمت سے اور بندگی سے کوئی دم
جدا ہوں لیکن تمھاری بہینا آسمان پری کی چھیڑ چھاڑ سے میں نہایت
رکتی ہوں ۔ یہاں تم دیکھتی ہو کہ بلاتحاشا مجھے بے حجت
ستاتی ہیں ؛ جب کہ میں تمھارے ساتھ وہاں پرستان میں گئی، پھر تو
یہ وہاں دل کھول کر میرے ساتھ ٹھٹھا اور مذاق کر کے تمام
پری زادوں میں میرے تئیں خفیف کریں گی ۔ پس میرا جی ان کی

ایسی حرکتوں سے نہیں چاہتا کہ خفیف، اور رسوا غیر جنس میں ہوں ۔ یہ سنتے ہی ملکہ نگار نے اور آسمان پری نے کہا ''بس اے مشتری ایسے چونچلے ناحق کے نہ کر ، چل سوار ہو : اگر تیری یہی مرضی ہے ، کیا ضرور ہے کہ ٹھٹھا کریں گی ۔'' یہ فریب کی باتیں کر کے مشتری کو دونوں نے تخت پر سوار کیا اور بعد اس کے دونوں باہم سوار ہوئیں ۔ بھونیوں نے تخت کاندھوں پر لے کر طرف پرستان کے اڑیں ۔

اُدھر احوال سنیے شجاع الشمس کا ۔ جب سے آسمان پری طرف روم کے گئی تھی ، بادشاہ زادے کو نہایت انتظار تھا اور اختر سعید سے دم بہ دم یہی کہتا تھا کہ دیکھیے آسمان پری مع ملکہ نگار کب تلک آتی ہے ۔ اسی گفتگو میں آنکھیں بادشاہ زادے اور اختر سعید کی انتظار سے طرف آسمان پری کے لگ رہیں تھیں کہ تخت آسمان پری کا ہوائے آسمان پر نظر آیا اور یک مرتبہ صحن میں قصر کے آیا ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید بے اختیار خوش ہو کر واسطے استقبال کے اٹھے ۔ یک مرتبہ دو چار ہوتے ہی احوال عاشق و معشوق کا دید سے باہم کے قریب تھا کہ غش کریں لیکن ہر ایک نے اپنے تئیں ضبط کر کے بے ہوشی اور غش سے نگاہ رکھا ۔ قصہ مختصر آسمان پری نے ملکہ نگار کے تئیں صحن میں اس قصر کے ، نمگیرہ بادلے کا موتیوں کی جھالر لگا ہوا با چوب ہائے لعل و زمرد و الماس اس شب ماہ میں جو استادہ تھا اور وہاں مسند زرباف بچھی تھی ، لا کر بٹھلایا اور آپ برابر بیٹھی ۔ مشتری کے تئیں بھی بہ خاطر داری تمام پہلو میں ملکہ نگار کے بٹھلایا اور ایک طرف رو بہ رو مسند زرباف پر بادشاہ زادہ شجاع الشمس بہ کمال حسن و لطافت جواہر بے بہا مع خلعت فاخرہ پہنے ہوئے رونق افزا ہوا اور اختر سعید کو بھی ایک طرف اپنے پہلو میں بٹھلایا ۔ بعد اس کے آسمان پری نے

ارباب نشاط کو یاد فرمایا - جتنے پرستان کے ارباب نشاط تھے، باساز و سرانجام آن کر حاضر ہوئے - آسمان پری نے حسن بائی پری زاد کو واسطے رقص کے فرمایا - حسن بائی پری زاد ایک جوڑا عباسی مع زیور جواہر پہنے ہوئے باکمال رعنائی و ادا و ناز پاؤں میں گھنگرو باندھ کھڑی واسطے ناچنے کے ہوئی -

قطعہ

پاؤں میں گھنگرو باندھ وہ آ کر کھڑی ہوئی
پوشاک بر میں پہنے جواہر جڑے ہوئی
ناز و ادا سے ناچنے لاگی وہ نازنیں
محو نظارہ سب ہوئے خوبان روم و چیں

ایضاً غزل در تعریف رقص و سرود و خواندن ارباب نشاط :

چھیڑتی کوئی طنبورہ بجاتی تھی کوئی چنگ
بربط رباب میں (تھی) بجاتی کوئی مچنگ
اس محفل نشاط میں کیا انس و کیا پری
بے اختیار ہوتے تھے سن کر ہر ایک دنگ
تنہا ہے اس جگہ نہیں ارض و سما کے بیچ
گانے بجانے ان کے سے اک مچ رہا تھا رنگ
وہ رشک شمع ناچتی گت لے کے جس گھڑی
قرباں ہر ایک ہوتی تھی محفل میں جوں پتنگ
کس کو کہوں کہ گرم تھے ناز و ادا کے بیچ
کافر نظر سے آتی تھی ہر ایک شوخ و شنگ
خوش ہو کے مشتری بھی کہتی تھی وا چڑے
لائق ہیں واہ واہ کے مجلس کے سارے ڈھنگ

ہوش و حواس کھو دیے ملکہ نے دیکھ کر
آتی تھی اُس کے دل میں یہی دم بہ دم امنگ
دیکھوں گی یا الٰہی میں کب تک شجاع کو
بر میں قبا کی طرح سے پیوستہ چست و تنگ

حسن بائی نے مع اکھاری جب کہ ناچنا اور بھاؤ بتانا شروع کیا ، ایسا سماں بندھا کہ ہر ایک خلقت کیا جن و کیا پری و کیا انسان ہرگز آپ میں نہ رہے بلکہ مثل آئینہ محوِ تماشا ہو کر حیرت سے نقش دیوار تھے ، اور گانے میں ہر ایک اُس کی تان کے ساتھ روحیں قالبوں سے نکلتی تھیں ۔ غرض کہ اُس کے ناچنے اور گانے سے در و دیوار و آسمان و زمین وجد میں تھے ۔ بادشاہ زادی ملکہ نگار نہایت محظوظ و مسرور ہو کر عالم بے اختیاری میں ایک موتی مالا کہ برابر خراج یک سالہ روم و چین تھا ، حسن بائی کے تئیں انعام فرمایا اور آسمان پری نے اور بادشاہ زادے نے اس قدر اُسے انعام سے سیر کیا کہ تا زندگی اُسے خواہش مال و دولت کی اور جواہر کی کسو سے نہ رہے ۔

دوپہر پر گھڑی رات گزری تھی کہ حسن بائی کو رخصت کیا ۔ بعد اُس کے خاصہ والی نے عرض کی کہ خاصہ تیار ہے ۔ بادشاہ زادی آسمان پری نے ملکہ نگار اور مشتری کو مع شجاع الشمس و اخترسعید ہمراہ اپنے لے کر داخل نعمت خانے کے ہوئی ۔ آفتابہ چلمچی طلا و نقرہ کی مرصع کار آئی ، سبھوں نے ہاتھ دھو کر اقسام اقسام کا طعام و آچار اور طرح طرح کے قلیہ اور لوزیات و میوجات نوش جان فرما کر باہم برآمد ہوئے ۔ چوگھڑے یاقوت و لعل کے بھرے ہوئے بن سپاریوں سے کہ معطر زیادہ تر گلاب و بیدمشک سے تھے ، آسمان پری نے آگے ملکہ نگار اور شجاع الشمس اور اختر سعید و مشتری کے رکھے ۔ بعد اس کے ساقیان سیمیں ساق

و گل‌عذار شیشہ‌وساغر و جام بھرے ہوئے عرق بے حجاب سے آ کر حاضر ہوئے ۔ آسمان پری نے جام بلورین میں آب گل رنگ بھر کر رو بہ رو ملکہ نگار کے لائی ۔ ملکہ نگار نے ہاتھ میں لے کر انکار کیا ۔ جب کہ آسمان پری نے مبالغہ کیا ، ملکہ نگار نے وہ جام حوالے آسمان پری کے کر کے کہا کہ اول بادشاہ زادہ شجاع‌الشمس پی لے ، بعد اس کے میں پیوں گی ۔ آسمان پری وہ جام لے کر شجاع‌الشمس کے پاس لائی ۔ شجاع‌الشمس نے دیکھا کہ عنایت فرمایا ہوا محبوب کا ہے ، بہ‌کیفیت تمام لبوں کو لگا کر نوش کیا اور دوسرا پیالہ عرق بے حجاب سے بھر کر حوالے آسمان پری کے کیا کہ ملکہ نگار کو دیجیے ۔ آسمان پری لے کر ملکہ نگار کے پاس لائی ، ملکہ نگار نے بے مبالغہ ہاتھ سے آسمان پری کے لے کر ایک ایک قرط بناز و ادا پینا شروع کیا ۔ غرض کہ ہر ایک قرط کے ساتھ ملکہ نگار مثل جام لبریز کیفیتوں سے ہوتی تھی ۔ علی ھذا القیاس مشتری و اختر سعید بڑی گرمی سے عرق بے حجاب کے باہم دید وادید بے حجابی سے کرتے تھے ۔ آخرالامر اختر سعید عالم بے اختیاری میں مست و مدہوش بادۂ عشق سے ہو کر مشتری کے پاس آ بیٹھا اور بات چیت چھیڑ چھاڑ کی کنایہ و رمز سے کہنی شروع کی ۔ اگرچہ مشتری دل میں یہی آرزو رکھتی تھی لیکن ظاہر خطرۂ شرمندگی سے بے اختیار چین بجبیں ہو کر جھنجھلائی اور بولی کہ تو کون ہے کہ اس طرح بے حجابی سے شرم و حیا کھو کر میرے پاس آ بیٹھا ؟

قطعہ

بیٹھا ہے میرے پاس تو کیوں آ کے بے‌دھڑک
چل دور ہو ، پرے ہو ، مرے پاس سے سرک

چیں بر جبیں ہو غصے ہو اختر سعید کو
دشنام دے کے فحش زباں سے دیا جھڑک

اختر سعید نے دیکھا کہ مشتری کسو طرح متوجہ میرے احوال پر نہیں ہوتی، زار و نزار غلبۂ عشق اور افراط محبت سے ہو کر یہ کئی شعر پڑھے :

قطعہ

اے مشتری میں تیرا دل و جاں سے ہوں غلام
ٹک مہرباں ہو ہم سے اب کیجیے کلام
دل دے چکا ہوں تجھ کو بھلا جاؤں میں کہاں
تیرے سوا کسو سے میں رکھتا نہیں ہوں کام

یہ سنتے ہی مشتری نے کہا کہ او کم بخت بے حیا ! موئے کھوجڑی گئے ! تو سخت بے شرم ہے ۔ غلام ہو گا تو اپنے بادشاہ زادے شجاع الشمس کا ہوگا یا اپنی بہینا آسمان پری کا ہوگا۔ اور جو تو کہتا ہے دل دے چکا ہوں ، تیرے سوا کسو کو نہیں جانتا ، او کم بخت ، خبطی ، بے حیا ، بے شرم ! دل دینا میں سمجھتی نہیں کہ دل دینا کسے کہتے ہیں مگر باتیں دل دینے کی بادشاہ زادی ملکہ نگار یا تمھاری بہینا آسمان پری خوب جانتی ہیں اور جو تو کہتا ہے کہ میں کہاں جاؤں ، بہتر اس سے تیری جگہ جانے کی کوئی نہیں :

بیت

اے بے حیا تو غرق ہو دریاے شور میں
آتش کدے میں بھاڑ میں یا جا تو گور میں

یہ کہہ کر مشتری دامن جھڑک کر اُٹھی ، پہلو میں ملکہ نگار کے جا بیٹھی اور رونے کی صورت بنا کر ملکہ نگار سے کہنے لگی کہ میں اسی خاطر تمھارے ساتھ نہ آتی تھی - خوب کیا اور بہت اچھا کیا - میرے تئیں ایک غیر مردوے سے اس پرستان میں رسوا کیا ، تم سے یہ توقع نہ تھی - شجاع الشمس نے دیکھا کہ مجلس بے مزا ہوتی ہے ، اختر سعید کے تئیں بلا کر پہلو میں بٹھلایا اور بین منگوا کر باہم یہ غزل گانی شروع کی :

غزل

جب ماہ رو کے سامنے آتی ہے چاندنی
مکھڑے پر اُس کے صدقے سی جاتی ہے چاندنی
سیر چمن کو نکلے ہے جب ماہ رو مرا
سطح زمیں پہ فرش بچھاتی ہے چاندنی
ہمراہ عاشقوں کے نہ ہو تو ہی جب تلک
کس کو یہ سیر اور کسے بھاتی ہے چاندنی
اک شب تو ٹک نقاب کو مکھڑے سیتی اٹھا
جلوے کی منتظر ترے آتی ہے چاندنی
آئینہ رو کو دیکھ ابھی ہوگی منفعل
کیوں اپنی خود نمائی جتاتی ہے چاندنی
خورشید رو یہ ماہ شب چاردہ نہیں
تیرا ہی عکس ہے کہ دکھاتی ہے چاندنی
جوں شمع تا سحر شب فرقت میں آفتاب
بے اختیار مجھ کو رلاتی ہے چاندنی

غرض کہ وہ شب ماہ شب چاردہ تھی - بادشاہ زادے اور

اختر سعید اس غزل کو کدارے میں ایسا گائے کہ چاند دم به دم مثل چکور کے قربان و بلاگردان شجاع الشمس کی خوبصورتی پر اور گانے پر ہوتا تھا ، اور وحوش و طیور جتنے تھے ، صدائے بین سے بے خود و بے ہوش تھے ، اور اہل مجلس مع آسمان پری اور ملکه نگار و مشتری اور سارے پری زاد پرستان کے دل ہاتھ سے دے کر وجد میں تھے - لیکن احوال ملکه نگار کا کیا بیان کروں که روتے روتے ہچکیاں لگیں تھیں اور غش کر گئی تھی - شجاع الشمس نے دیکھا که ملکه نگار اس وقت از خود رفته ہے ، بے ہوشی اور مدھوشی عشق غالب ہے ، مبادا اس سے زیادہ احوال ملکه نگار کا تباہ ہو ، بین ہاتھ سے رکھ دی ، بجانا اور گانا موقوف کیا - آسمان پری نے جا کر ملکه نگار کے اوپر گلاب و بیدمشک چھڑکا ، بعد ایک دم کے ملکه نگار ہوش میں آئی اور اپنا احوال نہایت درد محبت سے بے مزہ پایا لیکن زبان پر نه لائی - حیرت زدہ ہو کر اکثر چوری کی نگاہوں سے شجاع الشمس کے جلوے کی سیر کرتی تھی که یک مرتبه گھڑیالی نے گجر صبح کا بجا دیا اور جانوران صبح نے چہچہے شروع کیے - شجاع الشمس نے آواز سنتے ہی گجر کی ہاتھ زانوں پر دے مارے اور یه شعر پڑھے :

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

ایضاً

سنتے گجر کے تن سے چلے جی قریب ہے
گھڑیالی یه نہیں ہے ہمارا رقیب ہے

کیا ہی مزے میں اس نے کیا بے مزہ مجھے
اختر سعید جا کے تو تنبیہ کر اسے

اسی گفتگو میں تھے ، ملکہ نگار نے آسمان پری سے کہا کہ اے بہینا ! اس قدر محظوظ ہوئی ہوں اور کیفیتیں اٹھائی ہیں کہ زبان بیان سے قاصر ہے اور جی نہیں چاہتا کہ تم سے جدا ہو کر یہاں سے جاؤں لیکن رسوائی سے جی خطرناک اور اندیشہ ناک ہے ، پس بہتر یوں ہے کہ مجھے رخصت کیجیے ۔ آسمان پری یہ سنتے ہی آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور بولی کہ اے بہینا ملکہ نگار ! میرا بھی جی نہیں چاہتا کہ تم سے جدا ہوں لیکن ایک روز جناب الٰہی سے قوی امید ہے کہ تازندگی جدا نہ ہوں گے ۔ یہ کہہ کر تحفہ جات پرستان کے مثل لعل و یاقوت و الماس و زمرد ، موتی مالے اور ثمرنیں موتیوں کی کہ ایک ایک موتی برابر بیضۂ کبوتر تھے ، کئی سو کشتیوں میں لگا کر مع پارچہ ہائے پوشاکی بیش قیمت آگے ملکہ نگار کے رکھا اور کہا کہ تمھارے لائق نہیں لیکن :

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ملکہ نگار نے ایک جوڑی ثمرن کی اور ایک موتی مالا اور کئی گوہر شب چراغ اٹھا لیے اور کہا کہ اے بہینا ! یہ سب میری امانت ہے ، جب تم سے چاہوں گی لے لوں گی ، لیکن اب لینا مجھے مناسب نہیں ۔ ہر ایک نے جواہر میری پوشش کا دیکھا ہے ۔ اگر یہ جواہر پرستان کا حوالے جواہر خانے والیوں کے کروں گی یا پہن کر جاؤں گی ، جو دیکھے گا تہمت مجھ پر رکھے گا کہ یہ جواہر پرستان کا ملکہ نگار تلک کیوں کر آیا ، مگر ملکہ نگار پرستان میں کسی سے رابطہ دوستی کا رکھتی ہے کہ اس نے یہ جواہرات ملکہ نگار کو دیا ہے ۔ پس اس خطرے سے میں

همراه نہیں لے جاتی۔ آسمان پری نے کہا ''تابع امر اور مرضی کی ہوں۔'' بعد اس کے آسمان پری نے تخت هوادار طلب کیا کہ سوار هوکر ملکه نگار کو مع مشتری روم میں پہنچاؤں۔ آواز الفراق کی اور نوحے کی اهل مجلس سے اور در و دیوار سے آنی شروع هوئی۔

بیت

اختر سعید رویا غمگیں شجاع رویا
القصه اس کے هر یک وقت وداع رویا

ملکه نگار نے ایک آه سرد بھر کر وقت سوار هونے کے بادیدهٔ پُر آب یه شعر رو به رو آسمان پری کے ولیکن دزدیده نگاهوں سے طرف شجاع الشمس کے مخاطب هو کر پڑھا:

بیت

در دلم بود که هرگز نشوم از تو جدا
چکنم چاره ندارم که خدا کرد جدا

شجاع الشمس نے شعر ملکه نگار کی زبان سے سن کر گریبان صبر چاک کیا اور زار هو کر یه دو شعر زبان پر لایا:

امید هے خدا سے تم کو ملاوے جلدی
اور آرزو یہی هے جلوه دکھاوے جلدی
بٹھلا کے هم کو تم کو یک جا بعیش و عشرت
دوری کا هم سے تم سے پرده اٹھاوے جلدی

غرض که احوال شجاع الشمس کا اور اختر سعید کا ملکه نگار اور مشتری کے رخصت هونے سے سخت تباه تھا، علی هذا القیاس

احوال ملکہ نگار اور مشتری کا بھی جدائی سے شجاع الشمس اور اختر سعید کے نہایت زبوں تھا لیکن چار و ناچار صبر و شکیب اختیار کرکے ملکہ نگار مع مشتری آسمان پری کو ہمراہ لے کر تخت پر سوار ہوئی ۔ بھونیوں نے تخت کاندھوں پر لے کر پرستان سے روانہ طرف روم کے ہوئے لیکن اثنائے راہ میں ملکہ نگار پھر پھر کر حسرت سے پیچھے طرف پرستان کے آنکھوں میں آنسو بھر بھر کر دیکھتی تھی اور رومال پر رومال اشک حسرت سے تر کر کے نچوڑتی تھی ۔ اور آسمان پری سے یہ کہتی جاتی تھی کہ اے بہینا آسمان پری ! مجھے اس رونے پر نہ ٹوکنا (روکنا) ، دل کے ہاتھوں سے لاچار ہوں لیکن تمھاری مہربانیوں سے یہ توقع ہے جب تلک کہ صورت شجاع الشمس کے وصل کی ظہور میں آوے ، ہمیشہ بدستور سابق مجھ سے ملا کیجیے گا کہ تمھارے آنے کو میں اپنی زندگی سمجھتی ہوں ۔ آسمان پری نے کہا کہ اے بہینا ملکہ نگار ! مجھ سے بہرصورت خاطر اپنی جمع رکھو ، بدستور معمول حاضر ہوا کروں گی ۔

قصہ مختصر تخت سواری کا روم میں پہنچا اور باغ میں ملکہ نگار کے آیا ۔ ملکہ نگار اور مشتری و آسمان پری تخت سے اُتر کر داخل قصر کے ہوئیں ۔ دیکھتی کیا ہیں کہ جتنی خواصیں اور نوکریں ہیں ، سب بے ہوش ہیں ۔ آسمان پری نے ایک پڑی ہوش کی نکال کر اُن سبھوں پر چھڑکی ، یک مرتبہ بو نے اُس پڑی کی دماغوں میں تاثیر کی ، ہر ایک نے ہوش میں آنا شروع کیا ۔ اور ایک پڑی آسمان پری نے حوالے ایک پری زاد کے کی کہ اسے محل میں بادشاہ کے اور تمام شہر میں اُڑا کر جلد آ جا کہ میں سوار ہو کر یہاں سے پرستان کو چلوں گی ۔ پری زاد نے موافق احکام آسمان پری کے ہوش کی پڑیا لے کر محل میں بادشاہ کے اور شہر میں روم کے چھڑکی اور وہاں سے خدمت میں آسمان پری کے آکر عرض کی کہ احکام کے موافق

کنیز عمل میں لائی ۔ یہ سنتے ہی آسمان پری ملکہ نگار سے رخصت ہوکر روانہ پرستان کو ہوئی ۔

ملکہ نگار از بس جاگی ہوئی رات کی تھی، نیند آنکھوں میں بھر رہی تھی ، جا کر پلنگ خواب پر دراز ہوئی اور سونا شروع کیا کہ یک مرتبہ ہر ایک نوکریں اور خواصیں عہدہ دار ہوش میں آ کر آپس میں کہنے لگیں : ''سخت ستم اور بڑا قہر ہوا کہ یوں یک بیک نیند کی ماتیاں ہم سب سوگئیاں ۔ بادشاہ زادی ہم پر کیا غضب لاوے اور کیسا عتاب کرے ۔ یہ کہہ کر عہدے ہاتھوں میں لے کر ترساں ترساں ، لرزاں لرزاں روانہ طرف خواب گہ کے ہوئیں ۔ دیکھتی کیا ہیں کہ ملکہ نگار تاہنوز سکھ کرتی ہے ۔ ہر ایک خوش ہوکر ہوش و حواس درست کرکے اپنے عہدے پر قائم ہوئی؛ کوئی چپی کرنے لگی ، کوئی پنکھا ہلانے لگی ۔ غرض کہ ہر ایک اپنے عہدے پر مامور ہوئی کہ اتنے میں ملکہ کی آنکھ کھلی ، کلمہ پڑھ کر آرسی میں منہ اپنا دیکھ کر اسباب منہ دھونے کا طلب کیا ۔ آفتابہ و چلمچی مع سقابہ طلائی مرصع کار خواص نے لا کر حاضر کیا ۔ بادشاہ زادی ملکہ نگار نے ہاتھ منہ دھونے سے ، مسی اور کاجل سے فراغت کرکے تبدیل پوشاک کی و اقسام اقسام کے جواہر پہن کر رونق افزا مسند پر ہوئی ۔ مشتری کو یاد فرمایا ، مشتری آن کر باریاب مجرے کی ہوئی ۔ بادشاہ زادی ملکہ نگار نے مشتری کو بدستور معمول قدیم بالطاف تمام پہلو میں بٹھلا کر تذکرہ شجاع الشمس کا شروع کیا اور کہا کہ اے مشتری !پرستان بھی عجب شہر فزا کا اور سیر کا ہے ۔ اگر رشک گلزار ارم کہیے بجا ہے اور کہا کہ اے مشتری ! آسمان پری سا بھی جہان میں کوئی کم ہوگا ۔ باوجود آنکہ بادشاہ زادی تمام پرستان کی ہے لیکن اپنے تئیں کمتر کنیزوں سے جان کر میرے ساتھ سلوک اور مدارات میں

پیش آتی ہے ۔ چنانچہ اے مشتری ! تو نے رات احوال اس کی خوبیوں کا پرستان میں دیکھا ۔ مشتری نے کہا ”اے بادشاہ زادی ملکہ نگار ! حق تعالیٰ مسبب‌الاسباب اور مقلب‌القلوب ہے ۔ اگر یوں آسمان پری کے دل کو تمھاری طرف اور شجاع‌الشمس کے اوپر متوجہ نہ کرتا ، کسی صورت سے توقع ملاقات یک دیگر نہ تھی ۔ یہ سب عنایاتیں اس کریم کارساز کی ہیں و الا نہ (ورنہ) غیر جنس کو ہم سے کیا سر و کار تھا ۔“ یہ سنتے ہی ملکہ نگار نے جناب الٰہی میں سجدۂ شکر کیا اور کہا کہ اے مشتری ! جو تو عنایاتیں اور کریمیاں پروردگار کی عرض کرتی ہے ، فی‌الحقیقت یونہیں ہے ۔ غرض کہ باہم اکثر اوقات ملکہ نگار و مشتری اسی طرح کی گفتگو کر کے دل کو اپنے خوش وقت و شاد رکھتی تھیں ۔

داستان آنکہ رسانیدن آسمان پری از پرستان ملکہ نگار را در روم و باز رفتن آسمان پری در پرستان و رخصت خواستن شجاع‌الشمس از آسمان پری بہ‌طرف کشور روم بارادۂ خواست گاریٔ ملکہ نگار از قتلغ شہنشاہ روم کہ پدر ملکہ نگار بود

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ آسمان پری جب سے واسطے پہنچانے ملکہ نگار کے طرف روم کے گئی تھی ، بادشاہ زادہ اور اختر سعید باہم تذکرہ ملکہ نگار کا اور مشتری کا کرتے تھے کہ دیکھیے کب تلک صورت کام یابی کی ظہور میں آوے ۔ اختر سعید نے کہا ”اے بادشاہ زادے ! جب تلک پرستان میں رہیے گا ، ممکن نہیں ہے کہ وصل ملکہ نگار کا میسر آوے ، مگر یہاں سے

اسباب جاہ و حشم کا درست کر کے مع افواج قاہرہ روانہ سرحد روم کے ہوجیے اور قتلغ شاہ روم سے خواست‌گاری ملکہ نگار کی کیجیے ۔ اُمید جناب الٰہی سے قوی ہے کہ قتلغ بھی تمھارے حسب و نسب شاہی سے واقف ہوکر ملکہ نگار کو نام‌زد تم سے کر کے شمع شبستان تمھارے کاشانۂ دل کا کرے ۔ غرض کہ میرے نزدیک اس سے زیادہ کوئی تدبیر ملنے کی نظر نہیں آتی ۔ بادشاہ زادے شجاع‌الشمس نے کہا کہ اے اختر سعید! جو تو عرض کرتا ہے ، واقعی یونہیں ہے ، ان شاء اللہ تعالیٰ آج آسمان پری سے مذکور اس بات کا کر کے رخصت سفر کی طرف روم کے چاہوں گا ، غالب ہے کہ آسمان پری مانع نہ ہو اور میرے تئیں اجازت روم کے جانے کی دے ۔ اسی گفتگو میں تھے کہ تخت آسمان پری کا ہوائے آسمان سے صحن میں قصر کے آیا ۔ بادشاہ زادہ دیکھتے ہی بے اختیار خوش ہوا اور واسطے استقبال کے دو چار قدم آگے بڑھا ۔ آسمان پری کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بہ‌اختلاط تمام مسند پر بٹھلایا اور احوال ملکہ نگار کا پوچھنا شروع کیا ۔ آسمان پری نے کہا ''اے بادشاہ زادے! تجھ سے زیادہ ملکہ نگار کو محبت اور عشق میں گرم پاتی ہوں کہ کوئی دم تیری یاد سے غافل نہیں ہے۔'' بادشاہ زادے نے یہ سن کر کہا کہ اے آسمان پری! طرفین احوال عاشق و معشوق کا یونہیں ہوتا ہے ۔

بیت

کسو کی کسو کو اگر چاہ ہے
مقرر دلوں کو بہم راہ ہے

یہ شعر پڑھ کر بادشاہ زادے نے کہا : ''اے آسمان پری !

تمھاری خدمت میں ایک التماس کیا چاھتا ھوں ، اگر انکار نہ کیجیے اور قبول فرمائیے تو عرض کروں ۔'' آسمان پری نے کہا ''اے بادشاہ زادے ! آج تلک ایسی کوئی بات مجھ سے ظہور میں نہیں آئی کہ برخلاف تمھارے مزاج کے ھو ، ارشاد کیجیے ، بہ سر و چشم بجا لاؤں گی ۔'' بادشاہ زادے نے کہا ''اے آسمان پری ! تم نے اس قدر مجھ پر احسان کیے ھیں ، اگر طوق قمری کی طرح بندگی کا گلے میں ڈال کر حاضر تمھاری خدمت میں روز و شب رھا کروں ، سزاوار ھے ۔''

بیت

دن رات منہ سے نکلے مرے گر صدائے شکر
ممکن نہیں کہ مجھ سے ھو تیرا ادائے شکر

اگرچہ تیرے سینکڑوں مجھ پر احسان ھیں لیکن یہ ایک احسان اور سمجھ کر مجھ کو رخصت سفر روم کی دیجیے کہ وھاں جا کر تدبیر ملکہ نگار کے ملنے کی عمل میں لاؤں ۔ بدون اجازت قتلغ شاہ روم کے ممکن نہیں کہ ملکہ نگار تصرف میں آوے ، اور جو مجھے رخصت دینے میں کوئی حیلہ یا کسو طرح کا لیت و لعل عمل میں لاؤگی میں اپنے تئیں ھلاک کروں گا ۔'' آسمان پری نے کہا ''اے بادشاہ زادے شجاع الشمس ! کس روز تم نے درخواست اس امر کی کی اور میں عمل میں نہ لائی ، بلکہ تم سے پیشتر میں اس تدبیر اور فکر میں ھوں ، ناحق اس قدر مبالغے سے درخواست اس مدعا کی کرتے ھو ۔ اگر تمھاری مرضی یوں ھے ، بہتر اس سے کیا ھے ۔ میری عین خوشی ھے جو تم کام یاب ھو ، لیکن اس طور سے جی نہیں چاھتا کہ تن تنہا بہ‌حال خراب یہاں سے طرف روم کے جائیے ۔ بہتر

یوں ہے کہ چند روز توقف کیجیے تا کہ میں بہ جاہ و حشم بہ‌طور بادشاہاں تمھیں یہاں سے روانہ طرف روم کے کروں ۔‘‘

بادشاہ زادے کو یہ صلاح آسمان پری کی نہایت پسند خاطر ہوئی ، کہا کہ اے آسمان پری ! تابع تمھاری مرضی کے ہیں ، جو میرے حق میں بہتر اور مناسب جانیے عمل میں لائیے ۔ آسمان پری یہ گفتگو بادشاہ زادے کی سن کر نہایت خوش ہوئی اور بات چیت اختلاط کی باہم شروع کی ۔ بعد کئی ساعت کے خاصہ باہم نوش جان کر کے بادشاہ زادے سے رخصت ہو کر اپنے قصر کو سدھاری ۔ مسند پر رونق افزا ہو کر قلم دان و قرطاس طلب کر کے ایک شقہ دستخط خاص سے ارقاس پری زاد زرین کلاہ کو اور ایک شقہ شمعون بن میمون دیو زاد جاموش لقا کو لکھا کہ :

اے فدویان خاص ! بہ مجرد دیکھتے اس شقۂ خاص کے سرحد سراندیپ اور جزیرۂ ارم میں اپنے اپنے نائب چھوڑ کر باجماعہ فوج پری زاد و دیوزاد خوش ساز و خوش لباس با ساز و یراق مع اسباب جنگ حضور میں بلا توقف آ کر حاضر ہو کہ مہم عظیم در پیش ہے ۔‘‘

یہ لکھ کر دونوں شقے سر بہ‌مہر حوالے تیز رو پری زاد کے کیے ۔ تیز رو نے شقۂ خاص سر سے باندھ روانہ طرف سراندیپ کے ہوا ۔ بعد ایک پہر کے سرحد سراندیپ میں پہنچ کر روانہ طرف دیوان خانۂ ارقاش پری زاد زرین کلاہ کے ہوا ۔ بعد ایک دم کے دروازے پر پہنچ کر دیکھتا کیا ہے کہ دربان و چوب دار عصا سونے روپے کے لیے ہوئے حاضر ہیں ۔ اُن سے عرض کروا کر داخل دیوان خانے کے ہوا اور شقہ حضور کا سر بہ‌مہر حوالے ارقاش پری زاد زرین کلاہ کے کیا ۔ ارقاش نے شقہ آنکھوں کو لگا کر سر پر رکھا اور آداب تسلیمات بجا لا کر شقے کو کھول کر سر سے پا تلک

مطالعه کیا ۔ مضمون پر شقے کے اطلاع پا کر وهیں میر منزل کو بلوا کر حکم کیا که آج پیش خیمه همارا باهر شهر سے چار کوس پیشتر ایستاده کیجیے ، ان شاءالله تعالیٰ کل بعد نماز جمعه داخل خیمے کے هوں گا ۔ میر منزل پیش خیمے کو لے کر روانه هوا اور جس جگه که ارقاش پری زاد زرین کلاه نے فرمایا تها وهاں ایستاده کیا ۔ اور یہاں ارقاش زرین کلاه نے جتنے سردار سپه سالار پری زاد متعینه حضور تھے، سب کے تئیں یاد فرما کر شقه بادشاه زادی آسمان پری کا دکھلایا اور کہا ''انحراف امر حضور سے کرنا دور نمک حلالی اور بندگی سے هے ۔ پس بہتر یوں هے که تم هر ایک موجودات اپنے رسالوں کے دے کر همراه میرے روانه حضور کے هو ۔'' یه سنتے هی هر ایک نے عرض کی که تابع امر کے هیں ۔ بعد ایک دم کے هر ایک رساله دار نے موجودات اپنے اپنے رسالوں کی دی ۔ ارقاش پری زاد زرین کلاه نے موجودات تمام فوج کی کی ۔ ایک سے ایک بہتر ساز و یراق میں نظر آیا ۔ نہایت خوش هو کر اُن میں سے هر ایک سردار کو خلعت اپنی نیابت کا دے کر داخل محل کے هوا ۔ علی‌الصباح سواری طلب کر کے مع پچاس هزار پری زاد سوار و پیاده کی جمعیت همراه لے کر سوار هوا ۔ بعد ایک دم کے داخل خیمه هوکر تیزرو پری زاد کو انعام دے کر رخصت طرف جزیرۂ ارم کے کیا ۔

تیزرو پری زاد تیز رویاں کرتا هوا بعد کئی دن کے جزیرۂ ارم میں پہنچا اور شقه بادشاه زادی آسمان پری کا شمعون جاموش لقا دیو کو گزرانا ۔ جاموش لقا نے شقه کھول کر آنکھوں کو لگایا اور آداب تسلیمات بجا لا کر شقے کو کھول کر مضمون اپنی طلب کا دریافت کر کے یه مصرع زبان پر لایا : مصرع

زہے سعادت آں کس که شه کند یادش

بعد اس کے بخشی فوج قنطال گاؤ سر دیو کو یاد فرما کر شقہ بادشاہ زادی آسمان پری کا دکھلایا اور کہا کہ انحراف امر حضور سے کرنا باعث شقاوت ابدی اور ازلی کا ہے ۔ بہتر یوں ہے کہ جزیرے سے اسی دم پیش خیمہ باہر نکال کر ایستادہ طرف پرستان کے کیجیے ، کل علی الصباح داخل خیمے کے ہو کر پیش خیمہ پیشتر کو روانہ کیجیے ۔ قنطال گاؤ سر نے عرض کی کہ تابع امر کے ہوں ۔ یہ کہہ کر رخصت شمعون سے ہوا ؛ تمام رسالہ داروں کو احوال پرستان کے چلنے کا بیان کیا ۔ ہر ایک نے کہا ''مع افواج و خویش و تبار واسطے جاں فشانی کے جب ارشاد ہو ، آ کے حاضر ہوں ۔'' قنطال گاؤ سر نے سرداروں کو خلعت دے کر رخصت کیا اور کہا کہ آج تمام دن اور رات میں جو تیاری منظور سفر کی ہو ، کر کے علی الصباح سواری میں شمعون جاموش لقا کے آن کر مع افواج حاضر ہونا ۔ کسی سردار نے انحراف نہ کیا اور کہا کہ حسب الارشاد سواری میں صبح کے وقت حاضر ہوں گے ۔ یہ کہہ کر ہر ایک سردار اپنے گھروں کو رخصت ہو کر در پے تیاریٔ سفر ہوئے ۔

قصہ مختصر دو گھڑی رات باقی تھی ، شمعون جاموش لقا نے سواری طلب کی ، عملہ فعلہ سواری کا آ کر حاضر ہوا ۔ شمعون نے پوشاک شب خوابی کی دور کر کے زرہ و بکتر و خود و داستانے فولادی جسم پر آراستہ کیا اور ایک گرز ستائیس من کا کہ نام اس گرز کا کوہ شکن تھا ، ہاتھ میں لے کر بر آمد محل سے ہوا ۔ کئی گینڈے با ہودج آہنی کسے کسائے اس کی سواری کے لیے حاضر تھے ۔ ان سب میں ایک گینڈا اٹھارہ ہاتھ کا جس کی تھوتھنی پر کھاگ ستائیس گز کا منڈا ہوا آہن فولاد سے نوک دار مثل سنان نیزہ پہلو شگاف تھا ، اس پر سوار ہو کر روانہ طرف خیمے کے ہوا ۔ قنطال گاؤ سر با جمعیت بیست ہزار ہمراہ تھا ۔

قصه مختصر شمعون داخل خیمے کے ہوا اور ہر ایک سردار دیووں کا مثل بہ مثل اترتا گیا ۔ شمعون نے پیش خیمہ پیشتر کو روانہ کیا ۔ غرض کہ ادھر شمعون دیو اپنے جریزۂ ارم سے اور آدھر ارقاش پری زاد زریں کلاہ سرحد سراندیپ سے با جماعہ افواج قاھرہ سرحد درستان میں قطع منازل اور طے مراحل کرتے ہوئے عرصۂ قریب میں پہنچے ۔ یہ خبر ان کے آنے کی تیزرو کی زبانی آسمان پری کو پہنچی ۔ جریزۂ روس کا قیطوش پری زاد بارہ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے جو حضرر میں ھاضر تھا ، آسمان پری نے واسطے ان کے لانے کے اور استقبال کے روانہ کیا ۔ قیطوش پری زاد واسطے ان کے لانے کے مع افواج روانہ ھوا اور ان سے یعنی ارقاش پری زاد زریں کلاہ سے اور شمعون دیو بن میمون سے ملاقات عین سواری میں کرکے بغل گیر دونوں سرداروں سے ھوکر روانہ بیشتر کو ھوئے کہ یک مرتبہ برجیاں قلعۂ زریں گردوں شکوہ کی جس میں بادشاہ زادی آسمان پری رھتی تھی ، نظر آنی شروع ھوئیں ۔ ھر ایک سردار نے سوار چلنا آگے ترک ادب سمجھ کر سواریوں سے اترے اور فوج کو وھیں چھوڑ کر پیادہ پا پیشتر کو روانہ ھوئے ۔ بعد کئی دم کے دروازے پر قلعۂ زریں گردوں شکوہ کے پہنچے ۔ آسمان‌پری یہ خبر ان کی سن کر دیوان خاص میں کرسئی زرین فلک اساس بر آ کر رونق افزا ھوئی اور جتنے سردار برستان کے تھے ، دست راست و دست چپ بہ مراتب دست بستہ آ کر کھڑے ھوئے ۔ اتنے میں عرض ھوئی کہ دونوں سردار ارقاش پری زاد زریں کلاہ اور شمعون بن میمون در دولت پر بہ امید ملازمت حاضر ھیں ۔ ارشاد ھوا کہ چھوڑ دو ۔ حسب الارشاد بادشاہ زادی کے صحن میں دیوان خاص کے آئے اور سلام گاہ میں جا کر باریاب مجرے کے ھوئے ۔ وھاں سے آگے بڑھ کر کرسی

تلک پہنچے اور ایک ہزار و کئی سو اشرفی ارقاش پری زاد نے اور شمعون دیو نے نذرگزران کر سلام گاہ میں گئے ۔ آداب تسلیمات بجا لا کر دست راست و دست چپ کرسی کے اپنے اپنے مرتبے سے آ کر کھڑے ہوئے۔ آسمان پری نے دونوں سے احوال سرحد سراندیپ کا اور جزیرۂ ارم کا پوچھا ۔ دونوں نے مرتبہ بہ مرتبہ جو احوال وہاں کا تھا بیان کیا ۔ بعد اس کے دونوں سرداروں کو سات سات پارچے کا خلعت مع جواہر و سر پیچ و جیغہ ، موتی مالا شمشیر و سپر دے کر ارشاد کیا کہ شہر پناہ سے باہر چار کوس پر خیمہ کیجیے ۔ یہ ارشاد کر کے انھیں رخصت کیا اور آپ داخل محل سرا کے ہوئی ۔ دوسرے دن علی‌الصباح دیوان خاص میں کرسئ زرین پر جلوہ افروز ہوکر ہر ایک اہل کار کارخانے والوں کو یاد فرمایا ۔ وہ سب بموجب ارشاد آ کر حاضر ہوئے۔ داروغۂ خزانہ و داروغہ جواہرخانہ ارو داروغۂ توشک خانہ ، داروغۂ قور خانہ ، داروغۂ اصطبل ، داروغۂ فیل‌خانہ ، داروغۂ فراش‌خانہ ، داروغۂ نوبت خانہ کو ارشاد کیا کہ نصف خزانہ اور نصف جواہر اور نصف اجناس توشک خانہ اور نصف اسپان اصطبل اور نصف ہاتھی فیل خانے کے اور آدھی جنس فراش خانے کی مع بارگاہ سلیمانی علیحدہ کرکے فرد تفصیل کی لکھ لاؤ ۔ ہر ایک اہل کار مہلت دو دن کی لے کر رخصت ہوئے۔ موجودات اپنے اپنے کارخانہ جات کی لے کر فردیں نصف اجناس کی تفصیل وار لکھ کر بعد دو دن کے حضور میں بادشاہ زادی آسمان پری کے آ کر حاضر ہوئے ۔ آسمان پری نے ملاحظہ فرما کر داروغۂ فراش خانہ کو ارشاد کیا کہ آج شہر پناہ سے باہر چار کوس بارگاہ سلیمانی ایستادہ ہو اور ہر ایک کارخانے والے کو ارشاد کیا کہ یہ اجنس و اجناس مع اصطبل و فیل خانہ جو علیحدہ کی گئی ہے ، نہیں لے کر تم ہر ایک مثل بہ مثل متصل بارگاہ سلیمانی کے

جا اترو۔ جتنے اہل کار تھے ، حسب الارشاد آسمان پری کے گرد بارگاہ کے مرتبہ بہ مرتبہ خیمے استادہ کر کے اترتے گئے۔ میر نوبت نے نوبت بجوانی شروع کی ، ہر ایک کارخانے کے گرد چوکی اور پہرے کے لیے دیو پری آ کر حاضر ہوئے۔

داستان آنکہ داخل شدن بادشاہ زادہ شجاع الشمس و اخترسعید مع آسمان پری در بارگاہ سلیمانی با جماعہ فوج پری زاداں و دیو زاداں بہ‌عزم سفر روم و باز فسخ شدن آں

راوی نے یوں روایت کی ہے ، آسمان پری کے تئیں جس وقت یہ خبر پہنچی کہ تمام فوج پری زادوں کی اور دیو زادوں کی مع اہل کاران کارخانہ جات گرد و پیش بارگاہ سلیمانی کے جا آتری ، بے اختیار خوش ہو کر بادشاہ زادے شجاع الشمس کے پاس آئی اور کہا کہ اے بادشاہ زادے ! جس روز کہ ساعت نیک ہو ، منجم سے دریافت کروا کر داخل خیمے کے ہوجیے۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید بہ‌حد اتم شاد و مسرور ہوئے اور کہا کہ اے آسمان پری ! تیرے تئیں اپنے قول کا پورا پایا۔ خدا شاہد ہے اور آگاہ ہے کہ اس خوبیوں کا کوئی خلقت انسان میں اور پری زاد میں نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ غرض کہ اے آسمان پری ! میں تیرا مرہون احسان اور بندۂ بے‌زر خرید ہوں ، تادم زندگی تیری غلامی اور بندگی سے قصور نہیں کرنے کا۔

آسمان پری نے کہا : ”اے بادشاہ زادے ! مجھے سب طرح سے اپنی کمترین کنیز جانا کر۔ جب تلک اس تن میں دم ہے ، کنیزی سے ہاتھ نہیں آٹھانے کی۔“ یہ کہہ کر ایک دربان

واسطے طلب منجم کے بھیجا ۔ بعد کئی دم کے منجم مع تقویم همراہ دربان کے آیا اور سلام گاہ میں جا کر آداب بجا لایا اور حضور میں بادشاہ زادی آسمان پری کے حاضر ہوا ۔ بادشاہ زادی نے ارشاد کیا کہ اے منجم الملک ! بادشاہ زادہ شجاع الشمس عزم سفر کا رکھتا ہے ؛ تقویم سے ساعت نیک دریافت کر کے عرض کیجیے ، کس روز بہ‌ارادہ سفر داخل خیمہ کے ہو ؟ منجم نے یہ سن کر تقویم کھولی اور ہر ایک ستارے کی حرکات پر نظر کرنی شروع کی ۔ ہر ایک ستارے کے تئیں بہ نظر تثلیث و تسدیس پایا ۔ احکام آن ستاروں کا یہی تھا کہ بادشاہ زادہ متوجہ جس مہم کا ہو و جس طرف کا قصد کرے ، بلا شک و شبہ کام یاب ہو ۔ یہ دریافت کر کے حضور میں عرض کی ''کل بعد نماز جمعہ اگر بادشاہ زادہ بہ‌عزم سفر داخل خیمے کا ہو ، عین صلاح دولت ہے ۔ بادشاہ زادہ جو ارادہ کرے گا اور جس کام پر متوجہ ہوگا ان شاءاللہ تعالیٰ کام یاب ہوگا کہ ہر ایک ستارہ اپنے شرف میں ہے اور باہم نظر سعد رکھتے ہیں ۔ یہ سنتے ہی آسمان پری خوش ہوئی ۔ منجم کو خلعت اور انعام دے کر رخصت کیا اور آپ بادشاہ زادے سے رخصت ہو کر اپنے قصر کو سدھاری ۔ دوسرے دن روز جمعہ بادشاہ زادہ شجاع الشمس اور اختر سعید نے غسل حمام کر کے تبدیل پوشاک کی اور اُدھر آسمان پری نے بھی غسل حمام کیا اور تبدیل پوشاک کر کے بادشاہ زادے کے پاس آئی اور کہا کہ اے بادشاہ زادے ! عملہ فعلہ سواری کا تیار ہے ، نماز جمعہ ادا کر کے سوار ہوجیے ، اب وقفہ مناسب نہیں ہے ، مبادا ساعت نیک ٹل جاوے ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید نماز جمعہ پڑھ کر با ساز و یراق برآمد محل سے ہو کر باہر در دولت پر آئے ۔ دیکھتے کیا ہیں کہ عملہ فعلہ سواری کا حاضر ہے اور واسطے سواری کے فیل سفید

سغ هودج زرین و عماری مرصع کار کسا کسایا استادہ ہے ۔ غرض کہ بادشاہ زادہ سوار ہوا اور اختر سعید خواصی میں بیٹھا ، مورچھل پر ہما کے ہلاتا ہوا چلا ۔ اور رکاب میں یمین و یسار فوج پری زادوں کی اور دیوزادوں کی روانہ ہوئی اور آسمان پری بھی تخت ہوادار پر مع افواج پری زاداں سوار ہو کر چلی ۔

قصہ مختصر بعد کئی دم کے بادشاہ زادہ اور آسمان پری داخل خیمے کے ہوئے ۔ سوار و پیادہ ہمراہ رکاب جا بہ‌جا مثل سے اُترتے گئے ۔ دوسرے دن علی‌الصباح آسمان پری نے بادشاہ زادے کو فرد تفصیل کارخانہ جات کی گزرانی ۔ بادشاہ زادی نے ہر ایک کارخانے کے موجودات لے کر کارخانے والوں کو خلعت دے کر رخصت کیا ۔ ہر ایک دخیل کارخانوں کے ہوئے ۔ بعد اس کے آسمان پری نے ارقاش پری زاد زرین کلاہ کو اور شمعون دیو بن میمون کو یاد فرما کر بادشاہ زادے کو نذریں دلوائیں اور ارشاد کیا کہ تمھیں قسم ہے حضرت سلیمان کے تخت کی اور میرے نمک کی ، تمھیں متعین میں نے بادشاہ زادے کا کیا ہے ۔ روز و شب بادشاہ زادے کی خدمت میں اور بندگی میں حاضر رہنا اور جو بادشاہ زادہ فرماوے ، بہ‌سروچشم بجا لانا ۔ آن دونوں نے عرض کی کہ اے بادشاہ زادی ! یک چمچہ خون جو ہمارے جسم میں ہے ، بادشاہ زادے پر نثار کریں گے ۔ سب طرح سے اے بادشاہ زادی ! خاطر مبارک جمع رکھیے ، تا زندگی بندگی و جاں فشانی سے قصور نہیں کریں گے ۔ یہ سن کر بادشاہ زادی نے خلعت دے کر دونوں کو رخصت کیا ۔ وہ رخصت ہو کر داخل اپنے خیموں کے ہوئے ، رات ہوئے گرد بارگاہ کے پھرنے لگے ۔ بادشاہ زادہ اور اخترسعید و آسمان پری نے راگ و رنگ ارباب نشاط کا سن کر خاصہ باہم نوش جان کر کے علیحدہ علیحدہ پلنگ خواب پر دراز ہو کر سکھ کرنا شروع کیا ۔ ہر ایک خواص و عہدہ دار

واسطے چپی اور چوکی کے حاضر ہوئے۔

القصہ صبح ہوئی ، بادشاہ زادہ اور آسمان پری اور اختر سعید بیدار ہوئے ۔ آفتابہ اور چلمچی طلائی مرصع کار واسطے منہ دھونے کے عہدہ داریں لے کر حاضر ہوئیں ۔ غرض کہ منہ دھونے سے انفراغ حاصل کر کے آسمان پری و شجاع الشمس رونق افزا باہم ایک مسند پر ہوئے ۔ گفتگو ہر ایک نوع کی باہم شروع کی ۔ بعد اس کے شجاع الشمس دیوان خاص میں آ کر جلوہ فرما کرسئی زرین پر ہوا ۔ جتنے ارکان دولت اور سپہ سالار پری زاد و دیو زاد اور اہل کاران سرکار تھے ، باریاب مجرے کے ہوئے ۔ قیطوش پری زاد زرین کلاہ سے اور شمعون بن میمون دیو زاد سے دم ایک باتیں اشفاق ، الطاف و عنایاتوں کی کر کے داخل بارگاہ سلیمانی کے ہوا اور مجرائی جتنے خورد و کلاں تھے ، برآمد ہو کر داخل اپنے اپنے خیموں کے ہوئے ۔ پہر ایک دن چڑھا تھا ، بادشاہ زادہ اور آسمان پری اور اختر سعید نے داخل نعمت خانے کے ہو کر خاصہ نوش جان فرمایا ۔ بعد خاصہ نوش جان کرنے کے باہم ایک جا مسند پر بیٹھے ۔ یک مرتبہ آسمان پری نے کہا ”اے بادشاہ زادے ! کل دو گھڑی دن چڑھے پیش خیمہ طرف روم کے روانہ کیجیے ، توقف عزم میں کرنا صلاح وقت نہیں ۔ اور اے بادشاہ زادے ! میں نے تجھے خدا کو سونپا ، اب میں رخصت ہوتی ہوں ۔ بادشاہ زادے نے یہ کلمہ آسمان پری کی زبان سے سن کر کہا کہ اے بادشاہ زادی آسمان پری ! یہ کیوں کر تیرے دل نے قبول کیا کہ میں تن تنہا سفر کروں اور تو نہ ہو اور میرے تئیں بھی بدون تیرے کیوں کر قرار ہوگا ۔ مجھ سے جدا ہونا تجھ کو کسی نوع سے صلاح نہیں ہے ۔ آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! میرا جی یہ کب چاہتا ہے کہ تجھے اس مہم عظیم پر طرف روم کے اکیلا بھیجوں ، لیکن میں

لاچار ہوں کہ ہمراہ نہیں چل سکتی - جزیرۂ خلخ اور جزیرۂ قزوین میں قنطال بن جے پال دیو اور شہپال خرچنگ لقا میری طرف سے عامل تھے - اب کتنی ایک مدت سے انھوں نے سرکشی اختیار کرکے انحراف حکم حضور سے رکھتے ہیں - پس میرے تئیں تنبیہ انھوں کی منظور ہے - اگر تغافل عمل میں لاتی ہوں ، مبادا وہ زور پکڑ کر فتنہ اور فساد اور جزیروں میں برپا کریں اور جو خبر میری تمھارے ساتھ جانے کی طرف روم کے انھوں کو پہنچی اور زیادہ مخلع بالطبع ہوکر ہنگامہ آرا ہوں - ان شاءاللہ تعالیٰ عرصۂ قریب میں سزاے نمک حرامی انھوں کے تئیں دے کر تم تلک پہنچوں گی - خاطر اپنی بہ‌ہر صورت جمع کرکے روانہ طرف شہر روم کے ہوجیے - بادشاہ زادے نے یہ سن کر کہا کہ اے بادشاہ زادی آسمان پری ! واللہ باللہ مقدم اپنے کاموں پر اس کام کو سمجھتا ہوں - مقتضاے غیرت یہ نہیں ہے کہ تمھیں اس مخمصے میں چھوڑ کر واسطے طلب ملکہ نگار کے سفر روم کا اختیار کروں - تمھیں بہ منزلہ جان اور ملکہ نگار کو بہ منزلۂ جہان سمجھتا ہوں ، پس جان ہے تو جہان ہے - اول طالع آزمائی یہی ہے کہ پیش خیمہ طرف جزیرۂ خلخ کے اور قزوین کے روانہ کیجیے کہ وہاں پہنچ کر نمک حرام قنطال بن جےپال اور شہپال خرچنگ لقا کو سزا نمک حرامی کی دے کر مراجعت طرف شہر روم کے کروں گا - آسمان پری نے ہر چند مبالغہ کیا ، بادشاہ زادے نے نہ مانا ؛ وہیں داروغۂ فراش خانہ کو طلب کرکے احکام فرمایا کہ پیش خیمہ اسی وقت طرف جزیرۂ خلخ کے اور قزوین کے روانہ کیجیے - داروغۂ فراش خانہ نے موافق احکام بادشاہ زادے کے پیش خیمہ طرف جزیرۂ خلخ اور قزوین کے روانہ کیا - اور رات کو بادشاہ زادے نے دربار کرکے سرداران پرستان یعنی قیطوش پری زاد زرین کلاہ کو اور شمعون

بن میمون کو یاد فرمایا ۔ وہ حسب الاحکام باریاب مجرے کے ہوکر حضور میں حاضر ہوئے ۔ بادشاہ زادے شجاع الشمس نے ارشاد کیا کہ اے قیطوش زرین کلاہ و اے شمعون بن میمون ! کل علی الصباح عزم بالجزم حضور واسطے تنبیہ شہپال خرچنگ لقا کے اور قنطال بن جے پال کے طرف جزیرۂ خلخ اور قزوین کے ہے ۔ پس لازم یوں ہے کہ اطراف کے اور سرحد پرستان کے دیوزاد اور پری زاد جتنے ہیں آن سب کے تئیں خطوط طلب کے بھیج کر بلوائیے اور ملازمت سے حضور کی مشرف و سرفراز کروا کر شامل افواج قاہرہ کے کیجیے ۔ وہ دونوں یہ ارشاد بادشاہ زادے کا قبول کرکے آداب بجا لائے اور برآمد ہو کر داخل اپنے خیموں کے ہوئے ۔

داستان آں کہ روانہ شدن رایات عالیات بادشاہ زادہ شجاع الشمس و بادشاہ زادی آسمان پری مع افواج دیوزاداں و پری زاداں بہ طرف جزیرۂ خلخ و قزوین جہت تنبیہ خرچنگ لقا و قنطال بن جے پال کہ از مدت یک سال بسبب کثرت فوج مست از بادۂ نخوت گردیدہ سرکشی و انحراف اختیار نمودہ بودند

راوی نے یوں روایت کی ہے ، دوسرے دن علی الصباح عملہ فعلہ سواری کا حاضر ہوا ۔ بادشاہ زادہ شجاع الشمس تاج زرین شاہانہ سر پر رکھ ، بالباس فاخرہ فیل سفید پر سوار ہوا اور اختر سعید خواصی میں بیٹھا اور ایک طرف آسمان پری تخت ہوا دار

پر سوار ہوئی اور افواج دیوزاد و پری زاد یمین و یسیار بہ‌دستور آداب روانہ ہوئی ۔ پہر ایک دن چڑھا تھا کہ بادشاہ زادہ اور آسمان پری داخل خیمے کے ہوئے ۔ دوسرے دن پیش خیمہ پیشتر کو روانہ ہوا ۔ غرض کہ ایک کوچ اور ایک مقام مقرر حضور سے ہوگیا تھا ؛ اسی طرح سے قطع منازل اور طے مراحل کرتے چلے جاتے تھے اور ہر ایک جزیرے کے رئیس اقسام دیوزاد اور پری زاد سے ملازمت حضور سے اثنائے راہ میں حاصل کر کے شامل فوج کے با اسباب جنگ ہوتے تھے ۔

ایک روز ایک جزیرے پر پہنچے کہ نام اس جزیرے کا جزیرۂ گل رویاں تھا ۔ جتنے پری زاد زن و مرد اس جزیرے کے تھے ، رنگ و روپ انھوں کا مثال گل گلاب کے تھا اور ہر ایک کے جسم سے بوئے خوش مثال بید مشک اور گلاب کے آتی تھی ۔ آسمان پری کی طرف سے ایک عورت گلفام پری نام مشہور مادر دیوان مالک اس جزیرے کی تھی ۔ سوائے یاد الٰہی کے اسے کسی سے سروکار نہ تھا ۔ جو محاصل اس جزیرے سے ہوتا تھا راہ خدا میں صرف کرتی تھی اور حاکم خواصوں پر اسمائے الٰہی سے اس مرتبے پر تھی ، جس وقت چاہتی تھی عالم عجائب و غرائب طلسمات کا برکت سے اسما کی ظہور میں لاتی تھی ۔ اور اس جزیرے کے جتنے دیوزاد اور پری زاد تھے ، یک ذرہ اس کے احکام سے انحراف نہ کرتے تھے ۔ بر تقدیر اگر کوئی زن و مرد اقسام دیو یا پری سے برخلاف گلفام پری کے عمل میں لاتا ، وہیں ایک صاعقہ غضب کا آسمان سے آ کر اس کے تئیں جلا کر خاکستر کر دیتا تھا ۔

قصہ مختصر ، جس روز کہ پیش خیمہ آسمان پری کا اس جزیرۂ گل رویاں میں آ کر استادہ ہوا ، گلفام پری مادر دیوان نے ایک

صندوقچہ طلائی مرصع کار، طول و عرض میں سوا گز مقفل واسطے
نذر آسمان پری کے اور ایک چھڑی سبز بید کی واسطے نذر
بادشاہ زادے کے تیار کر کے رکھی - جس وقت کہ دوسرے
دن علی الصباح پہر دن چڑھے شجاع الشمس اور آسمان پری مع افواج
جزیرۂ گل رویاں میں پہنچ کر داخل خیمے کے ہوئے گلفام پری
مادر دیوان نے آنے کو آسمان پری کے اور شجاع الشمس کے
سن کر غسل کر کے پیراہن سبز پہنا، قصابا سر سے باندھا،
چادر نیل گوں کاندھے پر ڈالی اور ایک ہزار دانے کی تسبیح
مروارید اور عصائے زمردی ہاتھ میں لے کر سواری چوپاتی کی
طلب کر کے سوار ہوئی - وہ صندوقچہ اور چھڑی بید سبز کی
منگوا کر آگے گود میں رکھی اور روانہ طرف بارگاہ سلیمانی کے
ہوئی - بعد ایک دم کے دردولت سرا پر پہنچی - آسمان پری کو
عرض ہوئی: "گلفام پری مادر دیوان در دولت پر بہ امید ملازمت
حاضر ہے، کیا حکم ہے؟" آسمان پری نے کہا "متعرض اس
کے آنے کے نہ ہو اور چھوڑ دو -" حسب الاحکام آسمان پری
کے دربانان دولت سرا نے پروانگی حضور میں جانے کی دی،
گلفام پری داخل خیمے کے ہوئی - از بس کہ وہ عابدہ تھی،
تعظیم کرنی ایسے شخصوں کی اہل دنیا کو واجب ہے اور
سعادت دوجہانی ہے - یہ سمجھ کر دور سے دیکھتے ہی
آسمان پری واسطے تعظیم کے اٹھی اور دو چار قدم واسطے استقبال کے
آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور برابر اپنے با عزت تمام پہلو میں
بٹھلایا - گلفام پری مادر دیوان نے صندوقچہ آسمان پری کو اور
چھڑی بادشاہ زادے کو بہ طریق تبرک گزرانی اور کہا "یہ
صندوقچہ طلسم کا اور یہ چھڑی بھی طلسم کی ہے - اور کنجی
بھی اس صندوقچے کی آسمان پری کو دی؛ خواص صندوقچے کا اور

خاصیت چھڑی کی بیان کرنی شروع کی :

''اے بادشاہ زادی ! جو عقدہ مشکل تمھارے تئیں پیش آوے اور کسی طرح حل نہ ہوتا ہو ، اس کنجی پر جو یہ اسم اعظم لکھا ہوا ہے ، اکتالیس مرتبہ پڑھ کر قفل کھولنا ۔ ایک مرد پیر اس صندوقچے میں سے پیدا ہوگا اور سلام علیک کر کے پوچھے گا : ''مجھے کیوں یاد کیا ؟ اگر خزانہ چاہیے حاضر ہے ، اگر کوئی مہم عظیم در پیش ہے ، بیان کیجیے کہ ایک دم میں انصرام کر دوں گا ۔'' اور یہ جو چھڑی بید سبز کی ہے ، اُس کا خواص یہ ہے کہ جہاں ہزاروں جادوگر قوت سے اپنے جادو کی مینہ آگ کا یا پتھروں کا برساتے ہوں اور کسی طور صورت نجات نہ ہو ، پس اُس وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم زبان پر لا کر ایک حلقہ زمین پر نوک سے اس کی کھینچ کر اُس حلقے میں جا بیٹھیے ۔ آتش جادو سرد ہو جاوے اور پتھر برسنے وہیں موقوف ہوں بلکہ وہ جادو اُلٹ کر اُن جادوگروں کو جا کر ہلاک کرے اور نام و نشان اُن کا پردۂ زمین پر نہ رکھے ۔'' یہ خواص صندوقچے کا اور چھڑی کا سن کر آسمان پری کے تئیں کمال سرور خاطر حاصل ہوا اور حد سے زیادہ مرہون احسان گلفام پری کی ہوئی ۔ کئی تحفے پرستان کے لا کر آگے گلفام پری کے رکھے ، زنہار اُس نے قبول نہ کیے ۔ مگر واسطے خوشی خاطر آسمان پری کے ایک تسبیح سلیمانی اور ایک تسبیح یاقوت کی کہ نہایت نادر روزگار تھی ، اُٹھا لی اور رخصت ہوکر اپنے جزیرے میں جا کر مشغول عبادت و طاعت و ذکر الٰہی ہوئی ۔

علی‌الصباح نقارہ کوچ کا ہوا ۔ بادشاہ زادہ و آسمان پری سوار ہو کر مع افواج پری زاد و دیو زاد روانہ پیشتر کو ہوئے ۔ بعد ایک ماہ اور کئی دن کے ایک کوچ اور ایک مقام کرتے ہوئے

سرحد میں جزیرۂ خلغ کے پہنچے ۔ شہپال خرچنگ لقا کو یہ خبر خبرداروں نے پہنچائی کہ بادشاہ زادی آسمان پری باجماعہ فوج پری زادان و دیو زادان ایک آدمی زاد کو سردار فوج کا بنا کر بہ‌ارادۂ جنگ آتی ہے ۔ یہ خبر شہپال خرچنگ لقا نے سن کر جتنے سپہ سالار تھے ، بلوا کر یہ ماجرا بیان کیا ۔ ہر ایک نے عرض کی کہ واسطے جاں فشانی کے ہم حاضر ہیں ۔ بعد اس کے موجودات فوج کی لی ۔ ایک لاکھ اور بیست ہزار سوار و پیادہ شمار میں آئے ۔ یہ کثرت فوج کی ملاحظہ کر کے بہ‌حد اتم خوش ہوا اور وہیں خیمے باہر نکال کر مع فوج داخل خیمہ کے ہوا ۔ غرض کہ ایک کوچ ایک مقام کرتا ہوا واسطے مقابلے کے چلا ۔ فاصلہ جب کہ ایک منزل کا رہا ، مقام کیا اور وہاں آسمان پری نے اور بادشاہ زادے شجاع‌الشمس نے محلہ فوج کا اور توپ خانے کا لیا ۔ ایک لاکھ اسی ہزار فوج دیو زاد و پری زاد سوار و پیادہ اور بیست ہزار ضرب توپ خورد و کلاں شمار میں آئے ۔ یہ ملاحظہ کرکے علی‌الصباح کوچ پیشتر کو کیا ۔ جب کہ فاصلہ پانچ کوس کا لشکر سے شہپال کے رہا ، وہیں خیمے کو استادہ کروا کر داخل ہوئے اور جتنے سردار تھے ، مرتبہ بہ مرتبہ مثل بہ مثل اترتے گئے ۔ آسمان پری نے قلم دان طلب کر کے شقہ اس مضمون کا شہپال خرچنگ لقا کو لکھا کہ قریب ایک سال سے تم نے غضب سلطانی سے بے خطر ہوکر انحراف اختیار کیا ہے ، دور بندگی اور نمک حلالی سے ہے ۔ بہتر یوں ہے کہ کمند اطاعت گلے میں ڈال کر دست بستہ آ کر حاضر ہو کہ مورد تفضلات و عنایات کیا جائے گا ۔ و الاّ انہ (ورنہ) سزا اس نمک حرامی کی جناب بندگان حضور سے پہنچے گی ۔ یہ لکھ کر حوالے تیزرو پری زاد کے کیا ۔ تیز رو پری زاد شقہ سر سے باندھ روانہ ہوا ۔

بعد ایک دم کے وہاں پہنچا کہ جہاں شہپال خرچنگ لقا بیٹھا تھا ، شقه خاص گزرانا ۔ اس نے شقے کو سر پر رکھا اور آداب بجا لا کر شقے کو کھول کر مضمون مرقومه پر آگاہ ہوا ۔ از بس کہ غرور اسے کثرت فوج پر تھا اور تائیدات الٰہی سے غافل اور منکر تھا ، عرضی در جواب شقے کے اس مضمون پر تھی کہ جس کے ہر ایک فقرے سے سر تا پا انحراف اور نمک حرامی نمایاں ہو اور یہ بھی ایک فقرہ بے ادبانہ اس عرضی میں درج تھا کہ ''اے بادشاہ زادی ! تم نے اپنے تفضلات و عنایات سے میرے تئیں مالک جزیرۂ خلخ کا کیا ۔ دوسرا یہ اور احسان تم نے میرے حق میں فرمایا کہ مدت سے ذائقے کو ترستا تھا ، سو میں نے سنا ہے کہ دو آدمی زاد بھی میرے تبدیل ذائقے کی خاطر آپ ہمراہ لائی ہیں ، اس کا ادائے شکر تا دم زیست مجھ سے نہ ہوگا ۔'' یہ لکھ کر حوالے تیزرو کے کیا ۔ تیز رو عرضی لے کر خدمت میں آسمان پری کے آیا ۔ آسمان پری نے سر تا پا مضمون عرضی کا ملاحظہ کر کے شجاع الشمس کو دکھلایا ۔ شجاع الشمس نے مضمون دریافت کر کے کہا کہ اے آسمان پری ! ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو سزائے نمک حرامی دے کر واصل جہنم کروں گا ، خاطر اپنی جمع رکھ ۔ گو وہ فوج کثیر رکھتا ہے ، میری نظر تائیدات الٰہی پر ہے ۔

ابیات

گر اقبال من کارسازی کند
سرش بر سر نیزہ بازی کند

جنگ عظیم آنہا من کے به خاطر آرم
دیوان بےحیا هرگز نمی گذارم

داستان آنکه مقابله شدن هر دو لشکر و کشته شدن دیوان و پری زادان طرفین و به جنگ پیوستن شہپال لقا با شجاع الشمس و اسیر شدن آن و ظفر یافتن شجاع الشمس و آسمان پری و در تصرف آوردن جزیرۂ خلخ را

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جب کہ فاصلہ پانچ کوس کا طرفین لشکروں سے رہا ، بادشاہ زادہ شجاع الشمس اور آسمان پری نے منجم کو ، جس وقت کہ چار گھڑی رات گزری ، ساعت لڑائی کی پوچھی ۔ منجم نے حسب الاحکام تقویم کھول کر حرکات فلکی پر اور ستاروں پر نظر کرنی شروع کی ۔ آخرکار قاعدۂ غالب و مغلوب دریافت کرکے عرض کی کہ علی الصباح دو گھڑی دن چڑھے ساعت جنگ کرنے کی نیک ہے ۔ بہ‌ہرصورت ستارہ طالع کا غالب ہے ۔ فتح و ظفر نصیب میں اولیاے دولت کے ہوگی ۔ بادشاہ زادہ اور آسمان پری نے یہ نوید فتح و ظفر کی سن کر بے اختیار شاد و خرم ہوئے ۔ منجم کو خلعت و انعام دے کر رخصت کیا ۔ بعد اُس کے تمام سرداران فوج کو زبانی نقیب کے احکام بھیجا کہ فردا علی الصباح ارادہ جنگ کا ہے ، تم ہر ایک باساز و یراق مع افواج قاهره رکاب ظفر انتساب میں حاضر ہونا ۔ جب کہ احکام حضور نقیب نے تمام فوج میں پہنچایا ، ہر ایک نے عرضی کی کہ حسب الاحکام حضور کے علی الصباح رکاب سعادت میں واسطے جاں فشانی کے حاضر ہوں گے ۔ یہ ہر ایک سرداروں کی عرضیاں ملاحظہ فرما کر بادشاہ زادہ اور آسمان پری خواب گاہ میں سدھارے ، علیحدہ علیحدہ پلنگ خواب پر دراز ہوکر سکھ فرمایا ۔ طلایہ واسطے پاسبانی کے گرد لشکر

آگے پھرنا شروع ہوا لیکن تمام لشکر میں جاگ تھی اور یہ شعر
ہر ایک زبان پر لاتا تھا ۔

بیت

که داند که فردا چه خواهد شدن
که پوشد حریر و که پوشد کفن

غرض کہ صبح ہوئی ۔ ادھر بادشاہ زادہ شجاع الشمس بہ عزم جنگ زرہ داؤدی ، خود و داستانے پہن کر شمشیر مصری ہاتھ میں لے کر فیل سفید پر آیۂ ''انا فتحنا'' اور آیۂ ''نصر من اللہ'' پڑھ کر سوار ہوا ۔ میمنہ اور میسرہ سپرد قیطوش زرین کلاہ کے اور شمعون بن میمون کے کیا اور ہراول شمعون بن میمون کے بھتیجے کو کیا ۔ نام اس کا فحیوش دیو تھا ۔ طبل جنگ بجنے لگا اور ادھر شہپال خرچنگ لقا مسلح ہوکر چلتہ گینڈے کی پہن کر گوزن پر سوار ہوا ، جنگ میمنہ اور میسرہ حوالے اپنے بیٹوں کے کی ؛ ایک کا نام قیطون اور دوسرے کا نام یامون دیو تھا ۔ اور آپ درمیان میں فوج کے استادہ ہوا ۔ ناقوس چار طرف لشکر میں خرچنگ لقا کے بجنا شروع ہوا ۔ بازار ملک الموت کا گرمی پر آیا ۔ لشکر سے طرفین کے نقیبوں کی زبان سے آواز آنے لگی کہ آج دیو زاد اور پری زاد و آدمی زاد سے ایسا بہادر و شجاع کون ہے کہ میدان میں آ کر داد شجاعت کی دے ۔ یہ آواز نقیبوں کی سن کر جتنے شجاع اور بہادر لشکر میں طرفین کے تھے ، جوش و خروش میں آئے ۔ ایک پری زاد طاؤس لقا نام مسلح اسپ چینی پر سوار نیزہ سر تا پا فولادی اکتالیس گز کا ہاتھ میں لیے ہوئے میدان میں با ہیبت و شکوہ لشکر سے شجاع الشمس کے نکلا اور گھوڑے کو میدان میں کاوے

دے کر طرف لشکر شہپال خرچنگ لقا کے پکارا کہ آج دیوؤں سے
ایسا بہادر کون ہے کہ آ کر مجھ سے مقابلہ کرے ۔ یہ سنتے ہی
لشکر سے شہپال کے ایک دیو سیاہ ، آبنوس نام ، گینڈے پر سوار ، گرز
سو من کا ہاتھ میں لیے ہوئے سامنے طاؤس لقا پری زاد کے آیا
اور پکارا کہ اے پری زاد ! کیا ایسی عافیت تیری تنگ تھی اور
زندگی سے بیزار تھا کہ مجھ دیو زاد سے واسطے لڑائی کے میدان میں
آیا ہے ؟ جا میں تیرے ساتھ نیکی کرتا ہوں ۔ لڑائی سے دست بردار ہو
ورنہ مجھے قسم ہے لات و منات کی ! تیرے تئیں اس میدان
میں ضرب گرز سے برابر خاک کروں گا ۔ یہ سنتے ہی طؤس لقا
پری زاد نے کہا کہ اے ملعون ! غرور سے دست بردار ہو ، فتح و
ظفر ہاتھ میں حق سبحانہ تعالیٰ کے ہے ، یہ باتیں رعونت کی
موقوف کر ، حربہ جو لانا ہے لا ۔ دیو آبنوس نے کہا کہ اے
پری زاد ! تیرے جی میں ارمان بہادری کا نہ رہ جاوے ؛ اول تو
مجھ پر کرکے ارمان اپنے جی کا نکال لے ورنہ میرے حربے سے
کب تو جان بر ہوا ۔ رد و بدل آپس میں دم ایک اسی طرح کی
رہی ۔ آخرکار طاؤس لقا پری زاد نے گھوڑے کے تئیں جولان
کر کے نیزے کو گردش سر پر دے کر سینہ پرکینہ پر اُس دیو آبنوس
کے اس قوت سے لگایا کہ سر نیزے کا طرف پشت کے نکلا ۔ مرغ
روح نے تن کے پنجرے سے پرواز کیا اور پشت گوزن سے مثال
پہاڑ کے زمین پر گرا اور زخم سے اُس کے دریاے خون جاری ہوا ۔
اور آواز تحسین کی شجاعت پر طاؤس لقا پری زاد کی اہل لشکر کی
زبان سے بلند ہوئی ۔ القصہ بہتّر دیو اُس رزم گاہ میں طاؤس لقا
پری زاد نے واصل جہنم کیے ۔ اُس کی یہ شجاعت دیکھ کر لشکر
میں شہپال کے ہیبت غالب ہوئی ۔ ہر ایک دیو کا دم بند ہوا
اور مقابلہ ہونا موقوف کیا ۔ شہپال نے دیکھا کہ کوئی مقابل اس

پری زاد کے نہیں ہوتا ۔ اب مسلح ہوکر خود و زرہ ، چار آئینہ پہن کر گینڈے پر سوار ہوا اور گرز سو من کا ہاتھ میں لے کر میدان میں بہ‌خشونت تمام روبہ‌رو طاؤس لقا پری زاد کے آیا ۔ باہم کئی ایک طعن نیزوں کے درمیان آئے ۔ عاقبت کار حرب نیزۂ شہپال سے طاؤس پری زاد گھوڑے سے زمین پر گرا اور روح اس کی نے طرف روضۂ رضواں کے پرواز کی ۔ یہ احوال اس کا شجاع الشمس اور آسمان پری اور جتنے سرداران لشکر تھے ، دیکھ کر ملول ہوئے اور وہ شہپال دیو خرچنگ لقا طاؤس لقا پری زاد کو مار کر اپنی تعریفوں پر چھوٹا کہ آج دیو زاد اور پری زاد و آدمی زاد سے کس کا مقدور ہے کہ میرے سامنے ہو ، مگر میرے رو بہ رو وہی ہو کہ جس کا اجل نے گریبان پکڑا ہو ۔ یہ اس کی لاف زنی سن کر ایک دیو قاموس نام شمعون بن میمون کے سپہ سالاروں میں سے مع ساز و یراق و مسلح با ہیبت و شکوہ اشتر کوہی پر سوار سامنے شہپال خرچنگ لقا کے آیا ۔ نیزہ بازی باہم ہونے لگی ۔ گھڑی دو ایک تک نیزہ بازی رہی ، بعد نیزہ بازی کے شمشیر بازی باہم رہی ۔ آخر کار شہپال خرچنگ لقا نے گرز کھینچا اور سر پر پیچ دے کر قاموس دیو کے سر کو تاکا ۔ قاموس نے چاہا تھا کہ خالی دے کر اپنا حربہ شہپال پر کرے لیکن قضا و قدر نے نہ چاہا کہ صحیح و سالم جنگ گاہ سے جاوے ، قاموس سے نہ ہوسکا کہ اپنے تئیں بچاوے ۔ وہ گرز شہپال کا سر پر قاموس کے آیا ، لگتے ہی قاموس کا سر مع جسم و اشتر سواری ریزہ ریزہ ہوکر برابر خاک ہوا ۔ صدائے حسرت و افسوس لشکر آسمان پری سے اور آواز تحسین و آفرین کی لشکر سے شہپال خرچنگ لقا کے بلند ہوئی ۔ غرض کہ پھر خرچنگ لقا نے خود ستائی شروع کی ۔ ایک دیو اور لشکر گاہ سے آسمان پری کے سامنے شہپال خرچنگ لقا کے آ کر مشغول حرب

کا ہوا ، عاقبت کار وہ بھی ہاتھ سے شہپال خرچنگ لقا کے روح سے قالب کو خالی کرگیا ۔ اسی طرح رزم گاہ میں ہاتھ سے شہپال خرچنگ لقا کے قریب چالیس دیو زاد پری زاد کے مارے گئے ۔ یہ شجاعت شہپال خرچنگ لقا کی دیکھ کر ہیبت دلوں میں دیو زاد و پری زاد کے غالب ہوئی ۔ مقابل شہپال کے آنا موقوف کیا ۔ بادشاہ زادے شجاع نے دیکھا کہ کوئی مقابل اس کے نہیں ہوتا اور تمام فوج میں ہیبت اس کی غالب ہے ۔ شجاعت و تہور نے بادشاہ زادے کی جوش مارا ، بے اختیار ہوکر درمیانہ فوج سے اسپ برق رفتار کو جولان کرتا ہوا سامنے شہپال خرچنگ لقا کے آیا اور کہا کہ اے شہپال خرچنگ لقا ! بہت تجھ سے زندگی ۔ وفاداری کی کہ تجھے اس رزم گاہ میں اتنی دیر تلک جیتا رکھا لیکن میرے آنے سے تیری عمر تجھ سے بے وفائی کیا چاہتی ہے ۔ اب حربہ جو تجھے مجھ پر کرنا ہے کر ۔ یہ سنتے ہی شہپال خرچنگ لقا قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا کہ اے آدمی زاد ! یہ میں جانتا ہوں کہ تو شجاعت شعار اور دلاور اپنی ذات سے ہے لیکن میں کہاں اور تو کہاں ، پرکاہ کو کوہ سے کیا نسبت اورکیا مناسبت ، تو دیر سے تماشا میرا دیکھتا تھا کہ کیسے کیسے دیوان شجاعت شعار اور پری زادان مردان کار کو برابر خاک کیا اور تیری خوب صورتی پر اور جوانی پر رحم آتا ہے ، میں نہیں چاہتا کہ تیرے تئیں صدمہ پہنچے ، آ میرے منہ میں گھوڑے سمیت کود پڑ ، مطلق تجھے کچلنے کا نہیں ، پلپلا کر حلق کے تلے اتار جاؤں گا ۔ یہ بھی نیکی میں تیرے ساتھ اس لیے کرتا ہوں کہ تو آپ سے مجھ تلک آیا ہے لیکن تو آپ سے کیا آتا تھا وہ جو اس شخص روسیاہ کا خدا رزق رسان لات و عزا ہے ، میں ہمیشہ اس سے یہ التجا کرتا تھا کہ کوئی آدمی زاد واسطے میرے تبدیل ذائقہ کے بھیج دے ۔

سو بعد مدت اُس نے میری دعا قبول کر کے تیرے تئیں میرے پاس بلا حجت بھیج دیا ہے - مثل مشہور ہے :

مصرع

رزق را روزی رساں پر می دید

یہ سنتے ہی بادشاہ زادے نے کہا "اے کافر ملعون ! خاموش ، یہ باتیں موقوف کر اور حربہ لا - آخر کار نیزہ بازی و شمشیر بازی و گرز بازی دیر تک باہم رہی لیکن حربہ ایک کا ایک پر کارگر نہ ہوا - شہپال خرچنگ لقا گینڈے سے جھنجھلا کر تلے اُترا اور کہا کہ اے آدمی زاد ! معلوم ہوا کہ تو فن میں سپہ‌گری کے یکہ‌تاز ہے ، عیاری سے تو میرے حربوں کو خالی دیتا گیا ورنہ تیری کیا طاقت تھی کہ تاب میرے ایک حربے کی لاتا ، لیکن تیری زندگی میں کوئی دم باقی تھا کہ میرے حربوں سے بچا رہا مگر اب (میرے) ساتھ کشتی میں نہیں بچنے کا - یہ سنتے ہی بادشاہ زادہ اسپ برق رفتار سے اتر کر خم ٹھونک کر سامنے ہوا اور ہاتھ اپنا ہاتھ سے شہپال کے ملا کر زور کرنا شروع کیا ؛ پنجے کو بادشاہ زادے کے دیو نے پر زور اور قوی پاکر جی میں خطرناک ہوا اور دل میں سوچنا شروع کیا کہ بہ ظاہر یہ آدمی زاد نازک مزاج نظر آتا ہے لیکن باطن میں سخت تر دیو سے زیادہ ہے - دیکھیے اس آدمی زاد سے کیوں کر عہدہ برآئی ہو - غرض کہ باہم پیچ و داؤ کشتی کے ہونے شروع ہوئے - عاقبت کار بعد دوپہر کے بادشاہ زادے نے کمر میں دیو کے ہاتھ ڈال کر اس مرتبے پر زور کیا کہ دونوں پاؤں دیو کے زمین سے اکھڑے ؛ ہر چند اُس نے اپنے تئیں سنبھالا ، نہ

سنبھلا ۔ بادشاہ زادے نے اسے زمین سے اٹھا کر سر سے بلند کیا اور کئی ایک پیچ دے کر نعرہ اللہ اکبر زبان پر لایا اور زمین پر اسے مارا ، چاھتا تھا کہ وہ دیو زمین سے اٹھ کر پھر بادشاہ زادے سے کشتی شروع کرے ، بادشاہ زادے نے فرصت اسے آٹھنے کی نہ دی ، بہ جلدی تمام خنجر دو زبان تشنہ خون دیوان کھینچ کر اس کے سینۂ پرکینہ پر جا بیٹھا اور چاھتا تھا کہ سر تن سے اس ملعون نمک‌حرام کا جدا کرے ، وھیں خیال میں گزرا کہ یہ گنہ‌گار آسمان پری کا ھے ۔ دیووں کو بلوا کر طوق و زنجیر کرکے آسمان پری کے پاس بھیجا ۔ ہر چند شہپال خرچنگ لقا نے عجز و الحاح کی ، آسمان پری نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ اس نمک حرام کو منہ پر توپ کے رکھ کر آڑا دو ۔ داروغۂ جنس نے حسب‌الاحکام آسمان‌پری کے اس ملعون کو عذاب توپ کے دھن آتشیں کا کیا ۔ شادیانے فتح و ظفر کے لشکر میں آسمان پری کے بجنے لگے ۔ بادشاہ زادے شجاع‌الشمس کے تئیں نذریں فتح کی اور مبارک باد کی جتنے دیوزاد اور پری زاد تھے ، گزران کر تصدق و بلاگردان ھوئے اور ہر ایک کی زبان تحسین و آفرین میں مثال بلبل گویا ھوئی ، اور آسمان پری نے بھی کئی خوان زر و جواھر کے نثار کرکے تصدق ھوئی اور دم بہ دم دل میں شاد ھوتی تھی اور کہتی تھی الٰہی ! بادشاہ‌زادے کو اپنے حفظ و حمایت میں رکھ کر مقصود کو پہنچانا ۔ اور لشکر میں شہپال خرچنگ لقا کے ھزیمت پڑی ۔ دیو زاد اور پری زاد جتنے آسمان‌پری کے ھمراہ تھے ، سبھوں نے تعاقب کیا ، کئی ھزار دیو زیر تیغ بےدریغ آئے اور کئی ھزار دیو اسیر ھوئے اور اس قدر زر و جواھر مال و اسباب لوٹ میں آیا کہ قیاس سے اور اندازے سے باھر تھا ۔ غرض کہ جزیرۂ خلخ میں بندوبست آسمان پری کا ھوا ۔ جتنے رئیس تھے

اُنھوں نے لا کر نذریں گزرانیں ، ہر ایک کے تئیں خلعت دے کر رخصت کیا ۔ بعد اس کے کئی ایک دن عیش و نشاط میں بسر کرکے شجاع الشمس نے آسمان پری سے کہا کہ اب یہاں رہنا خوب نہیں ، بہتر یوں ہے کہ پیش خیمہ واسطے تنبیہ قنطال ابن جےپال کے طرف جزیرۂ قزوین کے روانہ کیجیے ۔ آسمان پری نے کہا ''بہت بہتر ہے''۔ علی الصباح ایک پری زاد کے تئیں خلعت صوبہ داری جزیرۂ خلخ کا دے کر پیش خیمہ طرف جزیرۂ قزوین کے روانہ کیا ۔

داستان آنکه روانه شدن شجاع الشمس و آسمان پری مع افواج پری زاداں و دیو زادں به طرف جزیرۂ قزوین جهت استیصال قنطال بن جےپال و جنگ بمیان آمدن و کشته شدن از دست شجاع الشمس

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جب کہ پیش خیمہ بادشاہ زادے کا طرف جزیرۂ قزوین کے روانہ ہوا ، ایک منزل اور ایک مقام کرتے ہوئے ایک مہینے کے عرصے میں سرحد پر جزیرۂ قزوین کے پہنچے ۔ سرداران لشکر کو حکم پہنچا کہ چندے مقامات لشکر ظفراثر کے بنا بر مصلحت کے ہوویں گے ۔ خبردار دیو زاد و پری زاد کی قسم سے کوئی قصد آگے کا نہ کرے ۔ بعد اس کے منشی کو طلب کرکے نامہ واسطے قنطال بن جے پال کے لکھ کر حوالے تیزرو پری زاد کے کیا ۔ اگرچہ وہاں سے فاصلہ پانچ منزل کا تھا لیکن تیزرو پری زاد تیز رویاں کرتا ہوا پہر کے عرصے میں

جزیرۂ قزوین میں پہنچ کر اس مکان میں گیا جہاں قنطال بن جےپال بیٹھا تھا ۔ شقہ حضور کا گزرانا ، شقے کو قنطال نے لے کر سر پر رکھا اور آداب بجا لایا ۔ بعد اس کے منشی کو یاد کیا ۔ منشی آ کر حاضر ہوا ، شقے کو پڑھنا شروع کیا ۔ بعد توحید الٰہی اور نعت رسالت پناہی کے یہ اس میں درج تھا کہ :

اے قنطال بن جے پال ! قریب ایک سال گزرا ہے کہ تو نے تحایف جزیرۂ قزوین کے بھیجنے موقوف کیے ہیں ۔ قطع نظر اس سے رایات عالیات قریب سرحد جزیرۂ قزوین کے پہنچی ، اس قدر غفلت کو اختیار کیا کہ ہنوز بندگی میں آ کر حاضر نہ ہوا ، نہایت دور نمک حلالی اور بندگی سے ہے ۔ اب عفو تقصیر تیری ہوتی ہے ، بشرطیکہ دست‌بستہ آ کر حاضر ہو ، ورنہ تیرے تئیں بھی مثال شہپال خرچنگ لقا کے سزا نمک حرامی کی دی جائے گی"۔

یہ مضمون شقے کا سر تا پا قنطال بن جے پال سن کر جوش میں آیا اور منشی کو کہا :

مصرع

سزای نوشتہ نویسد جواب

منشی نے عرضی جواب میں لکھ کر سربہ مہر حوالے تیزرو کے کی ۔ تیزرو عرضی لے کر وہاں سے روانہ ہوا ۔ بعد ایک پہر کے لشکر ظفر اثر میں پہنچ کر خدمت میں بادشاہ زادی آسمان پری کے عرضی قنطال بن جے پال کی گزرانی ۔ بادشاہ زادی نے عرضی لے کر حوالے منشی کے کی ۔ منشی نے سرنامہ کھول کر عرضی پڑھنی شروع کی ۔ بعد تعریف لات و منات کے یہ لکھا تھا کہ :

"غلام خانہ زاد اور جان فشان قدیم ہے ۔ ہزاروں جزیرے اور ملک تصرف میں حضور کے ہیں اور جا بہ جا حضرت کی طرف سے دیو زاد و پری زاد عامل ہیں ، قدرے قلیل برائے نام محاصل اور تحفہ وہاں کا بھیجتے ہیں ۔ باوجود آں کہ وہ ہر ایک جزیرہ سیر حاصل ہیں اور یہ جزیرہ قزوین کا جو تصرف میں غلام کے ہے ، مداخل وہاں کا قلیل اور مخارج بہ سبب کثرت فوج کے کثیر ، اس واسطے ارسال میں تحفہ جات کے اور مبلغ محاصل کے توقف ظہور میں آیا ، بلکہ کئی کروڑ روپے از روئے حساب غلام نے سرداران لشکر کے تئیں واسطے نظم و نسق کے دیے ہیں : کاغذ حساب کا حاضر ہے ۔ تاکہ یہ روپے اس جزیرے سے حصول نہیں کرنے کا ، کیا امکان ہے کہ کسی عامل کو عمل دخل اس جزیرے میں دوں لیکن امید تفضلات اور قدر شناسی سے یوں ہے کہ سند جاگیر جزیرۂ قزوین کی غلام کو مرحمت ہو کہ غلام عفو تقصیر کروا کر بندگی اور جاں فشانی میں آ کر حاضر ہو ۔ اگر عرض غلام کی درجۂ اجابت کا پاوے عین سرافرازی میرے حق میں ہوگی ۔ والانہ (ورنہ) غلام بہ سبب لاچار مستعد جنگ ہے اور وہ جو آدمی زاد شجاع الشمس نام حضرت کے ہمراہ ہے ، معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتنہ انگیزی اسی کی ہے ، جو تمھارے تئیں چڑھا کر مع افواج قاہرہ میرے اوپر لایا ہے ، سو یہ غلطی سمجھ کی ہے ۔ کیا مجال آدمی زاد کی کہ عہدہ برآ میری لڑائی کا ہو ، اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اس آدمی زاد نے شہپال خرچنگ لقا کو فریب سے مار کر رعونت و غرور پیدا کیا ہے ۔ جس روز میرے سامنے بہ ارادہ جنگ ہوگا ، جس طرح کنجشک طعمۂ باز ہوتی ہے ، اسی طرح وہ آمی زاد میرے پنجۂ شاہین میں آ کر گرم کرنے والا ایک ڈاڑھ کا ہوگا اور سیری نو معلوم ۔

اگر صلح خواہی نہ خواہیم جنگ
وگر جنگ جوئی ندارم درنگ

زیادہ حد ادب ۔

سر تا پا جب کہ یہ عرضی بھیجی ہوئی قنطال بن جے پال فیل سر کی منشی نے رو بہ رو بادشاہ زادی آسمان پری کے اور شجاع الشمس کے پڑھی ، آسمان پری کا چہرہ سنتے ہی مضمون عرضی کا غصے سے سرخ ہوا اور یہ خیال میں گزرا کہ اسی وقت اس نمک حرام قنطال بن جے پال کو سزا نمک حرامی کی دے کر برابر خاک کروں ۔ شجاع الشمس نے چہرے سے آسمان پری کے دریافت کیا کہ اس وقت بادشاہ زادی بہ حد اتم غصے میں ہے ۔ یہ معلوم کر کے بادشاہ زادی آسمان پری سے کہا کہ اس قدر ملال ایک نمک حرام ناچیز کی خاطر دل میں لانا محض بے جا ہے ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس نمک حرام کے تئیں بھی بہ دستور شہپال خرچنگ لقا کے اسیر کر کے خدمت میں لاؤں گا ، خاطر مبارک اپنی بہ ہر صورت جمع رکھیے ۔ یہ کہہ کر داروغۂ فراش خانہ کو یاد فرما کر ارشاد کیا کہ پیش خیمہ اسی وقت طرف جزیرۂ قزوین کے روانہ کیجیے ، کل علی الصباح رایات عالیات بندگان آسمان پری رونق افزا اس سرحد کا ہوگا ۔ داروغۂ فراش خانہ آداب بجا لا کر رخصت ہوا اور پیش خیمہ پیشتر کو روانہ کیا ۔

قصہ مختصر دوسرے دن عملہ فعلہ سواری کا آ کر در دولت پر حاضر ہوا ۔ بادشاہ زادہ اور آسمان پری مع افواج دیوزادان اور پری زادان سوار ہو کر روانہ ہوئے ۔ بعد ایک پہر کے داخل خیمہ ہو کر پیش خیمہ پیشتر کو روانہ کیا ۔ غرض کہ ایک کوچ اور ایک مقام کرتے ہوئے اس جا پہنچے کہ جہاں سے جزیرۂ قزوین کا ، فاصلہ سات کوس کا رکھتا تھا ۔ بارگاہ سلیمانی وہاں فراشوں نے

استادہ کی ۔ بادشاہ زادی آسمان پری اور شجاع الشمس بہ‌دولت و اقبال داخل بارگاہ سلیمانی کے ہوئے اور جتنے سرداران لشکر دیو زاد و پری زاد تھے ، مع اپنے ہمراہیوں کے مثل بہ مثل اترتے گئے ۔ یہ خبر قنطال بن جے پال فیل سر کو پہنچی کہ بادشاہ زادی آسمان پری مع افواج قاہرہ بہ مشورۂ آدمی زاد بہ ارادۂ جنگ متصل قزوین کے داخل خمیہ ہوئی ۔ از بس کہ کثرت فوج سے قنطال فیل سر کو بھی غرور اور رعونت غالب تھی ، بخشی فوج کو بلا کر کہا کہ آج فوج کس قدر رکاب میں سوائے تعیناتیوں کے حاضر ہے ؟ بیان کر ۔ بخشی فوج نے عرض کی کہ ایک لاکھ پچیس ہزار یکہ تاز دیوان جنگی رکاب میں حاضر ہے ۔ یہ سن کر قنطال فیل سر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ پیش خیمہ آج اسی وقت مقابل بارگاہ سلیمانی کے بہ فاصلہ دو کروہ جا کر استادہ کرو ۔ کل صبح کے وقت داخل ہو کر مقابل بادشاہ زادی آسمان پری کے بہ ارادۂ جنگ ہوں گا ۔

غرض کہ پیش خیمہ جن قنطال فیل سر نے روانہ کروا کر دوسرے دن مع فوج داخل خیمے کے ہوا ۔ ادھر بادشاہ زادے شجاع الشمس نے مقابل آنا قنطال فیل سر کا بہ‌ارادہ جنگ دیکھ کر سرداران دیو زاد و پری زاد کو طلب کر کے احوال لڑائی کا بیان کیا ۔ ہر ایک نے عرض کی کہ واسطے جاں فشانی کے ہم سب بندے حاضر ہیں ۔ بادشاہ زادے نے فرمایا کہ علی‌الصباح بہ‌ارادہ جنگ سوار ہوں گا ، تم سب آن کر حاضر ہونا ۔ جس طرف میمنہ اور میسرہ سے مناسب سمجھوں گا ، حوالے کروں گا ۔ یہ کہہ کر داخل بارگاہ سلیمانی کے ہوا ۔

رات ہوئی ، گرد لشکر کے طلایہ پھرنا شروع ہوا ۔ تمام رات لشکر میں بیداری رہی ، اور ہر ایک باہم یہ کہتے تھے :

"دیکھیے کل علی الصباح یہ چرخ شعبدہ باز کیا سانگ لاوے۔ فتح و ظفر کس کی تقدیر میں کرے۔ کسے سلامت رکھے، کسے ناپیدا کرے اور کس کے سر پر تاج و دولت و اقبال رکھے اور کسے اوج دولت و عزت سے گرا کر آلودۂ خاک مذلت کرے؟"
اس گفتگو میں اور اسی سوچ میں تھے کہ مرغان سحر زبان حمد الٰہی میں وا کرکے مشغول ذکر کے ہوئے، نوبت شاہی بجنے لگی۔ بادشاہ مشرق تاج‌زریں سر پر رکھے ہوئے یعنی آفتاب رونق افزا ہوا۔ علم و نیزے شجاع کے گیتی میں برپا ہوئے۔ بادشاہ زادے شجاع‌الشمس نے خواب راحت سے بیدار ہوکر پوشش خواب دور کرکے جسم پر زرہ داؤدی و بکتر و خود و داستانے آراستہ کرکے ایک شمشیر ہندی اور ایک شمشیر مصری الماس‌گون حمائل کی اور ایک کمند اژدھا پیکر اورایک گرز فولادی ایک من کئی سیر کا البرز شکن ہاتھ میں لےکر برآمد بارگاہ سلیمانی سے ہوا۔ فیل سفید جو سواری کا تھا، اس پر عماری آہنی کسی ہوئی تھی اور فیل سر تا پا آہن میں غرق تھا۔ اختر سعید کے تئیں خواصی میں بٹھلا کر اس کوہ فیل پیکر پر، فتح و نصرت جناب الٰہی سے طلب کرکے، سوار ہوا۔ سرداران لشکر کو دست راست و دست چپ جدھر جدھر مناسب سمجھا، قائم کیا اور ہراول برادر زادۂ شمعون کو کہ نام اس کا دیو اژدھا پیکر تھا اور چنڈاول ایک پری زاد کو کہ نام اس کا فرخ پری زاد تھا، کیا۔

طبل جنگ بجنے لگا، نالے ترکی شور میں آئی اور آواز کوس روئیں کی فلک الافلاک پر پہنچی۔

بیت

ز نقارہ آواز آمد برون
کہ دون است دون است گردون دون

اور ادھر قنطال فیل سر نے بھی میمنہ اور میسرہ فوج کا سرداروں کے حوالے کر کے آپ درمیان فوج کے مسلح ہوکر حربہ چار پہلو استخوان کا ہاتھ میں لے کر ہاتھی پر سوار ہوا ۔ وہ حربہ استخوانی اگر پہاڑ سے مارتا ، مثال سنگ‌ریزہ کے ریزہ ریزہ کرتا ۔ غرض کہ دونوں لشکر صفیں باندھ کر مستعد جنگ کے تھے ۔ لڑائی توپ و تفنگ کی شروع ہوئی ۔ طرفین کے دیوزاد و پری زاد قریب بیست ہزار کے ضرب گولہ توپ و تفنگ سے کام آکر زمین کار راز کو اپنے خون سے لالہ زار کیا اور ہر ایک طرف دریائے خون جاری ہوا اور نوبت یہاں تلک پہنچی کہ لڑائی توپ و تفنگ کی اور تیر کی آخر ہوئی ، نوبت جنگ شمشیر کی آئی ۔ باہم لشکروں میں دیو زاد اور پری زاد سے شمشیر بازی ہونے لگی اور شجاع‌الشمس بھی فیل سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوا اور اختر سعید کو طرف میمنے کے بھیجا کہ ادھر سے تو خبردار رہنا ۔ اختر سعید بھی میمنے میں پہنچ کر مقابلہ دیووں کا کرکے داد شجاعت کی دیتا تھا ۔

فرد

چو بر فرق پیل آمدے خنجرش
فرو ریختے زیر پایش سرش

اور ایک طرف بادشاہ زادہ شمشیر زہر آب دار الماس گون

هاتھ میں لے کر جس دیو کے مارتا تھا ، مثال خیار کے دو ٹکڑے کرتا تھا :

ابیات

دو دست آوریده به کوشش برون
بهر دست شمشیر الماس گون
بهر جا که شمشیر او کار کرد
یکے را دو کرد و دو را چار کرد

عاقبت کار دونوں لشکر شمشیر زنی سے سیر ہوئے۔ قنطال فیل سر رو بہ‌رو بادشاہ زادے شجاع‌الشمس کے آیا اور بہ صدائے مہیب منہ غار سا پھیلا کر اور زبان ستر گزکی کہ آب دار تر شمشیر سے تھی ، نکال کر پکارا کہ اے آدمی زاد ! تو نے اس قدر فتنہ برپا کر کے نوبت یہاں تلک پہنچائی کہ ہزاروں دیو زاد و پری زاد طرفین کے راهی سلک عدم کے ضرب شمشیر و تفنگ سے ہوئے۔ انہوں کا خون اور وبال ناحق تو نے اپنے سر پر لیا لیکن اب میرے ہاتھ سے تیرا جان‌بر ہونا معلوم۔ حربہ جو تجھے لانا ہے لا ، ارمان تیرے جی میں نہ رہ جائے کہ میں نے حربہ نہ کیا اور جو میں نے حربہ کیا پھرتو کہاں ؟

قصہ مختصر باہم بادشاہ زادے سے اور قنطال فیل‌سر سے گرز بازی ، نیزہ بازی رہی ، لیکن زخم ایک کا ایک پر کار گر نہ ہوا۔

فرد

ز پیشین گہاں تا نماز دگر
نشد زخم کس بر دگر کارگر

عاقبت کار شمشیر الماس گون بادشاہ زادے نے کھینچ کر نعرہ اللہ اکبر زبان پر لایا اور فرق پر قنطال فیل سر کے لگائی ؛ یک مرتبہ حکم الہی سے شمشیر نے تارک سر سے گزر کر کے مثل خیار تر دو ٹکڑے کر کے قاش زین پر پہنچی اور وہ ملعون گھوڑے سے مثال کوہ البرز کے آدھا ادھر اور آدھا آدھر ہو کر زمین پر گرا ۔ یہ احوال ہمراہی اُس کے معائنہ کر کے بادشاہ زادے شجاع الشمس سے امان چاہی اور رکاب کو بوسہ دے کر دست بستہ حاضر ہوئے اور باقی تمام لشکر میں اُس کے چال پڑی ۔ جدھر راہ پائی ادھر بھاگ گئے اور تباہ ہوئے ، اور ادھر شادیانے فتح و ظفر کے بجنے شروع ہوگئے ۔ آسمان پری نے تصدق و بلا گرداں ہو کر کئی خوان زر و جواہر کے نثار کیے اور اخترسعید پر سے بھی کئی خوان گل زر کے نثار کیے اور زبان تحسین و آفرین میں گویا کی کہ اس طور کی شجاعت و جواں مردی ان دونوں آدمی زاد سے یعنی شجاع الشمس و اختر سعید سے جو ظہور میں آئی ہے ، واللہ باللہ اور قسم ہے حضرت سلیمان کی میرے تئیں گمان اس جواں مردی کا اور شجاعت شعاری کا دیووں سے اور پری زادوں سے نہ تھا ۔ غرض کہ دم بہ دم تعریف شجاعت کی زبان پر لاتی تھی ۔ اور جتنے سردار دیو زاد اور پری زاد تھے ، ان سبھوں نے نذریں فتح کی گزرانی ۔ بادشاہ زادے نے حکم فرمایا کہ منادی امان کی جزیرۂ قزوین میں کر دو کہ کوئی کسو کے تئیں بے وجہ اور بے سبب روادار ایذا کا نہ ہووے اور جتنے اہل حرفہ اور دکان دار ہیں ، وہ ہر ایک آ کر اپنی اپنی دکانوں میں بیٹھ کر مشغول سودا فروشی کے ہوں ۔ حسب الاحکام بادشاہ زادے کے منادی امان کی تمام شہر میں قزوین کے پھرنے لگی ، ہر ایک اہل شہر اور اہل حرفہ آواز امان کی سن کر اپنے اپنے مکانوں

پر قائم ہوئے ۔ بادشاہ زادہ و آسمان پری مع افواج داخل جزیرۂ قزوین کے ہوئے ، کئی کروڑ روپے اور اشرفی جو لوٹ کے آئے تھے ، بادشاہ زادے نے تقسیم فوج کو کیے ۔ اور اقسام اجناس و ظروف و پارچہ اور فیل و استر و اشتر سے کہ بابت ضبطی کے تھے ، سپرد ہر ایک کارخانے والوں کے کیے ۔ بادشاہ زادی آسمان پری جزیرۂ قزوین میں مشغول عیش و نشاط کی ایک مہینے تک رہی ، بعد اس کے بادشاہ زادے نے آسمان پری سے کہا کہ اے بادشاہ زادی ! بہ دولت و اقبال دونوں نمک حراموں کے تئیں سزا نمک حرامی کی پہنچی ، اب صلاح دولت یوں ہے کہ باقی اور جو نمک حرام ہیں ، اُن کے تئیں بھی سزا نمک‌حرامی کی دیجیے اور جو اطاعت انھوں نے قبول کی ، سرفراز کرکے ہمراہ رکاب لے کر طرف شہر روم کے واسطے درخواست ملکہ نگار کے مراجعت کیجیے ۔ بادشاہ‌زادی آسمان پری نے بادشاہ زادے شجاع‌الشمس سے سن کر کہا کہ اے بادشاہ زادے شجاع‌الشمس !

مصرع

مری صلاح وہی ہے جو کچھ ہے تری صلاح

بہت بہتر ، کل علی‌الصباح پیش خیمہ طرف جزیرۂ طوس کے واسطے استیصال و تنبیہ قاموس دیو کے روانہ کیجیے ۔ غرض کہ رات بہ عیش و نشاط گزری ، دم سحر بادشاہ زادہ شجاع‌الشمس برآمد دیوان عام میں ہو کر کرسیٔ زرین پر رونق افزا ہوا ۔ جتنے مجرائی دیو زاد اور پری زاد اور اہل‌کار خورد و کلاں تھے ، باریاب مجرے کے ہو کر پایہ بہ پایہ دست بستہ کھڑے ہوتے گئے ۔ بادشاہ زادے نے ہر ایک کے ساتھ

سلوک شاہانہ فرما کے داروغۂ فراش خانہ کو ارشاد کیا کہ آج
پہر دن چڑھے پیش‌خیمہ طرف جزیرۂ طوس کے روانہ کرو کہ
کل علی‌الصباح بہ دولت و اقبال داخل خیمہ کے ہوں گا ۔ یہ کہہ
کر بادشاہ زادہ داخل محل کے ہوا ۔ مجرائی سب برآمد ہوئے ۔
داروغۂ فراش خانہ نے حسب الاحکام پیش‌خیمہ پہر دن چڑھے طرف
جزیرۂ طوس کے روانہ کیا ۔

داستان آنکہ روانہ شدن بادشاہ زادہ شجاع‌الشمس و آسمان‌پری مع افواج دیوزاداں و پری‌زاداں بہ طرف جزیرۂ طوس برائے تنبیہ دیو قاموس بن سالوس

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ بادشاہ زادہ شجاع‌الشمس
اور آسمان پری مع افواج داخل خیمے کے ہوئے اور وہاں کے
ایک رئیس دیوزاد کو بلوا کر باشاہ زادے نے پوچھا کہ یہاں
سے جزیرہ طوس کا کے مہینے کی راہ ہے ؟ اس دیو نے عرض کی
کہ جزیرۂ قزوین سے جزیرہ طوس کا ایک ماہ اور دس منزل کا
فاصلہ رکھتا ہے اور جو حضرت منزل بہ منزل تشریف فرما ہوں گے
بیس دن کے عرصے میں سرحد طوس میں پہنچیں گے ۔ بادشاہ زادے
نے یہ سن کر اس دیو کو رخصت کیا اور میر منزل کو بلوا کر
ارشاد فرمایا کہ ایک مقام اور ایک کوچ طرف جزیرۂ طوس کے
مقرر کیا ہے ، خیمہ ایسے مکان پر سلیقہ شعاری سے استادہ کروانا
کہ آب وہاں کا خوش گوار اور ہوا وہاں کی موافق اور اعتدال
پر ہو اور کسی کو اہل لشکر سے تکلیف آب و دانہ کی نہ ہو ۔
یہ فرما کر میر منزل کو رخصت کیا ۔ میر منزل نے اپنے خیمے

میں آن کر ہرکاروں کو واسطے تحقیقات منزلوں کے طرف
جزیرۂ طوس کے روانہ کیا ۔

غرض کہ علی‌الصباح بادشاہ زادہ و آسمان پری سوار ہوکر
مع افواج پری‌زادان و دیو زادان روانہ ہوئے ۔ پہر ایک دن نہ
چڑھنے پایا تھا کہ داخل بارگاہ سلیمانی کے ہوئے اور ہر ایک
سردار دیو زاد و پری زاد اپنے ہمراہیوں سمیت مثل بہ مثل آترتے
گئے ۔ آسمان پری نے بادشاہ زادے شجاع‌الشمس سے کہا کہ اے
بادشاہ زادے ! جس روز کہ تم نے پرستان سے واسطے تنبیہ
شہپال خرچنگ لقا کے اور واسطے استیصال قنطال فیل‌سر کے
طرف جزیرۂ خلخ کے اور قزوین کے ارادہ کرکے داخل خیمہ کے
ہوئے تھے ، اس روز واسطے ملکہ نگار کے اس مضمون پر خط
لکھ کر حوالے تیزرو پری زاد کے کیا تھا کہ :

"اے بادشاہ زادی ملکہ نگار ! بادشاہ زادہ شجاع‌الشمس فوج
دیو زاد و پری زادوں کی قریب پچیس ہزار کے ہمراہ اپنے لے کر
طرف روم کے روانہ ہوا چاہتا تھا کہ بادشاہ زادے کے تئیں
خلل اندازی بعضے نمک حراموں کی میری سرحد کے جزیروں میں
معلوم ہوئی ۔ ارادہ اور عزم روم کا موقوف کرکے متوجہ انہوں
کی تنبیہ کا ہوا ۔ انشاء اللہ تعالیٰ بعد تنبیہ ان نمک‌حراموں کے
بادشاہ زادہ ارادہ روم کا کرے گا ۔"

سو اے بادشاہ زادے ! اس دن سے آج تلک واسطے ملکہ نگار
کے ایک پرچہ کاغذ تمہاری خیر و عافیت کا بہ سبب تردداتِ جنگ
کے نہیں پہنچا ۔ یقین کامل ہے کہ ملکہ نگار پر سخت بےقراری
اور بے تابی تمہارے لیے ہوگی ۔ بہتر یوں ہے کہ اسی وقت
احوال اپنی خیر و عافیت کا لکھ کر روانہ کیجیے ۔ بادشاہ زادے
نے کہا کہ اے آسمان پری ! تم اپنی طرف سے احوال میری

خیر و عافیت کا لکھ کر روانہ کرو۔ اور میں اسی دن اپنے ہاتھ سے لکھوں گا کہ جس دن طرف روم کے روانہ ہوں گا ۔ بادشاہ زادی آسمان پری نے کہا کہ تابع‌دار امر کی ہوں ۔ یہ کہہ کر کاغذ و قلم و دوات طلب کرکے یوں ملکہ نگار کو لکھا کہ :

''اے بہینا ملکہ نگار ! وہ جو میں نے لکھا تھا کہ بادشاہ زادہ ارادہ روم کا رکھتا تھا ، خلل اندازی بعض نمک حراموں کی دریافت کرکے درپے ان کی تنبیہ کے ہوا ہے ، سو اے بہینا ملکہ نگار ! عرصے میں ایک مہینے کے بادشاہ زادے نے ان نمک حراموں کے تئیں سزا نمک‌حرامی کی دے کر متوجہ واسطے تنبیہ اور نمک‌حراموں کے ہوا ہے ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس امورات ضروری سے بادشاہ زادہ انفراغ حاصل کر کے عزم بالجزم طرف روم کے کرے گا ، خاطر اپنی بہ ہر صورت جمع رکھیے ۔

ابیات

جو دیو ہیں شریر انھیں جلد کر کے زیر
بعد اس کے تیرے جلوے سے ہووے گا آکے سیر
دل کو نہ کیجو بھینا تو اپنے ذرا ملول
تیرے دیار پہنچیں گے عرصہ نہیں ہے طول

اور جو شجاعت اور مردانگی بادشاہ زادے سے اور اختر سعید سے ظہور میں آئی ہے ، باہر لکھنے سے اور بیان سے ہے ۔ جس روز کہ میری ملاقات تم سے ہوگی ، مخلاً[1] بالطبع ہو کو مفصل بیان کروں گی ۔''

یہ لکھ کر حوالے تیزرو پری زاد کے کیا ۔ تیزرو پری زاد خط کو آسمان پری کے لے کر روانہ طرف روم کے ہوا

---

۱ ۔ مخلع

اور ادھر بادشاہ زادہ اور آسمان پری مع افواج قاھرہ ایک کوچ اور ایک مقام کرتے ھوئے سرحد میں جزیرۂ طوس کے پہنچے ۔ جس مکان پر کہ قاموس بن سالوس تھا ، لشکر سے بادشاہ زادے کے اور اس کے مکان سے فاصلہ دو منزلوں کا تھا ۔ خبر داروں نے قاموس بن سالوس کو یہ خبر پہنچائی کہ بادشاہ زادی آسمان پری ایک آدمی زاد کو سپہ سالار فوج کا بنا کر سرحد میں اس جزیرۂ طوس کے واسطے تمھارے زیر و زبر کرنے کے آئی ھے اور وہ جو آدمی زاد ھمراہ اس کے ھے ، شجاعت اس کی خارج قیاس سے اور باھر گمان سے ھے کہ آج تلک کوئی دیو زاد و پری زاد عہدہ برآ اس کی لڑائی کا نہیں ھوا ۔ اور وہ شہپال خرچنگ لقا اور قنطال بن جے پال جو اپنے تئیں یکہ‌تاز اور برابر ھزار دیو کے شجاعت میں سمجھتے تھے ، سو اس آدمی زاد نے ان دونوں کے تئیں مار کر برابر خاک کیا ۔ یہ سنتے ھی قاموس بن سالوس نے اپنے ایک ھم نشیں کو کہ نام اس کا ندیم دیو تھا ، بلوایا اور اس سے احوال آسمان پری کے آنے کا اور شجاع الشمس کی شجاعت کا بیان کیا اور کہا کہ اے ندیم ! تو صلح اور جنگ میں میرے تئیں کیا مشورہ دیتا ھے ؟ لڑوں یا صلح کروں ؟ ندیم نے کہا ”اے قاموس بن سالوس ! مجھ سے پوچھنا لاحاصل ھے ، جو میں مشورہ دوں گا مجھے یقین ھے کہ تم میرے برخلاف عمل میں لاؤ گے ۔“ قاموس نے کہا کہ اے ندیم ! مجھے قسم ھے حضرت سلیمان کے تخت کی ! جو مشورہ کہ میرے باعث بہبود اور بہتری کا ھوگا ، زنہار اس سے میں انحراف نہیں کرنے کا ۔ تجھے قسم ھے حضرت سلیمان کی ! کہ (اگر) بلا اغراق مشورہ خیر خواھی کا مجھ سے بیان نہ کرے ۔ ندیم نے کہا کہ اب جو تم نے قسم مجھ کو دی ھے ، بیان کرتا ھوں ، بہ‌گوش دل اسے سن کر عمل میں لائیے ، آئندہ مختار ھو ۔

مصرع

هر کسے مصلحت خویش نکو می‌داند

اے قاموس ! بادشاہ زادی آسمان پری تیری خدا وند نعمت ھے ، اس سے ارادہ مقابلے کا کرنا صرف نمک حرامی ھے ۔ گو کہ تو صاحب فوج ھے لیکن یہ سب جاہ و حشمت جو تیرے تئیں ھے اسی کی دولت ھے اور جو وہ آدمی زاد سپہ سالار افواج دیو زاد اور پری زاد کا ھے ، وہ صاحب شمشیر اور صاحب اقبال حد سے زیادہ ھے ۔ ایسے ایسے دیو زادوں کو اس نے زیر و زبر کیا ھے کہ باھر قیاس سے ھے ۔

زمانہ چو بر صلح و جنگ آزمود
ز جنگش زیاں دید و از صلح سود

بہتر یوں ھے کہ عرضی واسطے شجاع الشمس کے لکھیے اور یہ مضمون اس عرضی میں درج کر دیجیے کہ :

"اے بادشاہ زادے شجاع الشمس! میں نمک پروردہ اور خانہ زاد قدیم بادشاہ زادی آسمان پری کا ھوں ، مجھ سے زنہار نمک حرامی ظہور میں نہیں آنے کی ۔ بہ سبب بعض امورات خراج یک سالہ اس جزیرۂ طوس کا داخل خزانہ سرکار کے اس غلام نے نہیں کیا ۔ تردد میں ارسال کے تھا کہ خبر بادشاہ زادی کے تشریف لانے کی غلام کو پہنچی ۔ شاید کہ اعتراض بادشاہ زادی کو بہ سبب نہ پہنچنے خراج کے ھو ۔ پس اے بادشاہ زادے ! امیدوار ھوں کہ کفیل شفاعت کے اور عفو تقصیرات کے میرے بادشاہ زادی آسمان پری سے ھو کر شقہ عنایات و تفضیلات کا لکھوا کر بھجوائیے کہ دست بستہ بندگی میں آن کر حاضر ھوں ۔"

یہ مشورہ ندیم کا قاموس بن سالوس کو نہایت پسند خاطر ھوا ؛

وهیں منشی کے تئین بلوا کر عرضی واسطے شجاع الشمس کے جس طور پر ندیم نے کہی تھی ، لکھوا کر حوالے ایرج دیو کے کئی ایک تحفوں سمیت کی اور زبانی ایرج سے کہا ''جب تلک که شقه جواب میں عرضی کے حاصل ہو ، احوال دربار کا دم به دم دریافت کر کے جاسوس کی زبانی بھیجا کرنا ۔'' ایرج یه قبول کر کے مع عرضی روانه لشکر کو بادشاہ زادی کے ہوا ۔ بعد ایک پہر کے در دولت پر بادشاہ زادے اور آسمان پری کے پہنچا ۔ بادشاہ زادے کو عرض ہوئی که ایلچی قاموس بن سالوس کا حاضر ہے ۔ بادشاہ زادے نے یه سن کر سب سرداروں کو بلوایا اور ارشاد کیا که جلد آ کر حاضر ہوں ۔ یه احکام پہنچتے ہی سب سردار دیوزادوں کے اور پری‌زادوں کے دیوان عام میں آ کر حاضر ہوئے ۔ بادشاہ زادہ شجاع الشمس تبدیل پوشاک کر کے خلعت فاخرہ مع جواہر بیش قیمت پہن کر جلوہ افروز کرسیٔ زرین پر ہوا اور ارشاد کیا که ایلچی کو قاموس کے باریاب مجرے کا کرو ۔ جوں ہی حسب الاحکام باریاب مجرے کا ہو کر ایک ہزار اور ایک اشرفی مع عرضی و تحائف جزیرۂ طوس قاموس بن سالوس کی طرف سے گزرانی ، بادشاہ زادے نے نذر قبول فرما کر عرضی حوالے منشی کے واسطے پڑھنے کے کی ۔ منشی نے سرنامه کھول کر به آواز بلند پڑھنی شروع کی ۔ سوائے بندگی اور اطاعت کے کوئی مضمون اور اس عرضی میں درج نه تھا ۔ بادشاہ زادے شجاع الشمس نے مضمون عرضی کا سن کر قاموس کی فراست اور دانائی پر نہایت دل میں آفرین اور تحسین کی لیکن به ظاہر زبان سے کوئی حرف صلح کا اور جنگ کا نه نکالا ۔ بلکه روبه رو سب سرداروں کے ایلچی سے بادشاہ زادے نے ارشاد کیا که اے ایرج ! میں تابعدار بادشاہ زادی آسمان پری کا ہوں ، بے مشورے اس کے میری کیا طاقت ہے که کسی

کام پر پیش دستی کروں ، مگر یہ عرضی جو قاموس نے میری خاطر
بہ عجز تمام بھیجی ہے ، بادشاہ زادی آسمان پری کو یہ عرضی
دکھلا کر درخواست عفو تقصیرات قاموس کی تامقدور
کروں گا ، سنے نہ سنے بادشاہ زادی مختار ہے ۔ یہ کہہ کر بادشاہ زادہ
عرضی قاموس کی لیے ہوئے داخل محل کے ہوا اور وہ عرضی قاموس
کی خدمت میں بادشاہ زادی کے گزرانی ۔ بادشاہ زادی نے سر تا پا
مضمون عرضی کا دریافت کر کے شجاع الشمس سے کہا کہ اے
بادشاہ زادے ! تو مختار ہے ۔ شقہ میرا بھیجنا واسطے قاموس کے اگر
مناسب ہے تو یہ مہرہ حاضر ہے ، لکھوا کر بھجوائیے ۔
بادشاہ زادے نے کہا کہ اے بادشاہ زادی جو تقصیر وار پناہ مانگے
اور امیدوار عفو تقصیرات کا ہو ، اس کے لیے شقہ بھیجنا
پراز الطاف و عنایات از جملہ ضروریات بلکہ عین مصلحت ہے ۔
آسمان پری نے یہ سن کر کہا کہ اے بادشاہ زادے ! میری طرف
سے شقہ جس طرح مناسب سمجھیے طلب میں قاموس کی پر از عنایات
و مہربانی لکھیے ۔ بادشاہ زادے نے آسمان پری کی طرف سے شقہ
طلب کا واسطے قاموس کے پر از الطاف لکھ کر جلوہ فرما دیوان عام
میں کرسیٔ زریں پر ہوا ۔ ہر ایک مجرائی دیوزاد اور پری زاد
باریاب مجرے کے ہوئے ۔ بادشاہ زادے نے ایلچی کو بلوا کر
خلعت دے کر شقہ بادشاہ زادی آسمان پری کا حوالے کیا اور
زبانی بادشاہ زادے نے ایرج سے کہا کہ زنہار بادشاہ زادی قاموس
کی حرکت سے رضا مند نہ تھی کہ جان بخشی کرے لیکن از بس
کہ میری خاطر آسمان پری کو عزیز تھی ، میرے کہنے سے تقصیر
قاموس کی از سر تا پا معاف کی ۔ بہتر یوں ہے کہ بہ مجرد ورود شقہ
کے سعادت ابدی اور ازلی اپنی سمجھ کر بہ سرو چشم دست بستہ
آ کر حاضر ہو ، مورد تفضیلات و عنایات ہوگا ۔ یہ ارشادات

شجاع الشمس کے ایلچی سن کر بلا گردان و تصدق ہوکر رخصت ہوا ۔ اُدھر قاموس بن سالوس کے تئیں بہ حد اتم انتظار ایرج کا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ دیکھیے بادشاہ زادی آسمان پری سے بادشاہ زادہ شجاع الشمس تقصیر میری معاف کروا کر شقہ طلب کا بھجواتا ہے یا نہیں ۔ اسی سوچ میں تھا کہ خبردار نے قاموس کو خبر پہنچائی کہ ایرج داخل دروازۂ شہر کے ہوا ۔ بعد ایک دم کے قاموس سے عرض ہوئی کہ ایرج دروازے پر حاضر ہے ۔ قاموس کے تئیں از بس کہ انتظار تھا ، کہا کہ جلد روبہ‌رو لاؤ ؛ یک مرتبہ ایرج رو بہ رو آ کر باریاب مجرے کا ہوا اور شقہ بادشاہ زادی آسمان پری کا گزرانا ۔ قاموس نے شقے کو لے کر سر پر رکھا اور استادہ ہوکر طرف بارگاہ سلیمانی کے آداب بجا لایا ۔ بعدہ منشی کو بلوا کر شقہ واسطے پڑھنے کے دیا ۔ منشی نے بہ آداب استادہ ہوکر شقہ کھول کر سر سے پا تلک حرف بہ حرف پڑھا ۔ از بس کہ مضمون شقے کا پراز الطاف و تفضیلات سے تھا ، قاموس سن کر مثال گل کے شگفتہ خاطر ہوا اور جو کانٹا فکر کا اور دغدغے کا دل میں جگہ کر رہا تھا ، اسے دور کر کے در پے تیاری چلنے کے ہوا ۔ خورد و کلاں جتنے ہمراہی دیوزاد تھے ، سب کے تئیں بلوا کر اپنا چلنا حضور میں بادشاہ زادی کے اظہار کیا ۔ ہر ایک نے عرض کی بہت مناسب اور عین مصلحت ہے ۔ جس وقت ارادہ چلنے کا بادشاہ زادی کی بندگی میں کیجیے گا ، ہم سب رکاب میں حاضر ہیں ۔ قاموس نے ہر ایک دیوزاد کے تئیں امیدوار عنایتوں کا کر کے رخصت کیا ۔

دوسرے دن علی‌الصباح قاموس نے حمام کر کے پوشاک پوستین گرگ کی پہنی ۔ اس پر اور تمام اپنے جسم پر روغن گوگرد عطر کی جگہ مل کر سواری مانگی ۔ گینڈا سواری کا دروازے

پر آ کر حاضر ہوا ۔ قاموس سوار ہو کر کتنے ایک اشخاص
و رفیق معتمد ہمراہ لے کر طرف بارگاہ سلیمانی کے بہ ارادہ ملازمت
چلا ۔ جب کہ فاصلہ پانچ کوس کا لشکر سے آسمان پری کے رہا ،
قاموس نے اپنا سوار چلنا آگے ترک ادب جانا ۔ یہ سمجھ کر مع
اپنے ہمراہیوں کے پیادہ پا ہو کر برہنہ پا طرف بارگاہ سلیمانی
کے چلا اور آدھر بادشاہ زادی آسمان پری نے از روئے اخبار آنا
قاموس کا سن کر تیاری دیوان خاص کی فرمائی اور کرسیٔ زریں
پر رونق افزا ہوئی اور ایک طرف پہلو میں بادشاہ زادہ بھی
کرسیٔ مرصع کار پر خلعت فاخرہ جیغہ اور سرپیچ اور موتی مالا
بہ دستور بادشاہاں پہن کر جلوہ‌گر ہوا اور جتنے سردار دیوزاد
و پری زاد تھے ، مرتبہ بہ مرتبہ دست راست و دست چپ کرسی
کے دست بستہ ایستادہ ہوئے ۔ بعد اس کے بادشاہ زادی نے
شمعون بن میمون کے تئیں کہ یہ سردار عظیم الشان دیووں کا اور
فدوی خاص اور معتمد بہ حد اتم حضور کا تھا ، قاموس کے استقبال
کو بھیجا ۔ فاصلہ دو کوس کا بارگاہ سلیمانی سے رہ گیا تھا کہ
شمعون بن میمون نے ملاقات قاموس سے کی اور باہم بات چیت
کرتے ہوئے طرف بارگاہ سلیمانی کے چلے ۔ گھڑی دو ایک کا عرصہ
نہ گزرا تھا کہ بادشاہ زادی کو عرض ہوئی کہ قاموس بن
سالوس در دولت سرا پر حاضر ہے ۔ یہ سنتے ہی بادشاہ زادی
آسمان پری نے کہا ”بلا توقف چھوڑ دو“ بلکہ بادشاہ زادے
سے بھی کہا کہ اختر سعید کو اپنی طرف سے بھیج کر قاموس
کو حضور میں طلب کیجیے ۔ بادشاہ زادے نے وہیں اختر سعید
کو بھیج کر قاموس کو حضور میں طلب کیا ۔ قاموس اختر سعید
کے ساتھ سلام گاہ میں آ کر باریاب مجرے کا ہوا اور دونوں
ہاتھوں کو رومال سے بندھوا کر آگے بڑھ کر تصدق اور

بلا گردان بادشاہ زادی کے ہوا ۔ بعد اس کے رو بہ رو آ کر پایۂ کو کرسی کے سجدہ کر کے ایستادہ ہوا ۔ بادشاہ زادی نے جھک کر رومال ہاتھوں سے قاموس کے بہ‌التفات تمام کھولا ۔ وہیں قاموس سلام‌گاہ میں جا کر آداب تسلیمات بجا لایا اور ایک ہزار و ایک اشرفی بادشاہ زادی کو نذر گزران کر بادشاہ زادے کو بھی بہ دستور نذر دے کر سلام گاہ میں جا کر آداب بجا لایا ۔ بعدہ حکم خلعت کا ہوا ۔ داروغۂ توشک خانہ نے جو پوشاک سرداروں کو دیووں کے لائق مرتبے کے حضور سے مرحمت ہوتی تھی ، شیر کے چمڑے کی نیمہ آستین اور چیتے کی دم کی دستار اور مارسیاہ کا کمر بند کہ جس کے ایک سو ایک پیچ کمر میں آویں ، دے کر سلام گاہ میں لائے ۔ قاموس سلام گاہ میں آ کر آداب بجا لایا اور حضور میں بادشاہ زادے کے اور آسمان پری کے جا کر ایک ہزار اور ایک اشرفی نذر گزران کر ایک طرف اپنے مرتبے سے دست بستہ کھڑا ہوا ۔ بعد اس کے بادشاہ زادی نے جتنے اس کے ہمراہی تھے ، مرتبہ بہ مرتبہ کسو کو خلعت ہرن کی کھال کا ، کسو کو بھیڑیے کی پوست کا مرحمت کر کے قاموس کو ارشاد کیا کہ متصل بارگاہ سلیمانی کے خیمہ کرے ۔ یہ کہہ کر داخل محل سرا کے ہوئی ۔ قاموس اور ہر ایک مجرائی برآمد ہوکر داخل اپنے اپنے خیموں کے ہوئے ۔

داستان آنکه رسیدن تیزرو در ملک روم و خط آسمان پری به ملکه نگار گزرانیده و جواب آن حصول نموده به خدمت بادشاه زادی آسمان پری آمدن

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ ملکہ نگار کے تئیں نہ جانے سے آسمان پری کے سخت قلق اور اضطراب تھا ۔ اگرچہ آسمان پری نے احوال شجاع‌الشمس کے کوچ کرنے کا طرف روم کے ، پھر ارادہ روم کا موقوف کر کے جانا طرف جزیرۂ قزوین اور خلخ کے واسطے تنبیہ شہپال خرچنگ لقا کے اور قنطال بن جے پال کے ، ملکہ نگر کے تئیں لکھ بھیجا تھا کہ 'اے بہینا ملکہ نگار ! جب تلک کہ شجاع‌الشمس تنبہیہ سے ان نمک حراموں کے فراغت حاصل نہ کرے گا ، میرا پہنچنا تم تلک نہیں ہونے کا ، تردد مزاج میں نہ لانا ۔ لیکن تس پر بھی سلکہ نگار کو انتظار میں دریافت خیر و عافیت کے سخت تردد رھتا تھا اور دم بہ دم مشتری سے یہی کہتی تھی کہ اے مشتری ! شجاع‌الشمس کہ شجاع زمانہ اور دلیر عصر ہے لیکن مقابلے سے دیووں کے میرے تئیں سخت خطرہ ہے ۔ لڑائی میں دیوزاد کی اور آدمی زاد کی فرق زمین و آسمان کا ہے ۔ دیکھیے کیوں کر اتفاق فتح و ظفر کا ہو ۔ مشتری اکثر یہی جواب میں کہتی تھی کہ اے بادشاہ زادی ! کنجی دروازۂ فتح کی اور شکست کی ھاتھ میں حق سبحانہ تعالیٰ کے ہے ، جسے چاہے شکست دے اور جسے چاہے فتح دے ۔ چناں چہ مشہور ہے کہ پشوں نے حکم الٰہی سے تمام فوج کو نمرود کی مع نمرود ھلاک کیا ۔ چناں چہ مولوی نظامی نے اس احوال کو ایک شعر میں بیان کیا ہے :

نظم

چو برداری از رہ گزر دود را
خورد پشۂ مغز نمرود را

اور ایک کافر ابرهه نام واسطے انہدام کعبه کے بہ غرور تمام کئی هزار فوج فیل سوار لے کر آیا تھا ۔ حکم اللہی سے ابابیلوں نے آن سبھوں کے تئیں مع ابرهه غارت کر کے هزیمت دی تھی ۔ چناں چه یه شعر بھی مولوی نظامی نے اسی امر میں تصنیف کیا ہے :

منظوم

چو در لشکر دشمن آری رحیل
به مرغاں کیشے فیل و اصحاب فیل
چو نیرو فرستی به تقدیر پاک
ز مورے بماری بر آری هلاک

غرض که اسی نوع کی عنایاتیں حق سبحانه تعالی کی اپنے بندوں پر هیں ۔ مشتری بیان کر کے ملکه نگار کو تشفی دیتی تھی اور کہتی تھی که اے بادشاہ زادی ! یقین کامل ہے ، آج کل کوئی پری زاد آسمان پری کا مع خط خیر و عافیت آتا ہے ۔ خاطر اپنی جمع رکھ ۔ اسی گفتگو میں تھی که تیزرو پری زاد داخل روم کے ہو کر باغ میں ملکه نگار کے آیا اور اپنے تئیں سب کی نظروں سے پنہاں کر کے خط کو آسمان پری کے گود میں بادشاہ زادی کے ڈال کر پردے سے لگ کر کھڑا ہو رہا ۔ ملکه نگار باتوں میں مشتری سے مشغول ہو رہی تھی که یک مرتبه نگاہ مشتری کی دامن پر بادشاہ زادی کے گئی ۔ دیکھتی

کیا ھے کہ ایک خط سر بہ مُہر پڑا ھے ۔ بادشاہ زادی سے کہا کہ اے ملکہ نگار ! تمھاری گود میں یہ خط کیسا ھے ؟ بادشاہ زادی نے جوں‌ھی گود سے اُٹھا کر دیکھا کہ مُہر آسمان پری کی سرنامے پر ھے ، بے اختیار شگفتہ خاطر ھو خط کو کھول کر سرتاپا پڑھا ۔ مضمون خیر و عافیت کا اور شجاع‌الشمس کی شجاعتوں کا دریافت کر کے بہ‌حد اتم مسرور و شاد ھوئی اور مشتری سے کہا کہ اے مشتری ! جو تو کہتی تھی الحمدللہ ظہور میں آیا ۔ یہ کہہ کر قلم دان و کاغذ طلب کر کے خط فتح کی مبارک باد میں اور کئی فقرے اشتیاق ملاقات کے لکھ کر سر بہ مُہر متصل پردے کے رکھا اور کہا کہ یہ جواب آسمان پری کے خط کا ھے ، جو پری زاد لایا ھے لے جاوے ۔ تیز رو پری زاد نے یہ سن کر خط کو اُٹھا کر روانہ طرف جزیرۂ طوس کے ھوا ۔

آسمان پری اور بادشاہ زادے کو از بس کہ انتظار تیزرو کا تھا ، باھم کہتے تھے کہ دیکھیے تیزرو کب تلک روم سے خبر ملکہ نگار کی لے کر آوے ۔ اسی گفتگو میں تھے کہ یک مرتبہ تیزرو نے آن کر خط ملکہ نگار کا آسمان پری کو گزرانا ۔ آسمان پری اور شجاع‌الشمس دیکھتے ھی خط کو ملکہ نگار کے شاد شاد ھوئے اور بہ اشتیاق تمام سرنامے کو کھول کر خط پڑھنا شروع کیا ۔ بعد سلام اشتیاق یہ اُس میں لکھا تھا کہ :

”اے بہینا آسمان پری ! عین انتظار میں تمھارا خط پہنچا اور تسلی بخش خاطر غم‌گین ھوا اور دریافت سے تمھاری خیر و عافیت کے اور فتح پانے سے دیووں پر کمال سرور حاصل ھوا ۔ اُمیدوار جناب الٰہی سے یوں ھوں کہ تمھارے تئیں مظفر و منصور کر کے جلد ھم سے ملاوے ۔

قطعه

دریافت ہووے ہووے تا خیریت تمھاری
دل کو ہمارے ہر دم رہتی ہے بےقراری
جب تک وہاں سے تم کو ہووے فراغ حاصل
راہ خط و کتابت پیوستہ رکھیو جاری
ارسال خط سے ہرگز قاصر نہ ہوجیے گا
منظور ہے جو تم کو گر زندگی ہماری
خط کے تمھارے دیکھے ہوتی ہے زندگانی
قاصد قسم ہے تجھ کو کہیو مری زبانی

تسلی بخش خط سے ہوجو دن رات
کہ المکتوب ہے نصف الملاقات

ایضاً دوہرا

لال تمھارے ملن کی سائیں سے ہے آس
تن یہاں بے سدھ رہت ہے من میرو تم پاس

غرض کہ سر تا پا خط ملکہ نگار کا پڑھ کر آسمان پری کو بادشاہ زادے نے کہا کہ اس خط کا جواب کب روانہ کیجیےگا ؟ آسمان پری نے کہا کہ اے شجاع الشمس ! بعد تنبیہ دیو شاہین کے اور طرطوس دیو کے جواب ملکہ نگار کا لکھ کر بھیجا جائےگا، کتنے ایک دن توقف ضرور ہے ۔ شجاع الشمس نے کہا ”عین مصلحت اور مناسب یہی ہے ۔“

قصہ مختصر دوسرے دن بادشاہ زادہ دیوان خاص میں آکر کرسیٔ زرین پر رونق افزا ہوا ۔ جتنے مجرائی دیوزاد اور پری‌زاد مع قاموس بن سالوس تھے ، آکر باریاب مجرے کے ہوئے اور ہر ایک

پایہ بہ پایہ دست راست و دست چپ کرسی کے دست بستہ کھڑے ہوتے گئے۔ بادشاہ زادے نے سب سرداروں سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ دیو شاہین ناظم جزیرۂ ہرات کا اور طرطوس دیو ناظم جزیرۂ بابل کا کثرت فوج سے شراب نخوت پی کر یہ دونوں بادشاہ زادی آسمان پری سے انحراف رکھتے ہیں اس لیے بادشاہ زادی آسمان پری کا عزم بالجزم واسطے تنبیہ اُن دونوں کے طرف جزیرہ بابل اورہرات کے ہے۔ جس دیو زاد اور پری زاد کو ہمراہ رکاب بادشاہ زادی آسمان پری کے چلنا منظور ہو، عرض کرے۔ یہ سنتے ہی ہر ایک سردار دیوزاد اورپری زاد نے قاموس سمیت ہاتھ باندھ باندھ کر عرض کی کہ اے بادشاہ زادۂ عالی قدر! ہم جتنے دیو زاد اور پری زاد ہیں واسطے جان فشانی کے روز و شب رکاب ظفر انتساب میں حاضر رہتے ہیں اور اب حضرت کا ارادہ مہم عظیم کا ہے۔ پس دور ہم سب کی عقل سے اور نمک حلالی سے ہے کہ اس وقت میں حضرت کے تئیں چھوڑ کر متوجہ طرف اور امور کے ہوں۔ جب تلک اس تن میں دم ہے، زنہار رکاب سعادت سے جدا نہیں ہونے کے۔ بادشاہ زادہ یہ کلمات بندگی اور غلامی کے انھوں کی زبان سے سن کر بحد اتم مسرور اور شاد ہوا۔ بعد اس کے ہر ایک کے تئیں رخصت کرکے آپ داخل محل کے ہوا اور آسمان پری سے ماجرا تمام دربار کا جو زبانی سرداران دیوزاد اور پری زاد سے سنا تھا، بیان کیا۔ آسمان پری نے کہا کہ اے شجاع الشمس! جتنے یہ سردار دیوزاد اور پری زاد ہیں، وہ ہر ایک نمک پروردہ قدیم اس خاندان عظمیٰ کے ہیں۔ اُن سے یہ توقع نہیں ہے کہ میں مہم عظیم پر جاؤں اور وہ تن دہی نہ کریں۔

قصہ مختصر بادشاہ زادے نے کہا ''پیش خیمہ طرف جزیرۂ ہرات کے واسطے تنبیہ دیو شاہین کے اگر کہیے تو آج روانہ کریں؟''

آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادے شجاع‌الشمس ! پوچھنے کی کیا احتیاج ہے ، تو مختار و مالک ہے ۔ یہ سن کر بادشاہ زادے نے داروغۂ فراش خانہ کو یاد فرما کر ارشاد کیا کہ اسی وقت پیش خیمہ طرف جزیرۂ ہرات کے روانہ کردو ۔ یہ سنتے ہی داروغۂ فراش خانہ آداب بجا لا کر رخصت ہوا اور حسب‌الاحکام بادشاہ زادے کے طرف جزیرۂ ہرات کے پیش خیمہ روانہ کیا ۔ دوسرے دن علی‌الصباح عملہ فعلہ سواری کا آ کر حاضر ہوا ۔ بادشاہ زادہ برآمد ہوکر اختر سعید کو خواصی میں بٹھلا کر فیل سفید پر سوار ہوا اور آسمان پری بھی تخت پرسوار ہوئی اور فوج یمین و یسار دیوزاد اور پری زاد کی رکاب ظفر انتساب میں بہ‌آداب تمام چلی ۔ پہر ایک دن نہ چڑھا تھا کہ بادشاہ زادہ اور آسمان پری داخل خیمے کے ہوئے اور جتنے سردار دیوزاد و پری زاد کے تھے ، قرینہ بہ قرینہ مثل یہ مثل اترتے گئے ۔ غرض‌کہ اسی طرح ایک کوچ ایک مقام کرتے ہوئے سرحد میں جزیرۂ ہرات کی پہنچے ۔ یہ خبر دیو شاہین کو خبرداروں نے پہنچائی کہ بادشاہ زادی آسمان پری ایک آدمی زاد کو سردار فوج کا بنا کر مع فوج قاہرہ کہ قریب دو لاکھ کے ہوگی ، سرحد میں جزیرۂ ہرات کی کہ یہاں سے فاصلہ سات منزل کا ہے ، پہنچی ہے ۔ معلوم نہیں کہ ارادہ کہاں کا ہے ؟ دیو شاہین نے یہ خبر سن‌کر خبردار کو کچھ جواب نہ دیا اور رخصت کیا اور وہیں ہر ایک سردار کو یاد کرکے آنا بادشاہ زادی آسمان پری کا بیان کیا کہ بادشاہ زادی کا اس سرحد میں آنا خلاف معمول بے وجہ نہیں ہے ۔ ہر ایک سردار یہ ماجرا سن کر متفکر ہوا اور عرض کی کہ اے دیوشاہین ! کئی سال گزرے ہیں ، وہ جو معمول تمھاری بندگی کا تھا ، اس میں سر تا پا قصور ظاہر ہے کہ اس کئی سال کے عرصے میں نہ

تم نے تحائف اس جزیرے کے اور نہ عرضی بھیجی - پس معلوم ہوتا ہے کہ مزاج میں بادشاہ زادی کے تمھاری طرف سے غبار ملال بہم پہنچا ہو ، اس لیے قصد تمھاری تنبیہ کا خیال میں کرکے رونق افزا اس جزیرے کی ہوئی ہے - ورنہ بادشاہ زادی کو کیا ضرور تھا کہ ناحق سفر دور بہ ایں جاہ و جلال اختیار کرتی - دیو شاہین نے اُن سبھوں سے سن کر کہا کہ واقعی یونہی ہے لیکن مجھے مشورہ کیا دیتے ہو : اگر لڑتا ہوں داخل نمک حراموں کے ہوتا ہوں ، اگر بھاگ جاتا ہوں تمام خانماں برباد ہوتا ہے ، و اگر جا کر ملتا ہوں ، دغدغہ خاطر میں اسیر ہونے کا گزرتا ہے - سر تا پا اس امر میں حیران اور لاچار ہوں کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں - یہ سن کر ایک دیو گرگین نام نہایت عاقل اور دانش مند تھا ، اُس نے کہا ''اے دیو شاہین ! تیری نجات اسی میں ہے کہ دست بستہ خدمت میں بادشاہ زادی کے حاضر ہو - یقین کامل ہے کہ بادشاہ زادی تیری عفو تقصیرات کرکے پھر مالک اس جزیرۂ ہرات کا تیرے تئیں کرے گی - دیو شاہین کے تئیں یہ مشورہ گرگین دیو کا نہایت پسند آیا اور کہا ''اے گرگین ! بہتر اس سے میرے حق میں کوئی اور صلاح نہیں -'' یہ کہہ کر سب دیووں کے تئیں مع گرگین رخصت کیا - دوسرے دن علی‌الصباح تبدیل پوشاک کرکے اور ایک ٹیکا نیل کا پیشانی پر دے کر برآمد دیوان خانے میں ہوا اور گرگین دیو کو بلا کر کہا کہ اے گرگین ! آج تن تنہا دردولت سرا پر بادشاہ زادی کے جا کر حاضر ہوتا ہوں - اگر میرے طالع قوی ہیں ، کامیاب ہو کر وہاں سے پھرتا ہوں و اگر ستارہ اوج دولت کا تنزل میں ہے ، ممکن نہیں کہ بادشاہ زادی عفو تقصیرات کرے ، بلکہ حکم گردن زنی کا کرے گی - گرگین نے کہا کہ اے دیو شاہین ! جس قدر تیرے جی میں آوے ، نذر

حضرت سلیمان علیہ‌السلام کی قبول کر کے خدمت میں بادشاہ زادی کے روانہ ہو ۔ انشاء اللہ تعالیٰ بادشاہ زادی عفو تقصیرات کر کے سرفراز کرے گی ۔ یہ نوید جاں بخش گرگین سے دیو شاہین سن کر پیادہ پا تن تنہا روانہ ہوا ۔ عرصے میں سات دن کے لشکر میں بادشاہ زادی کے پہنچ کر گرد بارگاہ سلیمانی کے بلاگردان ہونا شروع کیا ۔ خبردار نے یہ خبر بادشاہ زادی آسمان پری کو پہنچائی کہ ایک دیو گرد بارگاہ سلیمانی کے گھڑی چار ایک سے پھرتا ھے ، معلوم نہیں کہ یہ دیو کہاں سے آیا ھے ۔ آسمان پری نے کہا کہ نام اُس کا اور یہ حرکت اُس کی دریافت کر کے عرض کرو ۔ خبردار حسب‌الاحکام دیو شاہین کے پاس آیا اور کہا کہ اے دیو ! تو کون ھے اور کہاں سے آیا ھے ؟ تیرا کیا نام ھے اور یہ حرکت کس لیے کرتا ھے ؟ دیو شاہین نے کہا کہ اے شخص ! میں گنہ‌گار اور روسیاہ اس بارگاہ کے وارث کا ہوں ۔ اپنے تئیں اسی طرح اس بارگاہ کے تصدق کر کے ھلاک کروں گا ۔ شاید اس حرکت سے محشر کے دن صورت میری نجات کی ہو ، اور نام میرا دیوشاہین ھے ۔ یہ خبردار نے اُس سے سن کر خدمت میں بادشاہ زادی آسمان پری کے حاضر ہو کر احوال دیو شاہین کا بیان کیا ۔ بادشاہ زادی نے نام اُس کا سن کر برآمد دیوان خاص میں ہو کر جتنے سردار دیو زاد و پری زاد تھے ، سب کے تئیں یاد فرمایا ۔ ہر ایک سردار آ کر دست راست و دست چپ حاضر ہوئے اور ایک طرف پہلو میں بادشاہ زادہ شجاع‌الشمس کرسیٔ طلائی مرصع کار پر رونق افزا ہوا ۔ بعد اس کے بادشاہ زادی آسمان پری نے ایک سردار دیو زاد کو واسطے لانے دیو شاہین کے بھیجا ، لیکن اُس سردار سے یہ اظہار بادشاہ زادی نے نہ کیا کہ دیو شاہین یہی ھے ۔ حسب الاحکام بادشاہ زادی کے وہ سردار دیو شاہین کے پاس آیا

اور کہا کہ اے دیو ! تیرے تئیں بادشاہ زادی آسمان پری نے یاد فرمایا ہے ، چل کر حاضر ہو ۔ دیوشاہین یہ آرزو جی میں رکھتا تھا کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ بادشاہ زادی تلک پہنچوں ۔ دیو شاہین بلا توقف ہمراہ اُس سردار کے ہوکر دردولت سرا پر پہنچا ۔ بادشاہ زادی آسمان پری کو عرض ہوئی کہ وہ دیو ، گرد بارگاہ سلیمانی کے جو پھرتا تھا ، حاضر ہے ۔ بادشاہ زادی نے کہا کہ باریاب مجرے کا کرو ۔ حسب الاحکام بادشاہ زادی کے دیوشاہین کو سلام گاہ میں لا کر باریاب مجرے کا کیا ۔ دیو شاہین بعد مجرے کے سلام گاہ سے آگے بڑھ کر طرف کرسی کے چلا ۔ غرض کہ متصل کرسی کے پہنچ کر سات بار بلاگردان ہوکر رو بہ رو بادشاہ زادی آسمان پری کے آ کر ہاتھ باندھ کر عرض کی ''اے بادشاہ زادی ! غلام تقصیر وار اس مرتبے کا ہے کہ جس عذاب سے اور عقوبت سے اس رو سیاہ کو تنبیہ کیجیے بجا ہے اور لائق ہے ، لیکن تیری عنایاتیں اور مہربانیاں میرے گناہوں سے زیادہ ہیں ۔ امیدوار شفاعت کا اور جان بخشی کا ہوں ۔

بیت

هر چند نیم لائق بخشایش تو
بر من منگر بر کرم خویش نگر

یہ کہہ کر بے اختیار ڈاڑ مار کر رویا ۔ بادشاہ زادی آسمان پری کے دل میں بے اختیار رحم آیا اور حکم فرمایا کہ دیو شاہین کے تئیں غسل حمام کروا کر اور خلعت پہنا کر حضور میں لاؤ ۔ یہ سنتے ہی دربانوں حضور کے نے دیو شاہین کو حمام میں لے جا کر نہلایا اور توشک خانے سے خلعت فاخرہ طلب کرکے

پہنایا ، بعد اس کے سلام گاہ میں لائے ۔ دیوشاہین آداب تسلیمات
بجا لا کر تصدق و بلاگردان بادشاہ زادی آسمان پری کے ہوا ۔
آسمان پری نے کہا کہ اے دیو شاہین ! تیری اس حرکت سے میں
نہایت شاد و خرم ہوئی اور تیری تقصیرات سے درگزر کرکے
جان بخشی کی ۔ بہتر یوں ہے کہ اسی وقت رخصت ہوکر روانہ اپنے
جزیرے کا ہو ۔ وہاں سے جتنی فوج تیرے ساتھ کی ہے ، ہمراہ اپنے
لے کر حضور میں آ کر حاضر ہو ۔ یہ تفضلات و عنایات آسمان پری
کی زبان سے سن کر دیو شاہین سلام گاہ میں آ کر آداب بجا لایا
اور رخصت ہوکر طرف جزیرۂ ہرات کی روانہ ہوا ۔ لیکن جب سے
کہ دیو شاہین خدمت میں بادشاہزادی آسمان پری کے ادھر آیا
تھا ، دیوگرگین کے تئیں سخت قلق اور اضطرار تھا اور دل میں
کہتا تھا کہ دیکھیے دیو شاہین پر کیا گزرے ۔ اسی سوچ میں تھا
کہ یک مرتبہ دیوشاہین گینڈے پر سوار دروازے پر اپنے آ کر
داخل دیوان خانے کے ہوا ۔ دیو گرگین بے اختیار ہوکر اٹھا اور
کہا کہ اے دیو شاہین! دیکھا تو نے کہ تصدق سے حضرت سلیمان
علیہ السلام کے تیری جان بخشی ہوئی ۔ بہتر یوں ہے کہ اسی
وقت نذر حضرت سلیمان کی جو قبول کی ہے ، مساکینوں کو عطا کر ۔
دیوشاہین نے کئی لاکھ روپے تقسیم کرکے داخل اپنے محل
کے ہوا ۔ دوسرے دن علی الصباح سب سرداروں کو بلا کر عنایات
و تفضلات آسمان پری کے بیان کرکے کہا کہ جتنے تمھارے ہمراہی
دیو زاد ہیں ، سب کے تئیں ہمراہ اپنے لے کر کل صبح کو حاضر
ہونا ۔ سبھوں نے کہا ۔ ”تابعدار امر کے ہیں ۔“ یہ دیو شاہین
نے سن کر سبھوں کو رخصت کیا اور آپ داخل محل کے ہوا ۔
رات جب کہ گزری اور صبح ہوئی ، سواری دیو شاہین نے طلب
کرکے سوار ہوا اور جتنے ہمراہی دیو زاد تھے ، قریب پچاس ہزار

کے آٹھوں کو همراہ لےکر روانہ طرف بادشاہ زادی آسمان پری کے هوا ۔ سات دن کے عرصے میں پہنچ کر باریاب بادشاہ زادی کے مجرے کا هوا ۔ بادشاہ زادی نے خلعت دے کر ارشاد کیا کہ متصل بارگاہ سلیمانی کے آترو ۔ یہ سن کر دیو شاهین آداب بجا لایا اور برآمد هوکر متصل بارگاہ سلیمانی کے مع اپنے همراهیوں کے آترا اور همیشہ جب تک کہ بادشاہ زادی آس جزیرۂ هرات میں رونق افزا تھی ، دیو شاهین باریاب مجرے کا همراہ مجرائیوں کے هوا کرتا تھا ۔

ایک دن دیو شاهین نے خدمت میں بادشاہ زادی کے عرض کی کہ تیاری ضیافت کی لشکر سمیت غلام نے مقرر کی هے ۔ اگر جزیرۂ هرات میں داخل هوکر ضیافت نوش جان فرمائیے ، غلام نوازی اور سرفرازی هوگی ۔ بادشاہ زادی آسمان پری نے کہا ''از بس کہ تیری خاطر عزیز هے ، بہت بہتر هے ۔ جس روز کہ ضیافت مقرر کی هو عرض کر ۔'' دیو شاهین نے عرض کی ''یہاں سے جزیرۂ هرات سات دن کا فاصلہ رکھتا هے ۔ اگر آج حکم پیش خیمے کو روانگی کا هو ، کل علی الصباح داخل خیمے کے هوکر آیندہ منزل بہ منزل چل کر تشریف فرما جزیرۂ هرات کا هوجیے ۔ بادشاہ زادی آسمان پری نے وهیں پیش خیمہ روانہ کروا کر دوسرے دن علی الصباح سوار هوکر داخل خیمے کے هوئی ۔ غرض کہ مع فوج دیو زادان جزیرۂ هرات میں پہنچی ۔ دیو شاهین نے بادشاہ زادی کے تئیں مع شجاع الشمس قصر سلیمانی میں آتارا ۔ وہ قصر بنا کیا هوا دیو زادوں کے هاتھ کا تھا اور دیواریں آس قصر کی طلا و نقرہ کی مرصع کار تھیں اور هر ایک شہ نشین آس قصر کی بنا کی هوئی یاقوت و لعل و زمرد اور الماس سے تھی اور کئی برج آس قصر میں ایک ایک موتی کے درخشاں تر آفتاب و ماهتاب سے تھے ۔ اگرچہ هر ایک

مکان میں تیاری فرش فروش کی چلون اور پردوں کی زیادہ قیاس سے تھی لیکن ایک برج موتی کا جس میں گاہ بیگاہ حضرت سلیمان علیہ السلام رونق افزا ہوا کرتے تھے ، اس کی تیاری حد سے زیادہ دیو شاہین نے کروائی تھی - بادشاہ زادی مع شجاع الشمس ہر ایک مکان کی سیر کرکے ، وہ برج سلیمان کہ ایک موتی کا تھا ، پسند کرکے اس میں اتری اور جتنی خواصیں عہدہ داریں اور پرستاریں تھیں قرینہ بہ قرینہ مکانوں میں اس قصر کے اترتی گئیں - دیو شاہین نے بیشتر سے جو ارباب نشاط پری زاد کی قسم سے جا بہ جا کے جزیروں سے بلوائے تھے ، وہ آن کر خدمت میں بادشاہ زادی آسمان پری کی حاضر ہوئے ، گانا اور بجانا شروع کیا - بادشاہ زادی اور شجاع الشمس رقص سے اور گانے سے انھوں کے نہایت محظوظ ہوئے اور عالم محویت کا بہم پہنچا - یہ صحبت رقص و سماع کی آدھی رات تلک رہی - بادشاہ زادی نے اور شجاع الشمس نے ارباب نشاط کے تئیں کئی لاکھ روپے اور ہزاروں تحفے پرستان کے دے کر رخصت کیا - بعد اس کے نعمت خانے میں جا کر اقسام اقسام کے طعام اور میوہ جات اور لوزیات نوش جان فرما کر برآمد ہوئے - پھر ایک رات باقی رہی تھی کہ علیحدہ علیحدہ بادشاہ زادے اور آسمان پری نے پلنگ خواب پر دراز ہوکر سکھ فرمایا - گھڑی دو ایک رات باقی رہی تھی کہ بادشاہ زادی آسمان پری اور بادشاہ زادہ بیدار ہوئے - نماز صبح وضو کرکے ادا کی - بعد اس کے رونق افزا مسند زرین پر ہوئے - دیو شاہین نے کئی لاکھ کشتیاں جواہر کی اور پارچہ ابریشم کی اور ہزاروں تحفے اس جزیرے کے اور کئی ہزار زنجیر فیل اور کئی ہزار گھوڑے ماہ پیکر برق رفتار بہ طریق نذر رو بہ رو بادشاہ زادی کے اور بادشاہ زادے کے لایا اور عرض کی کہ اگرچہ یہ لائق حضرت ملکۂ زمان کے اور بادشاہ زادۂ عالی قدر کے نہیں ہے

لیکن اُمیدوار ہوں کہ یہ ہر ایک چیز قبول خاطر اقدس ہووے ، عین سرفرازی اور غلام نوازی ہوگی ۔ بادشاہ زادی نے کئی رقم جواہر کے اور کئی تحفے اُس جزیرے کے پسند کرکے اُٹھا لیے اور دیو شاہین سے فرمایا کہ یہ امانت حضور کی ہے ، ان شاءاللہ تعالیٰ بعد استیصال اور تنبیہ طرطوس دیو کے جزیرۂ بابل سے پھر کر یہ سب تحفے گزرانے ہوئے تمھارے حوالے ہر ایک کار خانہ دار کے کیے جائیں گے ۔ اور اسی طرح کئی تحفے اُس جزیرے کے بادشاہ زادے شجاع الشمس نے بھی قبول کرکے بہ‌دستور آسمان پری کے دیو شاہین سے ارشاد کیا ۔ دیو شاہین نے عرض کی : ”تابع دار امر حضور کا ہوں ۔“ یہ کہہ کر ہر ایک کشتی سر بہ مُہر اُٹھوا کر سپرد اپنے داروغۂ جواہر خانہ کے اور اسی طرح جو جو جنس تھی سر بہ مہر ہر ایک کارخانہ دار کے کی اور اسپ و فیل و اشتر داخل اصطبل کے اور فیل خانے کے اور اشتر خانے کے کیے ۔

قصہ مختصر انفراغ ضیافت سے کرکے کئی دن کے بعد بادشاہ زادے نے آسمان پری سے کہا کہ اے بادشاہ زادی ! یہاں سے جزیرۂ بابل چھ مہینے کی راہ رکھتا ہے ، اُدھر چلنا واسطے تنبیہ طرطوس نمک حرام کے از جملہ ضروریات اور واجبات سے ہے ۔ اگر حکم کیجیے تو پیش خیمہ طرف جزیرۂ بابل کے روانہ کریں ۔ بادشاہ زادی آسمان پری نے کہا ”اے بادشاہ زادے ! پوچھنے کی کیا احتیاج ہے ، تو مختار اور مالک ہر ایک امر کا ہے ۔“

داستان آنکه روانه شدن آسمان پری و شجاع الشمس مع فوج دیو زادان و پری زادان بطرف جزیرۂ بابل برائے تنبیه طرطوس دیو که ناظم جزیرۂ بابل از طرف آسمان پری بود و جنگ عظیم بمیان آمدن و کشته شدن آں از دست شجاع الشمس و در تصرف آوردن جزیرۂ مذکور را

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ بعد جان بخشی دیو شاہین کے ضیافت سے انفراغ کرکے جب کہ بادشاہ زادے شجاع الشمس نے بہ موجب احکام آسمان پری کے پیش خیمہ طرف جزیرۂ بابل کے روانہ کرکے دوسرے دن مع آسمان پری باجماعہ فوج پری زادان و دیو زادان داخل بارگاہ سلیمانی کے ہوا اور ہر ایک سردار مثل بہ مثل اترتے گئے ۔ بادشاہ زادے نے وہاں کے رئیسوں کو یاد فرمایا اور کہا کہ یہاں سے جزیرہ بابل کا کے مہینے کی راہ رکھتا ہے ؟ عرض کرو ۔ از بس کہ رئیس وہاں کے اکثر آمد و رفت جزیرۂ بابل میں رکھتے تھے ، احوال مسافت کا اور منزلوں کا بہ خوبی تمام انھوں کو یاد تھا ۔ ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے بادشاہ زادے عالی قدر ! اگر منزل بہ منزل یہاں سے ارادہ فرمائیے گا ، عرصے میں تین مہینے کے سرحد میں جزیرۂ بابل کی پہنچیے گا ، و اگر ایک کوچ اور ایک مقام پر ٹھہرائیے گا ، چھ مہینے کے عرصے میں اتفاق پہنچنے کا ہوگا ، اور اے بادشاہ زادے ذوی الاقتدار ! اور اگرچہ عنایات الٰہی سے اقبال حضرت کا روزافزوں ہے اور تیری شجاعت اظہر من الشمس ہے

کہ جہاں تلک دیوزاد و پری زاد سرکشان زمانہ جزیروں میں پرستان کے تھے ، وہ ہر ایک نخوت اور غرور سے مقابلہ کر کے برابر خاک کے ہوئے اور جس نے اطاعت و بندگی اختیار کی مورد عنایات و تفضلات کا ہوا لیکن راہ میں جزیرۂ بابل کی آفات سحر و جادو کی بیشتر ہے ۔ اس راہ سے گزرنا فی الجملہ بہ احتیاط شرط ہے ۔ اکثر رستے میں چشمے ندی نالے پانی سے جادو کے لبریز و لبالب ہیں ۔ لشکر میں منادی کیجیے گا کہ کوئی پری زاد و دیوزاد پانی وہاں کا نہ پیوے مگر جب کہ لشکر وہاں اترے مثل بہ مثل سرداروں کو حکم پہنچے کہ ہر ایک اپنے اپنے مثل میں کنوئیں کھدوا لیں اور پانی وہاں کا پیوے ۔ سوائے ان کنوؤں کے ، پانی کہیں کا نہ پیوے ورنہ (والانہ) خطا پاوے گا ۔ بادشاہ زادے شجاع الشمس نے یہ ماجرا راہ بابل کا ان رئیسوں کی زبانی سن کر خلعت دے کر رخصت کیا اور آپ داخل خیمے کے ہو کر بادشاہ زادی آسمان پری سے رستے کا اور فاصلہ جزیرۂ بابل کا بیان کیا ''اگرچہ جزیرے تلک پہنچنے کی ہمیں جلدی ہے ، منزل بہ منزل کوچ کرنے سے عرصے میں تین مہینے کے پہنچتے ہیں و اگر ایک کوچ اور ایک مقام اختیار کرتے ہیں ، عرصہ چھ مہینے کا لگتا ہے ۔ جس طرح سے اے بادشاہ زادی تم ارشاد کرو عمل میں لاویں ۔'' بادشاہ زادی آسمان پری نے سن کر کہا کہ اے بادشاہ زادے شجاع الشمس ! واقعی اور فی الحقیقت جلدی وہاں کے پہنچنے کی ہے لیکن ہر روز کے کوچ کرنے سے تمام لشکر قریب ہلاکت کے پہنچ جائے گا ۔ بہتر یوں ہے کہ ایک کوچ اور ایک مقام کرتے ہوئے مع لشکر بہ آرام تمام داخل جزیرہ بابل کے ہوجیے ۔ بادشاہ زادے نے یہ مشورہ آسمان پری کا نہایت پسند کیا ۔ دو روز وہاں قیام کر کے پیش خیمہ پیشتر کو روانہ کیا اور تمام لشکر میں منادی کی کہ خبردار کوئی دیو زاد و پری زاد کی

قسم سے ہرچند تشنۂ آب ہو اور پیاس سے قریب ہلاکت پہنچے ، لیکن زنہار پانی رستے کا نہ پیوے ۔ مگر منزل پر پہنچ کر ہر ایک سردار اپنے اپنے مثل میں کنواں کھدوائے اور پانی اس کا تصرف میں لاوے ۔ یہ منادی سن کر ہر ایک اہل لشکر اور جتنے خورد و کلاں تھے ، سبھوں نے چھاگلیں ، مشکیں ، پکھالیں درست کروا لیں کہ جس دن کوچ ہوا کرے گا اس دن رستے میں پانی ان مشکوں کا ، پکھالوں کا تصرف میں آیا کرے گا ۔

غرض کہ بادشاہ زادہ اور آسمان پری مع افواج دیوزاد و پری زاد سیر ہر ایک جگہ کی اور مقام کی اور کوہ و صحرا کی اور عجائبات کی ایک کوچ اور مقام کرتے ہوئے کہاں پہنچے کہ جہاں سے جزیرہ بابل کا بیس دن کی راہ رکھتا تھا اور اس مقام کے جا بہ جا درختوں میں میوے بے موسم کے اور پھول بے وقت کے مثل گلاب ، سدا گلاب ، سیوتی ، مدن بان ، موتیا کیوڑا ، شبو ، چمیلی ، گل لالہ ، نافرمان ، نرگس ، گیندا ، جعفری ، جاھی ، جوھی ، بہار گل ، مہندی ، عشق پیچہ ، گل اورنگ ، گل طرہ بابونہ چاندنی ، گل صنوبر ، زنبق ، پھلے اور پھولے نظر آئے ۔ ہر ایک دیوزاد و پری زاد باہم تعجب میں آ کر بے اختیاری میں کسی نے میوہ اور کسی نے پھول توڑا ۔ تمام دن تو انھوں پر خیریت سے گزرا اور رات کا ان کی احوال کسی پر معلوم نہ ہوا لیکن صبح کے وقت جن نے پھول گلاب کا توڑا تھا اس کی جگہ پر درخت گلاب تھا اور جس نے میوے کی قسم سے میوہ توڑا تھا اس کی جگہ درخت اسی میوے کا تھا ۔ مثل انار و سیب و ناشپاتی و بہی و اناس و انگور و چلغوزہ و انجیر و خوبانی و آلوچہ و زردآلو و امرود و بادام و خرما و کھوپرہ و چرونجی وغیرہ ۔ غرض کہ دس ہزار درخت میوے کے اور پھول کے تمام لشکر میں از روے شمار کے نظر آئے ۔

پرزہ اس احوال کا بادشاہ زادے شجاع الشمس اور آسمان پری کو گزرا کہ دس ہزار دیو و پری لشکر سے غائب ہے ۔ ہر چند جستجو کی سراغ ان کا نہ ملا مگر ہر ایک جگہ پر درخت میوے کا اور پھول کا پھیلا اور پھولا نظر آتا ہے ۔ یہ احوال معائنہ کر کے تمام لشکر میں ایک ہول سی پڑی ہے اور ہر ایک بے جنگ ارادہ یہاں سے بھاگنے کا رکھتا ہے ۔ بادشاہ زادہ شجاع الشمس و آسمان پری یہ احوال پرزے کا دریافت کر کے مثال غنچے کے سر گریبان فکر میں نیچے لے گئے اور مثل آئینے کے باہم حیرت میں آ کر جناب الٰہی میں مناجات کرنے لگے : ''پروردگار ! اپنے کرم سے یہ عقدہ ہم پر کھول اور اس کا تدارک کسی صاحب کمال کو بھیج کر ظہور میں لا والّانہ تمام لشکر اسی طرح راہیٔ ملک عدم کا ہم سمیت ہوگا ۔'' یہ دعائیں ، دونوں سر برہنہ کر کے ، جناب الٰہی سے مانگ رہے تھے کہ یک مرتبہ صندوقچہ گزرانا ہوا مادر دیوان کا بادشاہ زادی آسمان پری کو یاد آیا اور کہا کہ اے بادشاہ زادے شجاع الشمس ! صندوقچہ مادر دیوان نے جو مجھے گزرانا تھا ، تجھے بھی یاد ہے یا نہیں ؟ بادشاہ زادے نے کہا ''واللہ باللہ اے بادشاہ زادی ! مجھے تا ہنوز یاد نہ تھا ، اب تمھارے یاد دلانے سے مجھے بھی یاد آیا ۔ وہ صندوقچہ نہیں ہے جام جہاں نما ہے یا آئینۂ سکندری ہے ۔ غرض کہ نادرۂ روزگار ہے ، اسے جلد منگوائیے ۔ بادشاہ زادی آسمان پری نے ایک خواص پری زاد کو جواہر خانے میں بھیج کر وہ صندوقچہ منگوایا اور بادشاہ زادے کے رو بہ رو رکھا ۔ بادشاہ زادے نے وضو کر کے کنجی واسطے کھولنے کے ہاتھ میں لی اور وہ جو اسم اعظم کنجی پر لکھا ہوا تھا پڑھ کر قفل پر لگا کر کھولنا شروع کیا ۔ یک مرتبہ قفل کے کھلتے ہی ایک مرد پیر ہفتاد سالہ ، ریش و بروت سفید ، پوشاک سبز مع دستار و کمربند پہنے تسبیح سلیمانی ہزار دانے کی

اور عصا دو گز کا ہاتھ میں لیے ہوئے آدھا اس صندوقچی سے باہر نکلا اور سلام علیک کر کے بادشاہ زادے شجاع الشمس سے کہا کہ اے بادشاہ زادے! مجھے کیوں تصدیع دی ہے، بیان کر۔ بادشاہ زادے نے عرض کی کہ اے مرد بزرگ! تم سے ایک مدعائے عظیم ہے۔ اگر اس کی عقدہ کشائی کیجیے عین تفضلات اور مہربانی ہے۔ اس مرد پیر نے کہا کہ بیان کر۔ بادشاہ زادے شجاع الشمس نے کہا کہ یہاں سے جزیرہ بابل کا فاصلہ بیس منزل کا رکھتا ہے، آج یہاں کی منزل پر مقام کرتے ہی دس ہزار دیوزاد و پری زاد لشکر سے غائب ہیں۔ ہر چند جستجو کی، سراغ انھوں کا کہیں نہ پایا۔ مگر جو جو شخص غائب ہے، کسو کی جگہ پر درخت میوے کا ہے اور کسی کی جگہ پر درخت پھول کا ہے۔ یہ طلسم معلوم نہیں کہ کیا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ مرد پیر ہنسا اور بولا کہ اے بادشاہ زادۂ عالی تبار! خاطر اپنی جمع رکھ۔ جتنے دیوزاد و پری زاد لشکر سے غائب ہیں، اسی وقت حکم الٰہی سے پیدا ہوتے ہیں۔ نام اس صحرا کا صحرائے جادو ہے اور ایک عورت نرگس جادو نام، مالک اس صحرائے جادو کی، طرطوس کی طرف سے ہے۔ اس تمام صحرا میں کارخانہ اسی کے جادو کا ہے۔ یہاں سے دس منزل تلک جہاں تک درخت و خار وخس اور پانی ہے، سب جادو کا ہے۔ جو کوئی دست اندازی یہاں کے میوے پر یا پھول پر کرے گا، فی الفور درخت ہو جاوے گا اور جو پانی پیوے گا معاً صورت ماہی کی ہو جائے گا۔ خبردار اے بادشاہ زادے! سب کو تاکید ہو کہ کوئی دس منزل تلک رستے میں نہ میوے کو، نہ پھول کو، نہ کسی درخت کو ہاتھ لگا وے اور نہ پانی پیوے اور جو پیوے گا مسخ ہو جائے گا اور اے بادشاہ زادے! یہ اسم اعظم جو اس کنجی پر لکھا ہے، پڑھ کر ان درختوں

پر جا کر دم کردے ، پھر قدرت الٰہی معائنہ کر کہ ہر ایک اپنی
ہیئت اصلی پر آ جائیں گے ۔ یہ کہہ کر وہ مرد پیر صندوقچے میں غائب
ہوا ۔ بادشاہ زادے نے صندوقچے کو بند کر کے قفل لگایا اور
اس کنجی کو بادشاہ زادے نے موافق ارشاد اس پیر مرد کے
گلاب اور بیدمشک میں دھو کر ان سب درختوں پر چھڑکا ۔
بعد اس کے وہ جو اسم اعظم اس کنجی پر لکھا تھا ، ان درختوں
پر دم کیا ۔ یک مرتبہ قدرت الٰہی سے ہر ایک دیوزاد اور پری زاد
بہ صورت اصلی نظر آئے اور وہ درخت جادو کے نظروں سے غائب
ہوئے ۔ ہر ایک دیو زاد اور پری زاد یہ ردّ سحر بادشاہ زادے
سے دیکھ کر نہایت مسرور اور شاد ہوئے اور باہم کہنے لگے
کہ اب ہمارے دلوں سے خطرہ جادوگروں کے جادو کا اٹھا ۔
اب کیا مجال ہے کہ کوئی جادو ہم پر تاثیر کرے مگر خدا نہ خواستہ
کوئی جادو اتفاقات سے تاثیر کر جائے گا ، بادشاہ زادہ مقرر دفعیہ
اس جادو کا کرے گا ۔ دوسرے دن اس منزل سے پیش خیمہ
پیشتر کو روانہ ہوا ۔ غرض کہ ایک کوچ اور ایک مقام کرتے ہوئے
وہاں پہنچے کہ جہاں نرگس جادو کا مکان ایک کوہ سیاہ پر تھا
اور اس نے اپنے جادو کے زور سے رستہ جانے والوں کا بند کیا
تھا ۔ بادشاہ زادے سے میر منزل نے عرض کی کہ اے بادشاہ زادۂ
عالی تبار ! ہم نے پیشتر چاہا کہ پیش خیمہ لے کر پیشتر کو موافق
معمول کے روانہ ہوجیے ، ہرچند جستجو اور تفحص رستے کی ہم
نے کی ، کسی طرف سے راہ آگے جانے کی پیدا نہ ہوئی ۔ چار طرف
سوائے تاریکی اور کوہستان کے کچھ نظر نہیں آتا ۔ لاچار پیش خیمہ
لشکر میں لا کر فراش خانے میں اتلا کیا گیا ۔ آگے جو ارشاد ہو
عمل میں لاویں ۔ بادشاہ زادے نے یہ احوال سن کر دریافت کیا
کہ یہ تمام شعبدے نرگس جادو کے ہیں ۔ معلوم یوں ہوتا ہے

که نرگس جادو نے آنے کو ہمارے سن کر رستہ جادو سے بند کیا ہے۔
یہ کہہ کر صندوقچے کو طلب کیا اور وضو کر کے کنجی ہاتھ
میں لی اور وہ اسم اعظم پڑھ کر قفل کھولا ۔ یک مرتبہ
مرد پیر اس صندوقچے سے مع پوشاک سبز آدھا برآمد ہوا ۔
سلام علیک بادشاہ زادے سے کر کے ارشاد کیا کہ اے شجاع الشمس!
اس وقت باعث تصدیع کا میری کیا ہے؟ بادشاہ زادے نے عرض
کی کہ حضرت روشن ضمیر ہیں، احتیاج عرض کی نہیں ۔ مرد پیر
نے کہا ''جب تلک کہ تم زبان سے اپنی مدعا بیان نہ کروگے،
عقدہ کشائی تمھارے کام کی نہیں ہونے کی۔ بادشاہ زادے نے
جو مدعا تھا بہ فصاحت تمام بیان کیا ۔ اس مرد پیر نے یہ سن کر
کہا کہ اے بادشاہ زادے! یہاں سے کوس دو ایک پر جو یہ کوہ سیاہ
نظر آتا ہے اس پر ایک قلعہ اژدہات کا بنا کیا ہوا جادو کا ہے ۔ اس
قلعے میں نرگس جادو روز و شب بود و باش اپنی رکھتی ہے اور
جہاں تک ساحر اور جادو گر جزیرۂ بابل کے ہیں، سب اسی کے
ادنلیٰ شاگردوں میں ہیں اور کئی ہزار عورتیں جادوگر خدمت میں
اس نرگس جادو کے حاضر رہتی ہیں۔ سوا جادو سیکھنے کے کسی
کو اور سروکار نہیں رہتا ۔ اس مکان سے گزرنا نہایت دشوار ہے،
مگر جب تک کہ نرگس جادو قید میں نہ آوے ۔ یہ سن کر
اس مرد پیر سے عرض کی کہ اے مرد پیر! اپنے نزدیک قید کرنا
ایسی عورت ساحرہ کا نہایت مشکل اور دشوار ہے، مگر تمھاری
عنایات اور مہربانیوں سے توقع بڑتی ہے کہ وہ جادوگرنی قید
ہوکر میرے تصرف میں آوے ۔ اس مرد پیر نے ارشاد کیا
خاطر اپنی جمع رکھ اور دل میں مطلق وسواس کو راہ نہ دے ۔
یہ جو اسم اعظم میں تجھے تعلیم کرتا ہوں، اسے یاد کر کے جہاں
سے کہ تاریکی شروع ہوئی ہے اور رستہ نظر نہیں آتا ہے، تو وہاں

اختر سعید کو همراہ اپنے لے جا کر ایک مکان پر حصار کھینچ کر جا بیٹھ اور اسم اعظم کے تئیں بلا تعداد پڑھنا شروع کر دے ۔ برکت سے اسم اعظم کی سیاھی غائب ھوکر روشنی پیدا ھو گی ۔ پھر وھاں سے اٹھ کر آگے بڑھنا ، تاریکی پھر نظر آوے گی ۔ بہ‌دستور اول حصار میں بیٹھ کر اسم اعظم پڑھنا شروع کرنا ، وھاں کی بھی سیاھی جادو کی بالکل زائل ھو جائے گی ۔ اسی طرح اسم اعظم پڑھتے ھوئے اور سیاھی جادو کی دفع کرتے ھوئے کوہ سیاہ تلک کہ وھاں نرگس جادو رھتی ھے ، پہنچ جاؤ گے ۔ ھزاروں جادوگر جادو تم پر چلاویں گے ، تم جب تک کہ حصار میں بیٹھے اسم اعظم پڑھا کرو گے، کوئی جادو اُس کا تم پر تاثیر نہیں کرنے کا ۔ تمام جادو اُس کی برکت سے جل کر خاک ھوتے جائیں گے ۔ یہ بزرگی و کرامات اسم اعظم کی دیکھ کر تمام پری اور دیو جادو کے نرگس جادو سے جا کر فریاد کریں گے کہ اے نرگس جادو! دو شخص قوم انسان سے ایسے جادو گر اس سرحد میں آئے ھیں کہ اُنھوں کے رو بہ رو ھمارا جادو پیش نہیں جاتا اور وہ دونوں جادوگر اپنے جادو کے زور سے جا بہ جا کی چوکیاں ھماری اٹھاتے چلے آتے ھیں ۔ یہ سن کر نرگس جادو اپنی سب جادوگرنیوں کو همراہ لے کر واسطے مقابلے کے آوے گی اور بے اختیار مینہ جادو کا اور انگارے جادو کے تم پر برساوے گی ، تمھیں ضرر اس سے مطلق نہیں پہنچنے کا ۔ جب کہ نرگس جادو دیکھے گی کہ تم پر جادو تاثیر نہیں کرتا ، فریب دینے شروع کرے گی ۔ خبردار حصار سے باھر نہ نکلنا اور اسم اعظم ورد زبان رکھنا ۔ وہ قلعہ اور کوہ سیاہ جل کر خاک ھو جائے گا اور نرگس جادو بھی جل کر راکھ کا ڈھیر ھو رھے گی ، یک مرتبہ روشنی عظیم پیدا ھو گی اور تاریکی مطلق نہیں رھنے کی ۔ بعد اس کے پیش خیمہ پیشتر روانہ کرنا ۔ وھاں سے جزیرہ بابل کا دس منزل

وہ جائے گا ۔ اگر کوئی عقدۂ مشکل اس عرصے میں پیش آیا ، مجھ سے پوچھ کر تدارک اس کا عمل میں لانا ۔'' یہ کہہ کر اس مرد پیر نے سلام علیک کی اور غائب ہوا ۔ بادشاہ زادے نے صندوقچے کو بند کرکے قفل لگایا اور جواہر خانے میں بھجوا دیا ۔ آسمان پری نے یہ ماجرا اس مرد سے سراپا سن لیا تھا کہ بادشاہ زادے کو یوں فرمایا ۔ جی میں یہ سوچ کرنے لگی ، مبادا کہیں غفلت اسم اعظم کے پڑھنے میں ہو جاوے ، خدا جانے کیا احوال ہمارا اور بادشاہ زادے کا ہووے ۔ اسی سوچ میں تھی کہ شاہ زادے شجاع الشمس نے چھڑی گزرانی ہوئی مادر دیوان کی منگوا کر ہاتھ میں لی اور آسمان پری سے رخصت ہو کر اختر سعید کو ہمراہ اپنے لے کر گرد لشکر کے اس چھڑی سے حصار کھینچا اور تاکید تمام اہل لشکر کو کیا : خبردار ! جب تک کہ حکم بادشاہ زادی آسمان پری کا نہ پہنچے کوئی اس حصار سے باہر نہ نکلنا ۔ یہ کہہ کر بادشاہ زادہ اور اختر سعید موافق ارشاد اس مرد پیر کے لشکر سے نکل کر پیشتر کو روانہ ہوئے ۔ یک مرتبہ روشنی دن کی نظر آنے سے رہی اور چار طرف تاریکی نظر آنے لگی ۔ بادشاہ زادے نے آگے بڑھ کر حصار چھڑی سے کھینچا اور اختر سعید کو ہمراہ اپنے اس حصار میں بٹھلا کر اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ۔ ایک مرتبہ تاریکی کم ہوتی چلی اور روشنی پیدا ہونے لگی ۔ غرض کہ تاریکی ، اسم اعظم کے پڑھنے سے ، تمام اس صحرائے جادو کی بر طرف ہوئی اور قلعہ نرگس جادو کا نظر آنے لگا ۔ جتنی چوکیاں جادو کی تھیں سب اٹھتی گئیں اور جا کر نرگس جادو سے فریاد کی : '' دو جادوگر قوم انسان سے ایسے آئے ہیں کہ وہ چوکیاں ہماری اٹھاتے ہوئے متصل کوہ سیاہ کے اپنے جادو کی قوت سے آ پہنچے ہیں ۔ اگر ان دونوں جادوگروں کا تدارک جلد عمل میں آیا تو تو خیر ہے ورنہ یہ دونوں جادوگر اپنے جادو کے زور سے

جزیرۂ بابل تلک پہنچتے نظر آتے ہیں ۔'' یہ سنتے ہی نرگس جادو قہقہہ مار کر ہنسی اور کہنے لگی کہ یہ دونوں جادوگر اجل گرفتہ ہیں اور گورستان میں اپنے پاؤں سے آئے ہیں ، کوئی دم دنیا کی ہوا کھانی جو ان کی تقدیر میں ہے ، کھالیں ؛ جس وقت کہ میں سامنے ہوئی اس طرح نابود ہوجائیں گے جس طرح یخ گرمی سے آفتاب کی پگھل جاتی ہے ۔ یہ کہہ کر اٹھی ، ایک سو ایک آدم زاد بہ زور جادو جو اس کی قید میں تھے انھیں ذبح کر کے لہو میں ان کے نہائی اور چار طرف ٹیکے لہو کے دے کر برہنہ مادر زاد ہوکر ایک سو ایک ان کے سروں کی مالا بنا کر ہاتھ میں لی ، کئی ہزار جادو گرنیاں جو اس کے شاگردوں میں تھیں ، انھیں بھی ہمراہ اپنے لے کر افسوں پڑھتی ہوئی کوہ سیاہ سے تلے اتری ۔ دیکھتی کیا ہے کہ وہ جوان قمر طلعت ایک لکیر گرد اپنے کھینچے ہوئے کچھ پڑھ رہے ہیں ۔ نرگس جادو سامنے بادشاہ زادے شجاع الشمس کے آکر پکاری کہ اے نوجوان ! آفرین اور ہزار آفرین کہ اس چھوٹی سی عمر میں تو نے یہ کمال جادو گری کا بہم پہنچایا ، اور میں نے تم دونوں کی جان بخشی کی ، جو تمھیں مدعا منظور ہے بیان کرو کہ ایک دم میں تمھاری خاطر سے تمھیں کامیاب مدعا سے کر دوں گی ۔ بادشاہ زادہ شجاع الشمس از بس کہ مشغول اسم اعظم کے پڑھنے میں تھا ، مطلق جواب اسے نہ دیا لیکن اختر سعید نے دیکھ کر نرگس جادو کو کہا کہ اے ملعونہ ! ارادہ ہمارا یہی ہے کہ تیرے تئیں برکت سے اسماے الٰہی کے جلا کر خاک کریں اور جو تو ہم سے پناہ چاہتی ہے ، جادو سے توبہ کر اور خدمت میں ہمارے بادشاہ زادے کے آکر مسلمان ہو ۔ یہ سنتے ہی نرگس جادو غیرت میں آئی کہ یہ دونوں لڑکے نوسکھ مجھ سے دو بہ دو ہوکر یہ جواب و سوال سخت جادو کی قوت سے کرتے ہیں ۔ معلوم ہوا کہ ان دونوں کی زندگانی

یہیں تلک تھی والانہ چیونٹیوں کی کیا طاقت ہے کہ برابری اوز مقابلہ فیل سے کریں ۔ یہ کہہ کر اپنے جوڑے سے ایک سپیاری سیندور سے لپٹی ہوئی نکالی اور ہتھیلی پر رکھ کر جادو پڑھنا شروع کیا ۔ گھڑی ایک جادو پڑھتے نہ گزری تھی ، یک مرتبہ وہ سپیاری نرگس جادو کی ہتھیلی سے صورت شعلے کے بن کر طرف آسمان کے چلی ۔ تیر دو ایک ہوائے آسمان میں پہنچ کر وہ سپیاری جادو کی اس شور سے پھٹی کہ تمام زمین و آسمان لرزے میں آیا ۔ بعد اس کے انگارے جادو کے برسنے شروع ہوئے ۔ یہاں تلک بارش جادو کے انگاروں کی ہوئی کہ تمام صحرائے جادو میں پہاڑ آتش کے برپا ہوگئے لیکن اسم اعظم کی برکت سے بادشاہ زادے کو اور اختر سعید کو گرمی جادو کے انگاروں کی مطلق نہ پہنچی ، بلکہ اسم اعظم کی تاثیر سے سپیاری جادو کی آسمان سے خاک ہوکر زمین پر گری اور تمام آتش جادو کی جو دھک رہی تھی ، سرد ہوئی ۔ نرگس جادو نے جانا تھا کہ وہ دونوں نوجوان جل کر خاک ہو گئے ہوں گے ۔ جب کہ شعلے آتش کے فرو ہوئے اور آگ برسنی بالکل موقوف ہوئی ، دیکھتی کیا ہے کہ وہ دونوں نوجوان صحیح و سالم حصار میں بیٹھے ہوئے کچھ پڑھ رہے ہیں ۔ جی میں کہنے لگی کہ یہ دونوں لڑکے سخت جادوگر ہیں کہ اب تلک میرے جادو سے بچ رہے ہیں لیکن کوئی دم ابھی ان کی زندگانی میں باقی ہے ۔ یہ کہہ کر جوڑے سے ایک گولی موم سیاہ کی نکالی اور کف دست پر اسے رکھ کر کچھ پڑھنا شروع کیا ۔ دم ایک کے بعد اس موم سے شکل ایک سانپ کی بنائی اور اس کے سر پر کئی ٹیکے سیندور کے کچھ پڑھ کر دیے ۔ یک مرتبہ وہ شکل موم کی جنبش میں آکر ہاتھ سے نرگس جادو کے زمین پر گری ۔ وہ شکل موم کی اژدہائے سیاہ ہوکر شعلے آگ کے منہ سے نکالتی ہوئی طرف بادشاہ زادے کے دوڑی ۔ بادشاہ زادے

نے دیکھا کہ یہ اژدھا مقرر جادو کا ہے ، اسم اعظم طرف اژدھاے سیاہ کے دم کیا ۔ قدرت کاملۂ الٰہی سے وہ اژدھاے سیاہ حصار تلک پہنچنے نہ پایا ، اثناے راہ میں جل کر خاک سیاہ ہوا ۔

غرض کہ نرگس جادو نے ہزاروں شعبدے جادو کے بادشاہ زادے پر چلائے ، اسم اعظم کی برکت سے بادشاہ زادہ اور اختر سعید حمایت میں اور حفظ میں حافظ حقیقی کے رہا ۔ جب کہ نرگس جادو نے دیکھا کہ ان دونوں پر میرا جادو کوئی تاثیر نہیں کرتا ہے ، کلیجہ نرگس جادو کا خطرے سے کانپا اور یہ ارادہ کیا کہ ان دونوں کے تئیں فریب سے ہلاک کیجیے ۔ یک مرتبہ نرگس جادو نے اپنے تئیں بہ مشکل پیرزال بنا کر اور تسبیح اور عصا ہاتھ میں لےکر آہستہ آہستہ کانپتی ہوئی بادشاہ زادے کے متصل حصار سے باہر کھڑے ہو کر صفت و ثنا بادشاہ زادے کی اور مذمت نرگس جادو کی زبان پر لائی اور کہنے لگی کہ اے جوانو ! تمھارے قدم کی برکت سے اس کم بخت نرگس جادو کی قید سے چھوٹی ، حق تعالیٰ تم دونوں کے تئیں کامیاب دارین کرے ۔ یہ کہہ کر بےاختیار کانپ کر زمین پر گری اور رونا شروع کیا ۔ بادشاہ زادے کے تئیں اس کے احوال پر نہایت افسوس آیا ۔ چاہتا تھا کہ حصار سے باہر نکل کر اس پیرزال کے تئیں تشفی اور دلاسا دے کر حصار میں اٹھا لاوے ، اختر سعید نے کہا خبردار اے بادشاہ زادے ! حصار سے قدم باہر مت نکالنا ۔ مبادا نرگس جادو یہ شکل اپنی بنا کر تمھارے فریب دینے کو آئی ہو ۔ بس بہتر یوں ہے کہ اس وقت غم خواری سے اس پیرزال کے اپنے تئیں باز رکھو ۔ بادشاہ زادے کے تئیں یہ بات اختر سعید کی نہایت پسند آئی اور مشغول پڑھنے میں اسم اعظم کے ہوا ۔ ہر چند نرگس جادو نے عجز اور الحاح واسطے فریب دینے

کے کیا ، ہرگز بادشاہ زادہ سوائے اسم پڑھنے کے متوجہ اُس کے عجز پر نہ ہوا ۔ یک مرتبہ جہاں تلک اُس صحرائے جادو میں خار و خس ، درخت جادو کے تھے ، برکت سے اسم اعظم کی جل کر خاک سیاہ ہوئے اور نرگس جادو کے انگوٹھے سے آگ لگنی شروع ہوئی ۔ قصہ مختصر نرگس جادو بھی جل کر راهی جہنم کی ہوئی اور وہ مکان مع کوہ سیاہ جو اُس کے رہنے کا تھا ، وہ بھی جل کر چونا ہوا ۔ یک مرتبہ صحرائے جادو کی تاریکی زائل ہو کر روشنی ہزاروں کوس تلک پیدا ہوئی ۔ بادشاہ زادے کو اور اختر سعید کو یقین کامل اُس مرد پیر کے کہنے پر آیا ، جس وقت کہ نرگس جادو مر چکے گی ، روشنی تمام صحرا میں ہر ایک طرف پیدا ہوگی ، پس نرگس جادو یہی تھی کہ یک مرتبہ جس کے جل جانے سے یہ روشنی چاروں طرف پیدا ہے ۔ یہ عقل سے دریافت کرکے بادشاہ زادہ اور اختر سعید بہ خوشی و خرمی تمام حصار سے نکلے و بہ‌فتح و فیروزی طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے ۔

آسمان پری کے تئیں از بس کہ دغدغہ نرگس جادو کا دل میں تھا ، یہی کہتی تھی کہ الٰہی شجاع‌الشمس کو بہ خیر و عافیت و بہ فتح و فیروزی تمام مجھ سے ملانا ! میں نے سپرد تیرے کیا ہے ! یہ مناجات جناب الٰہی میں کر رہی تھی ، دیکھتی کیا ہے کہ بادشاہ زادہ شجاع‌الشمس مع اختر سعید شاد و خرم بہ خوش دلی تمام سامنے سے چلے آتے ہیں ۔ بے اختیار ہو کر مسند سے اُٹھ کر تصدق و بلا گردان ہوئی اور لا کر مسند پر بٹھلایا ۔ بعد دریافت خیر و عافیت کے احوال نرگس جادو کی لڑائی کا پوچھنا شروع کیا ۔ بادشاہ زادے نے اور اختر سعید نے تمام ماجرا نرگس جادو کی لڑائی کا اور اس کے جل جانے کا بیان کیا ۔ بادشاہ زادی

آسمان پری نے کئی خوان جواہر کے بادشاہ زادے پر سے نثار کیے اور تمام سرداران لشکر سے نذریں فتح کی دلوائیں ۔ کئی دن اس صحرائے جادو میں مقام کرکے پیش خیمہ طرف جزیرۂ بابل کے روانہ کیا ۔ دوسرے دن داخل خیمے کے ہوکر ایک کوچ اور ایک مقام کرتے ہوئے قریب جزیرۂ بابل کے پہنچے کہ وہاں سے ، فاصلہ دو منزل کا تھا ۔ بادشاہ زادی آسمان پری نے حکم مقام کا فرمایا اور ارشاد کیا ''جب تلک کہ مقام لشکر کا اس مکان پر ہے ، کوئی دیو زاد یا پری زاد تن تنہا قصد سیر کا نہ کرے کہ یہ سر تا پا ضلع جادو کا اور سحر کا ہے ۔'' یہ سخن فرما کر داخل بارگاہ کے ہوئے ۔ جب کہ ہمائے روز یعنی آفتاب جلوہ فرما آشیانۂ مغرب کا ہوا اور ماہتاب پوشاک بادلے کی پہن کر کرسیٔ فلک پر آیا ، تمام جہان کو اپنے نور سے پر نور کیا ، یعنی رات ہوئی ، بادشاہ زادی آسمان پری نے سب دیو زاد اور پری زاد کے سرداروں کو حکم بھیجا کہ یہ مقام اور یہ ضلع شہر بابل کا ہے ، چوکی اور پہرے سے تم ہر ایک غافل نہ رہنا ۔ ہر ایک سردار موافق ارشاد کے جا بہ جا مشغول چوکی اور پہرے کے ہوئے اور بارہ ہزار دیو و پری کا گرد لشکر کے طلایہ پھرنا شروع ہوا ۔ ہر ایک چوکیدار نے پلک سے پلک نہ لگائی ۔ تمام رات بیداری میں کاٹی کہ ستارہ صبح کا طلوع ہوا اور بادشاہ مشرق تاج زرین سر پر رکھ کر یعنی آفتاب نکلا ۔ ہر ایک چوکیدار اور اہل لشکر مشغول اپنے اپنے کاروبار کے ہوئے ۔

داستان آنکه خبر یافتن طرطوس دیو از آمدن بادشاہ زادی آسمان پری باجماعه فوج دیوان و پری‌زادان و فرستادن آں دیو احمر را با پنجاه هزار دیوان جنگی برائے مقابلۂ آسمان پری و کشته شدن آں از دست شجاع الشمس

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جب کہ آسمان پری مع شجاع‌الشمس و اختر سعید کئی لاکھ دیو زاد اور پری زاد کی فوج لے کر اور اثنائے راہ میں نرگس جادو کو مار کر سرحد اس کی تصرف میں لاکر متصل جزیرۂ بابل کے پہنچی ، یہ خبر خبردار نے طرطوس‌دیو کو پہنچائی کہ اے طرطوس دیو ! کس خواب غفلت میں ہے ، اپنے تئیں بیدار کر ، بادشاہ زادی آسمان پری نے کئی لاکھ دیوان سرکش کو قتل کیا اور جزیرے انھوں کے تصرف میں لا کر قصد جزیرۂ بابل کے لینے کا اور تمھارے قتل کا کیا ہے ، اور ایک آدمی زاد شجاع‌الشمس نام آسمان پری کی طرف سے سردار تمام فوج دیو زاد و پری زاد کا ہے اور ایسا شجاع اور یکہ تاز عرصۂ بہادری کا ہے کہ جہاں تلک دیو زاد کی قسم سے سرکش اور زورآور تھے ، اس نے ان سب کے تئیں زیر و زبر کر کے برابر خاک کیا - پس اے طرطوس ! جو مشورہ لڑائی کا یا صلح کا تو اپنے حق میں بہتر جانے جلد عمل میں لا ، ورنہ توقف میں قباحت عظیم ظہور میں آوے گی - از بس کہ طرطوس کے تئیں نخوت اور غرور اپنی کثرت فوج پر اور اپنی بہادری پر تھا ، یہ سب احوال شجاع‌الشمس کی بہادری کا اور آسمان پری کی اولوالعزمی کا اور انبوہ دیوزاد اور پری زاد کی فوج کا سن کر مطلق خیال میں نہ لایا - اس خبردار کو کچھ انعام دے کر رخصت کیا اور

دیو احمر جو سپہ سالار اور بخشی فوج تھا ، اس کے تئیں بلوا کر یہ تمام ماجرا آسمان پری کے آنے کا اور شجاع الشمس کی شجاعت کا سر سے پا تلک بیان کر کے اسے کہا کہ اے دیو احمر ! تو مجھے مشورہ کیا دیتا ہے ، لڑوں یا صلح کروں ؟ جو ان دونوں باتوں میں تو میرے حق میں بہتر جانے دانائی سے اور فراست سے سمجھ کر بیان کر ۔ دیو احمر نے طرطوس دیو سے یہ سن کر دم ایک سر جھکا کر دریائے فکر میں غوطہ زن ہوا ، بعد ایک دم کے گوہر مدعا کا موافق اپنے حوصلے کے ہاتھ میں لا کر درج دہن کو وا کر کے یوں گفتگو میں آیا کہ اے طرطوس ! غیرت اپنی سے نہایت یہ بعید ہے کہ ایک آدمی زاد کی شجاعت سے ہول میں آ کر پیغام صلح کا کیجیے ، میرے نزدیک لڑ لینا سب طرح سے بہتر ہے ۔ اور اس میں دو باتیں ہیں ، اگر ایسا بہادر آدمی زاد مارا گیا یا اسیر ہوا ہمارا نام شجاعت کا تمام پرستان میں مشہور ہوگا کہ ایسے شجاع کے تئیں طرطوس نے مارا کہ جس کی ہیبت سے تمام آدمی زاد و پری زاد و دیو زاد کانپتے تھے ، ہر ایک کے دل میں ہیبت ہماری غالب ہوگی اور خود بہ خود جو اطراف کے دیو زاد و پری زاد سر کش ہیں دست بستہ حاضر ہو کر اطاعت قبول کریں گے اور آسمان پری بھی اس آدمی زاد کے مرنے سے پیغام صلح کا لاچار ہو کر بھیجے گی ۔ اگر غرور فوج سے درخواست صلح کی نہ کی ، پھر اس کا اسیر کرنا اور اس کی فوج کو ہزیمت دے کر تمام پرستان تصرف میں لانا کس قدر کام ہے ۔ یہ باتیں نخوت و غرور کی دیو احمر سے طرطوس نے سن کر کہا کہ اے دیو احمر ! جہاں تلک فوج دیو زاد کی میرے ہمراہ ہے ، تو ساتھ اپنے لے کر واسطے مقابلے کے جا ۔ اس آدمی زاد کو جلد اسیر کر کے لا ، اور میری غیرت نہیں قبول کرتی کہ ایک بھنگے سے مقابلہ

واسطے لڑائی کے کروں ۔ دیو احمر نے طرطوس سے کہا کہ قسم ہے مجھے حضرت سلیمان کے تخت کی ، میرے بھی جی میں یہ ارادہ تھا کہ تجھے تکلیف لڑائی کی اس آدمی زاد کے ساتھ نہ دوں اور میں ہی جا کر اسے اسیر کرلاؤں ؛ سو بارے تو نے بھی یہی سوچ کر میرے تئیں واسطے مقابلے کے متعین کیا ۔ غرض کہ دوسرے دن دیو احمر نے تمام فوج طرطوس کی ساتھ لی اور واسطے مقابلے کے پیش خیمہ جزیرۂ بابل سے باہر نکالا اور داخل خیمے کے ہوا ۔ یہ خبر دیو احمر کے آنے کی واسطے مقابلے کے خبردار نے بادشاہ زادے شجاع الشمس کو اور آسمان پری کو پہنچائی اور جو باتیں دیو احمر نے طرطوس سے کہیں تھیں ، مفصل خبردار نے ایک ایک اظہار کی ۔ آسمان پری نے یہ خبر سن کر خبردار کو رخصت کیا اور شجاع الشمس سے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! دیکھیے عہدہ برائی ایسے نمک حرام سے کیوں کر ہو ۔ بادشاہ زادے نے کہا ”اے آسمان پری ! ہر ایک امور کا ہمارے کفیل اور نگہبان وہ حافظ حقیقی ہے ۔ ہر ایک کام ہم نے اپنے حق تعالیٰ کو سونپے ہیں ، جو وہ کریم ہمارے حق میں بہتر جانے گا ظہور میں لاوے گا ۔“ یہ کہہ کر بادشاہ زادے نے داروغۂ فراش خانہ کو بلا کر ارشاد کیا کہ پیش خیمہ ایسی جگہ ایستادہ ہو کہ جہاں تکلیف آب و دانے کی نہ ہو ۔ داروغۂ فراش خانہ یہ سن کر آداب بجا لایا اور رخصت ہو کر پیش خیمہ پیشتر کو روانہ کیا ۔

دوسرے دن علی الصباح بادشاہ زادہ اور آسمان پری مع افواج داخل خیمے کے ہوئے ۔ بادشاہ زادے نے ہرکارے کو بلا کر ارشاد کیا کہ ہماری بارگاہ سلیمانی سے اور دیواحمر کے لشکر سے کے کوس کا فاصلہ ہے ؟ یہ دریافت کر کے جلد حضور میں عرض کر ۔ یہ کلام وہ بادشاہ زادے کی زبان سے سن کر

واسطے دریافت کرنے فاصلے کے روانہ ہوا ۔

قصہ مختصر بعد دریافت کرنے فاصلے کے ہرکارے نے آکر عرض کی کہ اے بادشاہ زادۂ والا قدر! لشکر اس مقہور کا یعنی دیو احمر کا فاصلہ دس کوس کا رکھتا ہے اور یہ بھی ارادہ اس مقہور کا ہے کہ کل مع لشکر وہاں سے کوچ کر کے مقابل لشکر ظفر اثر کے بہ‌ارادہ جنگ خیمہ کرے ۔ بادشاہ زادے نے یہ سن کر ہرکارے کو رخصت کیا ۔ دوسرے دن بادشاہ زادے کو خبرداروں نے خبر دی کہ مقہور نمک حرام طرطوس دیو کی طرف سے دیو احمر نے آکر مع فوج کثیر مقابل بارگاہ سلیمانی کے بہ‌ارادہ جنگ خیمہ کیا—جہاں تک سردار دیوزاد اور پری زاد کے تھے ، سبھوں کو یاد فرما کر ارشاد کیا : ”کل عزم بالجزم میرا واسطے لڑائی کے ہے ، تم ہر ایک علی الصباح مسلح ہو کر مع فوج قاہرہ حاضر ہونا ۔“ ہر ایک نے عرض کی : ”اے بادشاہ زادۂ عالی قدر! حسب الاحکام واسطے جاں فشانی کے حاضر ہوں گے ۔ تائیدات الٰہی اور اقبال شاہنشاہی سے مقہور دیو احمر کے تئیں مع لشکر قتل کر کے طرطوس نمک حرام کے تئیں جیتا اسیر کر لاویں گے ۔ مزاج اقدس اپنا بہ ہر صورت جمع رکھیے اور اندیشے کو مطلق دل میں راہ نہ دیجیے ۔“ بادشاہ زادے نے یہ سن کر ان سرداروں کو رخصت کیا ۔ جب کہ بادشاہ چین یعنی آفتاب سیر کرنے والا کوہستان مغرب کا ہوا ، پاسبان شب یعنی ماہتاب واسطے پاسبانی خرگاہ فلک کے برآمد ہوا ۔ جا بہ جا لشکر میں آواز چوکی داروں کی اور پہرہ داروں کی بلند ہوئی اور طلایہ گرد لشکر کے پھرنے لگا ۔ ساکنان لشکر دل جمعی طلایہ سے اور چوکی سے کر کے خواب میں آئے ۔ بعد چار پہر کے ترک زریں کلاہ با تیغ و طشت یعنی آفتاب افق مشرق

سے سر بہ فلک کھینچے ہوئے نکلا ۔ ادھر بادشاہ زادے شجاع الشمس نے پوشاک جنگی یعنی چل تہہ و چار آئینہ اور زرہ داؤدی اور خود و داستانے جوہردار درخشاں تر از آفتاب کہ جس کے دیکھنے سے چشم جن و بشر کی خیرگی کرتی اور دل میں مخالفوں کے ہیبت غالب ہوتی ، اپنے جسم پر آراستہ کر کے اور شمشیر مصری حائل کرکے اور گرز فولادی خارا شگاف ہاتھ میں لے کر برآمد بارگاہ سلیمانی سے ہوا ، اور اسی طرح اختر سعید بھی مسلح خدمت میں حاضر تھا ۔ بادشاہ زادے نے لڑائی دست راست کی سپرد اختر سعید کے کی اور دست چپ کی حوالے ارقاش زریں کلاہ کے کی اور ہراول فوج کا شمعون بن میمون کو کیا اور خدمت چنڈولی کی شمعون بن میمون کے بھتیجے کو واسطے نگہبانی بیرون بگاہ کی دی اور آپ بادشاہ زادہ شجاع الشمس کئی ہزار پری زاد و دیو زاد ہمراہ لے کر درمیان فوج کے سمند برق رفتار پر سوار ہوکر ایستادہ ہوا ۔

طبل جنگ فوج میں ہر چہار طرف بجنے لگا اور نائے زریں شور میں آئے ۔ بادشاہ زادے نے یہ استواری فوج کی دیکھ کر استعانت اور فتح اپنے حق سبحانہ تعالیٰ سے چاہی اور چار طرف دیکھنا شروع کیا کہ پیش دستی لڑائی میں دیکھیے کس سے ظہور میں آوے ، اور ادھر دیو احمر نے دست راست و دست چپ یعنی صف میمنہ و میسرہ حوالے اپنے دو بیٹوں کے کی ، نام ان دونوں کا دیو ابیض اور دیو اصفر تھا اور وہ دونوں ایسے شجاع اور دلیر تھے کہ دیوان جزیرۂ بابل اور پہلوانان اطراف انھوں کی شجاعت اور دلیری کے ثنا خواں تھے اور کسو کو طاقت انھوں کے مقابلے کی نہ تھی ، اور ہراول فوج کا طرطوس دیو کے بھتیجے کو کیا ، نام اس کا برجیس دیو تھا ، اور چنڈول فوج کا شاہور دیو کو کر کے

آپ درمیان فوج کے گینڈے پر سوار ہو کر ایستادہ ہوا ۔ ناقوس و کرنائے جنگی شور میں آکر لشکر میں بجنے لگے ۔ بازار خوں‌ریزی کا گرمی پر آیا ۔ سر فروشیاں پہلوانوں سے اس بازار جنگ میں ہونے لگیں اور لڑائی تیر وتفنگ کی اور نیزے کی اور گرز کی اور شش پر کی اور ژوپین کی اور شمشیر کی طرفین سے شروع ہوئی ۔

ابیات

ز موزونیٔ ضرب ہائے سناں
بہ رقص آمدہ اسپ زیرعناں
ز سم ستوراں دراں پہن دشت
زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت
زبس تیر باراں کہ آمد بہ جوش
فگندند ابر بارانیٔ خود ز دوش
گر آں تیر باراں کنوں آمدے
بہ جائے نم از ابر خوں آمدے
ز بیم چقاچق کہ آمد ز تیر
کفن گشت در زیر جوشن حریر

ایک طرف بادشاہ زادہ اور ایک طرف اختر سعید دریائے حرب میں غوطہ مار کے شمشیر سے اور نیزے سے داد شجاعت کی دیتے تھے ۔ جس طرف مثال ہزبر دلیر کی فوج میں دیو احمر کی گھوڑوں کو جولان کرکے شمشیر بازی اور نیزہ بازی کرتے تھے، کشتوں کے پشتے ہوتے جاتے تھے ۔ عاقبت کار چالاک دستی شجاع الشمس کی اور اختر سعید کی اس حرب گاہ میں دیکھ کر ہر ایک دیو اور پہلوان پہلوتہی کرکے رو بہ گریز رکھتے تھے ۔

یہ خبر شجاع الشمس اور اختر سعید کی شجاعت اور شمشیر زنی کی دیو احمر کو پہنچی کہ ان دونوں آدمی زادوں نے پہلوانوں سے میدان خالی کر دیا ہے اور طاقت کسو کو اُن کے مقابلے کی نہیں ہے - یہ خبر ان کی شجاعت کی دیو احمر سن کر آتش غیرت پر سپند ہوا اور جوش میں آ کر دیو ابیض اور دیو اصفر دونوں بیٹے اس کے جو مالک میمنہ اور میسرہ کے تھے، انھوں کو بلوا کر کہا کہ یہ دو آدمی زاد آسمان پری کی طرف سے نبزہ اپنی شجاعت کا بلند کر رہے ہیں - میری حمیت نہیں قبول کرتی کہ مجھ سا ایسا سپہ سالار یکہ‌تاز روزگار سامنے ایسے بھنگوں کے ہو مگر تم دونوں جا کر انھوں کو فن سے سپاہ گری کے اسیر کر کے مجھ تک لاؤ، خبردار! وہ دونوں ضائع ہونے نہ پاویں - جیتا انھوں کو طرطوس دیو کے پاس لے جانا میں نے مقرر کیا ہے - یہ کہہ کر دیو ابیض کو اور دیو اصفر کو واسطے مقابلے شجاع الشمس کے رخصت کیا - وہ دونوں رخصت ہو کر وہاں پہنچے کہ جہاں بادشاہ زادہ شجاع الشمس اور وزیر زادہ اختر سعید دیووں کے ساتھ مشغول لڑائی کے تھے - سامنے آتے ہی دونوں نے یعنی دیو ابیض نے اور دیو اصفر نے اپنے اپنے گوش پر ہاتھ رکھ کر ایک ایک چنگھاڑ ایسی ماری کہ تمام میدان حرب گاہ کا زمین سے لے آسمان تلک زلزلے میں آیا - بعد چنگھاڑ مارنے کے دونوں بہ‌آواز مہیب رو بہ رو بادشاہ زادے کے اور اختر سعید کے ہو کر پکارے کہ اے آدمی زادو! تم نے بہت خون دیوزادوں کے اپنے سروں پر لیے ہیں اور تم اپنے دلوں میں دیو کشی نہیں بلکہ غریب کشی کر کے بے‌حد اتم شاد اور مسرور ہو لیکن زمانہ خوشی کا تمھارے اب آخر آیا ہے، ممکن نہیں کہ تم ہمارے ہاتھ سے صحیح سلامت بچ کر اس حرب گاہ سے جاؤ - یہ سن کر باشاہ زادے

نے اختر سعید سے کہا کہ اے اختر سعید ! ان دونوں کی خود ستائی دیکھتا ھے کہ کس مرتبے پر کر رھے ھیں ۔ اختر سعید نے کہا : ”اے بادشاہ زادے ! تو اب تماشا ملاحظہ کر کہ ان دونوں کے تئیں کس طرح داخل جہنم کرتا ھوں ۔“ بادشاہ زادے نے کہا ”اے اختر سعید ! ایک سے تو اور ایک سے میں اگر مقابلہ کرکے ظفر یاب ایسے ملعونوں پر ھوں ، عین فضل الٰہی جان ۔“ یہ کہہ کر شجاع الشمس نے اور اختر سعید نے گھوڑوں کو جولان کرکے ان دونوں سے مشغول نیزہ بازی کے ھوئے ۔ وہ دونوں دیو بھی فن میں نیزہ بازی کے صاحب کمال تھے ، نیزہ بازی میں برابر رھے ۔ بادشاہ زادے نے اور اخترسعید نے انھوں سے گرز بازی شروع کی ، آخرکار گرز بازی میں بھی برابر رہ کر نوبت شمشیر بازی کی آئی ۔ یک مرتبہ بادشاہ زادے نے شمشیر بازی کرتے ھوئے یہ دل میں سوچا کہ یہ دونوں ملعون واقعی فن میں سپہ گری کے طاق ھیں ، کسی طرح پیچ میں آ کر مار نہیں کھاتے مگر کسی فن سے ان دونوں کے تئیں واصل جہنم کیجیے ۔ یک مرتبہ اس عین شمشیر بازی میں دیو اصفر سے کہا کہ اے دیو اصفر ! تو ایسا شجاع اور دلیر زمانہ اور خبر اپنے لڑائی کے ھتھیار کی نہ رکھی ۔ قربان سے کمان گر کر زمین پر آ رھی ھے ، عجب ھے کہ تو خبر نہ رکھے ۔ اسی طرح کا فریب اختر سعید نے بھی دیو ابیض کو دیا ۔ دونوں متعجب ھوکر طرف اپنی پشت کے واسطے دیکھنے کمان کے جھکے ۔ بادشاہ زادے نے اور اختر سعید نے اتنی فرصت غنیمت جان کر شمشیر جاں شگاف دونوں کے سروں پر اس قوت سے لگائیں کہ فرصت ان دونوں نے سر اٹھانے کی نہ پائی ۔ مثل خیار دو ٹکڑے ھوکر قاش زین سے زمین پر گرے اور دریاے خون اس مرتبے

پر انھوں کے جسموں سے جاری ہوا کہ ہر ایک دیو زاد و پری‌زاد تا کمر غرق لہو میں ہوئے۔

یہ خبر دیو احمر کو پہنچی کہ دیو ابیض اور دیو اصفر دونوں آدمی زاد کے ہاتھوں سے سیر کرنے والے صحرائے عدم کے ہوئے۔ شفقت پدری نے جوش مارا، زار و نزار روتا ہوا رو بہ رو بادشاہ زادے شجاع‌الشمس کے اور اختر سعید کے آیا اور پکارا کہ اے آدمی زادو! دو فرزند میرے ایسے بہادر اور شجاع کہ ہر ایک تمام دیو زادوں میں برابر ہزار پہلوان دیو زاد کے گنے جاتے تھے، سو تم نے فریب سے ہلاکت کو پہنچایا۔ اب تم میرے ہاتھ سے کہاں جاؤ گے، تم دونوں کے تئیں اس حرب‌گہ میں جب تلک کچا کھا نہ لوں گا، ہرگز کسی دیو زاد و پری زاد سے ارادہ لڑائی کا نہیں کرنے کا۔ یہ سنتے ہی شجاع‌الشمس نے کہا کہ روحیں تیرے دونوں بیٹوں کی تیری جدائی سے جہنم میں تڑپتی ہوں گی۔ خاطر اپنی جمع رکھ، تجھے بھی جہنم تلک پہنچا کر ان دونوں کے دیدار سے محظوظ اور مسرور کروں گا۔ یہ کہہ کر بادشاہ زادے نے گھوڑے کو جولان کرکے نیزے کو سرپیچ دے کر مقابل اس کے ہوا۔ باہم کئی طعن نیزوں کے درمیان میں آئے۔ غرض‌کہ دو پہر سے چار گھڑی دن باقی رہے تلک نیزہ بازی اور شمشیر بازی اور گرز بازی رہی لیکن حربے نے بادشاہ زادے کے دیو احمر پر نہ دیو احمر کے حربے نے بادشاہ زادے پر مطلق کام کیا۔ عاقبت کار بادشاہ زادہ گھوڑے سے اور دیو احمر گینڈے سے اتر کر خم ٹھونک کر ہاتھ ملا کر مشغول کشتی کے ہوئے اور باہم تین سو ساٹھ بند کشتی کے کرنے شروع کیے۔ جو بند کشتی کا بادشاہ زادہ کرتا تھا، دیو احمر رد اس کا عمل میں لاتا تھا۔

آخرکار تین سو ساٹھ بندوں میں ایک بند کا نام دھوبی پاٹ تھا اور دیو احمر کو رد اس کا یاد نہ تھا ۔ بادشاہ زادے نے قوت سے اس بند کی دیو احمر کے کمر بند میں ھاتھ ڈال کر زمین سے اکھاڑا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ وہ دیو احمر مثال کوہ الوند کے بے حواس ہو کر چت گرا ۔ چاھتا تھا کہ اٹھ کر پھر مقابلہ بادشاہ زادے سے کرے ، بادشاہ زادہ بہ جلدی تمام خنجر برھنہ کرکے چھاتی پر اس کی جا بیٹھا اور پکارا کہ اے ملعون ! اگر اس دم اسلام قبول کرتا ھے تو کلمہ پڑھ کر دین محمدی میں آ ورنہ تجھے سپرد مالک دوزخ کے کرتا ھوں ۔ دیو احمر نے یہ سن کر کہا ''اے آدمی زاد ! میں تیرے مقابل ھوتے ھوئے عار کرتا تھا ، سو اب یہ کیا ستم ھے کہ تیرے کہنے سے اسلام قبول کروں گا ۔ جو تیرے مزاج میں آوے قتل کر یا جان بخشی کر ، سب طرح سے میں گنہگار تیرا اور آسمان پری کا ھوں ۔ بادشاہ زادے نے دل میں سوچا کہ واقعی یہ گنہگار آسمان پری کا ھے ، اس دیو احمر کے تئیں رو بہ رو آسمان پری کے طوق و زنجیر کرکے لے چلیے ، وہ مختار ھے چاھے اسے قتل کرے یا جان بخشی کرے ۔ وھیں دیو احمر کی چھاتی سے اٹھ کر طوق و زنجیر کیا اور دیووں کو کہا کہ اسے خدمت میں بادشاہ زادی آسمان پری کے لے چلو ۔ اس قدر دیو احمر زور آور اور تنو مند تھا کہ ھر چند کئی سو دیو اسے کھینچتے تھے ، مطلق اس جگہ سے جنبش نہ کرتا تھا ۔ بادشاہ زادے نے جب دیکھا کہ دیو اسے کھینچ نہیں سکتے اور ھر ایک اس کے زور سے عاجز ھے ، لاچار آپ گھوڑے سے اتر کر ان دیووں کو فرمایا کہ تم چھوڑ دو ، اس ملعون دیو احمر کے تئیں میں کھینچ کر آسمان پری تلک لے چلوں گا ۔ دیووں نے موافق ارشاد بادشاہ زادے کے زنجیریں ھاتھ

سے چھوڑ کر کھینچنا موقوف کیا ۔ بادشاہ زادے نے بسم اللہ کرکے سر زنجیروں کے ہاتھ میں لیے اور قوت تمام سے اُسے کھینچا ۔ دیو احمر نے ہر چند زور کیا ، نہ سنبھالا۔ آخر کار دیو احمر نے ایک درخت چنار کا تھا اس کا آسرا لیا اور دونوں ہاتھوں سے اُس درخت کو پکڑا ۔ بادشاہ زادے کے زور پر اور قوت پر خیال کرنا کہ یہ قدرت اور یہ زور وہم و گمان سے باہر ہے ۔ یک مرتبہ زور کرکے نعرہ اللہ اکبر زبان پر لا کر طرف اپنے کھینچا ۔ قدرت الٰہی پر نظر کر کہ وہ دیو احمر مع درخت وہاں سے اکھڑ کر گھسٹتا ہوا بادشاہ زادے کے ساتھ چلا ۔ جو دیو زاد اور پری زاد یہ زور بادشاہ زادے کا دیکھتا تھا ، تحسین و آفرین کرکے تصدق و بلا گردان ہوتا تھا اور کہتا تھا ، سبحان اللہ ! قدرت کاملہ تیری قیاس سے باہر ہے ۔ آدم زاد ہماری خلقت کے نزدیک حکم پشے کا اور مور کا رکھتا ہے ، تو نے اُس کے تئیں یہ قدرت بخشی ہے کہ ہماری خلقت دیو زاد و پری زاد کی اس آدمی زاد کے زور کے اور شجاعت کے آگے حیران ہے ۔ واقعی اور الحق کہ خلقت انسان کی اشرف المخلوقات ہے ۔

غرض کہ بادشاہ زادہ دیو احمر کو مع درخت کھینچتا ہوا بادشاہ زادی آسمان پری تلک پہنچا ۔ آسمان پری یہ احوال بادشاہ زادے کی شجاعت کا اور قوت کا دیکھ کر بلا گردان ہوئی اور کئی خوان جواہر کے اور کئی سو خوان زر سفید اور زر سرخ کے بادشاہ زادے پر سے اور اختر سعید پر سے نثار کیے ۔ بعد اس کے دیو احمر کو بادشاہ زادی نے ارشاد کیا کہ اے نمک حرام ! تیرے تئیں اندیشہ اس روز بد کا نہ تھا ؟ خاوندوں سے انحراف کرکے اس مرتبے کو پہنچا ۔ خیر اب بھی تیری جان بخشی کرکے جزیرۂ بابل کی حکومت تغیری پر طرطوس کے تجھے دیتی ہوں ۔ بشرط ہا و شروط ہا کہ نمک حرامی کی حرکات سے توبہ کرکے اسلام قبول کر ۔ یہ سنتے

ھی دیو احمر زار زار رویا اور بولا کہ اے بادشاہ زادی ! مقرر
میں اسلام قبول کرتا لیکن یہ غیرت قبول نہیں کرتی کہ ایک
آدمی زاد یوں مجھے اسیر کر لاوے اور مشرف بہ‌اسلام کرے ۔
جب تلک جیوں گا ، طعن دیو پری کا مجھ پر قائم رھے گا ، پس
اس زندگی سے مرنا قبول ھے ۔ آسمان پری نے کہا کہ اے ملعون !
میں نے ھر چند چاھا تیری جان بخشی کروں لیکن تقدیر بھی چاھتی
ھے تجھے لقمہ دھن دوزخ کا کرے ۔ یہ کہہ کر داروغۂ جیش
کو بلا کر ارشاد کیا ''اس ملعون نمک حرام کے تئیں توپ سے
باندھ کر راھی خانۂ جہنم کا کرو ۔'' یہ سنتے ھی داروغۂ جیش نے
اُس ملعون کو کھچوا کر حرب‌گہ میں لایا اور دھن توپ سے آسے
باندھ کر پوچھا کہ اس وقت جی تیرا کس چیز کو چاھتا ھے
بیان کر ۔ دیو احمر نے دیکھا کہ اب کوئی دم زندگی کا باقی ھے ،
خوف و خطر عبث ھے ۔ یہ سوچ کر داروغۂ جیش سے کہا کہ
تجھے ایسی میری خاطر کیا ھے کہ جو چیز میں مانگوں گا تو
مجھے عطا کرے گا ۔ داروغۂ جیش نے کہا : ''بیان کر ، تامقدور میں
قصور نہیں کرنے کا ۔ جس چیز کی تجھے خواھش ھوگی ، لا کر حاضر
کروں گا ۔'' یہ سنتے ھی دیو احمر زار زار رویا اور غار سا منہ
پھیلا کر پکارا کہ اے مالک توپ خانہ ! تیرا تا قیامت احسان مند
رھوں گا ۔ جس آدمی زاد نے دو بیٹے تس شخص کے فریب سے اور دغا
سے مار کر برابر خاک کیے ھیں ، اُس آدمی زاد کو میرے منہ
میں باندھ کر ڈال دے کہ اُس کے بند بند کے تئیں ایک ایک ڈاڑھ
سے آھستہ آھستہ کچل کر خوب سا ارمان اپنے جی کا نکال کر نگل
جاؤں ۔ اُس وقت تو مجھے جس عقوبت سے چاھے ، ھلاک کرنا ۔
یہ سنتے ھی داروغۂ توپ خانہ نے کئی ھزار من خاک ٹوکروں
میں منگوا کر اُس ملعون کے منہ میں ڈالی اور فتیلۂ آتشی زنبک سے

آشنا کیا ۔ یک مرتبہ وہ توپ آتش فشاں مثال رعد غراں شور میں آئی اور اس ملعون کے جسم کے تئیں جلا کر مثل پنبۂ نداف ہم رنگ باد فنا کا کیا ۔ تمام لشکر میں دیو احمر کے ہزیمت پڑی ۔ حسب الحکم آسمان پری کے دیو زاد و پری زادوں نے گھوڑے چلائے اور تعاقب کرتے ہوئے جزیرۂ بابل کے شہر پناہ تک پہنچے ۔ کئی ہزار دیو زاد ہمراہ دیو احمر کے زیر تیغ بے دریغ آئے اور کئی ہزار دیو اسیر ہوکر طوق و زنجیر ہوئے اور لوٹ نقد و جنس اس قدر آئی کہ بار بردار لشکر میں آسمان پری کے پیدا نہ ہوئے ۔ لاچار ہر ایک دیو و پری نے زر سفید اور زر سرخ کے دفینے کیے ۔ بعد اس فتح عظیم کے میر نوبت نے آ کر نذر فتح کی بادشاہ زادے کو اور آسمان پری کو گزرانی ۔ بادشاہ زادی نے پروانگی شادیانے فتح کی دی ، بہ مجرد اس احکام کے شادیانے فتح کے بجنے شروع ہوئے ۔ جتنے سردار دیو زاد اور پری زاد تھے ، آ کر سبھوں نے نذریں مبارک باد میں فتح کی گزرانیں ۔ بادشاہ زادی آسمان پری نے موافق مراتب کسی کو دوشالہ ، کسو کو خلعت ، کسو کو دستار بستہ ، کسو کو موتی مالا ، کسو کو جیغہ و سر پیچ ، کسو کو نیمہ آستین ، کسو کو شمشیر و سپر دے کر رخصت کیا ۔ ہر ایک بہ خوشی تمام داخل اپنے اپنے خیموں کے ہوئے ۔ بادشاہ زادی آسمان پری نے ارباب نشاط کو یاد فرمایا ۔ کئی اکھاڑے پری زادوں کے با ساز و سر انجام آ کر حاضر ہوئے اور طنبورے طلائی منقش ہاتھوں میں لے کر یہ رباعی تہنیت میں گانے لگے ۔

رباعی

مدام نصرت حق در کف یمین تو باد
کلید فتح ممالک در آستین تو باد

به هر کجا که نہی رو همیں دعا گوئیم
که صبح و شام ظفر بندۂ کمین تو باد

غرض کہ اسی طرح کے اشعار اور خیال و دھرپت و ٹپے و گیت و کبت و دوھرے تہنیت میں گاتے تھے اور رقص کرتے تھے ۔ یہ صحبت راگ و رنگ کی پہر دن سے لے کر آدھی رات تلک رہی ، بعد اس کے بادشاہ زادی آسمان پری نے اور بادشاہ زادے شجاع الشمس نے زر و جواہر ارباب نشاط کو دے کر رخصت کیا ۔ نعمت پری جو داروغہ خاصے کی تھی ، اُس نے عرض کی "خاصہ تیار ہے ۔" بادشاہ زادہ اور آسمان پری مع اختر سعید داخل نعمت خانے کے ہوئے ، باہم خاصہ نوش جان کرکے برآمد ہوئے ۔ بعد اس کے دم ایک بیٹھ کر علیحدہ علیحدہ خواب گاہ میں جلوہ‌گر ہوکر پلنگ خواب پر دراز ہوئے ۔ ہر ایک عہدہ دار اپنے اپنے عہدوں پر مامور ہوئیں ۔ جسے خدمت قصہ خوانی کی تھی ، اُس نے قصہ کہنا شروع کیا اور جسے خدمت چپی کی تھی ، واسطے چپی کرنے کے آ بیٹھی اور جسے خدمت چوکی اور پہرے کی تھی ، بہ ہوشیاری تمام سرگرم پہرہ دینے کے ہوئی ۔ غرض کہ چوکی بہ چوکی ہر ایک عہدہ دار اٹھتی تھی اور بیٹھتی تھی کہ یک مرتبہ ستارۂ سحر نے طلوع کیا ، مرغان سحر نے زبان حمد الٰہی میں گویا کی ۔ یک مرتبہ بادشاہ زادہ اور اختر سعید خواب سے بیدار ہوئے ۔ آفتابہ اور چلمچی باری دار آفتابچی خانے کی لے کر حاضر ہوئی ۔ بادشاہ زادے اور اختر سعید نے وضو کرکے نماز سحر ادا کی اور مشغول ورد و وظایف کے ہوئے ۔ یک مرتبہ آفتاب نے طلوع کیا ۔ بادشاہ زادے نے نماز سے انفراغ حاصل کرکے پوشاک مع جواہر پہن کر برآمد دیوان عام میں ہوکر کرسیٔ زرین پر رونق افزا ہوا ۔

جتنے سردار اور اہل خدمت اور خواص چھوٹے بڑے دیو زاد اور پری زاد کی خلقت سے تھے ، آ کر باریاب مجرے کے ہوئے اور پایہ بہ پایہ مراتب بہ مراتب دست بستہ دست راست و دست چپ کھڑے ہوتے گئے ۔ بادشاہ زادے شجاع الشمس نے موافق عقاید بادشاہان پیشیں کے کہ اُنھوں کو تسخیر کرنا دلوں کا اور تسخیر کرنا دوست و دشمن کا شیریں زبانی سے روز و شب منظور رہتا تھا ، ہر ایک سے موافق مراتب کے باتیں تفضلات و الطاف کی بہ خوشنودی و شگفتگی تمام اس طور سے خرچ کیں کہ ہر ایک کا دل مثل گل شگفتہ ہوا ۔ یک مرتبہ خبردار نے پرزہ اخبار کا عین دربار میں گزرانا ، منشی نے پڑھنا بہ آواز بلند شروع کیا ۔ یہ اُس میں لکھا ہوا تھا کہ طرطوس دیو کو جس وقت یہ خبر دیو احمر کے مارے جانے کی اور لشکر تباہ ہونے کی اور تمام بیرون بگاہ کی مع اسباب لٹ جانے کی پہنچی ، نہایت رنجیدہ خاطر اور آب دیدہ ہو کر ہاتھ افسوس کا دندان فکر سے کاٹنا شروع کیا اور کہنے لگا : ”افسوس ہزار افسوس ایسا سپہ سالار فوج اور ایسا نشان میرے لشکر کا ایک آدمی زاد کے ہاتھ سے یوں مارا جائے ۔ خیر جو تقدیر نے دیو احمر کی چاہا ، ظہور میں آیا ۔ اگر جیتا ہوں تو اُس آدمی زاد کے تئیں اسیر کر کے اڑھائی چلو لہو پی کر ایک نوالہ کروں گا اور آسمان پری کو بند میں لا کر جس عذاب سے چاہوں گا بند بند جدا کروں گا ۔“ یہ کہہ کر جتنے سردار جزیرۂ بابل میں تھے اور دیو احمر کے ساتھ نہ گئے تھے ، اُنھوں کو بلوا کر یہ ماجرا دیو احمر کے مارے جانے کا بیان کیا اور کہا کہ اے سردارو ! تس شخص کی کمر دیو احمر کے مارے جانے سے سر تا پا شکستہ ہو گئی ہے اور دل یہی چاہتا ہے کہ اپنے تئیں مار کر مر جاؤں یا کچھ زہر کھا کر سو رہوں لیکن اس حرکت سے تمام

دیوزاد و پری زاد نامرد مطلق تس شخص کے تئیں جانیں گے ۔ پس اس فکر میں ہوں کیا کروں کیا نہ کروں اور اس آدمی زاد کے تئیں کیوں کر فریب دے کر جیتا اسیر کر کے بدلا دیو احمر کا لوں ۔ جتنے سردار جزیرۂ بابل کے آئے تھے آنھوں نے سن کر کہا ، ''اے طرطوس دیو ! جلدی دیو احمر نے کر کے اپنے تئیں ایک آدمی زاد سے ہلاک کروایا ۔ اگر لڑائی تدبیر سے کرتا ، البتہ : فریاب ہوتا'' طرطوس دیو نے یہ سن کر آنھوں سے کہا کہ گزشتہ را صلوات ، جو ہونی تھی ہوچکی ۔ اب وہ تدبیر کیجیے کہ جس تدبیر سے فتح و ظفر میسر آوے اور وہ آدمی زاد مع آسمان پری اسیر ہو کر میرے ہاتھ لگے ۔ آن سبھوں نے کہا ''اے طرطوس دیو ! اول قبایل اپنے اور سب سرداروں کے مع جنس و اسباب قلعۂ زریں جو دریاے شور میں ہے وہاں روانہ کیجیے ۔ جب کہ خبر آن کے داخلے کی یہاں پہنچے اس وقت بہ دل جمعی تمام لڑائی آسمان پری سے شروع کیجیے ، باقی تم مختار ہو ۔'' یہ مشورہ طرطوس دیو کو نہایت پسند آیا ۔ سواربان طلب کر کے اپنے اور سرداروں کے قبیلوں کو سوار کروا کر مع جنس و اسباب کئی ہزار دیو واسطے محافظت کے ہمراہ دے کر روانہ طرف قلعۂ زریں کے کیا اور آپ درپے تیاری لڑائی کے ہوا ۔

یہ احوال پرچہ اخبار کا بادشاہ زادے نے سن کر ارشاد کیا کہ انشاءاللہ تعالیٰ اس ملعون کے تئیں بھی جگہ پر دیو احمر کے پہنچاؤں گا ۔ یہ کہہ کر پرچہ اخبار کا ہاتھ سے منشی کے لے کر داخل بارگاہ کے ہوا ۔ جتنے مجرائی تھے ، بر آمد ہو کر داخل اپنے اپنے خیموں کے ہوئے ۔ بادشاہ زادے نے وہ پرچہ اخبار کا آسمان پری کے ہاتھ میں دیا ۔ آسمان پری نے سر سے پاؤں تلک احوال دریافت کر کے بادشاہ زادے سے کہا کہ اگر تائید الٰہی ہماری اور تمھاری

شامل حال ہے عرصۂ قریب میں یہ بھی نمک حرام سزا نمک حرامی کی پاوے گا، خاطر اپنی بہ‌ہر صورت جمع رکھیے۔ بادشاہ زادے نے کہا " اے بادشاہ زادی! میرا یہ ارادہ ہے کہ اس وقت واسطے محاصرے جزیرۂ بابل کے فوج کثیر روانہ کیجیے کہ طرطوس دیو فوج جمع کر کے جزیرۂ بابل سے بہ ارادۂ جنگ نکلنے نہ پاوے اور جو نکلے تو وہیں اسیر ہووے۔ بادشاہ زادی آسمان پری نے کہا " اے بادشاہ زادے! میرے نزدیک بھی بہتر اس سے کوئی تدبیر نہیں ہے، لیکن ایک قباحت سے جی خطرناک ہے۔ کئی ہزار عالم بے تقصیر رعایا کی قسم سے جو اندرون شہر ہیں، شہر کے محاصرہ ہونے سے ہلاک ہو جائیں گے، پس یہ عذاب الیم اور یہ وبال ناحق واسطے خوشی نفس کے جی قبول نہیں کرتا۔ پس بہتر یوں ہے کہ جب کہ طرطوس مع فوج بہ‌ارادۂ جنگ شہر سے باہر نکلے، اس وقت جس تدبیر سے لڑائی منظور ہو عمل میں لائیے۔ بادشاہ زادے نے یہ مشورہ آسمان پری سے سن کر نہایت شاد و خرم ہوا اور منتظر اس امر کا ہوا کہ دیکھیے طرطوس کب تلک شہر پناہ سے باہر نکلے۔

داستان آنکہ بیرون آمدن طرطوس دیو از شہر بابل با پنجاہ ہزار دیو زادان سپہ سالار بہ‌ارادۂ جنگ و کشتہ شدن آں از دست شجاع الشمس و آمدن جزیرۂ بابل در تصرف آسمان پری

راوی نے یوں روایت کی ہے، جب کہ طرطوس دیو نے قبایل اپنے اور ہمراہیوں کے طرف قلعۂ زریں کے بھیج کر دل جمعی حاصل کی، پچاس ہزار فوج دیو زادوں کی ہمراہ اپنے لے کر شہرِ پناہ

سے دوکوس باہر نکل کر خیمہ کیا۔ یہ‌خبر خبردار نے بادشاہ زادے کو پہنچائی کہ طرطوس نمک حرام نے بہ ارادۂ جنگ شہرپناہ سے باہر بہ فاصلہ دو کروہ نکل کر خیمہ کیا۔ بادشاہ زادہ شجاع‌الشمس از بس کہ شجاعت شعار تھا اس کے نکلنے کی خبر سن کر خوش و خرم ہوا اور سب دیوزاد و پری زاد سرداروں کو بلوا کر ارشاد کیا کہ دیکھیے کل علی‌الصباح کون کون سامنے طرطوس کے ہوکر داد شجاعت کی دے کر شرط نمک حلالی کی بجا لاتا ہے۔ یہ سن کر ہر ایک نے زمین خدمت کو بوسہ دے کر عرض کی ”انشاءاللہ تعالیٰ کل حرب گاہ میں ہم سب جتنے چھوٹے بڑے غلام ہیں یک تاس خون جو اپنے اپنے جسم میں رکھتے ہیں، نثار کریں گے۔“

بیت

حاضر ہیں جان و دل سے بہر نثار ہم سب
واللہ تیرے بندے ہیں بے اختیار ہم سب

بادشاہ زادے نے آن سبھوں کو امیدوار عنایات اور تفضلات کا کر کے رخصت کیا۔ وہ سب رخصت ہوکر داخل اپنے اپنے خیموں کے ہوئے۔ جب کہ آفتاب نے نقاب منہ پر لی اور مہتاب برقع شب سے منہ نکال کر جلوہ گر سریر فلک پر ہوا، ہر ایک اہل لشکر چوکی و پہرہ سے خبردار ہوا اور طلایہ بیست ہزار دیووں کا گرد لشکر کے پھرنے لگا۔ جب کہ ستارۂ صبح نے افق مشرق سے سر نکالا، طلا یہ پھرنے سے موقوف ہوا اور وہ جو چوکیدار لشکر میں مثل بہ‌مثل تھے، انھوں نے بہ دل‌جمعی تمام سونا اختیار کیا۔

بادشاہ زادہ شجاع‌الشمس اور بادشاہ زادی آسمان پری خواب سے

بیدار ہوئے ۔ وضو کر کے نماز اور وظیفے سے فراغت حاصل کی ۔
بعد اس کے بادشاہ زادے نے زرہ بکتر و چلہ ، خود و داستانے مع شمشیر
و سپر و کمرخنجر و گرز اور جتنے ہتھیار لڑائی کے تھے، سلاح خانے
سے طلب کر کے جسم پر آراستہ کیے اور ایک سو ایک بار آیہ
''نصر من اللہ و فتح قریب اور سورہ ''انا فتحنا'' پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا
اور آسمان پری سے اجازت اور رخصت سوار ہونے کی واسطے لڑائی
کے چاہی ۔ بادشاہ زادی آسمان پری نے کہا '' اے بادشاہ زادے !
تیرا یار و یاور اور معین اور محافظ حق سبحانہ تعالیٰ ہر ایک امر
میں اور ہر ایک جا پر رہیو ! تجھے سپرد حفظ و حمایت میں حافظ
حقیقی کے کیا لیکن اے بادشاہ زادے ! اتنی لڑائیاں دیو زادوں کی
تم سے ظہور میں آئیں ، حسرت میرے جی میں یہی باقی رہی کہ افسوس
تماشا باہم دیو زادوں کے لڑنے کا میسر نہ آیا۔ پس اے بادشاہ زادے!
چاہتی، ہوں میں بھی سوار ہو کر کئی ہزار فوج دیوزاد و پری زاد
کی ہمراہ لے کر ایک طرف کھڑی رہ کر تماشا لڑائی کا دیکھوں ۔
بادشاہ زادے نے کہا کہ اے بادشاہ زادی آسمان پری ! اگر تیرے
مزاج میں یوں آیا ہے ، بہتر ہے ، سوار ہو ۔ آسمان پری نے بھی سلاح
مثل زرہ و چار آئینہ ، خود ، بکتر ، داستانے ، شمشیر و سپر کمرخنجر
سلاح خانے سے طلب کر کے جسم پر آراستہ کیے اور سمند برق رفتار
اصطبل سے واسطے اپنی سواری کے طلب کیا ۔ غرض کہ فیل
بادشاہ زادے کی سواری کا اور دو گھوڑے واسطے سواری آسمان پری
کے اور اختر سعید کے مع فوج در دولت سرا پر آ کر حاضر ہوئے۔

یک مرتبہ پرچہ اخبار کا بادشاہ زادے کو پہنچا کہ طرطوس
باجماعہ کثیر میدان میں بہ ارادۂ جنگ آ کر کھڑا ہوا ہے ۔ اگرچہ
فوج بادشاہ زادے کی پیشتر سے واسطے مقابلے کے کھڑی تھی لیکن
یہ خبر طرطوس کے چڑھ آنے کی سن کر فتح و ظفر حق سبحانہ تعالیٰ

سے طلب کی اور سوار ہو کر داخل فوج کے ہوئے۔ صف میسرہ سپرد اختر سعید کے اور صف میمنہ ارقاس پری زاد زریں کلاہ کے کی اور ہراول شمعون بن میمون کو کیا اور چنڈول واسطے نگہبانی بیروں بگہ کے شمعون بن میمون کے بھائی کو کیا اور آپ بادشاہ زادہ شجاع الشمس مع آسمان پری قلب میں فوج کے مسلح باهزاراں آسید فیل سفید پر سوار ہوا اور دوربین فرنگی هاتھ میں لے کر سیر حرب گہ کی شروع کی اور آدھر طرطوس دیو گینڈے پر سوار بجائے خود سر پر ایک ٹکڑا پہاڑ کا اور بجائے چار آئینہ هزار توے آهنی حمام کے پہنے ہوئے اور ایک سو من کا گرز هاتھ میں لے کر درمیان فوج کے کھڑا ہوا ، اور ہر ایک سردار کو بلا کر کسو کو صف میسرہ اور کسو کو صف میمنہ حوالے کی اور ہراول اپنے بھتیجے کو کہ نام اس کا کافور دیو تھا کیا اور چنڈول فوج کا واسطے پاس بانی بیروں بگہ کے ساطور دیو کافور دیو کے بھائی کو کیا ۔ ناقوس جنگی لشکر میں طرطوس کے بجنے لگا ۔ اور آدھر لشکر میں بادشاہ زادے شجاع الشمس کے طبل جنگ بجا اور آواز کوس روئیں کی فلک تلک پہنچی اور کرنائے روئیں بجنے لگے ۔

بیت

ز شوریدن برق زهره شگاف
زمیں را در افگند پیچش بناف

طرفین سے بازار حرب کا گرم ہوا ۔ لڑائی توپ و تفنگ کی شروع ہوئی ۔ گرز بازی ، نیزہ بازی ، شمشیر بازی باهم دیو زاد و پری زادوں میں ہونے لگی ۔ اس مرتبہ پر دریائے خون دلاوروں

گے خون سے طغیانی پر آیا کہ طوفان نے سر بہ فلک کھینچا اور پہلوان پر پہلوان اس قدر طرفین کے مارے گئے کہ میدان لڑائی کا جس طرف نظر کام کرتی تھی ، مثال پہاڑ کے نظر آتا تھا ۔

بیت

نہ پرّندہ را در ہوا جاے بود
نہ پوئندہ را بر زمیں پاے بود

شجاعت اختر سعید کی کیا بیان کروں ۔ جس طرف شمشیر برق رنگ ہاتھ میں لے کر دریاے فوج میں طرطوس دیو کے شناوری کرتا تھا ، ہزاروں دیو زادوں کو برابر خاک کرتا تھا ۔ یک مرتبہ بادشاہ زادے شجاع الشمس کو عین حرب گاہ میں خبردار نے آکر عرض کی کہ شمعون بن میمون جو ہراول فوج حضور کا تھا ، اُس کے سامنے کافور دیو ہراول طرطوس کا ہے ، آکر گرم نیزہ بازی و شمشیر بازی میں ہے ۔ شمعون بن میمون کے جسم پر ستر زخم شمشیر کے اور نیزے کے آئے ہیں اور کئی ہزار رفیق شمعون کے زخمی ہیں اور مارے گئے ہیں لیکن شمعون نے اپنی دلاوری سے اب تلک شجاعت کو کام فرما کر کھیت لڑائی کا نہیں چھوڑا ۔ سرسائی سب طرح سے کافور دیو کی نظر آتی ہے ۔ اگر حضرت اس وقت کوئی فوج واسطے کمک شمعون کو بھجوا کر خبرگیری فرماویں ، عین صلاح دولت ہے ، ورنہ قریب ہے کہ شمعون بن میمون تصدق ہو ۔ بادشاہ زادے شجاع الشمس نے آسمان پری سے کہا کہ اے بادشاہ زادی ! اس وقت ہر ایک سردار دیو زاد پری زاد مع اختر سعید اپنی اپنی طرف مشغول اور گرم ایسی لڑائی کے ہیں کہ ایک کی خبر ایک کو نہیں ۔ اگر کسی

سردار کو اس وقت طلب کر کے واسطے کمک شمعون کو بھیجتا ہوں ، اھل لشکر کو مبادا اُس کے پھرنے سے دغدغہ خاطر پیدا ہو ۔ پس کسو کو طلب کر کے واسطے کمک کے اس وقت بھیجنا مناسب نہیں ، مگر میں ھی واسطے کمک کے جاتا ھوں ۔ آسمان پری نے کہا ''اے بادشاہ زادے ! جو مناسب وقت جانے عمل میں لا ۔'' بادشاہ زادے نے کہا ، ''میرا ھی جانا واسطے کمک کے سب طرح مناسب ھے ۔'' یہ کہہ کر بادشاہ زادہ شجاع الشمس فیل سفید سے اُتر کر جس کمیت برق رفتار پر پاکڑ پڑی ھوئی تھی ، سر سے پا تلک آھن میں غرق تھا ، اُس پر سوار ھو کر دس ھزار دیو زاد و پری زاد یکہ تاز و دلاور و شجاع ھمراہ لے کر واسطے کمک شمعون بن میمون کے مثل شیر غراں روانہ ھوا ۔ دور سے کافور دیو نے دیکھا کہ ایک گھٹا ابر سیاہ کی یا فوج کوہ آھنی کی سامنے سے چلی آتی ھے ۔ یقین خاطر اُسے گزرا کہ کوئی فوج آسمان پری نے شمعون کی کمک کے لیے مقرر بھیجی ھے ۔ چاھتا تھا کہ رو بہ گریز رکھے لیکن غیرت نے اُس کی شجاعت کی قبول نہ کیا ۔ قدم اپنا وھیں جما کر مشغول حرب کا رھا ۔ یک مرتبہ بادشاہ زادہ شجاع الشمس مع فوج قاھرہ شریک شمعون بن میمون کا ھوا ۔ شمعون دیکھتے ھی بادشاہ زادے کو باوجود آں کہ زخموں میں چور تھا ، گھوڑے سے اپنے اُتر کر بادشاہ زادے کی رکاب کو بوسہ دیا ۔ بادشاہ زادے شجاع الشمس نے یہ احوال شمعون کا دیکھ کر نہایت افسوس کیا اور تحسین و آفرین اُس کی شجاعت پر کر کے بہ‌مہربانی و شفقت تمام دونوں بازو شمعون کے اپنے ھاتھوں سے پکڑ کر گھوڑے پر سوار کیا اور آپ بادشاہ زادہ روبہ‌رو کافور دیو کے آ کر مشغول حرب کا ھوا ۔ گھڑی چار ایک بادشاہ زادے سے اور کافور دیو سے گرز بازی

اور نیزہ بازی رہی - از بس کہ اقبال بادشاہ زادے کا غالب تھا اور تائید الٰہی شامل حال تھی ، دست راست و دست چپ فتح و ظفر مثل غلاموں کے حاضر تھی اور کافور دیو کے طالع ہبوط اور تنزل میں تھے ، تاریکی بخت کی آ کر اُس پر لاحق ہوئی - یک مرتبہ ضرب شمشیر سے بادشاہ زادے کی وہ زخمی ہو کر قاش زین سے گینڈے کی گرا اور روح جسم سے کافور کے کافور ہوئی - یہ احوال کافور کا ہمراہی کافور کے دیکھ کر گریزاں ہوئے اور تمام لشکر میں طرطوس دیو کے ، مارے جانے سے کافور دیو کے بھاگڑ پڑی - یہ احوال فوج کا طرطوس دیکھ کر نہایت مضطرب اور پریشان ہوا - بعد اس کے فوج بھاگتی دیکھ کر ایک چنگھاڑ ماری اور اپنی زبان میں بھاگی ہوئی فوج کو پکارا اور یوں سمجھایا کہ اے نمک حراموں ! مجھے چھوڑ کر کہاں جاتے ہو ؟ اگر آسمان پری ظفریاب مجھ پر ہوئی ممکن نہیں کہ تمھیں مع اہل وعیال جیتا چھوڑے - پس اس طور کے مرنے سے میرے ساتھ مرنا تمھارا بہتر ہے اور پردۂ غیب کی بات کسے معلوم ہے ، شاید فتح و ظفر میرے نصیبوں میں ہو ، آسمان پری اور وہ آدمی زاد میری قید میں آویں - پس بہتر یوں ہے کہ اس وقت حرب گہ سے نہ بھاگو اور میرا ساتھ لڑائی میں دو - یہ سنتے ہی طرطوس دیو سے ، تمام فوج غیرت میں آئی اور سوچی کہ واقعی طرطوس سچ کہتا ہے ، اگر یہ ظفریاب ہو کر جزیرۂ بابل میں بہ دستور مسلط ہوا ، اس وقت کی بے وفائی ہماری یاد کر کے مع اہل و عیال غارت کرے گا - اور قطع نظر اس سے یہ ہمارا خاوند و خداوند نعمت ہے - اس وقت اسے چھوڑ جانا دور نمک حلالی سے ہے - یہ ہر ایک سرداران فوج سمجھ کر خدمت میں طرطوس کے حاضر ہو کر بہ دستور مشغول لڑائی کے ہوئے - یک مرتبہ آسمان پری

کئی ہزار فوج دیو زاد اور پری زاد کی لے کر درمیان سے فوج کے نکلی ۔ بہ ایں ارادہ کہ چنڈول کو طرطوس کے مار کر تمام لڑائی اٹھا لیجیے ۔ یہ سوچ کر آسمان پری مع فوج دست راست طرطوس کے فوج سے آگے بڑھی اور یک مرتبہ گھوڑا چلا کر ساطور دیو جو چنڈول فوج کا تھا ، اس سے گرم لڑائی کے ہوئی ۔ جو دیو سامنے آسمان پری کے شکوہ سے خودستائی کرتا آتا تھا ، آسمان پری داد شجاعت کی دے کر اُسے ملک عدم کو پہنچاتی تھی ۔ عاقبت کار جتنے ہمراہی و جاں‌نثار طرطوس دیو کے تھے ، اس رزم گاہ میں مارے جا کر لقمہ کام اجل کے ہوئے ۔ ساطور سامنے آسمان پری کے بہ شکوہ تمام آیا اور پکارا کہ اے سپہ سالار پری زاد ! تم نازنین پری زادوں کا اور اس آدمی زاد پشہ صورت مور سیرت کا کیا مقدور تھا کہ مقابلہ ہم دیو زادوں کا کرتا مگر گرفتار اجل کے ہاتھوں ہو کر تم سب پری زاد ایک آدمی کو لے کر آئے ہو ، خیر کہاں جاؤ گے ۔ یہ کہہ کر ساطور نے ایک حربہ گرز کا آسمان پری پر کیا ۔ آسمان پری نے گرز اس کا داستانوں پر لے کر شمشیر ہندی کمر سے کھینچی اور سر پر اس کے کہ برابر پارۂ کوہ کے تھا ، بسم اللہ و اللہ اکبر کہہ کر بہ‌غضب تمام ماری ۔ یک مرتبہ شمشیر نے پہنچ کر خود کے دو ٹکڑے کیے اور سر سے تا کمر اس طرح کاٹ کرتی ہوئی گئی کہ جیسے تودۂ صابون میں تار جاتا ہے ۔ قصہ مختصر ساطور دیو لگتے ہی شمشیر کے بے جان ہو کر پشت زین سے گینڈے کے گرا ۔ بہ حوال ساطور کے پچھاڑنے کا فوج نے ملاحظہ کرکے ہزیمت اختیار کی ۔ یہ خبر ساطور کے مارے جانے کی طرطوس کو پہنچی ، نہایت شکستگی خاطر بہم پہنچی اور جس طرف نگہ اپنی فوج پر کرتا تھا ، سب پر ایک عالم بے‌حواسی کا غالب ہے بلکہ

آھستہ آھستہ جس طرف کوئی راہ پاتا ھے بھاگتا جاتا ھے اور سامنے میدان میں جو نظر آتا ھے ارادہ بھاگنے کا رکھتا ھے۔ طرطوس نے دیکھا کہ اب لڑائی بگڑی اور فتح اپنی مطابق نظر نہیں آتی، یہ سوچ کر چاھتا تھا کہ بھاگ کر اپنے تئیں قلعۂ زریں تلک پہنچاوے اور قلعہ بند ھوکر دوبارہ لڑائی لیوے لیکن اجل نے راہ طرطوس کی بند کی، حرب گاہ سے نکل نہ سکا۔

فرد

چو آید ز پس دشمن جان ستاں
بہ بندد اجل پای مرد دواں

یک مرتبہ فوج نے بادشاہ زادے کی طرطوس کو پہچان کر گرد حلقہ کیا اور گینڈے سے اتار کر طوق و زنجیر کرکے بادشاہ زادے شجاع الشمس کے اور آسمان پری کے پاس لائے۔ آسمان پری نے اس وقت مارنا اس کا مناسب نہ جانا، حوالے زندان بان کے کیا اور کہا کہ بعد بندوبست جزیرۂ بابل کے اس نمک حرام کے تئیں ھاتھی کے پانؤں میں باندھ کر تمام شہر میں پھروا کر سزا نمک حرامی کی دوں گی۔ یہ کہہ کر طرطوس کو مع زندان بان روانہ قید خانے کا کیا اور لشکر کو اپنے بادشاہ زادی نے حکم کیا کہ تعاقب طرطوس کی فوج کا کر کے زیر تیغ بے دریغ لاؤ اور جو کوئی امان مانگے داغ بندگی اور غلامی کا واسطے نشان کے اس کی پیشانی پر دے کر امان دو۔ یہ سنتے ھی تمام فوج نے تعاقب کیا۔ جس نے امان چاھی اسے امان دی اور جس نے سرکشی کی اس کے تئیں زھر آب تیغ چکھا کر راھی صحرائے عدم کا کیا۔ غرض کہ فوج تعاقب کیے ھوئے داخل شہر بابل کے ھوئی۔ جتنی رعایا تھی

انھوں نے امان چاھی ، سرداران فوج نے ھر ایک کے تئیں امان دے کر تشفی اور دلاسا مہربانیوں پر بادشاہ زادی آسمان پری کے دے کر کہا کہ بہ آرام تمام و دل جمعیٔ تمام اپنے اپنے کاروبار میں مشغول رھو ۔

یکایک یہ خبر بادشاہ زادے کو اور بادشاہ زادی آسمان پری کو پہنچی کہ فوج ھماری داخل شہر بابل کے ھوئی ۔ آسمان پری نے بادشاہ زادے سے کہا کہ اس وقت ھمارا اور تمھارا بھی شہر میں بابل کے داخل ھونا صلاح ھے ۔ ھمارے تئیں دیکھ کر جتنی رعایا اور سکنائے شہر ھیں ، تشفی حاصل کر کے اپنے اپنے مکانوں پر بہ‌خوشنودی تمام سکونت اختیار کریں گے ، ورنہ دغدغے سے فوج کے کسی طرف تباہ اور پریشان ھو کر جاتے رھیں گے ۔ بادشاہ زادے نے یہ صلاح آسمان پری کی پسند کر کے شادیانے فتح و ظفر کے بجواتا ھوا مع آسمان پری اور اختر سعید داخل شہر بابل میں ھوا ۔ وہ جو قصر طرطوس کے رھنے کا تھا وھاں تیاری فرش کی کروا کر آسمان پری اور بادشاہ زادی رونق افزا ھوئے ۔ جتنے سردار دیوزادوں کے اور پری‌زادوں کے تھے ان سبھوں نے آ کر نذریں گزرانی ۔ بادشاہ زادی نے ھر ایک سردار کو موافق مراتب کے خلعت دے کر رخصت کیا ۔ ھر ایک سردار نے شہر میں بابل کے جو مکان قابل رھنے کے دیکھا ، بادشاہ زادی آسمان پری سے اجازت لے کر اترتے گئے اور تمام فوج کو حکم بادشاہ زادی کا پہنچا کہ شہر پناہ کے باھر اترتے جاویں ۔ غرض کہ تمام فوج حسب الاحکام بادشاہ زادی کے شہر پناہ سے باھر اتری ۔

دوسرے دن بادشاہ زادی آسمان پری نے رئیسوں کو شہر بابل کے طلب کیا ۔ جتنے رئیس شہر کے تھے ، حسب الاحکام آ کر حاضر ھوئے اور تحفہ بہ طریق نذر جو ھمراہ لائے تھے ، بادشاہ زادے کو

اور آسان پری کو گزرانے۔ بعد اس کے ہر ایک نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ طرطوس نمک حرام کو ہم نے بہتیرا سمجھایا کہ مقابلہ خداوند نعمت سے اپنے کرنا شقاوت ازلی اور ابدی ہے۔ بہتر یوں ہے کمند اطاعت گلے میں ڈال کر خدمت میں بادشاہ زادی کی جا کر حاضر ہو کہ موجب سعادت اور سرافرازی کا ہے، از بس کہ ندیم اس کے بے حوصلہ اور بے خرد تھے، انھوں نے قطع کلام ہمارا کر کے اس کے تئیں فریب کثرت فوج سے دے کر مستعد اور سرگرم انحراف کا کیا۔ آخر کار اپنی بے خردی سے اس روز بد کو پہنچا۔ بادشاہ زادی نے یہ سن کر ان رئیسوں سے کہا ''جو شخص نصیحت سے دانش مندوں کی انکار کرے، عاقبت نتیجہ اس کا ذلت اور خواری کا ہے۔ یہ کہہ کر ایک رئیس کو خلعت موافق مراتب کے مرحمت فرما کر رخصت کیا اور ارشاد فرمایا کہ بہ دل جمعی تمام شہر بابل میں رہنا اختیار کیجیے۔ وہ سب رئیس یہ ارشاد بادشاہ زادی کا سن کر آداب تسلیمات بجا لائے اور رخصت ہو کر اپنے اپنے مکانوں پر آن کر روز و شب زندگی بے خلش بسر لے جانے لگے، موافق اس بیت کے :

بیت

کسے را با کسے کارے نہ باشد
بہشت آں جا کہ آزارے نہ باشد

جب کہ بادشاہ زادی نے دیکھا کہ تمام جزیرۂ بابل میں تصرف اور بندوبست بندگان حضور کا ہوا، طرطوس کو قید خانے سے منگوا کر ارشاد کیا کہ رو بہ رو لانا اس ملعون نمک حرام کا صلاح نہیں ہے۔ بہتر یوں ہے کہ اس کے تئیں ہاتھی کے پاؤں میں باندھ کر تمام

شہر بابل میں پھیرو اور اس کے ساتھ یہ منادی ہو کہ جو اطاعت خداوندوں کی نہ کرے ، انحراف اور سرکشی اختیار کرے ، سزا اس کی یہ ہے‘‘ ۔ زندان بان نے موافق ارشاد آسہن بری کے طرطوس کو ہاتھی کے پاؤں میں بندھوا کر تمام شہر میں بابل کے پھیرا ۔ بعد اس کے لاش اس کی متصل کوتوالی چبوترے کے ڈالی ۔ وہیں گوشت پوست اس کا طعمہ زاغ و زغن کا اور کرگس کا اور سکان شہری اور صحرائی ہوا ۔ تمام خلقت نے شہر بابل کی یہ احوال طرطوس کا معائنہ کر کے باہم کہا کہ واقعی سزائے نیکی نیکی اور سزائے بدی بدی ۔ خداوندوں سے نہ بدی کرتا نہ اس احوال کو پہنچتا ۔ غرض کہ ہر ایک کے تئیں عبرت قدرت الٰہی سے ہوئی کہ ایک دم میں جو چاہے سو کرے ۔ جس کے تئیں چاہے تاج اقبال سر پر رکھے اور جسے چاہے تخت و دولت سے اتار کر تخت نکبت پر بٹھلا کر محتاجگی سے ہلاکت کو پہنچاوے ۔

قصہ مختصر بادشاہ زادی اور شجاع الشمس روز و شب عیش و عشرت میں بسر لے جاتے تھے ۔ بعد ایک مہینے کے بادشاہ زادی نے شجاع الشمس سے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! جہاں تک خار گلزار میں پرستان کے تھے ، مثال خس و خاشاک کے آتش سے تیغ برق پیکر کے جل کر خاکستر سیاہ ہوئے ۔ جس طرف صحرا میں اور جزیروں میں پرستان کے میری نگاہ جاتی ہے ، ہر ایک رئیس وہاں کا دیو زاد و پری زاد کی قسم سے میرا مطیع و فرماں بردار نظر آتا ہے ، مطلق دغدغہ اور وسواس کسی کی سرکشی کا باقی مزاج میں نہیں ہے ۔ اے بادشاہ زادے ! یوں بے فکر ہونا میرا سب تیری دولت سے ہے ، سراپا احسان مند تیری ہوں ، تا قیامت اس تیرے احسان کے عہدے سے نکل نہیں سکنے کی ۔ اے بادشاہ زادے ! پر اب میرے تئیں اگر رخصت پرستان کی دے کر تو روانہ طرف شہر روم کے

واسطے خواست گاری ملکہ نگار کے ہو ، ان شاء اللہ تعالیٰ میں بھی جلد بندوبست پرستان کے جزیروں کا کرکے حاضر ہوں گی ۔ بادشاہ زادے نے کہا ، ''تابع دار تمھاری مرضی کا ہوں لیکن ملکہ نگار کا جب سے خط آیا ہے جواب اس کا موقوف فتح پر دیووں کے تھا ، سو الحمدللہ جتنے جزیروں میں دیوان سرکش تھے ، سب کے تئیں زیر و زبر کر کے انفراغ حاصل کی ۔ پس اب بہتر یوں ہے کہ ملکہ نگار کے تئیں جواب خط کا بھیج کر اور جواب اپنے خط کا حصول کر کے پھر خط اپنے جانے کا طرف پرستان کے ملکہ کو بھیج کر پرستان کو روانہ ہونا اور ادھر میں طرف شہر روم کے مع افواج دیو زادان اور پری زادان روانہ ہوں گا ۔ آسمان پری نے سن کر کہا ، ''بہت بہتر ہے ۔'' بادشاہ زادے نے قلم دان طلب کر کے آسمان پری کی طرف سے خط واسطے ملکہ نگار کے لکھا ، مضمون اس کا یہ تھا :

''بعد سلام شوق اور آرزوے دیدار کے کہ رات دن سوائے اس آرزو کے کوئی اور آرزو نہیں ہے ، بہینا ملکہ نگار کو معلوم ہو ، پیش ازیں تم نے محبت نامہ کہ جس کے دیکھنے سے فرحت دماغ کو اور روشنی چشم ھجران کشیدہ کو ہو ، بھیجا تھا ۔ ساعت سعد میں اور عین انتظار میں روشنی بخشنے والا دیدۂ گریاں کا اور تسلی دینے والا دل بریاں کا ہوا ۔ تشنگی دوری کی اس آب یاد آوری سے بجھی ۔ حق سبحانہ تعالیٰ اس یاد آوریوں پر سلامت تا یوم القیام رکھے اور احوال بادشاہ زادے کی بے قراری کا اگر تھوڑا سا صفحۂ کاغذ پر لکھوں ، مثال بید مجنوں کے کاغذ لرزے میں آوے اور قلم با صد زبان آوری وقت لکھنے کے اشک سیاہ رو دے ۔ جب کہ تصور تمھارا بادشاہ زادے کے چشم و دل کے آئینے میں آ کر جلوہ گر ہوتا ہے ، پھر اس وقت احوال کیا لکھوں اور کیا بیان کروں ۔ دو دو پہر تلک عالم غشی کا اور بے ہوشی کا لاحق رہتا ہے اور

جو اُس عالم میں بے ہوشی کے آنکھ کبھی بادشاہ زادے کی کھل جاتی ھے ، یہ دو شعر زبان پر لاتا ھے :

صبا کہیو مری خورشید رو سے
رسائی ہو تجھے گر اُس کے در تک
تصور میں ترے ڈوبے ھے جب جی
بحال آتا نہیں دو دو پہر تک

غرض کہ بہ امید ملاقات بادشاہ زادے کی زندگانی ہوتی ھے اور آج تاریخ بیسویں ذی حجہ کی ھے ، جہاں تلک چھوٹے بڑے دیوان سرکش اور نمک حرام تھے اور اطاعت و انقیاد سے انحراف رکھتے تھے ، ان سبھوں کے تئیں بادشاہ زادے شجاع الشمس نے شمشیر خورشید صولت سے مثال شبنم کے نیست‌ونابود کیا ۔ اگر احوال شجاعت اُس معرکہ آرائے دلاوری کا اور تہور کا بیان کروں ، جسم میں دلاوران زمانہ کے اور نبرد آزمایان جہاں کے علی الخصوص رستم و کودرز و سہراب و بہمن‌وگیو اور زال کے زلزلہ پڑے ۔ ان‌شاءاللہ‌تعالیٰ بر وقت ملاقات کے یہ تمام احوال سر سے تا تلک بیان کیا جائے گا اور اے بہینا ملکہ نگار ! جلد جواب اس خط کا روانہ کرنا تا تمہاری خیر و عافیت دریافت کرکے اور بادشاہ زادے کو اختر سعید سمیت مع افواج طرف روم کے روانہ کرکے میں طرف پرستان کے واسطے بندوبست جزیروں کے اور سرانجام شادی تمہاری کے جاؤں گی ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عرصۂ قریب میں انفراغ امورات ملکی سے حاصل کرکے اور سرانجام شادی کا همراہ لےکر تم تلک جلد اپنے تئیں پہنچاؤں گی اور خبردار اے بہینا ملکہ نگار ! اپنے تئیں ملال مہجوری سے باز رکھنا ۔ عرصہ ملاقات کا تمہاری شجاع الشمس سے قریب ھے ، دیر آئے درست آئے ۔“

یہ لکھ کر نامے کو سر بہ مہر کرکے حوالے تیزرو پری زاد

کے کیا ۔ تیز رو پری زاد نامے کو لے کر طرف روم کے پرواز کر کے چلا ۔

داستان آنکہ رفتن تیزرو مع خط آسمان پری درملک روم نزد ملکہ نگار

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جب سے ملکہ نگار نے خط آسمان پری کو واسطے دریافت خیر و عافیت شجاع الشمس کے بھیجا تھا اور حصول میں جواب کے یہاں سے توقف بہ سبب لڑائیوں کے ظہور میں آیا تھا ، تب سے ملکہ نگار اور مشتری کے تئیں قلق و اضطراب تھا اور خواب و خور حرام کر کے روز و شب بستر بر بے کلی کی بسرلے جاتی تھی اور دم بہ دم زار زار رو کر فراق میں شجاع الشمس کے یہ اشعار زبان پر لاتی تھی :

منظوم

ترے ہجر میں کچھ خوش آتا نہیں ہے
مجھے اپنا جینا بھی بھاتا نہیں ہے
تڑپ کر اسی طرح مر جاؤں گی میں
خبر یار کی کوئی لاتا نہیں ہے
تمنا یہی ہے کہ مر جاؤں اس بن
ولے زہر کوئی پلاتا نہیں ہے
خدا سے بھی شکوہ یہی روز و شب ہے
مجھے یار سے کیوں ملاتا نہیں ہے

غرض کہ اکثر اوقات اسی طرح کے اشعار زبان پر لا کر زارونزار روتی تھی لیکن مشتری وزیر زادی تشفی و دلاسا ملکہ نگار

کو دے کر کہتی تھی : ''اے ملکہ نگار ! اپنے تئیں یونہیں غم و غصے سے ہلاک کر ڈالے گی تو کیا حاصل ہوگا۔ اگر شکیب و ضبط اختیار کرکے بے قراریوں سے اور جاں کاہیوں سے اپنے تئیں باز رکھے گی ایک دن ، بہ شرط زندگانی ملاقات شجاع الشمس کی کرم سے اور عنایات سے مسبب حقیقی کے ظہور میں آوے گی۔ قصہ مختصر یونہیں ملکہ نگار کو مشتری سمجھا کر بے قراریوں سے باز رکھا کرتی تھی۔

ایک دن ملکہ نگار مشتری سے باہم ایک جگہ بیٹھی ہوئی مذکور شجاع الشمس کا اور آسمان پری کا کر رہی تھی کہ یک مرتبہ تیزرو پری زاد نے آکر اپنے تئیں انہوں کی نظروں سے مخفی کرکے خط آسمان پری کا سر بہ مہر روبہ‌رو بادشاہ زادی ملکہ نگار کے ڈالا۔ ملکہ نگار از بس کہ مشغول و محو باتوں میں مشتری سے تھی ، مطلق نگاہ اس کی خط پر نہ پڑی۔ یکایک باتیں کرتے کرتے نگاہ مشتری کی طرف اس خط کے گئی۔ یقین کامل مشتری کو ہوا کہ یہ خط آسمان پری نے کسی پری زاد کے ہاتھ ملکہ نگار کو بھیجا ہے لیکن بادشاہ زادی ملکہ نگر کو نہ جتایا اور ہنس کر بولی کہ اے بادشاہ زادی ! اگر میں خط شجاع الشمس کی اور آسمان پری کی خیر و عافیت کا تمھیں منگواں دوں ، مجھے کیا دوگی اور میرے ساتھ کیا سلوک کرو گی ؟

بادشاہ زادی نے کہا : ''اے مشتری ! تجھے کیا مقدور ہے کہ خط آسمان پری کا اور شجاع الشمس کا منگوا دے۔ اگر تجھے یہ مقدور ہوتا ، میرا احوال یہاں تلک نہ پہنچتا۔ بر تقدیر تجھے آگے یہ قدرت نہ تھی ، اب اگر کسی پری زاد سے رابطہ دوستی کا بہم پہنچا کر یہ قدرت حاصل کی ہو ، کیا عجب ہے۔ اگر تو آج مجھے خط اُن کی خیر و عافیت کا منگوا دے ، مال و دولت تو

کیا ہے ، یہ جان عزیز تجھ پر نثار کروں اور اے مشتری ! اگرچہ میں تیری خداوند نعمت ہوں لیکن جب تلک جیتی رہوں گی ، عوض میں اس احسان کے تیری کنیزی اختیار کروں گی ۔ میں جانتی ہوں کہ یہ سب باتیں ٹھٹھے کی واسطے میرے بہلانے کے کرتی ہے "۔

مشتری یہ سنتے ہی آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور چٹ چٹ بلائیں لے کر تصدق و بلا گردان ہوکر کہنے لگی ۔ "یہ مشتری اگر ہزار جان رکھتی ہو تجھ پر تو کیا تیری ددا دائیوں پر سے قربان کرے اور میری یہ کیا مجال ہے کہ تیرے ساتھ ٹھٹھا بے موقع اور بے محل کروں"۔ مشتری نے یہ کہہ کر خط آسمان پری کا آگے سے اٹھا کر ہاتھ میں بادشاہ زادی ملکہ نگار کے دیا ۔ بادشاہ زادی دیکھتے ہی خط کے خوشی سے چاہتی تھی کہ غش کرے لیکن از بس کہ دریافت کرنا شجاع‌الشمس کی اور آسمان پری کی خیر و عافیت کا منظور تھا ، اپنے تئیں بادشاہ زادی نے سنبھال کر قلم دان منگوایا اور قلم تراش نکال کر سر نامے کو کھول کر خط کو پڑھنا شروع کیا ۔ سر سے پا تلک مضمون دریافت کرکے مسرور و شاد ہوئی ۔ وہ جو دل بادشاہ زادی کا مثال غنچے کے بند رہا تھا ، نسیم خط کے آنے سے گل کی طرح شگفتہ ہوا اور حد سے زیادہ بادشاہ زادی نے باغ باغ ہو کر مشتری سے کہا :

قطعہ

اے مشتری بجا ہے کروں جی نثار آج
بھیجا ہے دل ربا نے خط مشک بار آج

قبلہ نما کی طرح جو تھا بے قرار دل
شکر خدا کہ اس کو ہوا ہے قرار آج

مشتری نے یہ سن کر کہا کہ اے بادشاہ زادی! میں تجھ سے جو عرض کیا کرتی تھی، سو آج الحمدللہ اس خط کے آنے سے دریافت ہوا کہ بادشاہ زادے کے تئیں فراغت کلی ترددات جنگ سے اور بعضے بعضے امر ضروری سے حاصل ہوئی۔ اب امید قوی جناب الٰہی سے ہے کہ بادشاہ زادہ جلد اپنے تئیں شہر روم میں پہنچاوے اور ملاقاتیں باہم سبب سے مسبب حقیقی کے ظہور میں آویں۔ بادشاہ زادی نے یہ سن کر کہا، "اے مشتری! اس کے کرم سے کیا عجب ہے۔" یہ کہہ کر قلم دان سے کاغذ نکال کر جواب خط کا لکھنا شروع کیا۔ جس کا مضمون یہ تھا:

"اے تسکین بخش جان مہجوری و دوائے دل رنجور بہینا آسمان پری!

روز و شب آنات زمانہ سے حفظ و حمایت میں حافظ حقیقی کے رہ کر بعد اشتیاق ملاقات کے اور تمنائے دیدار کے معلوم کرنا خط فرحت نمط مع نوید فتح و ظفر کی اور مارے جانا دیوان سرکش کا ہاتھوں سے شجاع الشمس کے اور بندوبست ہونا تمام جزیروں میں اور دفع ہونا مفسدوں کا پرستان سے بھیجا تھا۔ نہایت انتظار میں پہنچ کر باعث خوش‌نودی اس دل غمکش کا ہوا اور وہ جو بے قراری آتش ہجر کی تھی، اس ابر نوید کی آب پاشی نے بجھائی اور خوشی خرمی اس مرتبے پر خط کے آنے سے حاصل ہوئی ہے کہ اگر یہ قلم دو زبان ہزار زبان پیدا کر کے لاکھوں داستانیں اس خوشی کی تحریر کرے، برابر ایک حرف کے ہے۔ اور جو تم نے لکھا تھا، بعد جواب اس خط کے شجاع الشمس کو مع لشکر

ذیو زادان پری زادان طرف روم کے رخصت کر کے میں پرستان کو واسطے بندوبست مملکت کے جاؤں گی ، واللہ باللہ اے بہینا آسمان پری ! یہ احوال تمھارے جانے کا دریافت کر کے نہایت تعجب میرے تئیں ھوا ۔ کیوں کر تمھارے دل نے قبول کیا کہ بادشاہ زادے شجاع الشمس کو اکیلا چھوڑ کر طرف پرستان کے جاؤ ۔ لازم تو یوں ھے کسی پری زاد کو جس پر اعتماد کلی ھو ، اسے نائب اپنا کر کے طرف پرستان کے روانہ کرو اور تم مع شجاع الشمس روانہ طرف روم کے ھو ۔ اور احوال اپنا میں کیا لکھوں ، جب سے تم نے لکھا تھا کہ لڑائی دیووں کی درپیش ھے ، خدا شاھد ھے کہ شب و روز دست بہ دعا روتی تھی اور یہ جناب الٰہی میں عرض کیا کرتی تھی ، الٰہی آسمان پری کو اور شجاع الشمس کو فتح و ظفر نصیب کر کے دشمنوں کو مقہور اور مخذول کرنا !

دوھرہ

لڑتے سنا جب سے دیووں کو ھمنے تمرے سات
گیان دھیان لاگو رھے چین نہیں دن رات

سو اب الحمدللہ دعا میری کو اس کریم حقیقی نے قبول کر کے فتح و ظفر تمھیں بخشی ۔

دوھرہ

سائیں آگے کیا ھے یہ چھوٹی سی ھے بات
جاؤ جدھر اب کام کو فتح تمھارے ھات

اور اے بہینا آسمان پری ! احوال مشتری کا واسطے اختر سعید کے اوراق گل کی طرح صدمے سے خزاں غم کے نہایت ابتر ھے ۔

گرچہ وہ کم بخت عیار پن سے زبان پر نہیں لاتی ، لیکن عشق خاصیت مشک کی رکھتا ہے ۔ اگر سو پردے میں چھپائے تو بھی نہ چھپے ۔ مثل مشہور ہے :

مصرع

کہ مشک و عشق را نتواں نہفتن

یہ اس کا دم بہ دم آہ سرد کا زبان پر لانا پھر پھر بے خود رہنا اور حالت سکتے کی سی بہم پہنچانا بے سبب نہیں ہے اور اے بہنا آسمان پری ! اس خط میں بہ سبب جلدی کے یا کسی اور باعث سے احوال اختر سعید کا مندرج نہ تھا اس لیے اور دونی بےقراری دل پر مشتری کے لاحق ہے ۔ اب کے جو خط اپنی روانگی کا اور شجاع الشمس کے روانہ ہونے کا طرف روم کے لکھیے گا مقرر اختر سعید کی طرف سے مشتری کو کچھ لکھیے گا ۔ اگرچہ وہ بہ ظاہر شطنیت سے اور شوخی سے نا خوش ہوکر کہے گی کہ وہ موا اختر سعید کون ہے اور اس کو مجھ سے کیا مطلب ہے اور مجھے اس سے کیا غرض ہے کہ میرے لیے اس نے خط لکھا ہے ، لیکن باطن میں باغ باغ اور شاد شاد اختر سعید کے خط سے ہوگی ۔

قطعہ

اختر سعید کی بھی خبر دینا اے پری !
سن کر لڑائی ہےگا عجب حال مشتری
با دیدۂ پر آب وہ مجنوں کی طرح سے
سطح چمن میں پھرتی ہے سر کھولے ہر گھڑی

زیادہ سوا اشتیاق کے کیا لکھا جاوے۔''

ملکۂ نگار نے جب کہ خط لکھ کر تمام کیا ، دوبارہ سر سے پا تلک ملاحظہ کر کے ملفوف کیا اور سر بہ مہر کرکے حوالے تیز رو کے کیا ۔ تیز رو خط ملکہ نگار کا لے کر روانہ طرف جزیرۂ بابل کے ہوا ۔

داستان آنکہ روانہ شدن تیز رو از ملک روم به طرف جزیره بابل و گزرانیدن خط ملکه نگار به آسمان پری و شجاع الشمس

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جب سے تیز رو پری زاد کے ہاتھ خط آسمان پری نے اور شجاع الشمس نے واسطے ملکہ نگار کے بھیجا تھا ، بے اختیار انتظار واسطے حصول جواب کے تھا اور باہم بیٹھے ہوئے تذکرہ ملکہ نگار کا کرتے تھے کہ اتنے میں تیز رو پری زاد خط ملکہ نگار کا لیے ہوئے رو بہ رو آسمان پری کے آیا ۔ بادشاہ زادہ دیکھتے ہی تیز رو پری زاد کو شاد شاد ہوا اور خط اُس کے ہاتھ سے لےکر آسمان پری کو دیا ۔ آسمان پری نے کہا ''اے بادشاہ زادے ! تو ہی کھول کر اس کے تئیں پڑھ کر میرے تئیں سنا ۔'' بادشاہ زادے شجاع الشمس نے سرنامہ کھول کر پڑھنا بہ آواز بلند شروع کیا ۔ سر سے پا تلک احوال ملکہ نگار کی خیر و عافیت کا دریافت کرکے نہایت خوش ہوا لیکن اُس کی بےقراری کا احوال اپنے ہجر میں ملاحظہ کرکے حد سے زیادہ غمگین ہوا اور جناب الٰہی میں بادیدۂ پر آب سر برہنہ ہوکر دونوں ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا مانگی : ''پروردگار ! اُمید فضل و کرم سے اور تیری عنایاتوں سے یوں ہے کہ اب جلد وصل ملکہ نگار کا مجھے میسر کر ۔

قسم ہے مجھے تیری خدائی کی کہ اب طاقت مجھے صبر کی نہیں ہے۔"
یہ جناب الٰہی میں عرض کر کے زار زار رویا۔ آسمان پری نے یہ احوال بادشاہ زادے کا ملاحظہ کر کے کہا کہ اے بادشاہ زادے! اس قدر اپنے تئیں غم سے عشق کے ہلاک مت کر۔ تو جیتا ہے تو ملکہ نگار بھی ہے۔ ناامیدی کو زنہار دل میں راہ نہ دے۔ بہت گئی، تھوڑی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عرصۂ قریب میں وصل ملکہ نگار کا میسر آوے گا۔ امید وار فضل الٰہی سے ہو کہ تسلی دینے والا دل مہجور کا ہے۔ یہ کہہ کر آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادے! ملکہ نگار کے خط کا جواب لکھ کر تیزرو پری زاد کو طرف روم کے روانہ کر اور مجھے طرف پرستان کے رخصت کر کے تو بھی طرف روم کے روانہ ہو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اے بادشاہ زادے! روم تلک تو پہنچنے نہ پائے گا کہ میں بندوبست پرستان کے جزیروں کا کر کے اور نائب اپنے جا بہ جا چھوڑ کر سرانجام تمھاری شادی کا خاطر خواہ ہمراہ اپنے لے کر جلد تم تلک پہنچوں گی۔ بادشاہ زادے نے یہ سن کر قلم دان و کاغذ طلب کیا اور آسمان پری کی طرف سے ملکہ نگار کے خط کا جواب لکھا، جس میں یہ مضمون مندرج تھا:

"اے بہینا ملکہ نگار!

تمھارا خط پہنچا، تمھاری خیر و عافیت دریافت کرنے سے نہایت خوشیٔ خاطر حاصل ہوئی۔ اب فضل الٰہی سے امید قوی ہے کہ شام ہجر آخر ہو اور صبح ملاقات کی جلوہ گری کرے۔ بادشاہ زادہ شجاع الشمس مجنون وار والہ و شیدا جو اس رشک لیلیٰ کا یعنی تمھارا ہے، آسے ساتویں تاریخ اس مہینے کی جزیرۂ بابل سے طرف شہر روم کے مع اختر سعید باجماعہ فوج دیو زادان روانہ کر کے یہ خیرخواہ تمھاری طرف پرستان کے جریدہ واسطے بندوبست

جزیروں کے کوچ کرکے جاوے گی ۔ بعد اس کے عرصۂ قریب میں پہنچا جائیو ۔ اور وہ جو ہم نے لکھا تھا کہ شجاع الشمس کو تنہا چھوڑنا کیوں کر تمھارے جی نے قبول کیا ، اے بہینا ملکہ نگار! فی الحقیقت یونہیں ہے جس طرح تم نے لکھا لیکن ساز و اسباب بادشاہ زادے کی شادی کا لایق بادشاہوں کے سوائے اپنے کسی کے لائق بہم پہنچانے کے نہ دیکھا ۔ اس لیے بہ اضطراب تمام جاتی ہوں ورنہ کیا دخل تھا کہ بادشاہ زادے کو تنہا چھوڑ کر جاتی ۔ اور بھائی اختر سعید بہ خیر و عافیت تمام بندگی میں بادشاہ زادے شجاع الشمس کے بسرالے جاتا ہے و لیکن عشق نے مشتری کے اس مرتبہ پر زار و نزار آسے کیا ہے کہ مطلق پہچانا نہیں جاتا ۔

فرد

فراق یار چناں زار و ناتوانش ساخت
که چند بار اجل آمد و ورا نشناخت

غرض کہ احوال اخترسعید کا فراق میں مشتری کے قریب ہلاکت کے پہنچا ہے ۔ اے بہینا ملکہ نگار! مشتری کو راہ پر لانا از جملہ ضروریات ہے ۔'' جب کہ آسمان پری یہاں تلک لکھ چکی ، بادشاہ زادے شجاع الشمس سے کہا کہ کوئی فقرہ یا کوئی شعر تمھیں بھی ضرور ہے کہ اپنے ہاتھ سے واسطے ملکہ نگار کے لکھو ۔ بادشاہ زادے نے کہا ''اے آسمان پری! یہ جو تم نے لکھا ہے ۔ پردے میں سب میری طرف سے ہے لیکن ''الامر فوق الادب'' یہ کہہ کر دو شعر ملکہ نگار کو پیشانی پر خط کے لکھے ۔ وہ دونوں شعر یہ ہیں :

قطعه

پیوستہ شکر ہے کرم کرد گار سے
حاصل ہوا فراغ مجھے کار زار سے
نزدیک اپنے مجھ کو تو پہنچا ہی جانیو
اب آنکھ لگ رہی ہے ترے ہی دیار سے

یہ لکھ کر خط کو ملفوف کیا اور سر بہ مہر کرکے تیز رو پری زاد کو دیا کہ جلد اس خط کو لے کر طرف شہر روم کے روانہ ہو اور بادشاہ زادی ملکہ نگار کو یہ پہنچا کر جلد جواب اس کا حاصل کرکے لا ۔ تیز رو پری زاد نے حسب الاحکام خط کو لے کر آداب بجا لایا اور روانہ طرف شہر روم کے ہوا ۔

داستان آں کہ روانہ کردن آسمان پری شجاع الشمس را مع افواج دیوزادان از جزیرہ بابل بہ طرف شہر روم بہ‌عزم خواستگاری ملکہ نگار و خود رخصت شدہ رفتن از شجاع الشمس بہ طرف پرستان برائے بندوبست مملکت و جزیزھا برای بہم رسانیدن اسباب شادی بادشاہ زادہ شجاع الشمس و رسیدن شجاع الشمس در صحرائے گلشن و گرفتار شدن در دست شاہ پری

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جب کہ آسمان پری نے خط اپنے جانے کا طرف پرستان کے اور روانگی شجاع الشمس کی واسطے ملکہ نگار کے لکھ کر حوالہ تیز رو کے کیا اور تیز رو لے کر خط کو طرف روم کے روانہ ہوا ، بادشاہ زادی آسمان پری نے جہاں تلکِ کہ زرِ نقد و جواہر و اجناس اور ظروف طلا

و نقرہ جزیروں سے ضبط ہوکر داخل سرکار ہوئے تھے ، اُن سبھوں کے تئیں منگوا کر حوالے بادشاہ زادے کے کیا - اوّل درجہ یہ سب زر نقد و جواہر و اجناس وغیرہ پچاس کروڑ روپے سے زیادہ ہوں گے - بادشاہ زادے نے زر سرخ و سفید شمار کر کے حوالے داروغۂ خزانہ کے کیا اور جواہرات کو کہ وزن میں کئی من کا تھا ، مثل لعل و یاقوت و زمرد و الماس و زبرجد و پکھراج و نیلم و فیروزہ و عقیق و گوہر شب چراغ وزن کر کے حوالے داروغۂ جواہر خانہ کے کیا اور باقی جنس و اجناس حوالے ہر ایک کارخانہ دار کے کی - بعد اس کے بادشاہ زادی آسمان پری نے جتنے سردار چھوٹے بڑے دیو زاد و پری زاد کی قسم سے تھے ، سب کے تئیں بلوا کر بادشاہ زادے کے تئیں نذریں دلوائیں اور ارشاد کیا کہ اب میں واسطے بندوبست جزیروں کے اور واسطے بعضے امورات ضروری کے کہ سوائے میرے سر انجام ہونا اُنھوں کا کسی اور سے دشوار ہے ، طرف پرستان کے تم سبھوں کو متعین بادشاہ زادے شجاع الشمس کا کرکے جاتی ہوں - ان شاءاللہ تعالیٰ عرصۂ قریب میں امورات ضروری سے انفراغ حاصل کر کے آ جاؤں گی - لیکن لازمۂ بندگی اور غلامی یوں ہے کہ روز و شب اطاعت میں بادشاہ زادے کی رہ کر انحراف جان فشانی سے نہ کرنا اور مجھ سے زیادہ بادشاہ زادے کو سمجھنا - اُن سب سرداروں نے عرض کی کہ اے بادشاہ زادی آسمان پری! آج تلک جو احکام فرمایا ہے برابر ایک مو کے تجاوز اُس احکام میں ہم سے ظہور میں نہیں آیا اور اب یہ کیا قصور طالع ہوگا کہ تمھارے احکام سے سر پھیر کر بادشاہ زادے شجاع الشمس کی اطاعت نہ کریں گے - اے بادشاہ زادی! سب طرح سے مزاج مبارک اپنا ہماری طرف سے جمع رکھنا - یہ معروض ان سب سرداروں کی زبان سے سن کر نہایت خوش ہوئی اور ہر ایک کے تئیں موافق

مراتب کے خلعت دے کر رخصت کیا ۔ ہر ایک سردار بہ خوش دلی تمام داخل اپنے اپنے خیموں میں ہوئے ۔

دوسرے دن علی‌الصباح بادشاہ زادی آسمان پری نے تخت اپنی سواری کا منگوا کر بادشاہ زادے کو ارشاد کیا کہ اے بادشاہ زادے! اب میں تجھ سے رخصت ہو کر ارادہ پرستان کا رکھتی ہوں ۔ تو بھی سوار ہو کر مع افواج روانہ طرف شہر روم کے ہو ۔ بادشاہ زادے نے موافق احکام کے سواری طلب کی ۔ عملہ فعلہ سواری کا مع افواج در پر بارگاہ سلیمانی کے آ کر حاضر ہوا ۔ آسمان پری نے ایک پری‌زاد کو طلب کر کے شہر بابل کی صوبہ داری کا خلعت دے کر رخصت کیا ۔ بعد اس کے بادشاہ زادے شجاع‌الشمس سے کہا کہ اے بادشاہ زادے! اس وقت واسطے سوار ہونے کے ساعت نیک ہے ، جلد سوار ہو کر روانہ طرف روم کے ہو ۔ بادشاہ زادہ یہ سنتے ہی جدائی سے آسمان پری کے آنکھوں میں آنسو بھر لایا بلکہ ایک آنسوؤں کا دریا تھا کہ آنکھوں سے جاری ہوا ، رومال پر رومال بادشاہ زادہ اشک سے تر کرتا تھا اور نچوڑتا تھا ۔ علی ہذاالقیاس آسمان پری کا بھی احوال بادشاہ زادے سے زیادہ تھا، لیکن طرفین گرفتار عالم مجبوری کے تھے ۔ بادشاہ زادے نے آسمان پری سے کہا ، ”اگرچہ میرا جی یہ نہیں چاہتا کہ تجھ سے جدا کوئی دم ہوں لیکن قضا و قدر نے یوں چاہا کہ زہر فراق سے تیرے میں ہلاکت کو پہنچوں خیر تجھے میں نے سپرد حافظ حقیقی کے کیا ، لیکن خبردار اے بادشاہ زادی ! گوشۂ خاطر سے اپنے مجھے فراموش نہ کرنا اور جلد اپنے تئیں پہنچانا ۔ آسمان پری نے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! کس کم بخت کا جی چاہتا تھا کو تجھ رشک گل کو چھوڑ کر بادیہ پیمائے خار غربت کا اور دشت مصیبت کا ہو ، لیکن سر تا پا عالم مجبوری ہے ۔ یہ کہہ کر بادشاہ زادے کو فیل سفید پر سوار

کروا کر اور اختر سعید کو خواصی میں بٹھلا کر فوج پری زاد و دیو زاد کی همراہ دے کر روانه طرف روم کے کیا اور آپ بادیدۂ گریاں اور دل بریاں تخت هوادار پر سوار هوکر کئی سو پری زادوں کو همراہ لیے هوئے روانه پرستان کو هوئی ۔ اور ادهر بادشاہ زادہ داغ فراق آسمان پری کا جگر پر لیے هوئے جزیرۂ بابل سے فوج دیو زاد و پری زاد کی همراہ رکاب کے لیے هوئے ایک مقام اور ایک کوچ کرتا هوا اور هر ایک جزیرے کی اور هر ایک سبزہ زار کی سیر کرتا هوا اور بعد کئی مهینوں کے ایک جنگل میں پہنچا که نام اس جنگل کا صحرائے گلشن تھا ۔ بادشاہ زادے کے تئیں آب و هوا اس صحرا کی نهایت خوش آئی ۔ مقام کو لشکر کے حکم فرمایا که دو چار دن یہاں کے سبزہ زار کی سیر کر کے کوچ پیشتر کو کیا جائے گا ۔ داروغۂ فراش خانه نے اس صحرائے گلشن میں ایک صفحه مطبوع و دل کش دریافت کر کے بارگاہ سلیمانی ایستادہ کی ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید داخل بارگاہ سلیمانی کے هوئے اور جتنے سردار اور اهل لشکر تھے مثل به مثل اپنے اپنے خیموں میں اترتے گئے ۔ گھڑی چار ایک دن باقی رہ گیا تھا ، بادشاہ زادے نے داروغۂ فراش خانه کو بلا کر فرمایا که هوائے خوش یہاں کی نهایت فرحت دینے والی دل و دماغ کی هے ۔ دو چار دن یہاں مقام کرنا ملحوظ خاطر اور مرکوز مزاج هے ۔ جهاں نمائے سلیمانی دیوان خاص میں لا کر ایستادہ کرو که دو چار گھڑی اکثر صبح و شام اس پر سوار هوکر سیر اس صحرائے گلشن کی سے شگفتگی اس غنچۂ دل کو دی جائے گی ۔ داروغۂ فراش خانه نے حسب الارشاد کے جهاں نمائے سلیمانی کارخانے سے طلب کروا کر ایستادہ کروائے ۔ تیاری اس جهاں نما کی کیا بیان کروں که بنگله اس جهاں نما کا ایک ڈال یاقوت ناب کا اور کلس اس کا زمرد کا

تھا اور جھالریں گرد اُس کے ٹکی ہوئی موتیوں کی تھیں کہ ہر ایک موتی اُس کا رشک گوھر شب چراغ تھا اور پردے سقرلاتی ٹاٹ بافی اور چلونیں جس کی تیلیاں طلا و نقرہ کی اور ڈوریاں سنہری کلابتون کی تھیں اور فرش اُس کا مع مسند و تکیہ دیبائے چین کا تھا۔ غرض کہ اُس جہاں نما پر جس کی نگاہ جاتی تھی وہاں سے نگاہ کو پھیرنا دشوار ھوتا تھا۔

قصہ مختصر اس جہاں نما کی تیاری اور خوبی سے زبان معترف بہ عجز ھے۔ بادشاہ زادہ آکر اس جہاں نما پر جلوہ گر ھوا اور دور بین الماس رنگ ھاتھوں میں لے کر آنکھوں سے لگا کر صحرائے گلشن کی سیر کرنی شروع کی۔ از بس کہ حرکات فلکی درپے ایذا مدتوں سے کمیں میں تھے اور یہی چاھتے تھے کہ بادشاہ زادے شجاع الشمس نے بہت آرام میں زندگانی بسر کی ، اب اس کے تئیں چندے مبتلا رنج و محنت کا اور درد و مصیبت کا کیجیے۔

یک مرتبہ نگاہ بادشاہ زادے شجاع الشمس کی دوربین میں سے طرف ایک سبزہ زار کے گئی۔ دیکھتا کیا ھے کہ اس سبزہ زار میں عجیب عجیب جانور بوقلموں طیور کی قسم سے ھیں کہ پر ان جانوروں کے زمردیں اور منقاریں ان کی یاقوت کی اور پاؤں پکھراج و الماس کے اور ھر ایک کے سر پر تاج زریں تھے ، نظر آئے۔ اور متصل اس سبزہ زار کے ایک باغ ھے کہ چار دیواری اس باغ کی یاقوت و لعل اور زمرد کی تھی اور دروازے اس باغ کے یک ڈال تختہ ھائے الماس کے ھیں ، نظر آئے۔ دیکھتے ھی جی بے اختیار ھوا اور خیال میں گزرا کہ اسی وقت اس سبزہ زار کی اور اس باغ کی سیر کیجیے اور دریافت کیجیے کہ مالک اس باغ کا کون ھے۔ یہ ارادہ کرکے جہاں نما سے اترا اور اختر سعید کو بلا کر ارشاد کیا کہ اے بھائی اختر سعید! اس وقت جی بے اختیار ھے کہ اس

صحرائے گلشن کے سبزہ‌زار کی تنہا سیر کر کے غبار ملال اس دل غمگین اور خاطر حزیں سے رفع کروں ۔ لیکن خبردار اے بھائی ؟ جب تلک کہ میں نہ آؤں ، بارگاہ سلیمانی سے باہر نہ نکلنا ۔ اختر سعید نے یہ سن کر بادشاہ زادے سے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! تیری خدمت میں کلمات پند و نصائح عرض کرنا حکمت گویا لقمان کو سکھانا ھے ، لیکن از بس کہ الطاف اور عنایات سے تمھاری ہر ایک امر میں گستاخ ھوں اس لیے عرض کرتا ھوں کہ یہ ضلع پرستان کا اور سرحد دیو زاد اور پری زاد کی ھے ۔ تن تنہا سیر صحرا کی کرنی مناسب اوقات اور صلاح دولت نہیں ھے ۔ خدا نہ خواستہ کوئی بلا درپیش آوے ، پھر اس سے نجات ھونی خلاف عقل ھے ۔ اور آسمان پری بھی موجود نہیں ھے کہ دفع اس بلا کا بہ سبب واقف کاری اس سرحد کے کرے گی ۔ پس بہتر یوں ھے کہ اس عزم سیر کو موقوف کر کے دو چار دن یہاں مقام کیجیے بعد دو چار دن کے روانہ پیشتر کو ھوجیے ۔ بادشاہ زادے نے یہ سن کر کہا کہ اس وقت مطلق تیرا کہنا نہیں خاطر میں لانے کا ۔ سب طرح سے خاطر میری جمع ھے ۔ اگر کوئی بلا درپیش آئی ، دفعیہ اس کا مسبب حقیقی کے ھاتھ ھے ۔ یہ سن کر اختر سعید لاچار ھوا اور کہا کہ خیر اے بادشاہ زادے ! مختار ھے ، خدا حافظ ۔ بادشاہ زادہ وھیں پیادہ پا پوشاک بادشاھی پہنے ھوئے بارگاہ سلیمانی سے باھرنکلا اور لشکر سے جدا ھو کر طرف اس سبزہ‌زار کے چلا ۔ گھڑی ایک دو دن باقی رہ گیا تھا کہ بادشاہ زادہ اس سبزہ زار میں پہنچا ۔ دم ایک اس سبزہ زار کی سیر کر کے یہ ارادہ کیا کہ اس باغ کی بھی سیر کیجیے ۔ وھاں سے کئی قدم آگے بڑھ کر دروازے پر باغ کے پہنچا اور یہ ارادہ کیا کہ داخل باغ کے ھوجیے ، دیکھتا کیا ھے کہ چاروں دروازے

باغ کے مقفل ھیں ۔ بالکل راہ آنے جانے کی مسدود ھے ۔ نہایت بادشاہ زادہ متفکر اور متردد خاطر ھوا کہ افسوس ! اتنی دور میں قصد کر کے آیا اور سیر حاصل نہ ھوئی ۔ اسی سوچ میں تھا کہ یک مرتبہ نگاہ بادشاہ زادے کی دروازۂ باغ پر گئی ۔ اس پر لکھا ھوا ھے کہ جو شخص ارادہ اس باغ کی سیر کا چاھے ، یہ جو اسم پیشانی پر دروازے کی لکھا ھے ، اکتالیس بار پڑھے ، دروازہ برکت سے اسم کی کھل جائے گا ۔ بعد اس کے بسم اللہ کہہ کر داخل باغ کے ھو ، پھر سیر خدا کی قدرت کی کرے کہ کیا تماشا نظر آتا ھے ۔ بادشاہ زادے نے وھیں وہ جو اسم پیشانی پر دروازے کی لکھا ھوا تھا ، اکتالیس مرتبہ اس کو پڑھ کر اس دروازے پر دم کیا ۔ بہ مجرد دم کرنے کے دروازہ خود بہ خود کھلا اور بادشاہ زادہ بسم اللہ کہہ کر داخل باغ کے ھوا اور دروازہ اس باغ کا بعد داخل ھونے بادشاہ زادے کے بہ دستور بند ھوا ۔

بادشاہ زادہ باغ میں داخل ھوکر اس باغ کے عجائبات کی کی سیر کرنے لگا ۔ جس گل پر جس بوٹے پر نگاہ بادشاہ زادے کی جاتی تھی ، مثل دیدۂ نرگس کے حیرت افزا ھوکر محو قدرت الٰہی کا ھوتا تھا ۔ غرض کہ سیر کرتے کرتے دست راست کو باغ کی آیا ۔ دیکھتا کیا ھے کہ ایک قصر عالی شان زمرد فام ھے اور صحن میں اس قصر کے ایک حوض بلورین لبریز بید مشک اور گلاب سے ھے اور ھزاروں فوارے گرد اس کے چھٹ رھے ھیں اور طرح طرح کی مرغابیاں اس میں تیر رھی ھیں اور اندرون اس قصر کے ایک مجمع پری زادوں کا ھے ۔ شاہ پری جو مالک اس باغ کی اور اس صحرائے گلشن کی ھے ، اس کے رو بہ رو صحبت راگ و رنگ کی گرم ھو رھی ھے ۔ از بس کہ مزاج بادشاہ زادے کا عیش طلب تھا اور بیشتر اوقات عیاشی میں گزارتے تھے ، صحبت دیکھتے ھی

حد سے زیادہ راغب اور مائل ہوکر طرف اس مجمع کے چلا ۔

یک مرتبہ نگاہ اُن پری زادوں کی طرف بادشاہ زادے کے گئی ۔ حق سبحانہ تعالےٰ نے بادشاہ زادے کو خوبی حسن کی اور نزاکت کی اس مرتبے پر عطا کی تھی ، جتنی پری زادیں مشغول رقص کے اور راگ و رنگ کے تھیں ، دیکھتے ہی بادشاہ زادے کو محو نظارہ ہوکر راگ و رنگ کے عالم سے ہر ایک باز رہی ۔ گاتی تھی کچھ اور زبان سے نکلتا تھا کچھ ۔ جتنی گانے والیاں اور بجانے والیاں اور ناچنے والیاں تھیں ہر ایک بے سُری و بے تالی دیگتی ہوئی ۔ شاہ پری یہ احوال سبھوں کا دیکھ کر نہایت متعجب ہوئی کہ خلاف اوقات یہ حرکت ان پری زادوں کی بے سبب نہیں ہے ۔ یہ سوچ کر مسند کو چھوڑ کر اُٹھی ۔ دیکھتی کیا ہے کہ ایک شخص خلقت سے آدمی زاد کی رشک حور و پری غارت‌گر ضبط و شکیب سامنے سے چلا آتا ہے ۔ شاہ پری بے اختیار عاشق زار ہوکر محو نظارہ ہوئی اور عالم بے ہوشی کا اور غشی کا لاحق ہوا ۔ فی‌الجملہ جب کہ افاقت راہ دانائی سے حاصل کرکے اپنے تئیں مجروح و صید اس کی تیغ نگاہ کا اور کمند زلف کا پایا ، اگرچہ ناتوانی سے عشق کی طاقت بات چیت کی نہ تھی ، لیکن اپنے تئیں سنبھال کر آگے بڑھی اور ہاتھ بادشاہ زادے کا ہاتھ میں لے کر مسند پر لا کر بٹھلایا اور حکم اُن پری زادوں کو کیا کہ بہ دستور مشغول رقص کے اور گانے کے ہو ۔ ہر ایک موافق احکام شاہ پری کے گرم گانے کی اور بجانے کی ہوئی ۔ بادشاہ زادے نے اُن پری زادوں کے گانے سے نہایت محظوظ ہوکر موتی مالا گوہر شب چراغ کا گلے سے اُتار کر اُنھوں کو دیا ۔ غرض‌کہ یہ صحبت دو پہر رات تک رہی ، بعد اس کے شاہ پری نے اُن سبھوں کو انعام دے کر رخصت کیا ۔ خاصہ والی

نے عرض کیا : ''خاصہ تیار ہے'' ۔ شاہ پری نے بادشاہ زادے کا ہاتھ ہاتھ میں لے کر وہاں سے آٹھ کر داخل نعمت خانے کے ہوکر خاصہ باہم نوش جان کیا ۔ بعد سیری حاصل کر کے آفتابہ و چلمچی طلب کیا ۔ غرض کہ ہاتھ دھو کر دونوں برآمد نعمت خانے سے ہوئے اور آکر باہم مسند پر بیٹھے اور آپس میں گفتگو اختلاط کی شروع کی ۔ شاہ پری از بس کہ لبریز اشتیاق تھی ، قصہ لیلٰی و مجنوں کا اور احوال فرہاد و شیریں کے عشق کا اور افسانہ حضرت یوسف اور زلیخا کا اور عشق وامق و عذرا کا اور احوال نل کا اور دمن کے عشق کا کہنا شروع کیا ۔ از بس کہ بادشاہ زادہ کشتۂ عشق اور رنجور درد محبت تھا ، ملکہ نگر کا تصور کر کے اشک آنکھوں میں بھر لایا اور چاہتا تھا کہ بے اختیار ہوکر زار زار مثل ابر بہار رو دے لیکن حجاب سے شاہ پری کے اپنے تئیں ضبط اس حرکت سے کیا ۔ شاہ پری نے دیکھا کہ بادشاہ زادہ یہ حکایات عشق کی سن کر مقرر ذوق و شوق میں آیا ہوگا ، یہ خیال کرکے بادشاہ زادے سے اپنا اظہار عشق کیا اور کہا کہ اے بادشاہ زادے ! میں بادشاہ زادی صحرائے گلشن کی اور کئی پرستان کے جزیروں کی ہوں ۔ از بس کہ آواز نقارہ حسن کی میرے جا بہ جا بلند ہے ، ہر ایک پری زاد بادشاہ اور بادشاہ زادہ والہ و شیدا میرے حسن اور خوبی کے ہوکر داغ عشق مثال لالہ کے دل اور جگر پر رکھتے ہیں اور پردے میں پیغام آن کا باہم عقد نکاح کا ہے ۔ اگرچہ وہ سب مستعد امر شرعی کے ہیں لیکن میں زنہار قبول نہیں کرتی ، لیکن تیرے زہے طالع کہ میں گرفتار اس حسن سبز تیرے کے ہوئی ۔

بیت

حسن سبزے به خط سبز مرا کرد اسیر
دام هم رنگ زمیں بود، گرفتار شدم

خط سبز آفت جاں تھا مجھے معلوم نه تھا
دام سبزے میں نہاں تھا مجھے معلوم نه تھا

بس اے بادشاہ زادے! بہتر یوں ھے که میرے تئیں قبول کرکے هم بستر مجھ سے هو۔ بادشاہ زادے نے یه سنتے هی ایک آہ سرد سینۂ پر درد سے کھینچی اور یه قطعه زبان پر لایا:

قطعه

کہوں کیا فلک کی ستم گاریاں
نمایاں هیں اس کی دل آزاریاں
نه رکھا مجھے چین سے ایک دن
یه لایا ھے کیا مجھ پہ نت خواریاں

یه دونوں شعر پڑھ کر بادشاہ زادہ زار و نزار رویا اور کہا که اے شاہ پری! جہاں تلک خلقت خدا کی ھے، باهم سودا رضا مندی و خوشنودی کا کر کے زندگانی به آرام تمام بسر لے جاتی هیں اور سودا بازار محبت کا بھی بے رضاے معشوق کے اگر عاشق سو سر کا بن کر چاھے ممکن نہیں که حصول هو اور سودے میں زبردستی کے امید سود کی سوائے نقصان کے اور زیاں کے رکھنا محض لا حاصل و خلاف عقل اور دور دانائی سے ھے۔ اور سوا اس کے لاچار میں تجھے قبول بھی کرتا لیکن میری اور تیری مناسبت کسی نوع کی نہیں، سر تاپا جنسیت کا فرق ھے، تو آتشی اور میں آبی۔

بس بہتر یوں ہے کہ اس خیال باطل سے اور اس ہوس بے جا سے اپنے تئیں باز رکھ۔ مجھ سے آرزو تیری تا قیامت بر نہیں آنے کی۔ یہ سنتے ہی شاہ پری جھنجھلائی اور سرتاپا شعلے کی صورت ہوکر آپ میں نہ رہی اور آنکھیں لال لال قہر و عتاب سے نکال کر بادشاہ زادے کی طرف بہ غضب تمام دیکھ کر بولی کہ اے آدمی زاد! اس قدر نخوت و غرور تیرے مزاج میں ہے کہ مجھ پری زاد سے انکار کرکے باتیں بناتا ہے۔ یہ تجھے معلوم ہے اور یقین ہے کہ بدوں رضامندی میری کے تو صحیح و سلامت یہاں سے بچ کر نہ جائے گا۔ بادشاہ زادے نے کہا، ”اے شاہ پری تو واقعی سچ کہتی ہے کہ اس صحرائے لق و دق میں ایسا میرا دوست اور عزیز کون ہے کہ فریاد رسی کرکے تیرے ہاتھوں سے میرے تئیں نجات دلواوے۔ مگر وہ حکیم حقیقی کہ جس کی قدرت کا احوال کسو پر معلوم نہیں، اس کی عنایاتوں سے توقع مجھے پڑتی ہے کہ قید سے مجھے رہائی دے۔

بیت

کہ داند بجز پاک پروردگار
کہ فردا چہ بازی کند روزگار

اور اب تیری قید میں ہوں جو تیرے مزاج میں آوے میرے ساتھ عمل میں لا، سب میرے تئیں قبول ہے۔

مصرع

بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد

شاہ پری نے دیکھا کہ یہ آدم زاد نہ میرے غصے سے ڈرتا

ہے ، نہ محبت سے پیچ میں آتا ہے ، لاچار ہو کر ایک چھڑی طلسم کی مسند کے تلے سے نکال کر بادشاہ زادے کے دست و پا اور گلے پر لگائی ۔ بہ مجرد اس حرکت کے گلے میں بادشاہ زادے شجاع الشمس کے طوق آہنی پڑا ۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پڑیں ۔ وہ صراحی گردن کی اور وہ کلائیاں ہاتھوں کی اور وہ ساق یا یعنی پنڈلیاں بادشاہ زادے کی کہ نازک تر گل سے تھیں ، مثال شاخ گل کے صدمے سے طوق آہنی کے اور بوجھ سے ہتھکڑیوں کے اور بیڑیوں کے جھکیں اور بے حس و حرکت ہوئیں ۔ جب کہ یہ احوال اپنا بادشاہ زادے نے ملاحظہ کیا ، شکر الہی بجا لا کر یہ شعر زبان پر لایا :

بیت

تو ہی نجات دے گا اس قید سے الہی
بے ڈھب نظر پڑے ہے یہ عالم تباہی

شاہ پری نے جس وقت یہ سلوک بادشاہ زادے سے خرچ کیا ۔ دیو یک چشم کو بلا کر کہا کہ یہ آدم زاد گنہ گر میرا ہے ، اس کے تئیں اسی وقت یہاں سے صحرائے قیس میں ایک کنواں تنگ و تاریک و بے آب مدت سے جو وہاں ہے ، اس میں لے جا کر قید کرکے تمام روز اس کی نگہبانی کرنا اور جو اس تمام دن میں یہ آدمی زاد پانی یا دانہ مانگے زنہار نہ دینا ۔ جب کہ شام ہو اس کم بخت آدمی زاد کے تئیں اس کنویں سے نکال کر میرے پاس لانا ۔

یہ ارشاد شاہ پری کا اس دیو یک چشم نے سن کر بادشاہ زادے کو لے کر طرف اس صحرائے قیس کے اڑا ۔ بعد ایک

پھر کے دیو یک چشم نے صحرائے قیس میں پہنچ کر اُس آلودۂ مصیبت اور آوارۂ دیار غربت کو یعنی شجاع الشمس کو کنویں میں ڈالا اور منہ پر اس کنویں کے ہزار من کی سنگ سیاہ کی ایک سل رکھ کر پاسبانی کرنے لگا ۔ جب کہ تمام دن گزرا اور شام ہوئی ، اُس دیو یک چشم نے حسب الاحکام شاہ پری کے سل کو منہ پر سے کنویں کے علیٰحدہ کرکے بادشاہ زادے کو نکال کر اپنی گردن پر بٹھلا کر طرف صحرائے گلشن کے اڑا ۔ عرصے میں ایک پہر کے وہ دیو یک چشم صحرائے گلشن میں پہنچ کر باغ میں شاہ پری کے آیا ۔ جس جگہ شاہ پری بیٹھی ہوئی تماشا ارباب نشاط کے رقص کا دیکھ رہی تھی ، بادشاہ زادے کو وہیں رو بہ رو اُس کے لا کر بٹھلایا ۔

شاہ پری دیکھنے سے بادشاہ زادے کو طوق و زنجیر میں نہایت دل میں کڑھی اور پشیمان ہوئی اور کہنے لگی ''افسوس جس شخص کو چاہیے اور اس کی عاشق زار ہوجیے اس سے یہ سلوک کیجیے ، حیف ہزار حیف ۔ شاہ پری نے بہت سی دل میں اپنے تئیں لعنت پھٹ کرکے ایک چھڑی نکال کر بادشاہ زادے کی گردن پر ، ہاتھوں پر پاؤں پر لگائی ۔ یک مرتبہ چھڑی کے لگتے ہی نہ گلے میں طوق تھا ، نہ ہاتھوں میں ہتھکڑی تھی نہ پاؤں میں بیڑیاں تھیں ۔ بادشاہ زادہ جب کہ سبک بار ہوا ، شاہ پری نے خاصہ منگوا کر بادشاہ زادے کے ساتھ نوش کیا ۔ بعد فراغ خاصہ نوش جان کرنے کے شاہ پری نے باتیں بادشاہ زادے سے اختلاط کی شروع کیں ۔ اگرچہ دل بادشاہ زادے کا نہ چاہتا تھا کہ شاہ پری کی باتوں کا جواب دے لیکن بہ سبب خطرۂ جان لاچار شاہ پری کی باتوں کا جواب دہ ہوتا تھا ۔ تمام شب شاہ پری نے باتوں میں آخر کی ۔ جب کہ ستارہ صبح کا طلوع ہونے لگا ، اس وقت شاہ پری نے

بادشاہ زادے سے کہا کہ اے آدمی زاد ! اب بھی کچھ نہیں گیا ۔ کیوں اپنے جی کے پیچھے پڑا ہے ۔ آ میرے تئیں قبول کر اور مالک تمام جزیرے کا ہو اور ضد کرنی خوب نہیں ۔ بادشاہ زادے نے یہ سن کر کہا کہ اے شاہ پری ! جو بات خلاف عقل ہو ، اس کا ظہور میں آنا نہایت دشوار ہے ۔ میرے اور تیرے بہ سبب غیر جنسیت کے فرق زمین و آسمان کا ہے ۔

بیت

ملوں کیوں کے ہم رنگ ہو تم سے ظالم
ترا رنگ شعلہ مرا رنگ کاہی

یہ سنتے ہی شاہ پری غصے میں آئی اور بولی کہ اے آدمی زاد ! معلوم ہوتا ہے کہ تجھے اپنی زندگی عزیز نہیں ، دیدہ و دانستہ اپنے تئیں معرض ہلاکت میں ڈالتا ہے ۔ یہ کہہ کر چھڑی طلسم کی مسند کے تلے سے نکال کر بادشاہ زادے کی گردن پر ، ہاتھوں پر ، پاؤں پر لگائی ۔ بہ مجرد اس حرکت کے بادشاہ زادہ بہ دستور طوق و زنجیر ہوا ۔ بعد اس کے شاہ پری نے دیو یک چشم کو بلا کر کہا کہ اس آدمی زاد کو بہ دستور صحرائے قیس میں لے جا کر ، کنویں میں ڈال کر تمام روز رکھنا اور شام کو اس کنویں سے نکال کر میرے پاس لانا ۔ غرض کہ شاہ پری ہمیشہ شام کو کنویں سے بادشاہ زادے کو منگوا کر تمام شب اظہار مدعا کرتی تھی ، اور پھر کنویں میں بھجوا کر تمام دن قید رکھواتی تھی لیکن بادشاہ زادہ زنہار اس کا مدعا باوجود اس مصیبت کے اور اس عذاب کے قبول نہ کرتا تھا ۔

داستان آنکه جستجو نمودن اختر سعید بادشاہ زادہ را و سیاہ پوش شدن اختر سعید مع افواج دیو زاداں و پری زاداں بسبب نیافتن شجاع الشمس و خط نوشتن بآسمان پری در بارہ گمشدن شجاع الشمس از استماع ایں احوال و آمدن آسمان پری از پرستان در صحرائے گلشن نزد اختر سعید و یافتن سراغ شجاع الشمس و خلاص کنانیدن آں از قید شاہ پری

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جب کہ بادشاہ زادہ رخصت ہوکر اختر سعید سے واسطے سیر سبزہ زار کی ، اُس صحرائے گلشن میں گیا اور وہاں سے باغ میں شاہ پری کے جا کر مبتلا قید شدید کا ہوا ، اختر سعید کو زنہار آگاہی فریب سے اس چرخ سفلہ پرور کی نہ تھی اور مطلق یہ خیال میں نہ تھا کہ بادشاہ زادے پر یوں بلائے ناگہانی نازل ہوگی ۔ جب کہ شام ہوئی اور چراغ شب یعنی مہتاب بزم گیتی میں جلوہ افروز ہوا ، اختر سعید کے تئیں دغدغہ خاطر بہم پہنچا اور جی میں سوچنا شروع کیا کہ بادشاہ زادے کا نہ آنا خالی علت سے نہیں ہے ۔ واللہ اعلم کیا واقعہ در پیش آیا کہ اب تلک بادشاہ زادے کے آنے میں توقف ہوا ۔ غرض کہ تمام رات اختر سعید نے انتظار میں بادشاہ زادے کے آخر کی ۔ جب کہ صبح نے طلوع کیا ، نہایت تشویش اور پریشانی مزاج کو اختر سعید کے لاحق ہوئی ۔ جتنے سردار دیو زاد اور پری زاد کے تھے ، سبھوں کے تئیں بلا کر یہ

ماجرا شجاع الشمس کے جانے کا اور نہ آنے کا بیان کیا کہ شام سے
بادشاہ زادہ واسطے سیر کے مجھ سے رخصت ہو کر گیا تھا ، سو اب
تلک سیر سے نہیں پھرا ، اس لیے کمال تشویش میرے تئیں دم بہ دم
پیدا ہے ۔ اُن سبھوں نے عرض کی کہ اے وزیر زادے ! خاطر اپنی
بہ ہر صورت جمع رکھ ۔ یہ ضلع پرستان کا ہے اور مزاج بادشاہ زادے
کا عیاش اور مائل حسن پرستی کا ہے ، شاید کسی پری زاد سے
آنکھیں لڑا کر رابطہ محبت اور اخلاص کا پیدا کر کے کسی مکان
پر یا کسی سبزہ زار میں باہم بیٹھ کر مشغول بادہ نوشی کا ہو ۔
غالب ہے کہ دو چار گھڑی میں بادشاہ زادہ صحبت مے کشی سے
انفراغ حاصل کر کے عازم اپنے دولت خانے کا ہو ۔ اختر سعید
نے یہ سن کر اُن سرداروں سے کہا کہ واقعی مزاج بادشاہ زادے
کا عیاش اور حسن پرست ہے ، لیکن سوائے ملکہ نگار کے اور
آسمان پری کے کسی اور پر بادشاہ زادے کا مائل ہونا اور دل
ہاتھ سے دینا خلاف عقل اور خلاف قیاس ہے ۔ اب تلک نہ آنا اُس
کا بے سبب نہیں ہے ۔ بہتر یوں ہے کہ خبرداروں کو ،
ہرکاروں کو ، جاسوسوں کو جا بہ جا بھجوا کر جستجو بادشاہ زادے
کی کروائیے ۔ ہر ایک سردار نے یہ احکام اختر سعید سے سن کر
جا بہ جا کے جزیروں میں اور تمام پرستان کے جنگلوں میں جاسوس
واسطے جستجو بادشاہ زادے کے بھجوائے ۔ صبح سے شام تلک ہر
ایک جاسوس اور خبردار جستجو میں بادشاہ زادے کی تمام جزیروں
میں اور تمام صحرائے گلشن میں پھر کر خراب ہوئے ، لیکن مطلق
سراغ بادشاہ زادے کا نہ پایا ۔ لا چار بہ حال خراب مایوس ہو کر
پھرے اور بیان کرتے گئے کہ ہم سے ہرگز جستجو میں قصور
نہیں ہوا ۔ جہاں تلک ضلع اس صحرائے گلشن کا تھا ، سب کے
تئیں چھانا کہ کہیں بھی سراغ بادشاہ زادے کا ملے ، لیکن نہ ملا ۔

قدرت کاملہ کو اس پروردگار کی دیکھو کہ تقدیر میں بادشاہ زادے کے مصیبت کھینچنی جو کئی مدت کی لکھی تھی، کسی جاسوس کا خیال اس شاہ پری کے قصر پر نہ گیا ۔ بلکہ باعث سے قضا و قدر کے کسوکو نظر نہ آیا و اگر نظر آتا کیا مجال تھی کہ شاہ پری بادشاہ زادے کو قید میں رکھ سکتی ۔ غرض کہ تقدیر سب طرح غالب ہے ۔ ہر ایک امورات تقدیر سے عاجز ہے ۔

بیت

قضا قضا نشود از ہزار نالہ و آہ
تو خواہ فال ببیں ، خواہ استخارہ بکن

اختر سعید یہ احوال بادشاہ زادے کے نہ ملنے کا سن کر دستار کو زمین پر پٹک کر، گریبان صبر چاک کرکے سر کو سنگ پر مارنے لگا اور زار زار رونا شروع کیا ۔ یہاں تلک رویا کہ غش کھا کر زمین پر گرا ۔ یہ احوال اختر سعید کا دیکھ کر جتنے دیو زاد اور پری زاد اور اہل لشکر تھے ، سبھوں نے گریبان اپنے اپنے چاک کرکے فریاد و زاری اور نوحہ کرنے لگے ۔

غرض کہ تمام لشکر میں اور تمام صحرا میں صورت ماتم کی پیدا ہوئی ۔ بعد تین دن اور تین رات کے اختر سعید ہوش میں آ کر لشکر سمیت سیاہ پوش ہوا اور یہ کئی شعر فراق میں بادشاہ زادے کے زبان پر لایا :

منظوم

کدھر ہے گوھر نایاب افسوس
ھوں تجھ بن بے خور و بےخواب افسوس
تسم ہے آہ تجھ بن راحت جاں
گیا جی سے توان و تاب افسوس
کہاں تک روؤں درد ھجر سے میں
ھوئے جاتے ھیں اعضا آب افسوس
بیاں تجھ بن معاش اپنا کروں کیا
غذا ہر دم ہے خون ناب افسوس
مری آنکھوں سے جائے اشک پیہم
رواں ہے خون کا سیلاب افسوس
تڑپ اور بے قراری دل کو تجھ بن
رھا کرتی ہے چوں سیماب افسوس
ز بس طغیانیوں پر بحر غم ہے
ھوا جاتا ھوں میں غرقاب ، افسوس

جتنے اھل لشکر دیو زاد اور پری زاد تھے ، یہ اشعار نوحے کے زبان سے اختر سعید کے سن کر آب دیدہ ھوئے اور کہا کہ اے وزیر زادے ! اگر بادشاہ زادہ جیتا ہے تو ایک دن آ کر تجھ سے مل رہے گا ، اپنے تئیں ناحق ھلاک مت کر ؛ امیدوار فضل الٰہی سے رہ اور یہ احوال بادشاہ زادے کے گم ھونے کا بادشاہ زادی آسمان پری کے تئیں لکھ بھیجنا شرط ہے ، بلکہ از جملہ واجبات سے ہے ۔ شاید جستجو سے آسمان پری کی سراغ بادشاہ زادے کا ملے ۔ یہ مشورہ دیو زادوں کا اور پری زادوں کا وزیر زادے کے تئیں

نہایت پسند آیا ۔ وہیں قلم دان طلب کر کے کاغذ نکال کر خط واسطے آسمان پری کے لکھنا شروع کیا :

''اے ملکۂ زماں و اے صاحبۂ جہاں !

شجاع الشمس کا احوال لکھتے ہوئے قلم اشک سیاہ روتا ہے اور کاغذ مثال بید کے کانپتا ہے اور زبان کاتب کی لکنت میں آتی ہے ، لیکن چار و ناچار احوال اُس گوہر بحر بادشاہی کا اور اختر برج سلطنت کا تھوڑا سا مجمل لکھنے میں آتا ہے کہ جزیرۂ بابل سے ایک کوچ اور ایک مقام کرتے ہوئے صحرائے گلشن میں پہنچے ۔ از بس کہ سواد اُس صحرائے گلشن کا نہایت دل چسپ تھا اور خالی فزا سے نہ تھا ، بادشاہ زادے نے حکم مقام کا فرمایا اور جہاں نما استادہ کروا کر رونق افزا ہوا اور دور بین ہاتھ میں لے کر سیر صحرائے گلشن کے سبزہ زار کی شروع کی ۔ گھڑی چار ایک دن باقی ہوگا ، جہاں نما سے اُتر کر دور بین میرے ہاتھ میں دی اور کہا : ''اے اختر سعید ! میرا جی چاہتا ہے کہ تن تنہا پیادہ سیر اس صحرائے گلشن کے سبزہ زار کی کروں ۔ میں نے ہر چند سمجھایا اور منع کیا ، مطلق کہنا میرا خیال میں نہ لا کر تن تنہا واسطے سیر کے راہی ہوا ۔

قصہ مختصر ، اُس دن سے آج تلک تمام اہل لشکر جستجو میں ہیں ، ہرگز سراغ اُس گوہر نایاب کا نہیں ملتا ۔ اس لیے خدمت میں ملکۂ زماں کے یہ احوال عرض کیا گیا ، جو مناسب مزاج قدسیہ اور مرکوز خاطر عالیہ کے ہو ، عمل میں لائیے ، لیکن مصلحت وقت یوں ہے کہ اپنے تئیں جلد لشکر میں پہنچائیے ۔

زیادہ حد ادب''

یہ لکھ کر سرنامہ لپیٹ کر مہر اپنی کی اور حوالے ایک جاسوس کے کیا کہ جلد اس خط کو بادشاہ زادی آسمان پری

تاک پہنچا کر جواب اس کا حصول کر کے لا ۔ اُس جاسوس نے خط کو لے کر سر سے باندھا اور روانہ طرف پرستان کے ہوا ۔ بعد تین دن اور تین رات کے اُس جاسوس نے پرستان میں پہنچ کر خط اختر سعید کا آسمان پری کو گزرانا ۔ آسمان پری نے دریافت کیا کہ شاید یہ خط بادشاہ زادے شجاع الشمس کا ہے ۔ دل میں نہایت خوش ہوکر چاہتی تھی کہ خط کو کھول کر پڑھے ، یک مرتبہ نگاہ اُس کی مُہر پر سرنامے کے گئی ۔ مہر میں نام اختر سعید کا دیکھا ، وہیں دغدغہ اور وسواس دل میں آسمان پری کے آیا کہ یہ حرکت بادشاہ زادے کی یعنی مُہر اپنی نہ کرنی بے سبب نہیں ہے ۔ شاید کوئی حادثہ در پیش آیا کہ جلدی میں مہر اپنی بھول کر مہر اختر سعید کی کر کے روانہ خط کو پرستان میں کیا ہے ۔ یہ سوچ کر خط کو پڑھنا شروع کیا ۔ جب کہ تمام احوال بادشاہ زادے کا دریافت کیا ، تمام جہان آنکھوں میں آسمان پری کے تیرہ و تاریک ہوا ۔ چاہتی تھی کہ اپنے تئیں زہر سے یا خنجر سے ہلاک کرے ، لیکن اپنے تئیں سنبھال کر اُس حرکت سے باز رکھا اور یہ خیال کیا کہ مقرر کوئی پری عاشق ہوکر بادشاہ زادے کو لے گئی ہے ۔ خیر اگر میں جیتی ہوں تو بادشاہ زادے کو چھڑا کر اُس قحبہ کو کچا کھا جاؤں گی ۔ میری سوت ہونے لگی ہے ۔ یہ کہہ کر تمام اسباب شادی کا جو اس عرصے میں بہم پہنچایا تھا ، وہیں چھوڑا اور ایک پری زاد کو خلعت اپنی نیابت کا دے کر تخت ہوا دار پر سوار ہوکر بہ‌اضطراب تمام روانہ طرف صحرائے گلشن کے ہوئی ۔

داستان آں کہ روانہ شدن آسمان پری بہ طرف صحرائے گلشن نزد اختر سعید برائے جستجوئے بادشاہ زادہ شجاع الشمس

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جب کہ آسمان پری تخت ہوادار پر سوار ہوئی ، بھونیوں کو ارشاد کیا کہ جلد تخت میرا صحرائے گلشن میں اختر سعید تلک پہنچاؤ ۔ سوائے انعام زر سفید اور زر سرخ کے تم سبھوں کے پر پرواز زمرد کے اور لعل و یاقوت کے بنوا دوں گی ۔ یہ مژدہ بھونیوں نے بادشاہ زادی کی زبان سے سن کر تخت کو بہ خوشی تمام لے اڑیں ۔ اگرچہ وہاں سے عرصہ تین منزل کا تھا لیکن بھونیوں نے آسمان پری کے تئیں عرصے میں چھ پہر کے صحرائے گلشن میں پہنچا کر داخل بارگاہ سلیمانی کے کیا ۔ اختر سعید نے دیکھتے ہی آسمان پری کو مجرا کر کے زار و نزار رونا شروع کیا ۔ آسمان پری نے اختر سعید کو گلے لگا کر بہت سا دلاسا دیا اور کہا کہ اے بھائی ! خاطر اپنی جمع رکھ اور اپنے تئیں سنبھال ۔ اگر بادشاہ زادے شجاع الشمس پر کسی نوع کا چشم زخم نہیں پہنچا ، جیتا ہے اور کسی کی قید میں ہے ، تو انشاءاللہ تعالیٰ چھڑا لاتی ہوں ، اور جو کسی زبردست پری زاد کی قید میں ہے ، فوج کشی کرکے بادشاہ زادے کو وہاں سے رہائی دوں گی ۔ یہ سن کر فی الجملہ اختر سعید کے تئیں تشفی حاصل ہوئی ، لیکن دل میں دغدغہ دم بہ دم یہی تھا کہ دیکھیے بادشاہ زادہ ہاتھ آتا ہے یا نہیں ۔ تمام رات آسمان پری نے اور اختر سعید نے قلق اور اضطراب میں کاٹی ۔ علی الصباح آسمان پری نے اختر سعید سے کہا کہ اے اختر سعید ! تو خبردار بارگاہ سلیمانی سے باہر نہ نکلنا ۔ یہ کہہ کر دیوان خاص میں آ کر کرسیٔ زریں

پر رونق افزا ہوئی ۔ بعد اس کے جتنے سردار دیو زاد و پری زاد کے تھے ، ان سبھوں کو یاد فرمایا ۔ ہر ایک آن کر باریاب مجرے کے ہوئے اور نذریں گزرانتے گئے ۔ بعد اس کے بادشاہ زادی نے ان سبھوں کو خشم تمام سے کہا کہ عجب بات ہے ، بادشاہ زادہ شجاع الشمس اس صحرائے گلشن میں غائب ہو گیا اور تم سے سراغ نہ ہو سکی ، یہ تمھاری غلامی اور جاں فشانی سے نہایت بعید ہے ۔ ان سرداروں نے یہ کلام عتاب کا بادشاہ زادی کی زبان سے سن کر لرزاں لرزاں ، ترساں ترساں عرض کی کہ اے بادشاہ زادی ! ہماری غلامی اور بندگی کا بادشاہ زادہ شجاع الشمس گواہ ہے ۔ حق تعالیٰ وہ دن کرے کہ بادشاہ زادہ صحیح و سالم بہ دستور سریر فرماں روائی پر آ کر جلوہ گر ہو ، اس وقت اس کی زبان سے ہماری بندگی و جاں فشانی اظہار ہوگی اور اب تو واقعی قابل عتاب کے ہیں ، اور جس طور کی جستجو ہم سے واسطے بادشاہ زادے کے ظہور میں آئی ہے ، اس کا گواہ حق سبحانہ تعالیٰ ہے ، یا اختر سعید ہے ۔ اختر سعید نے کہا کہ اے بادشاہ زادی آسمان پری ! کسی نوع کا قصور جستجو میں ان سے ظہور میں نہیں آیا ۔ بادشاہ زادی آسمان پری نے ان سب سرداروں سے کہا کہ خیر اب میں واسطے ڈھونڈھنے بادشاہ زادے کے جاتی ہوں ۔ خبردار ! اختر سعید کی تابع داری سے قصور نہ کرنا ۔ ان سبھوں نے عرض کیا ''ہم سب بندے اور غلام احکام کے ہیں ۔ کیا مجال اور کیا طاقت ، ایک مو تجاوز اور تفاوت ہم سے ظہور میں آوے ۔'' یہ سن کر آسمان پری نے ان سبھوں کو رخصت کیا اور آپ داخل بارگاہ سلیمانی کے ہوئی ۔ توشک خانے سے پوشاک سیاہ طلب کر کے فراق میں شجاع الشمس کے پہنی اور جہاں تلک زیور جسم پر تھا ، سب کو اتار کر حوالے داروغۂ جواہر خانے کے کیا ۔ بعدازاں تخت ہوا دار

منگوا کر اور اختر سعید کو بلا کر آب دیدہ ہو کر یہ کہا ''اے بھائی اختر سعید! میرے اور تیرے سات دن کا قرار ہے۔ واسطے ڈھونڈھنے بادشاہ زادے شجاع الشمس کے سر بہ صحرا ہوتی ہوں۔ اگر اس عرصے میں سات دن کے بادشاہ زادہ میرے ہاتھ آیا تو بہ‌خوشی تمام بادشاہ زادے کو لیے ہوئے تجھ سے آملتی ہوں، خدا نہ خواستہ اگر اس عرصے میں تجھ تلک میں نہ پہنچی، یقین جانیو کہ آسمان پری نے اپنے تئیں نہ ملنے سے بادشاہ زادے کے ہلاک کیا۔ ایک دن اور میری راہ دیکھ کر جو تیرے جی میں آوے، عمل میں لانا۔ خواہ اپنے وطن کو مع لشکر جانا، خواہ اپنے تئیں ہلاک کرنا، مختار ہے۔''

اختر سعید نے یہ سن کر آسمان پری سے کہا ''اے بادشاہ زادی! خدا نہ خواستہ شجاع الشمس نہ ملا اور تم نے اپنے تئیں ہلاک کیا، بس اس وقت میرا بھی جینا ہیچ ہے۔ لشکر سے مجھے کیا غرض اور وطن جانے سے کیا حاصل۔'' آسمان پری نے کہا ''اے اختر سعید! بعد سات دن کے جو تجھ سے ہوسکے، قصور نہ کرنا۔'' یہ کہہ کر سوار ہوئی اور بھوتیوں سے کہا کہ تخت کو میرے طرف دست راست اس صحرائے گلشن کے لے کر اڑو۔ بھوتیوں نے موافق احکام کے تخت کاندھوں پر دھر کر راہی ہوائے آسمان کے ہوئے۔ رستے میں جو دیو زاد و پری زاد آسمان پری سے ملتا تھا، سب سے تفحص احوال بادشاہ زادے شجاع الشمس کا کرتی تھی کہ اس قد و قامت کا، اس رنگ و روپ کا، اس عمر کا آدمی زاد اس سرحد میں کہیں نظر آیا ہے، یا سنا ہے تو بیان کرو۔ وہ ہر ایک کانوں پر ہاتھ رکھتے تھے اور کہتے تھے ''اے بادشاہ زادی آسمان پری! جب سے حضرت سلیمان علیٰ نبینا علیہ السلام اس دنیا سے طرف روضۂ خلد بریں کے تشریف فرما ہوئے ہیں، اس دن سے

آج تلک کوئی آدم زاد اس پرستان میں نہیں دیکھا ہے ، نہ سنا ہے۔ اور اے بادشاہ زادی آسمان پری ! آدمی زاد کا اس طرف آنا خلاف قیاس اور خلاف عقل ہے ۔ اسے کیا ضرور ہے کہ دیوزاد و پری‌زاد کی سرحد میں دیدہ و دانستہ اپنے تئیں ورطۂ ہلاکت میں ڈالے ۔'' غرض کہ آسمان پری ہر ایک دیو زاد و پری زاد سے تفحص شجاع الشمس کا کرتی تھی۔ وہ سب یوں ہی جواب صاف سناتے تھے اور آسمان پری خاموش سر نگوں ہو کر روانہ پیش تر کو ہوتی تھی ۔ چار دن ، چار رات کے عرصے میں آسمان پری نے ہر چار طرف صحرائے گلشن کے چار چار سو کوس تلک جزیروں میں جا کر جستجو شجاع الشمس کی کی ، لیکن مطلق کسی سے سراغ برابر ایک مو کے بھی نہ پایا ۔ پانچویں دن مایوس ہو کر طرف صحرائے گلشن کے پھری اور ایک درخت سایہ دار کے تلے تخت سے اتر کر بیٹھی اور جی میں سوچنا شروع کیا ، اگر اختر سعید کے پاس یوں ہی جاتی ہوں ، میری جستجو کے شکوے میں خلل آتا ہے اور پھر اس وقت دیکھی جائے ، پر کیسے بنے ۔ پس میرا جانا بہتر نہیں ہے اور بے شجاع الشمس کے زندگانی میری ہیچ ہے ۔

فرد

ذوق جناں نہ دارد بے دوست زندگانی
بے دوست زندگانی ذوق جناں نہ دارد

یہ شعر پڑھ کر انگشتری الماس کی نکال کر الماس کو حلقے سے انگشتری کے جدا کیا اور ہتھیلی پر رکھ کر چاہتی تھی کہ کھا جاوے ، یک مرتبہ آواز دست چپ سے آئی : ''خبردار اے آسمان پری ! بے تامل اپنے تئیں ہلاک کرنا عقل سے دور ہے اور ناامیدی

مرتبہ کفر کا رکھتی ھے - اپنے تئیں اس حرکت سے باز رکھ کر امید وار جناب احدیت سے فضل و عنایات کی ھو - اس کریمِ حقیقی نے کلام اللہ میں جو یہ فرمایا ھے :

لا تقنطوا من رحمة الله

لا شک و لا ریب ھے - اس ارشاد پر پروردگر کے قائم رھنا موجب سلامتی عقبیٰ اور دنیا کا ھے'' - یہ سنتے ھی آسمان پری کے تئیں عالم تعجب کا اور حیرت کا ھوا اور چار طرف دیکھنا شروع کیا ، ھرگز آواز دینے والا نظر نہ آیا - عقل سے دریافت کیا کہ یہ آواز ھاتف غیب کی واسطے میری تشفی کے تھی - یقین کامل ھے کہ بادشاہ زادہ شجاع الشمس صحیح و سلامت ھے مقرر میری اس سے ملاقات آج کل میسر آوے گی - فی الجملہ ، آسمان پری کو اس آواز غیب سے تسلی حاصل ھوئی - چاھتی تھی کہ تخت ھوا دار پر سوار ھو کر کسی اور طرف واسطے ڈھونڈنے شجاع الشمس کے جاوے ، دیکھتی کیا ھے کہ کتنی ایک پری زادیں ارباب نشاط طرح طرح کے جوڑے رنگین شبنم و آب رواں و لاھی کے عباسی و نافرمانی و نارنجی و دھانی و زعفرانی و بسنتی و ارغوانی و کاسنی و پستہ جس کی سنجافیں تاس و بادلے کی ، لہر و گوکھرو ، کناری اور گوٹے سنہری روپہری اور موتی دور دامن میں ٹکا ھوا اور طرح طرح کی اوڑھنیاں ، رومالیاں ، زرباف کناریاں گرد ٹکی ھوئیں اور آنچلوں میں مسلسل ٹکا ھوا پہنے اور اوڑھے ، سرتا پا زیور میں جواھر کے غرق اور ھر ایک کے رو بہ رو تالی ، پکھاوج ، طبلا ، مردنگ ، طنبورا ، بین ،بربط ، سارنگی ، گلا کاٹی ، ڈھم ڈھمی ، دائرہ ، دف ، مہچنگ ، گھونگرو دھرا ھوا تخت پر سوار طرف صحرائے گلشن کے آپس میں ٹھٹھے ٹھٹھولیاں کرتیں ، جگتیں بولتیاں ، خوش فعلیاں کرتی ھوئی جاتیاں ھیں - آسمان پری نے اس

طور سے آنھیں جاتے دیکھ کر جی میں کہا ، شاید ان سے سراغ کہیں شجاع الشمس کا ملے ۔ اس لیے آن سے بھی تفحص کرنا اور جو یائے احوال ہونا جملہ ضروریات سے ہے ۔ وہیں ایک خواص پری زاد کو رعنا پری نام آنھوں کے بلانے کو رخصت کیا ۔ رعنا پری حسب الاحکام آسمان پری کے پروں کو جھڑ جھڑا کر طرف آن پری زادوں کے آڑی ۔ بعد ایک دم کے آن تلک پہنچ کر تخت کو روکا اور کہا کہ بادشاہ زادی آسمان پری نے تمھارے تئیں یاد فرمایا ہے ۔ بہتر یوں ہے کہ تخت کے تئیں پھیریے ۔ مشرف آس کے مجرے سے ہو کر جس طرف مزاج میں آوے جائیے ۔ وہ پری زادیں نام سے آسمان پری کے واقف تھیں اور جانتی تھیں کہ وہ بادشاہ زادی فرماں روا اور مالک تمام پرستان کی ہے ۔ حکم آس کا عدول کرنا مناسب نہ جانا ۔ تخت کو پھیر کر ہمراہ رعنا پری کے آسمان پری کی طرف چلیں ۔ جس درخت کے تلے آسمان پری سیہ پوش ہوئی بیٹھی تھی ، تخت آن پری زادوں کا وہاں آ کر آترا ۔ ہر ایک پری زاد نے تخت سے آتر کر دور سے مجرا آسمان پری کو کیا ۔ آسمان پری نے آن سبھوں کے تئیں مہربانی تمام سے حکم بیٹھنے کا فرمایا ۔ ہر ایک آداب بجا لا کر رو بہ رو بہ ادب بیٹھی ۔ از بس کہ آسمان پری کے تئیں قلق اور اضطراب واسطے شجاع الشمس کے تھا ، آنھوں سے پردے میں پوچھنا شروع کیا : ''اے پری زادو ! سوائے میرے ایسا عمدۂ روزگار اس پرستان میں کون ہے کہ جس کے رو بہ رو اس ساز و سرانجام سے اور پوشاک سے واسطے گانے اور بجانے کے جاتی ہو ، بیان کرو ۔'' آن پری زادوں نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ واقعی اے بادشاہ زادی آسمان پری ! تیرا فرمانا راست اور درست ہے ، تجھ سا اس پرستان میں نام آور پری زاد کی قسم سے عمدۂ روزگار ،

صاحب عدل و داد کون ہے ، اور جو کوئی ہو ، تیرے ہی اقرباؤں سے ہو مگر اس صحرائے گلشن کی مالک شاہ پری نام صاحب حسن اور صاحب عدل اور صاحب سخاوت مشہور ہے اور قصر زمرد فام جو درمیان میں اس صحرائے گلشن کے ہے ، اس میں بود و باش کرکے روز و شب عیش و عشرت میں بسر لے جاتی ہے ، اور کئی دنوں سے ایک آدمی زاد رشک حور اس قد و قامت کا اور اس سج دھج کا خدا جانے کہاں سے لائی ہے ، اس کے رو بہ رو ہم سے ناچ و رنگ کروا کر بعد نصف شب کے ہمیں رخصت کر دیتی ہے ، بعد اس کے ہمیں معلوم نہیں کہ اس آدمی زاد سے کیا سلوک کرتی ہے ؟ ہمیشہ کئی دنوں سے اس کی ہم پر بھی فرمائش ہے کہ آدھی رات کے بعد گا بجا کر رخصت ہو جایا کرو ۔ سو اے بادشاہ زادی آسمان پری ! بہ دستور موافق احکام کے اور طلب کے واسطے رقص کے ہم سب جاتیاں ہیں ۔ یہ سنتے ہی آسمان پری کے تئیں یقین کامل ہوا کہ مقرر شاہ پری کے پاس شجاع الشمس کسی طور سے پھنس گیا ہے ۔ سوائے شجاع الشمس کے کسی آدمی زاد کا اس پرستان میں کیا دخل ہے اور کیا مذکور ہے ؟ ہو نہ ہو شجاع الشمس ہو ۔ یہ سوچ کر دل میں نہایت خوش ہوئی اور ان پری زادوں کو رخصت کیا ۔ جب کہ وہ پری زادیں تخت پر سوار ہو کر راہی صحرائے گلشن کے ہوئیں ۔

داستان آن کہ روانہ شدن جاسوس پری از گفتہ آسمان پری برائے دریافت شجاع الشمس در باغ شاہ پری

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جب کہ وہ پری زادیں طرف صحرائے گلشن کے خدمت میں شاہ پری کے روانہ ہوئیں ،

آسمان پری نے اُن کے پیچھے ایک پری زاد کے تئیں جاسوس پری نام مخفی روانہ کیا اور کہا کہ شاہ پری کا مکان تحقیق کرکے جلد مجھ تلک اپنے تئیں پہنچا ۔ جاسوس پری لباس عیاری پہن کر سبھوں سے مخفی پیچھے پیچھے تخت کے روانہ ہوئی ۔ گھڑی چار ایک رات نہ گزری تھی کہ تخت اُن پری زادوں کا صحرائے گلشن میں پہنچ کر داخل باغ کے ہوا ۔ شاہ پری قصر زمرد فام میں شجاع الشمس کو برابر پہلو میں لیے ہوئے ایک مسند پر بیٹھی تھی ۔ سب پری زادوں نے تخت سے اُتر کر مجرا شاہ پری کو کیا ۔ شاہ پری نے بعد ایک دم کے اُنھوں کو حکم رقص کا فرمایا ۔ ہر ایک پری نے موافق ارشاد شاہ پری کے پاؤں میں گھنگرو باندھ کر ، طنبورا ہاتھ میں لےکر الاپنا اور ناچنا شروع کیا ۔ جاسوس پری شجاع الشمس کو پہچان کر جی میں شاد شاد ہوئی ۔ چاہتی تھی کہ جلد آسمان پری کے پاس جا کر خیر و عافیت شجاع الشمس کی بیان کرکے مورد تفضلات اور عنایات کی ہو ، لیکن یہ خیال میں گزرا کہ تھوڑا سا اور بھی احوال دریافت کرکے آسمان پری کے پاس جائے ۔ یہ سوچ کر ایک گوشے میں مخفی بیٹھ کر سیر کرنے لگی ۔

قصہ مختصر ، شاہ پری نے بعد نصف شب کے ارباب نشاط کو رخصت کرکے خاصہ شجاع الشمس کو ہمراہ لےکر ایک جا نوش کیا ۔ بعد خاصہ نوش جان کرنے کے شاہ پری نے بادشاہ زادے سے کہا کہ اے آدمی زاد ! اب تلک میرا کہنا تیرے خیال میں نہیں آتا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنے جینے سے بے زار ہے ۔ آ ، جانے دے ، ضد کو موقوف کر ، میرے تئیں قبول کرکے مالک اس میری سلطنت کا ہو ، ورنہ تیرے بند بند جدا کرکے حوالے دیووں کے کروں گی ۔ یہ کلام شاہ پری کی زبان سے بادشاہ زادے نے

سن کر کہا کہ اے شاہ پری ! تیرے بس اور تیری قید میں ہوں ۔ مثل مشہور ہے مردہ بہ دست زندہ ۔ مجھے جیتا چھوڑ ، خواہ نہ چھوڑ ، لیکن مجھ سے یہ نہیں ہونے کا کہ تجھے قبول کروں ۔ یہ سنتے ہی شاہ پری غصے میں آئی اور بولی کہ خیر آج تو تجھے کچھ نہیں کہتی ، لیکن کل علی‌الصباح تیرے بند بند جدا کرکے حوالے دیووں کے کروں گی ، قسم ہے مجھے حضرت سلیمان کے تخت کی ۔ یہ کہہ کر مسند کے تلے سے چھڑی طلسم کی نکال کر بادشاہ زادے کی گردن پر ، ہاتھوں پر ، پاؤں پر لگائی ۔ یک مرتبہ چھڑی کے لگتے ہی بادشاہ زادہ طوق و زنجیر ہوا اور حوالے اُس دیو یک چشم کے بہ غضب تمام کیا ۔ دیو یک چشم نے آنکھیں نکال کر بادشاہ زادے کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے آدمی زاد ! آج اور بھی ہوا دنیا کی کھا لے ۔ بادشاہ زادے نے کہا ، ’’یا نصیب و یا قسمت ، جو تقدیر کا لکھا ہے ، ممکن نہیں کہ مٹے ۔‘‘ قصہ مختصر ، دیو نے جس طرح چڑیا پر باز گرے ہے ، یا عقاب پر شاہین گرے ہے ، یا جس طرح بکری پر شیر لپکے ہے ، اُسی طرح وہ دیو ملعون بادشاہ زادے پر ہاتھ دراز کرکے جھکا اور کمر میں ہاتھ ڈال کر طرف اُس چاہ زنداں کے لے کر اُڑا ۔ جاسوس پری یہ احوال شجاع‌الشمس کا دیکھ کر زار و نزار مثل ابر بہار روئی اور پیچھے اُس دیو یک چشم کے چلی ۔ بعد کئی ساعت کے وہ دیو یک چشم بادشاہ زادے کو لیے ہوئے اُس چاہ زندان پر کہ صحرائے قیس میں تھا ، پہنچا ۔ ہزار من کی سل سنگ سیاہ کی جو منہ پر اُس زندان کے تھی ، ہٹا کر بادشاہ زادے کو اُتارا اور بہ دستور منہ پر اُس چاہ زندان کے وہ سل رکھ کر ایک طرف کو بیٹھا اور نگہبانی کرنے لگا ۔

جاسوس پری یہ احوال شجاع‌الشمس کا دیکھ کر با دیدۂ پر آب

بال سر کے کھسوٹتی اور چھاتی پیٹتی ، گریبان چاک وہاں سے طرف آسمان پری کے چلی ۔ گھڑی چار ایک دن نہ چڑھنے پایا تھا کہ جاسوس پری نے آ کر آسمان پری کو مجرا کیا ۔ احوال خراب جاسوس پری کا دیکھتے ھی آسمان پری کے خیال میں گزرا کہ مقرر خبر وحشت اثر شجاع الشمس کی یہ جاسوس پری لائی ھے ، ورنہ جاسوس پری کو کیا ضرور تھا کہ اپنا احوال اس مرتبے کو پہنچاتی ۔ یہ احوال جاسوس پری کا دیکھ کر چاھتی تھی کہ اپنے تئیں ہلاک کرے لیکن دانائی سے اپنے تئیں سنبھال کر جاسوس پری سے پوچھنا شروع کیا ۔ جاسوس پری روتی جاتی تھی اور احوال بادشاہ زادے کا آسمان پری سے کہتی جاتی تھی ۔ آسمان پری نے جاسوس پری سے سن کر نہایت پیچ و تاب میں مثال مار سیاہ کے غصے سے آئی اور بولی اگرچہ شاہ پری میرے عزیزوں میں ھے اور اُس سے یہ حرکت نادانستہ ظہور میں آئی ھے ، لیکن چل کر اُس کے تئیں سزا اس حرکت نا شائستہ کی دے کر بادشاہ زادے کو اُس چاہ زندان سے منگوا کر همراہ اپنے لے کر داخل لشکر کے ہوں گی ۔

داستان آں کہ روانہ شدن آسمان پری در صحرائے گلشن درباغ شاہ پری و ملاقات نمودن با شاہ پری و طلبیدن شجاع الشمس را از چاہ زندان

راوی نے یوں روایت کی ھے کہ آسمان پری جاسوس پری سے احوال شجاع الشمس کا سن کر تخت ھوا دار پر سوار ھوئی اور طرف صحرائے گلشن کے چلی ۔ بعد کئی ساعت کے صحرائے گلشن میں پہنچی اور وہاں سے داخل باغ میں شاہ پری کے ھوئی ۔ آسمان پری کو دیکھتے ھی جتنی پری زادیں شاہ پری کی نوکریں اور خواصیں

تھیں ، شاہ پری کے پاس جا کر آسمان پری کا آنا بیان کیا ۔ از بس کہ شاہ پری مدتوں سے خیال آسمان پری کے ملنے کا رکھتی تھی ، بے اختیار ہو کر نام آسمان پری کا سن کر دوڑی اور آسمان پری کے تئیں دور سے مجرا کرکے گلے سے لگی اور ہاتھ میں ہاتھ لے کر مسند پر بٹھلا کر آپ پہلو میں بیٹھی ، اور کہنے لگی کہ اے بہینا آسمان پری ! اس طور کی پوشاک سیاہ کا اور اس حال خراب کا کیا باعث ہے ؟ از بس کہ آسمان پری غصے میں بھر رہی تھی ، چاہتی تھی کہ بہ درشتی و تلخی تمام جواب دہ ہووے ، لیکن مناسب نہ جانا ۔ اپنے تئیں سنبھال کر کہا کہ اے شاہ پری ! یہ احوال میرا تمھاری مہربانیوں سے ہے ، بہ‌قول آں کہ :

مصرع

اے باد صبا ! ایں ہمہ آوردۂ تست

شاہ پری یہ سن کو نہایت سوچ میں گئی کہ آج تلک مجھ سے کوئی ایسی حرکت ظہور میں نہیں آئی کہ آسمان پری یوں چیں بہ جبیں ہو کر ارشاد کرتی ہے ۔ شاہ پری وہیں دوڑ کر طاق سے خنجر آتار لائی اور رو بہ رو آسمان پری کے رکھ کر بولی کہ اے آسمان پری ! اگر واقعی مجھ سے کوئی تقصیر ایسی سر زد ہوئی ہے ، یہ خنجر ہے اور یہ سر ہے ۔ آسمان پری یہ حرکت شاہ پری سے دیکھ کر جی میں نہایت خوش ہوئی اور شاہ پری کو گلے سے لگا کر بولی کہ اے شاہ پری ! تقصیر تو تجھی سے ہوئی ہے ، لیکن نادانستہ ۔ اے شاہ پری ! واللہ باللہ اور قسم حضرت سلیمان کی! کسی اور سے دانستہ یا نادانستہ یہ حرکت ظہور میں آتی ، بے تامل آس کے تئیں جلا کر خاک کرتی ، لیکن کیا کروں تو میرے

عزیزوں میں ہے اور اس طرح مجھ سے معذرت میں پیش آئی ہے ، اس لیے لاچار تجھ سے کاوش کرنا مناسب نہیں جانتی ۔ شاہ پری نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے آسمان پری ! جلد بیان کر کہ اس تقصیر پر اطلاع پا کر عفو تقصیرات کرواؤں ۔

آسمان پری نے کہا ''اے شاہ پری ! بادشاہ زادہ شجاع‌الشمس جو تیری قید میں ہے ، وہ بادشاہ اس تمام پرستان کا ہے اور میں اس کی کمترین کنیزوں میں ہوں ۔ جلد بادشاہ زادے کے تئیں منگوا ۔''

یہ سنتے ہی شاہ پری غرقاب خجالت ہوئی اور بولی کہ اے آسمان پری ! واقعی مجھ سے یہ حرکت ہوئی ہے ، لیکن فی‌الحقیقت ان باتوں کی مجھے اطلاع نہ تھی اور بادشاہ زادے نے بھی مطلق یہ اپنا احوال مجھ سے بیان نہ کیا ۔

آسمان پری نے کہا ''خیر ، باتیں اب نہ بنا ۔'' شاہ پری نے دیو یک چشم کو بلا کر کہا کہ اسی وقت صحرائے قیس میں جا کر چاہ زنداں سے بادشاہ زادے کو جلد نکال کر لا ۔ دیو یک چشم حسب‌الاحکام شاہ پری کے روانہ طرف صحرائے قیس کے ہوا ۔ بعد کئی ساعت کے صحرائے قیس میں پہنچ کر اس چاہ زنداں پر گیا اور سل اس چاہ زنداں کی سرکا کر ، کنوئیں کے اندر ہاتھ ڈال کر بادشاہ زادے کو نکالا اور ہاتھ میں لے کر طرف صحرائے گلشن کے اڑا ۔ بادشاہ زادہ جی میں سوچتا تھا کہ آج میرے تئیں خلاف وقت شاہ پری نے طلب کیا ہے ، بے سبب نہیں ہے ؛ شاید حکم قتل کا میرے کرے ۔ خیر چارہ رضائے الٰہی سے نہیں ہے ۔ یہ اندیشہ کرتا ہوا دیو کے ہاتھ میں جس طرح جنگل میں باز کے چڑیا ہوتی ہے ، چلا جاتا تھا ۔

بعد کئی دم کے دیو یک چشم صحرائے قیس میں پہنچ کر

داخل باغ کے ہوا ۔ جس جگہ آسمان پری اور شاہ پری باتوں میں مشغول تھیں ، دیو یک چشم نے شجاع الشمس کو لا کر رکھا۔ دیکھتے ہی آسمان پری شجاع الشمس کو بے اختیار ، بلا گردان ہوکر روئی اور شجاع الشمس بھی آسمان پری کو اپنے فراق میں سیاہ پوش دیکھ کر مثال ابر بہاری کے آنکھوں سے اشک خوں ناب بہا کر رقت میں آیا ۔ بادشاہ زادہ اور آسمان پری احوال باہم دیکھ کر اس قدر روئے کہ دونوں غش کر گئے ۔ شاہ پری نے بہ جلدی تمام چھڑی طلسم کی مسند کے تلے سے نکال کر طوق پر اور ہتھکڑیوں پر اور بیڑیوں پر لگائی؛ چھڑی کے لگتے ہی طوق گلے سے اور ہتھکڑیاں ہاتھوں سے خود بہ خود غائب ہوئیں ۔ شاہ پری نے چھڑی لگا کر بادشاہ زادے کو طوق و زنجیر سے نجات دے خلعت فاخرہ توشک خانے سے اور جواہر جیغہ و سر بیچ و قلغی ، موتی مالا ، نو رتن جواہر خانے سے منگوا کر کشتی میں لگا کر رکھا اور ایک خلعت واسطے آسمان پری کے بھی مع زیور جواہر سیس ، پھول کرن ، پھول بینا ، موتی مالا ، دو لڑا کنٹھا زمرد کا اور بسے الماس کے مع آویزہ یاقوت دوسری کشتی میں لگوا کر رکھا اور تیاری حمام کی کروائی ۔ جب کہ افاقت آسمان پری کو اور بادشاہ زادے کو اس عالم غش سے حاصل ہوئی اور آنکھیں کھلیں ، شاہ پری نے آسمان پری کو اور بادشاہ زادے کو حمام میں لے جا کر غسل دلوا کر خلعت پہنا کر قصر زمرد فام میں لائی اور دو مسندیں زرباف دیبائے روم کی اور چین کی بچھوا کر بادشاہ زادے شجاع الشمس کو اور بادشاہ زادی آسمان پری کو بٹھلا کر آپ دست بستہ رو بہ رو آنھوں کے مثل کنیزاں و پرستاراں کھڑی ہوئی ۔ آسمان پری نے جب کہ یہ سلوک شاہ پری کا اپنے ساتھ اور بادشاہ زادے کے ساتھ دیکھا ،

جو غبار ملال جی میں شاہ پری کی طرف سے تھا ، رفع کرکے شاہ پری کا ھاتھ پکڑ کے پہلو میں بٹھلایا ۔ جب کہ یہ سلوک آسمان پری نے شاہ پری سے خرچ کیا ، شاہ پری نے زبان معذرت میں کھولی کہ اے بہینا آسمان پری ! میں تیری کہاں تقصیروار ھوں ، جو میرے اوپر عذاب روا رکھے، سزاوار ھے ۔ یہ کہہ کر شمشیر مصری منگوا کر ، برہنہ کرکے آگے آسمان پری کے رکھی اور اپنا سر قدموں میں آسمان پری کے رکھ کر یہ شعر پڑھا :

فرد

بسم‌اللہ اگر خون مرا می‌ریزی
اینک من و اینک تو و اینک شمشیر

آسمان پری نے سر کو شاہ پری کے اپنے قدموں سے آٹھا کر چھاتی سے لگایا اور کہا کہ اے بہینا شاہ پری ! واقعی تجھ سے یہ حرکت دانستہ نہیں ہوئی ، لیکن مجھے تعجب کہاں اس بات کا ھے کہ بادشاہ زادے پر تو اس قدر مجنون و مفتون و شیدا ھو اور یوں اذیت روا رکھے ، لعنت ھے تیری اس چاھت کو ۔ جیسے چاھیے ، آس سے یہ سلوک کیجیے۔ افسوس ، ھزار افسوس ! معشوق ھمیشہ عاشقوں پر ظلم و ستم کرتے آئے ھیں اور سرتا پا مشہور بے وفائی میں ھیں اور خلقت عاشق کی واسطے وفا کرنے کے اور جفا سہنے کے ھے ۔ ھر چند معشوق بے وفائی کرے ، عاشق سے سوائے وفاداری کے اور تابع‌داری اور جفا کشی کے برخلاف معشوق کوئی اور امر ظہور میں آوے ، کیا امکان ھے ۔ اور میرے کہنے پر موقوف نہیں ، جو سلوک معشوقوں کا عاشقوں کے ساتھ ھے ، اظہر من الشمس ھے ، احتیاج بیان کی نہیں ۔

مصرع

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

تو ھی آنکھوں سے اپنے اے شاہ پری ملاحظہ کر - چمن میں گلوں کا بلبلوں کے ساتھ اور محفلوں میں شمع کا پتنگ کے ساتھ کیا سلوک ھے ؟ ھر چند بلبل نوحہ و فغاں کرے اور پروانہ اپنے تئیں بلاگردان کر کے آتش عشق میں ، محبت میں جل کر خاک ھو ، گل و غنچہ سوائے شگفتگی کے ، ھنسنے کے ، تبسم کے اور شمع سوائے مجلس افروزی کے بلبل و پروانے کی جان بازی سے مطلق سروکار نہیں رکھتی -

منظوم

کل ھی پڑی سسکتی تھی بلبل چمن کے بیچ
ذرہ نہ اس کے حال پر گل کی نظر گئی
پروانے جل گئے نہ پڑی شمع کی نگاہ
خاکستر ان کی لے کے صبا دوش پر گئی
شیریں نے جور کب نہ کیا کوہ کن کے سر
مجنوں پہ کیا جفا تھی کہ لیلی نہ کر گئی

غرض کہ یہ باتیں شاہ پری آسمان پری کی زبان سے سن کر اپنی اس حرکات سے یعنی جو شجاع الشمس کے ساتھ عمل میں لائی تھی ، نہایت ھی منفعل ھوئی اور کہنے لگی کہ اے بہینا آسمان پری ! میرے تئیں ذلیل و رسوا نہ کیجیے - آسمان پری نے جب دیکھا کہ شاہ پری نہایت اپنی حرکات سے منفعل ھے اور سوائے معذرت کے کوئی اور بات زبان پر نہیں لاتی ، شاہ پری کو بہ خوشنودی تمام مژدہ شجاع الشمس کے وصل کا دیا اور کہا کہ اے بہینا شاہ پری !

شجاع الشمس کو تیرے لیے رضامند کر دینا میرے ذمے ھے ۔ خاطر اپنی سب طرح سے جمع رکھ ، لیکن یہ جو تو چاھے کہ بے ملکہ نگار کے بادشاہ زادہ تجھ سے ھم بستر ھو ، ممکن نہیں ۔ بادشاہ زادے نے ملکہ نگار پر عاشق ھو کر حق تعالیٰ سے یہ عہد کیا ھے ، جب تلک ملکہ نگار کو تصرف میں لا نہ لوں گا ، کسی سے رابطہ اخلاص کا پیدا کرکے ھم خواب نہیں ھونے کا ۔ پس اے شاہ پری ! واسطے بادشاہ زادے کے تو بھی دست بہ دعا جناب الٰہی میں ھو کہ جلد بادشاہ زادہ شجاع الشمس کو وصل ملکہ نگار کا میسر آوے ، اور یہ دعا اے بہینا شاہ پری ! سرتاپا واسطے اپنے ھے ۔ شاہ پری نے یہ سن کر کہا ''اے بہینا آسمان پری ! اس قدر رنج اور مصیبت اور شداید راہ کے بادشاہ زادہ ناحق اپنے سر پر لیتا ھے ۔ ابھی ایک دیو کو طرف روم کے بھیج کر بادشاہ زادی ملکہ نگار کو اٹھوا منگواتی ھوں ۔'' یہ سنتے ھی آسمان پری نے شاہ پری سے کہا ''اتنا قصہ عاشق و معشوق کے ناز و نیاز کا اور وفاداری اور بے وفائی کا تیرے آگے میں بکی ، مطلق تیرے خیال میں نہ آیا ۔ اری او بیہودہ ، ھرزہ گو ، کوتاہ اندیش ! اس ستم سے معشوق کو دام میں لانا غیرت عشق سے بعید ھے ۔ رضامندی جب تلک معشوق کی نہ ھو ، سر تا پا وصل باھم کا بے لطف و بے مزہ ھے ۔ تو نے اپنا سا عشق سمجھا ھے کہ معشوق سے بہ زور حاصل کیجیے ۔'' یہ سنتے ھی آسمان پری سے شاہ پری نے کہا ''جس طور سے تمھاری عقل میں آوے ، عمل میں لائیے ، میں سب طرح تمھاری تابع مرضی کے ھوں؛ اور جو خطا مجھ سے ظہور میں آئی ھے ، نگاہ اپنی بزرگی کی کرکے معاف کیجیے ۔ مثل مشہور ھے از خورداں خطا و از بزرگاں عطا ۔'' اسی گفتگو میں تھی کہ خاصہ والی نے آکر عرض کی ، ''خاصہ تیار ھے ۔''

شاہ پری نے ہاتھ آسمان پری کا اور ہاتھ بادشاہ زادے کا اپنے ہاتھ میں لےکر چاہتی تھی کہ داخل نعمت خانے کے ہو ، بادشاہ زادے نے کہا کہ اے شاہ پری ! اس وقت مطلق اشتہا میرے تئیں نہیں ، آپ جائیے اور نوش کیجیے ۔ اور قطع نظر اس سے تمھاری دولت سے اس عرصے میں ایسا خاصہ پرذائقہ اور لذیذ و جاں بخش و روح افزا کھانے میں آیا ہے ، جب تلک جیوں گا اس کی لذت کام و زبان سے فراموش نہیں ہونے کی ۔ مجھے اس کھانے سے معاف کیجیے ۔ شاہ پری نے رو بہ رو آ کر ہاتھ باندھ کر عرض کی ''اے بادشاہ زادے ! از برائے خدا تقصیر معاف کر ۔ مجھ سے نادانستہ یہ حرکت ظہور میں آئی تھی ۔'' غرض کہ شاہ پری جتنا مبالغہ کرتی تھی ، بادشاہ زادہ قبول نہ کرتا تھا ۔ آخرالامر آسمان پری نے بادشاہ زادے کو سمجھانا شروع کیا اور کہا ''اے بادشاہ زادے! اگر شاہ پری سے یہ تقصیر دانستہ ہوتی ، میں مطلق سفارش نہ کرتی ۔ اگر میری خاطر منظور ہے ، شاہ پری کی تقصیر معاف کرکے خاصہ نوش جان کر ۔'' بادشاہ زادے کو از بس کہ خاطر آسمان پری کی منظور تھی ، بلا تامل مع شاہ پری و آسمان پری داخل نعمت خانے کے ہوا ۔ بعد ایک دم کے خاصہ نوش جان کرکے برآمد نعمت خانے سے ہوئے ۔ آسمان پری نے شاہ پری سے کہا کہ اے بہینا ! اب بادشاہ زادے کو لےکر لشکر میں جاتی ہوں ۔ جس روز سے کہ بادشاہ زادہ لشکر سے علیحدہ ہوکر تیری قید میں آیا ہے ، اس روز سے احوال تمام لشکر کا اور وزیر زادے اختر سعید کا نہایت تباہ ہے ، اس لیے میں واسطے جانے کے جلدی کرتی ہوں کہ مبادا تمام لشکر اور اختر سعید مایوس بادشاہ زادے کی زندگانی سے ہوکر اپنے تئیں ہلاک کرے ۔ شاہ پری نے کہا ''میں چاہتی تھی ، چند روز باشاہ زادے کو

اور مہمان رکھ کر جو لوازمہ بندگی کا اور کنیزی کا ہو ، ضیافتیں کرکے عمل میں لاؤں ، لیکن یہ جو احوال تم نے لشکر کا اور اختر سعید کا بیان کیا ، اس میں لاچار ہوں ۔ بہتر ہے ، تشریف لے جائیے ؛ پر ایک میری التماس ہے ، آسے قبول کیجیے ۔ لشکر میں دو چار روز رہ کر واسطے ضیافت نوش کرنے کے رونق افزا اس میرے کلبۂ احزاں کے ہوجیے گا ۔'' آسمان پری نے کہا ، ''بہ چشم ۔'' یہ کہہ کر شاہ پری سے رخصت ہوئی ، تخت ہوا دار پر مع بادشاہ زادہ سوار ہوکر طرف لشکر کے چلی ۔

داستان آنکہ خلاص کنانیدہ آوردن آسمان پری شجاع الشمس را از قید شاہ پری در لشکر خود و ملاقات نمودن شجاع الشمس با اختر سعید

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ آسمان پری بادشاہ زادے کو باغ سے شاہ پری کے ہمراہ لیے ہوئے بعد کئی ساعت کے لشکر میں پہنچ کر داخل بارگاہ سلیمانی کے ہوئی ۔ اختر سعید از بس کہ بے قرار اور منتظر واسطے بادشاہ زادے کے تھا اور منتظر آسمان پری کے آنے کا تھا ، آنکھیں اختر سعید کی مثال نرگس کے غلبۂ انتظار سے کھل رہیں تھیں ؛ دیکھتے ہی آسمان پری کو اور بادشاہ زادے کو بے اختیار اٹھا اور چاہتا تھا کہ دوڑ کر بادشاہ زادے کے قدموں پر سر رکھ کر زار و نزار رو دے ، از بس کہ کئی دنوں سے بے خور و بے خواب تھا ، اس کے باعث ضعف و نقاہت اور ناتوانی غالب ہو رہی تھی ، آٹھتے ہی پچھاڑ کھا کر زمین پر گرا اور غش میں آیا ۔ بادشاہ زادہ یہ احوال اختر سعید کا دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور

اختر سعید کا سر زانو پر اپنے رکھ کر دریاے اشک آنکھوں سے بہانے لگا ۔ کئی ایک قطرے گرم گرم اشک کے رخساروں پر اختر سعید کے ٹپک کر جس گھڑی گرے ، بے اختیار آنکھ اختر سعید کی اس عالم بے ہوشی سے کھلی ۔ دیکھتا کیا ھے کہ سر میرا آغوش میں بادشاہ زادۂ والا قدر کے ھے ۔ یہ شعر زبان پر لایا :

بیت

به بیداریست یا رب یا به خوابست
که جان من ز جانان کامیابست

قصه مختصر ، سر کو زانوں سے بادشاہ زادے کے اٹھا کر قدموں پر رکھا اور بے اختیار آواز نوحه وگریه کی بلند کی ۔ بادشاہ زادے نے سر اختر سعید کا اٹھا کر گلے سے لگایا اور یہ شعر پڑھا :

بیت

رسید مژده که ایام غم نه خواهد ماند
چناں نماند چنیں نیز هم نه خواهد ماند

اے بھائی اختر سعید ! تیری دانائی اور فراست کا میں سب طرح قائل ھوں ۔ تو نے میرے تئیں حد سے زیادہ جاتے ہوئے طرف سبزہ زار کے منع کیا تھا ، لیکن به سبب گریباں گیری قضا و قدر کے تیرا کہنا عمل میں نہ لایا ۔ جا کر گرفتار اس بلائے ناگہانی اور جفاے آسمانی کا ھوا ، لیکن الحمدللہ مآل به خیر ھوا ۔ به موجب این مصرع :

مصرع

رسیدہ بود بلائے ولے بہ خیر گزشت

بادشاہ زادے نے یہ مصرع پڑھ کر اختر سعید کو واسطے تبدیل پوشاک سیاہ کے حکم حمام کا فرمایا ۔ اختر سعید نے غسل حمام کرکے خلعت عنایت کیا ہوا بادشاہ زادے کا پہن کر رو بہ رو بادشاہ زادے کے آ کر آداب ، تسلیمات بجا لایا اور بلاگردان ہوا ۔ بادشاہ زادے نے بہ التفات تمام اختر سعید کو پہلو میں برابر مسند کے بٹھلا کر تمام سرگزشت اپنا جو اس عرصے میں گزرا تھا اور جو جو سلوک شاہ پری نے خرچ کیے تھے ، بیان کیے ۔ اختر سعید نے سن کر کہا ، ''اے بادشاہ زادے ! جو قضاوقدر نے چاہا تھا ، سو ظہور میں آیا ، لیکن اب وہ کیجیے کہ جس سے وصل ملکہ نگار کا میسر آوے ۔،، بادشاہ زادے نے کہا ، ''یہ سب اختیار آسمان پری کا ہے ۔ کنجی اس قفل کی یعنی عقدہ کشائی اس کام کی اس کے ہاتھ ہے ۔'' آسمان پری یہ قول و مقال بادشاہ زادے کا اور اختر سعید کا سن کر بولی کہ اے بادشاہ زادے ! خاطر اب شاہ پری کی میرے تئیں ضرور ہے ۔ اس کے یہاں جانا بہ تقریب ضیافت بہ موجب وعدے کے ہمیں اور تمھیں جملہ واجبات سے ہے؛ اور جو اس کی طرف سے غبار تمھارے دل میں ہے ، بر طرف کیجیے کہ اس سے تقصیر نا دانستہ ظہور میں آئی ہے ۔ امید ہے کہ وہ تم سے سلوک مجھ سے زیادہ کر کے کنیزی اختیار کرے گی ۔ بعد انفراغ ضیافت کے اس صحرائے گلشن سے طرف روم کے مع لشکر تمام کوچ کروا کے پرستان کو جاؤں گی ۔ اسی طرح کی بات چیت آسمان پری بادشاہ زادے سے اور اختر سعید سے کر رہی تھی کہ ایک پری زاد گلشن پری

نامہ خط لیے ہوئے شاہ پری کا واسطے آسمان پری کے لائی ۔ آسمان پری نے خط کو کھول کر پڑھنا شروع کیا ۔ مضمون اس خط کا یہ تھا :

''اے بہینا آسمان پری !

اسباب ضیافت کا واسطے تمھارے اور بادشاہ زادے کے اور اختر سعید کے جو اس فدویہ بے قدر و بے مقدار سے بہم پہنچا ہے ، تیار ہے ۔ کل علی الصباح قدوم میمنت لزوم سے کلبۂ احزان کو اس گناہ گار کے رشک گلستان کیجیے ، عین مہربانی اور بندہ نوازی ہے ۔'' آسمان پری نے وہ خط اپنی طلب کا ملاحظہ کر کے جواب با صواب اپنے آنے کا اور بادشاہ زادے کو اور اختر سعید کو ہمراہ لے آنے کا لکھا ۔ اختر سعید نے اپنا احوال ساتھ لے چلنے کا سن کر آسمان پری سے کہا کہ مجھ نامحرم کو ہمراہ لے چلنا کیا لطف ہے اور شاہ پری کو میرے آنے کی کیا خوشی ؟

آسمان پری نے کہا ، ''اے بھائی ! جیسا تو میرا بھائی ویسا شاہ پری کا ۔ اگر میری خاطر اور بادشاہ زادے کی شاہ پری کو عزیز ہوگی ، سب سے زیادہ تیرے ساتھ سلوک اور دوستی خرچ کرے گی ، اور یہ کیا دخل ہے کہ ہم تجھ بغیر ضیافت شاہ پری کی کھاویں گے ۔''

ہر چند اختر سعید نے مبالغہ اپنے جانے میں کیا ، شجاع الشمس نے اور آسمان پری نے نہ مانا ، بہ زور رضامند چلنے پر کیا۔ اور وہ خط لکھا ہوا حوالے گلشن پری کے کیا ۔ گلشن پری خط کو لے کر وہاں سے چلی ۔ بعد ایک دم کے داخل باغ کے ہوئی اور وہ خط آسمان پری کا شاہ پری کو دیا ۔ شاہ پری جواب اپنے خط کا ملاحظہ کر کے نہایت مسرور اور شاد ہوئی ۔

داستان آں کہ رفتن آسمان پری و شاہ زادہ شجاع الشمس و اختر سعید بہ موجب طلب شاہ پری برائے خوردن ضیافت

دوسرے دن علی الصباح بادشاہ زادہ اور اختر سعید و آسمان پری پوشاک نفیس مع زیور، جواہر پہن کر علیحدہ علیحدہ تخت پر، گھوڑوں پر سوار ہو کر عازم شاہ پری کے قصر کے ہوئے۔ شاہ پری واسطے استقبال آسمان پری کے اور بادشاہ زادے کے کئی سو پری زاد ہمراہ لے کر رستے میں آ کر کھڑی ہوئی کہ یک مرتبہ سواری شجاع الشمس کی اور آسمان پری کی دور سے نظر آئی۔ دیکھتے ہی خوش ہو کر آگے بڑھی اور ہمراہ اپنے لا داخل قصر کے ہوئی، اور ایک شہ نشین عالی شان میں لے جا کر بادشاہ زادے کو اور آسمان پری کو اور اختر سعید کو، وہ جو مسندیں زر باف بیش قیمت بچھی تھیں، بٹھایا۔ بعد اس کے ارباب نشاط کو بلوا کر حکم رقص کا فرمایا۔ ہر ایک ارباب نشاط نے گھنگرو پاؤں میں باندھ کر، طنبورہ، بین و بربط، سارنگی، دائرہ، دف، ڈھم ڈھمی ہاتھوں میں لے کر ناچنا اور گانا شروع کیا۔ صدا ان کے گانے کی جو پری زاد، دیو زاد و فرشتہ، وحش و طیور جو سنتے تھے، حیرت سے وجد میں آ کر نقش دیوار ہوتے تھے۔ غرض کہ ایسا سماں راگ و رنگ سے اور انھوں کے ناچنے سے ہوا کہ در و دیوار وجد میں آئے۔

دلوں میں نہ طاقت رہی وجد کی
جدھر دیکھو 'تھی تھی' کی آواز تھی

اس طرح کی بے ہوشی آن پری زادوں کے گانے سے وحش و طیور پر غالب ہوئی کہ شاہین کا سر گردن پر عقاب کے اور

عقاب کا منہ منقار پر شاہین کے تھا ، اور چڑیا گود میں باز کے تھی اور سر باز کا پنجوں پر چڑیا کے تھا ، اور منہ شیر کا گردن پر ہرن کے اور منہ بکری کا منہ پر چیتے کے تھا ۔ بہ سبب محویت راگ و رنگ کے شاہیں و باز کو خیال عقاب کے اور چڑیا کے صید کرنے کا نہ تھا اور اسی طرح عقاب کو اور چڑیا کو مطلق وسواس دشمنی سے شاہین کے اور باز کے نہ تھا ، اور علی ہذا القیاس بکری کو ، ہرن کو ، شیر سے ، چیتے سے اندیشہ اپنے ہلاک ہونے کا اور اسی طرح شیر و چیتے کو خیال ہرن ، بکری کے صید کرنے کا ، نہ تھا ۔ غرض کہ دوپہر رات تلک یہ صحبت راگ و رنگ کی رہی ۔ بادشاہ زادی آسمان پری نے اور بادشاہ زادے شجاع الشمس نے راگ و رنگ سے محظوظ ہو کر زیور ، جواہر کہ ایک ایک رقم برابر خراج یک سالہ شہر چین کے اور ملک روم کے تھا ، جسم سے اتار کر انعام فرمایا اور شاہ پری نے بھی انعام سے زر سرخ اور زر سفید کے انھوں کو اس قدر سیر کیا کہ تا قیامت اگر لاکھوں روپے اور اشرفیاں وہ ہر روز تصرف میں لاویں ، تو بھی کم نہ ہو ۔

قصہ مختصر ، بعد دوپہر رات کے انھوں کو رخصت کیا ۔ یک مرتبہ موافق احکام شاہ پری کے داروغۂ نعمت خانہ نے دسترخوان بچھوا کر اقسام اقسام کے طعام لذیذ و خوش بو و رنگین زعفرانی کلاب غوریوں میں چینی رکابیوں میں اور طرح طرح کے کباب و حلویات و مربیات و لوزیات و اچار اقسام اقسام کے تشتریوں میں چینی پیالوں میں لگوا کر دسترخوان پر قرینے سے بہ نفاست تمام لا کر چنا اور اس سلیقے سے رکابیاں ، تشتریاں ، چینی پیالیاں رکھیں کہ قطعہ باغ بہشت کا سا اور تختہ گلزار ارم کا سا نظروں میں سب کی نظر آتا تھا ۔ اور سوائے اس کے ایک

سلیقہ اور خرچ کیا تھا کہ اس قطعۂ باغ میں اور اس تختۂ گلزار میں ہر ایک شاخ پر مرغ داستان سرا اور عندلیب شیدا اور بلبل غزل خواں ، منقاریں چہچہوں میں کھولے ہوئے نظر آتے تھے - بادشاہ زادہ و اختر سعید و آسمان پری اس سیر سے فرحت حاصل کر کے خاصہ باہم نوش جان کرتے تھے - آخرکار خاصہ کھانے سے انفراغ حاصل کر کے جا کر بہ دستور شہ نشین میں رونق افزا مسندوں پر ہوئے - شاہ پری نے بہ طریق نذر کئی سو کشتیاں جواہر کی اور کئی ہزار کشتیاں پارچے کی پوشاکی سفید باب و ابریشمی و رومی و فرنگی اور دو بارگاہ سلیمانی زربافت جس کے گرد جھالروں کی جاگہ موتی لگے ہوئے تھے اور چوبیں اور ستون و قویزی لعل و زمرد و الماس کی تھیں ، منگوا کر آگے بادشاہ زادے کے اور آسمان پری کے اور اختر سعید کے رکھیں اور دست بستہ ہوکر شاہ پری سے کہا ، "اگرچہ لائق تمھارے مرتبوں کے نہیں ہے ، لیکن امیدوار حسن قبول کی ہوں -

مصرع

ور قبول افتد زہے عز و شرف

بادشاہ زادی آسمان پری نے ، بادشاہ زادے شجاع الشمس نے کہا، "اے شاہ پری ! واللہ باللہ تو نے یہ نذر ضیافت حوصلے سے زیادہ کی اور یہ ہر ایک پسند خاطر ہوئی -" یہ سنتے ہی شاہ پری نے بہ خوشی تمام سب کشتیاں اور وہ دونوں بارگاہ سلیمانی ہاتھیوں پر بار کروا کر طرف لشکر کے روانہ کیں اور کہا کہ لشکر میں بادشاہ زادے کے لے جا کر کشتیاں پارچوں کی اور جواہروں کی داخل توشک خانے کے اور جواہر خانے کے اور داخل فراش خانے کے کرو -

بعد اس کے بادشاہ زادی آسمان پری نے ، شجاع الشمس ،

اختر سعید نے رخصت شاہ پری سے چاہی۔ شاہ پری نے کہا ، ''اے بادشاہ زادے شجاع الشمس ، و اے بادشاہ زادی آسمان پری ! میں چاہتی تھی کہ جب تک اس صحرائے گلشن میں رایات ظفر پیکر ہے ، لوازمہ مہمان داری کا بجا لا کر سعادت ابدی اور ازلی حاصل کروں گی ۔'' آسمان پری نے کہا ، ''اے بہینا شاہ پری ! اگرچہ مقصد شجاع الشمس کا طرف روم کے نہ ہوتا ، البتہ چند روز رہنے کا اتفاق ہوتا لیکن امر لاچاری ہے ۔'' شاہ پری نے یہ سن کر کہا ، ''تابع دار مرضی کی ہوں ۔'' آسمان پری نے کہا ، ''اے بہینا شاہ پری! کل ضیافت تمھاری ہمارے یہاں ہے ، علی الصباح تشریف لائیے گا ۔'' شاہ پری نے کہا ، ''میں کیا لیاقت رکھتی ہوں کہ تم میری ضیافت کرو گی ، مگر تمھارا الطاف سے بولنا برابر ہزار ضیافت کے ہے ۔'' آسمان پری نے کہا ، ''یگانگت میں انکار خوب نہیں ۔ بادشاہ زادے کی مرضی یوں ہے کہ کل بہ تقریب ضیافت آ کر حاضر ہو ۔'' شاہ پری نے کہا ، ''الامر فوق الادب ۔ کل علی الصباح موافق ارشاد کے حاضر ہوں گی ۔'' بعد اس کے آسمان پری و بادشاہ زادہ مع اختر سعید سواری طلب کر کے سوار ہوئے اور طرف لشکر کے چلے ۔ بعد ایک دم کے داخل بارگاہ سلیمانی میں ہوئے ۔

داستان آں کہ رفتن شاہ پری در خانۂ آسمان پری و شجاع الشمس برائے خوردن ضیافت

دوسرے دن شاہ پری موافق طلب کے آ کر حاضر ہوئی ۔ صبح سے شام تلک رو بہ رو شاہ پری کے صحبت راگ و رنگ کی

رھی ۔ بعد اس کے خاصہ نوش جان کروا کر کئی ہزار کشتیاں جواھرات کی اور کئی لاکھ کشتیاں دیبائے چین کی اور روم کی آگے رکھیں ۔ شاہ پری نے سب کشتیاں اٹھوا کر روانہ طرف اپنے قصر کے کیں اور نہایت شاد و مسرور ھو کر رخصت چاھی ۔ آسمان پری نے اور بادشاہ زادے نے کہا ، ''اے شاہ پری ! جب تلک یہاں ھمارا مقام ھے ، ملاقات سے قصور نہ کیجیے گا ۔'' شاہ پری نے کہا ، ''زھے سعادت ! یہ کنیز حاضر ھوا کرے گی ۔''

یہ کہہ کر ، رخصت ھو کر روانہ طرف اپنے قصر کے ھو کر داخل باغ کے ھوئی ۔ جب کہ شاہ پری رخصت ھو کر گئی ، آسمان پری نے بادشاہ زادے سے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! آب و ھوا میرے تئیں اس صحرائے گلشن کی نہایت خوش آئی ھے ۔ میرا جی چاھتا ھے کہ دو چار دن سیر یہاں کی کر کے طرف پرستان کے جاؤں ۔ بادشاہ زادے نے کہا ، ''اے بادشاہ زادی آسمان پری ! میرے بھی دل میں یہی خیال تھا کہ کئی دن تلک سیری سیر سے صحرائے گلشن کی حاصل کر کے روانہ طرف روم کے ھوجیے ۔'' غرض کہ یہ مصلحت باھم کر کے سیر صحرائے گلشن کی کرنے لگے ۔ کبھی شاہ پری کے باغ میں جا کر سیر کرتے تھے اور کبھی شاہ پری کو اپنے ساتھ لا کر مشغول راگ و رنگ کے ھوتے تھے ۔ ایک دن بادشاہ زادے نے بعد انفراغ راگ و رنگ کے آسمان پری سے کہا کہ اے آسمان پری ! جب سے کہ خط ملکہ نگار نے بھیجا ھے ، اب تلک جواب لکھنے کا اتفاق نہیں ھوا ۔ بہتر یوں ھے کہ جواب لکھ کر مع واردات یہاں کی جو ھم پر گزری ھے ، روانہ کیجیے ۔ ملکہ نگار کے تئیں بہ سبب نہ پہنچنے خط کے کمال بے قراری گزرتی ھوگی ۔ آسمان پری نے کہا ، ''بہت بہتر ۔''

بادشاہ زادے نے قلم‌دان و کاغذ طلب کرکے آسمان پری کی طرف سے نامہ لکھ کر سر بہ مہر کرکے حوالے تیز رو پری زاد کے کیا ۔ تیزرو نامے کو لے کر روانہ طرف شہر روم کے ہوا ۔

داستان آں کہ در خواب دیدن ملکہ نگار شجاع‌الشمس را بہ حال تباہ و محبوس در چاہ زنداں و بے قراری نمودن از دیدن ایں خواب

راوی نے یوں روایت کی ہے ، ملکہ نگار نے جب سے کہ خط واسطے آسمان پری کے لکھ کر روانہ کیا تھا ، بہ سبب عدم جواب کے کہ حصول جواب میں وقفہ ہوگیا تھا ، کمال تشویش ملکہ نگار کے تئیں لاحق تھی اور دم بہ دم مشتری سے یہی کہتی تھی ، ”اے مشتری ! جواب میرے خط کا جو اب تلک نہیں آیا ، شاید کچھ خلل بادشاہ زادے کو رستے میں واقع ہوا ۔“ مشتری نے کہا ، ”اے بادشاہ زادی ! یہ کیا فال ہے کہ زبان سے نکالتی ہے ، خدا نہ خواستہ کہ کوئی خلل بادشاہ زادے کو در پیش آوے ، مگر بہ سبب ہرج مرج راہ کے اور کوچ مقام کے اتفاق لکھنے کا نہیں ہوا ۔ بادشاہ زادہ بہ‌ہرصورت بہ خیر و عافیت ہے ، خاطر اپنی جمع رکھ ۔ کوئی دن کی بات ہے کہ بادشاہ زادہ بہ خیر و عافیت تمام مع فوج دیو زادان و پری زادان داخل سرحد روم کے ہوگا ۔“ اسی نوع کی مشتری باتیں کرکے بادشاہ زادی کو بے قراری سے باز رکھتی تھی ۔

ایک رات بادشاہ زادی ملکہ نگار مشتری سے باتیں کرتے کرتے مسند پر تکیے کے سر رکھ کر سوگئی ۔ خواب میں دیکھتی کیا ہے کہ بادشاہ زادہ شجاع الشمس کو کسی نے طوق و زنجیر کرکے ایک کنویں میں مثال قیدیوں کے رکھا ہے ۔ یہ احوال

دیکھتے ہی خواب سے رو کر بیدار ہوئی اور بے اختیار گریہ و زاری شروع کی۔ مشتری کی آنکھ بھی چپی کرتے کرتے لگ گئی تھی۔ آواز بادشاہ زادی کے رونے کی سن کر گھبرا کر چونکی۔ دیکھتی کیا ہے کہ بادشاہ زادی زار و نزار رو رہی ہے۔ یک مرتبہ بلائیں لے کر آیۃالکرسی دم کرکے پوچھنے لگی، ''اے بادشاہ زادی ملکہ نگار! خیر ہے، رونے کا باعث کیا ہے؟ بیان کر۔'' ہر چند مشتری پوچھتی تھی، بادشاہ زادی ایسے تصور میں بادشاہ زادے کے محوگریہ تھی کہ مطلق جواب نہ دیتی تھی۔ جب مشتری نے دیکھا کہ بادشاہ زادی سوائے رونے کے متوجہ جواب کے نہیں ہوتی، دوڑ کر شیشہ زہر ہلاہل کا طاق سے اتار لا کر آگے دھرا اور رو رو کر پکاری کہ اے بادشاہ زادی! اگر احوال اپنا مجھ سے نہیں بیان کرتی اور ایسی نامحرم مجھے سمجھتی ہے، یہ زہر ہلاہل پی کر اپنے تئیں ہلاک کرتی ہوں۔ بادشاہ زادی نے دیکھا کہ اگر میں اس وقت مشتری سے کچھ بیان نہیں کرتی، مقرر یہ عالم بے اختیاری میں جاہلی سے اپنے تئیں ہلاک کرے گی۔ چار و ناچار رونے سے اپنے تئیں سنبھال کر، رومال سے آنکھیں اپنی پونچھ کر، مشتری کو گلے لگا کر کہا کہ اے مشتری! میں جو تجھ سے کہتی تھی کہ بادشاہ زادے نے بھیجنے میں جواب خط کے وقفہ کیا ہے، خالی خلل سے نہیں: سو آج ظہور میں آیا۔

خواب میں دیکھتی کیا ہوں کہ ایک صحرائے لق و دق ہے اور وہاں بادشاہ زادہ شجاع الشمس وارد ہے۔ کسی نے اس سرو بستان شاہی کو طوق و زنجیر کرکے کنوئیں میں بند کیا ہے۔ پس اے مشتری! نہ آنا جواب خط کا یہی باعث ہے۔ مشتری نے یہ سن کر کہا کہ اے بادشاہ زادی! تیرا خیال کدھر ہے؟

نہ خواب و خیال ہے ۔ ایسا شجاع الشمس کیا ہے کہ لاکھوں فوجیں دیو زاد و پری زاد کی ہمراہ رکھتا ہو اور یوں قید میں کسو کی آ جائے، مگر تیرا خیال باطل ہے ۔ خدا نہ کرے کہ یہ خواب سچا ہو ۔ ہرچند مشتری بادشاہ زادی کو سمجھاتی تھی، بادشاہ زادی نہ سمجھتی تھی ۔ یونہیں کئی دن بے قراری میں اور فریاد و زاری میں گزرے ۔ جب سے کہ یہ خواب بادشاہ زادی نے دیکھا تھا، دو دو چار چار دن کے بعد ایک آدھ لقمہ کھانے کا کھاکر اور ایک قرط پانی کا پی کر زندگانی بسر کرتی تھی۔ اور نہ کبھی غسل حمام کرکے تبدیل پوشاک کرتی تھی۔ اور کنگھی و چوٹی و مسی کاجل جہاں تلک لوازمہ سنگھار کا اور خوب صورتی کا، زیبائش کا تھا، بالکل موقوف تھا ۔ اور اکثر اوقات رو کر مشتری سے یہی کہتی تھی کہ اے مشتری ! دو چار دن کے عرصے میں اگر خبر بادشاہ زادے کی خیر و عافیت کی آ گئی تو خیر، ورنہ زہر ہلاہل پی کر سو رہوں گی ۔ اس ہر بار کی جاں کندنی سے ایک بار کا مر جانا بہتر ہے ۔ مشتری یہ سن کر کہتی تھی، ''اس خواب و خیال پر اپنے تئیں ہلاک کرنا خلاف عقل ہے ۔ اپنے تئیں سنبھال اور امیدوار فضل الٰہی سے رہ ۔ انشاءاللہ تعالیٰ یہ مصیبت تبدیل شادی سے ہوگی ۔''

ایک دن علی الصباح باہم اسی طرح کا مذکور ملکہ نگار و مشتری کر رہی تھیں کہ تیز رو پری زاد نے خط آسمان پری کا گود میں ملکہ نگار کے ڈالا ۔ ایک مرتبہ نگاہ ملکہ نگار کی خط پر گئی، دیکھتے ہی شاد شاد ہوکر خط کو آنکھوں سے لگایا اور بہ جلدی تمام نوک سے قلم تراش کے سرنامے کو کھول کر پڑھنا شروع کیا ۔ یہ مضمون اس میں مندرج تھا کہ :

اے بہینا ملکہ نگار !

خط سے تمھاری خیر و عافیت دریافت کرکے بادشاہ زادے کو جزیرۂ بابل سے طرف روم کے کوچ کروا کے میں روانہ طرف پرستان کے ہوئی تھی ؛ چند روز کے بعد خط اختر سعید کا میرے تئیں اس مضمون پر پہنچا کہ اے آسمان پری ! بادشاہ زادہ جزیرۂ بابل سے ایک کوچ ایک مقام کرتا ہوا جب کہ صحرائے گلشن میں پہنچا ، فضا اس صحرا کی بادشاہ زادے کو نہایت خوش آئی ، حکم مقام کا فرمایا ۔ سر شام تنہا واسطے سیر کے گیا ۔ قصہ مختصر تمام رات گزری اور اور تمام دن گزرا ، بادشاہ زادہ نہ آیا ۔ تمام لشکر کو قلق اور اضطراب نہ آنے سے بادشاہ زادے کے ہوا ۔ ہر چہار سمت دیوزاد و پری زاد نے جستجو کی ، سراغ نہ پایا ، "بہتر یوں ہے کہ جلد اپنے تئیں پہنچاؤ ۔"

اے بہینا ملکہ نگار ! یہ احوال بادشاہ زادے کا اختر سعید کے خط سے دریافت کرکے میں نہایت تشویش میں آئی ۔ عاقبت‌الامر بہ اضطراب تمام پرستان سے روانہ ہوکر صحرائے گلشن میں پہنچ کر اختر سعید سے ملاقات کی ۔ بعد ملاقات کے واسطے ڈھونڈنے بادشاہ زادے کے سیاہ پوش ہوکر سر بہ صحرا ہوئی ۔ ہزار ہزار کوس تلک جستجو میں نے کی ، کہیں سراغ نہ ملا ۔ مایوس ہوکر سرحد میں صحرائے گلشن کے پہنچ کر ایک درخت کے تلے اتر کر بیٹھی تھی ۔ چاہتی تھی ہیرے کی کنی کھا کر اپنے تئیں فراق میں بادشاہ زادے کے ہلاک کروں ، یکایک آواز غیب سے آئی "خبردار اے آسمان پری ! اپنے تئیں اس حرکت سے باز رکھ ، ناامیدی جناب الٰہی سے سر تا پا مرتبہ کفر کا رکھتی ہے ۔" یہ آواز غیب کی سن کر فی‌الجملہ تشفی میرے تئیں ہوئی اور یقین کامل ہوا کہ مقرر بادشاہ زادہ بہ خیر و عافیت ہے ۔

ایک دن ملاقات ہو رہے گی ۔ اسی موج میں تھی ، کئی ایک پری زادیں قسم سے ارباب نشاط کی تخت پر سوار ہوئیں مع ساز طرب صحرائے گلشن کے جاتی ہیں ۔ انہوں کو بلوا کر تفحص احوال کیا گیا ۔ انہوں نے بیان کیا کہ شاہ پری نام ایک بادشاہ زادی اس صحرائے گلشن کی ہے ، اس کے ہاتھ ایک آدمی زاد خدا جانے کہاں سے ہاتھ لگ گیا ہے ۔ اس کی خاطر داری کے لیے ہمارے تئیں تاکید ہے کہ واسطے رقص کے ہمیشہ حاضر ہوا کرو ، اس لیے بہ اضطراب تمام ہم وہاں جاتی ہیں ۔

اے بہینا ملکہ نگار ! وہیں میرے خیال میں گزرا کہ مقرر شجاع الشمس ہے ۔ یہ سوچ کر انہوں کو میں نے رخصت کیا اور پیچھے سے میں سوار ہوکر جس مکان پر شاہ پری تھی گئی ۔ قصہ کوتاہ شاہ پری سے ملاقات کر کے احوال شجاع الشمس کا دریافت کیا گیا کہ اس کی قید میں ہے ۔ شاہ پری نے بہت سی میری معذرت کی اور جس چاہ میں شجاع الشمس کو طوق و زنجیر کرکے قید رکھا تھا وہاں سے منگوا کر ، طوق و زنجیر سے آزاد کر کے بعد غسل حمام کے خلعت پہنا کر شاہ پری نے اپنا اظہار عشق کیا اور کہا کہ اے آسمان پری ! بادشاہ زادہ مجھے قبول نہ کرتا تھا اس لیے میں نے یہ اذیت اس پر روا رکھی تھی ۔ اے بہینا ملکہ نگار ! یہ سن کر شاہ پری کو خوب سی لعنت و ملامت میں نے کی اور کہا کہ اے کم بخت ! جسے چاہتے ہیں اس سے یہی سلوک کرتے ہیں جو تو نے کیا ؟ آخرکار شاہ پری نے معذرت کرکے ضیافت بادشاہ زادے کی ، اختر سعید کی اور میری کی اور ہزاروں کشتیاں جواہر کی اور پارچہ ہائے پوشاکی کی گزرانیں ۔ انشاءاللہ تعالیٰ بعد دو چار دن کے صحرائے گلشن کی سیر

سے فراغت حاصل کر کے بادشاہ زادے کا کوچ مع لشکر طرف روم کے کروا کر میں روانہ پرستان کو ہوں گی ۔

یہ تمام ماجرا خط کا ملکہ نگار نے ملاحظہ کر کے حوالے مشتری کے کیا اور کہا ، ''اے مشتری ! بے سبب میری بے قراری نہ تھی اور خواب میرا جھوٹا نہ تھا ، لیکن الحمدللہ بہ‌خیر گزرا۔''

مشتری نے کہا ، ''اے بادشاہ زادی ! جو تقدیر میں ہے ، وہ ہو رہے ہے ؛ لیکن دیکھا اے بادشاہ زادی ! اُس موئے اختر سعید نکمے سے کچھ نہ ہوا ۔ بادشاہ زادے کے دشمنوں پر یہ حالت ہوئی اور وہ بہ آرام تمام لشکر میں رہا ؛ جب میں جانتی کہ اپنے تئیں غم سے بادشاہ زادے کے ہلاک کرتا ۔''

بادشاہ زادی نے کہا ، ''میرے بھائی اختر سعید کے حق میں یہ باتیں نہ کر ۔ اگر وہ اپنے تئیں ہلاک کر ڈالتا ، یہ تردد کون کرتا اور آسمان پری کو خط لکھ کر کون روانہ کرتا ؟''

یہ کہہ کر قلم دان و کاغذ طلب کر کے خط واسطے آسمان پری کے لکھ کر حوالے تیز رو پری زاد کے کیا ۔ تیز رو پری زاد خط کو لے کر روانہ طرف صحرائے گلشن کے ہوا ۔

داستان آں‌که رسیدن تیز رو پری زاد مع خط ملکہ نگار نزد بادشاہ زادہ شجاع‌الشمس و آسمان پری

راوی نے یوں روایت کی ہے ؛ جب سے آسمان پری نے ، شجاع‌الشمس نے خط واسطے ملکہ نگار کے بھیجا تھا ، انتظار جواب کا رکھتے تھے کہ یک مرتبہ علی‌الصباح گھڑی چار ایک دن چڑھے تیز رو پری زاد نے داخل بارگاہ سلیمانی کے ہو کر خط ملکہ نگار کا ہاتھ میں آسمان پری کے دیا ۔ آسمان پری نے خط کھول کر

پڑھنا شروع کیا ۔ مضمون اُس کا یہ تھا :
''اے بہینا آسمان پری !

خط فرحت نمط ملا ہوا خیر و عافیت اپنی کے مع احوال و سرگزشت شجاع الشمس کے ، یعنی قید میں آنا شجاع الشمس کا اور تمھارا آنا پرستان سے اور چھوٹنا شجاع الشمس کا قید سےشاہ پری کے تمھاری جستجو سے ، بھیجا تھا ، سو پہنچا ۔ دریافت کرنے خیر و عافیت کے سے کمال تشفی حاصل ہوئی اور اے بہینا آسمان پری ! یہ تمھارے احسان شجاع الشمس پر نہیں ہیں ، سر تا پا مجھ پر ہیں ۔ جب تک جیوں گی ، زبان تمھارے احسانوں کے شکر میں گویا رکھوں گی اور واللہ باللہ روز و شب جناب الٰہی میں یہی استدعا ہے کہ ملاقات جلد دوستوں کی باہم میسر کرے ۔ دیکھیے کب تلک یہ دعا ہماری حسن قبول پاوے ۔

باقی سب طرح مزاج ہمارا بہ خیر و عافیت ہے ۔ زیادہ سوائے اشتیاق کے کیا لکھا جائے ۔''

آسمان پری نے یہ خط ملکہ نگار کا ملاحظہ کر کے بادشاہ زادے کو دیا ۔ بادشاہ زادے نے بھی سر تا پا خط کو ملاحظہ کر کے خیر و عافیت سے ملکہ نگار کی خوشی خاطر حاصل کی ۔ بعد اس کے بادشاہ زادے نے آسمان پری سے کہا کہ اب یہاں سے ارادہ ہے کہ روانہ طرف سرحد روم کے ہوں ۔ آسمان پری نے کہا ، ''بہت مبارک ہے'' ۔

یہ کہہ کر داروغۂ فراش خانہ کو بلا کر حکم کیا کہ اسی وقت پیش خیمہ طرف سرحد روم کے روانہ کرو ۔ داروغۂ فراش خانہ نے اُسی وقت فراش خانے میں جا کر پیش خیمے کو بار کروا کر روانہ طرف سرحد روم کے کیا ۔ یہ خبر شاہ پری کو پہنچی ، وہیں سوار ہو کر آسمان پری کے پاس آئی اور کہا کہ اے بہینا

بیس ہزار فوج دیو زاد و پری زاد کی میری طرف سے بھی
بادشاہ زادے کے ساتھ اگر کیجیے، نہایت مناسب ہے۔ وہیں
شاہ پری نے سرداروں کو اُس فوج کے بلوا کر بادشاہ زادے کی
ملازمت کروا کر نذریں دلوائیں۔ اور اُن سرداروں سے شاہ پری نے
کہا کہ آج تلک تم میرے نوکر تھے اور میری بندگی میں حاضر
رہتے تھے اور اب تمہارے تئیں متعین بادشاہ زادے شجاع الشمس
کے کرتی ہوں۔ خبردار! بادشاہ زادے کی رکاب میں روز و شب
حاضر رہ کر بندگی اور جاں فشانی سے قصور نہ کرنا۔ اُن سبھوں
نے کہا، ”تابع دار امر کے ہیں، جو ہم سے بندگی اور غلامی
ہوسکے گی، قصور نہیں کرنے کے۔“

یہ شاہ پری نے سن کر اُن سرداروں کے تئیں خلعت دلوا کر
رخصت کیا اور کہا کہ اسی وقت مع افوج داخل لشکر کے ہو کر
گرد بارگاہ سلیمانی کے خیمہ کرو۔ ہر ایک سردار رخصت ہو کر
تمام اپنی فوج کو لا کر داخل لشکر کے ہوئے اور خیمے اپنے اپنے
متصل بارگاہ سلیمانی کے کیے۔

دوسرے دن علی الصباح نقارہ کوچ کا ہوا، آسمان پری نے
بادشاہ زادے سے رخصت پرستان کی چاہی۔ بادشاہ زادے نے
کہا، ”ایک بندوبست جزیروں کا جو تمہیں منظور تھا، سو الحمداللہ
تم نے جا کر کماحقہ بندوبست کیا اور جا بہ جا صوبے دار روانہ کیے۔
اب ایسا کیا کام ہے کہ دوبارہ طرف پرستان کے قصد ہے؟“

آسمان پری نے کہا، ”اے بادشاہ زادے! واقعی یوں ہے جو
تو نے کہا؛ بندوبست سے انفراغ کر کے در پے تیاری سر انجام
شادی کے تھی کہ عرضی اختر سعید کی تمہارے گم ہونے کی
پہنچی۔ یک مرتبہ بے حواس ہوکر تمام اسباب شادی کا جو
قدرے قلیل جمع کیا تھا، سب کے تئیں چھوڑ کر روانہ

صحرائے گلشن کے ہوئی ۔ سوائے اس کام کے اور کام مجھے نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسباب تمھاری شادی کا خاطر خواہ همراہ اپنے لے کر طرف روم کے پرستان سے روانہ ہوں گی ، بلکہ شاہ پری کو بھی همراہ اپنے لیتی آؤں گی ۔''

بادشاہ زادے نے کہا ، ''بہت بہتر ۔''

بعد اس کے آسمان پری نے شاہ پری کو کہلا بھیجا کہ اے بہینا ! شاہ زادۂ عالی قدر شجاع الشمس کا آج طرف روم کے کوچ کروا کر میں روانہ طرف پرستان کے ہوتی ہوں ۔ جلد اپنے تئیں پہنچائیے کہ بادشاہ زادے کو اور مجھے تمھارے ملنے کا انتظار ہے ۔

شاہ پری یہ احوال سنتے ہی جلد اپنے باغ سے سوار ہو کر داخل بارگاہ سلیمانی کے ہوئی ۔ دیکھتی کیا ہے کہ بادشاہ زادہ اور آسمان پری مستعد سفر ، کسے کسائے، رخت سفر کا پہنے بیٹھے ہیں اور سواریاں لگی ہوئی ہیں ۔ از بس کہ محبت بادشاہ زادے کی دل میں اس کے جگہ کر رہی تھی ، بے اختیار آنکھوں میں آنسو بھر لائی ۔ آسمان پری نے یہ احوال شاہ پری کا دیکھ کر پہلو میں بادشاہ زادے کے بٹھلا کر کہا کہ اے شاہ پری ! خاطر اپنی جمع رکھ ۔ اول بادشاہ زادہ تیرا ہے ، بعد ازاں میرا ہے ۔ شاہ پری نے کہا ، ''میرے دل میں دغدغہ بادشاہ زادے کی طرف سے بیش تر ہے کہ مبادا میری خطاؤں پر دھیان رکھ کر عاقبت کار مجھ سے بے وفائی کرے ۔''

آسمان پری چاہتی تھی کہ جواب اس کا شاہ پری کو دے ، بادشاہ زادے شجاع الشمس نے کہا ، '' اے شاہ پری ، خیال ایسی باتوں کا دل سے اپنے دور رکھ ۔ ہر ایک مخلوق سے خطا ہوتی آئی ہے ، علی الخصوص خطا پر عاشق کے معشوق کو اور خطا پر

معشوق کے عاشق کو مطلق لحاظ اور دھیان نہیں ہوتا ۔

قطعہ

صلح اور جنگ ہے باہم توام
گل جہاں واں ہی خار ہوتے ہیں
تجھ سے گو ہوگئی خطا پر ہم
کوئی بے زار یار ہوتے ہیں

ایضاً ، مصرع

درمیان جان جاناں ماجرائے رفت رفت

واللہ باللہ اے شاہ پری ! جس روز سے کہ تجھے میں نے دیکھا ہے ، بادۂ محبت سے تیرے مست و سرشار ہوں ۔ سب طرح سے میرے تئیں اپنا جان اور میری تیری محبت کی کفیل آسمان پری ہے ۔"

آسمان پری یہ سنتے ہی قہقہہ مار کر ہنسی اور بولی کہ اے بادشاہ زادے ! کٹناپا شاہ پری کا اور ملکہ نگر کا شاید میرے نصیبے میں لکھا تھا ۔ غرض کہ گرفتار تیرے دام محبت کے ہوں ؛ جو ناچ نچاوے گا ، ناچوں گی ۔ یہ کہہ کر شاہ پری سے کہا کہ اے بہینا شاہ پری ! جس طور کا تیرا کٹناپا مجھ سے ہوسکے گا ، قصور نہیں کرنے کی ۔ ادھر تیری خاطر کہ تو میرے عزیزوں میں ہے ، اُدھر بادشاہ زادے کی خاطر ۔ یہ کہہ کر بادشاہ زادے سے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! اس وقت ساعت سوار ہونے کی نہایت نیک ہے ۔

یہ سنتے ہی کلمہ خیر خواہی کا بادشاہ زادہ بارگاہ سلیمانی سے

برآمد ہو کر در دولت سرا پر آیا ۔ فیل سفید کسا کسایا جس کا هودج نقرے کا اور عماری مرصع کار طلا کی تھی اور سائبان و پردے اس کے سقرلاتی زربافت تھے ، حاضر ہے ۔ بادشاہ زادہ اختر سعید کو خواصی میں بٹھلا کر سوار ہوا اور اُدھر آسمان پری مع شاہ پری تخت ہوا دار پر سوار ہوئی اور جہاں تلک سوار و پیادہ دیو زاد و پری زاد کی قسم سے تھے ، باریاب مجرے کے ہو کر ، دو رستہ صفیں باندھ کر دست راست و دست چپ ہاتھی کے کھڑے ہوئے ۔ بادشاہ زادے سے آسمان پری نے اور شاہ پری نے بادیدۂ پر آب ہو کر کہا کہ اب تمھارے تئیں ہم نے سپرد حافظ حقیقی کے کیا ۔ خدا حافظ و ناصر تمھارا ۔ ہر ایک جا اور ہر ایک امر مشکل کار ہو ، اور اختر سعید سے بھی کہا کہ اے بھائی ! تجھے حوالے حق سبحانہ تعالیٰ کے کیا ، لیکن اے بھائی اختر سعید ! ہماری یاد سے غافل نہ ہونا اور بادشاہ زادے کو بھی ہماری یاد دلاتے رہنا ۔

اختر سعید نے سن کر کہا ”تمھاری عنایات اور مہربانیاں میرے اوپر اس قدر ہیں کہ دم بہ دم یاد دل سے میرے نہیں جانے کی اور اسی طرح بادشاہ زادے کو بھی رات دن تصور اور خیال تمھارا رہے گا اور جو مجھ سے یاد دہی ہوسکے گی ، قصور نہیں کرنے کا اور یاد دہی میری شاہ پری کی واسطے خدمت میں بادشاہ زادے کے احتیاج سے باہر ہے بلکہ اے آسمان پری ! تمھاری یاد سے ملکہ نگار کی یاد سے ، یاد شاہ پری کی زیادہ رہا کرے گی کہ سلوک شاہ پری کا بادشاہ زادے سے جو ظہور میں آیا ہے ، اظہر من الشمس ہے ۔“

یہ سنتے ہی آسمان پری نے کہا کہ اے بھائی ! یہ کون سا وقت ٹھٹھے بازی کا ہے ۔ اور شاہ پری کو اے بھائی تو نے زبان سے

بہن کہا ہے ، ایسی باتیں جو تو کیا کرے گا تو کاہے کو بادشاہ زادہ متوجہ شاہ پری کے احوال پر رہے گا ؟ اختر سعید نے کہا کہ اے بادشاہ زادی آسمان پری ! جو بات کہ حق تھی اور راست و درست تھی ، سو میں نے کہی -

یہ سنتے ہی شاہ پری نے کہا کہ اے بھائی اختر سعید ! تمھاری اس سچ کی باتوں کو آگ لگے - حق برادری یہی ہے جو اس وقت زبان سے نکالتے ہو ؟

بادشاہ زادے نے کہا کہ اے شاہ پری ! یہ کم بخت اختر سعید کا مزاج حد سے زیادہ ٹھٹھول ہے - اس کی باتوں پر جانا محض بے جا ہے - غائبانہ ہمیشہ تمھاری سفارش اور تمھاری چاہت بیان کیا کرتا ہے اور اب تمھارے رو بہ رو اس کی طرف سے اور میری طرف سے دل میں اپنے ملال نہ لانا :

قطعہ

کسی غیر کا مت کہا مانیو
محبت مری دل میں تو ٹھانیو
شب و روز واللہ اے شہ پری !
مجھے یاد میں اپنی تو جانیو

یہ اشعار تسکین بخش دل عاشقاں سن کر شاہ پری نہایت خوش ہوئی اور بولی ”اے بادشاہ زادے ! مجھے اپنی کمترین کنیزوں میں جان کر اکثر احوال خیریت کا اپنی لکھا کرنا ، جب تک کہ بہینا آسمان پری کے ساتھ آ کر مشرف تیرے دیدار سے ہوں - اور ایسی حرکت سیر و شکار کی تنہا ضلع میں پرستان کے نہ کرنا ، جب تلک آسمان پری داخل لشکر کے نہ ہو -

مصرع

چرا عاقل کند کارے کہ باز آرد پشیمانی

بادشاہ زادے نے کہا ، ''تا بہ مقدور یہ حرکت مجھ سے نہیں ہونے کی ۔ باقی نصیب و قسمت ہے ۔''

بعد اس کے آسمان پری طرف پرستان کے داغ مہجوری دل پر لیے ہوئے روانہ ہوئی اور شاہ پری طرف اپنے قصر کے اور بادشاہ زادہ مع لشکر دیو زادان و پری زادان طرف روم کے روانہ ہوا ۔

داستان آں کہ رسیدن بادشاہ زادہ در صحرائے ارم و رفتن بادشاہ زادہ در باغ آصف بن برخیا و ملاقات نمودن با ریحان پری و گرفتار شدن آں مع ریحان پری در دست جادوے سام جادوگر کہ مالک صحرائے ارم بود

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ بادشاہ زادہ مع لشکر ایک کوچ اور ایک مقام کرتا ہوا ایک جنگل میں پہنچا کہ نام اس جنگل کا صحرائے ارم تھا ۔ بادشاہ زادے کو آب و ہوا وہاں کی نہایت خوش آئی ۔ حکم مقام کا فرمایا ۔ بارگاہ سلیمانی ایستادہ ہوئی ۔ بادشاہ زادہ اور اختر سعید داخل بارگاہ کے ہوئے اور جتنے اہل لشکر تھے ، جا بہ جا اترتے گئے ۔ جب کہ دن آخر ہوا ، شام ہوئی ، جا بہ جا خیموں میں چراغ روشن ہوئے ، بادشاہ زادے نے اور اختر سعید نے نماز مغرب سے اور نماز عشا سے انفراغ پا کر خاصہ باہم نوش جان کیا ۔ چاہتے تھے کہ پلنگ خواب پر جا کر آنکھوں کو خواب سے آشنا کریں یعنی سکھ فرماویں ، آواز گانے

ئی اور بجانے کی آس صحرائے ارم کے دست چپ سے آنے لگی ۔ بادشاہ زادے نے سن کر کہا کہ اے بھائی اختر سعید ! کچھ تو نے بھی دریافت کیا کہ یہ آواز کہاں سے آتی ہے ؟

اختر سعید نے کہا ، ''اے بادشاہ زادے ! یہ آواز بڑی دیر سے میں سن رہا ہوں ، لیکن مطلق خیال میرا اس آواز پر نہیں کہ یہ ضلع پرستان کا ہے ۔ مالک یہاں کے دیو زاد و پری زاد ہیں ۔ ہمیں کیا کام ہے کہ ایسی آوازوں پر خیال کیجیے اور متوجہ ہوجیے ؟ ''

بادشاہ زادے نے کہا ''اے بھائی اختر سعید ! جو تو نے کہا واقعی سچ ہے لیکن عالم سفر میں جو عجائب و غرایب نظر آوے ، سیر اس کی ضروریات سے ہے ۔''

اختر سعید نے کہا ، ''اے بادشاہ زادے ! اسی طرح کی ایک سیر صحرائے گلشن میں کر کے گرفتار شاہ پری کے ہوئے تھے ۔ اگر آسان پری نہ ہوتی ، آپ کا وہاں سے تا قیامت چھوٹنا اور رہائی پانا امر محال تھا ۔''

بادشاہ زادے نے کہا ، ''اے بھائی اختر سعید ! کچھ ہو ، بدون سیر کیے ہوئے باز نہیں رہنے کا ۔''

ہر چند اختر سعید نے منع کرنے میں مبالغہ کیا ، بادشاہ زادے نے نہ مانا ۔ سپر اور نیمچہ ہاتھ میں لے کر بارگاہ سلیمانی سے باہر نکلا اور وہ آواز راگ و رنگ کی جدھر سے آتی تھی ، ادھر روانہ ہوا ۔ اختر سعید نے دیکھا ، خدا جانے کہ احوال بادشاہ زادے کا وہاں جانے پر کیا گزرے اور کیا صورت در پیش آوے ؟ یہ سوچ کر نیمچہ اور سپر آپ بھی ہاتھ میں لے کر بارگاہ سلیمانی سے نکل کر پیچھے پیچھے بادشاہ زادے کے مخفی روانہ ہوا ۔

تیر دو ایک پر دیکھتے کیا ہیں کہ اُس صحرائے ارم میں ایک باغ رشک گلزار ارم ہے اور اُس باغ میں ایک قصر عالی شان، نہایت مطبوع و دل کش بنا کیا ہوا حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کے وزیر کا ہے کہ نام اُس کا آصف بن برخیا تھا۔ اُس کے صحن میں ایک نمگیرہ باد لے کا موتیوں کی جھالر لگا ہوا ایستادہ ہے اور متصل نمگیرے کے ایک حوض لبریز بید و مشک سے ہے اور ہزاروں فوارے گرد اُس کے چھٹ رہے ہیں اور موسم ساون بھادوں کا سا پیدا ہے اور اُس نمگیرے میں کتنی ایک پری زادیں حور لقا جمع ہیں۔ اور ایک پری زاد ریحان پری نام مسند پر تکیہ لگائے ہوئے مشغول تماشائے راگ و رنگ کے ہے۔ بادشاہ زادہ داخل اُس باغ کے ہوا اور دور استادہ ہو کر، مخفی اُن پری زادوں کی نظر سے، سیر اُن کے حسن کی اور گانے بجانے کی کرنے لگا اور اختر سعید بھی دروازے سے باغ کے لگ کر مشغول سیر کا ہوا۔ بعد آدھی رات کے صحبت ناچ و رنگ کی موقوف ہوئی۔ جتنی پری زادیں ارباب نشاط کی قسم سے تھیں، پاؤں سے اپنے گھنگرو اُتار کر، طنبورے اور سارنگیاں ہاتھ سے رکھ کر موافق احکام ریحان پری کے قرینے سے بہ آداب تمام بیٹھیں۔ بکاول پری جو داروغۂ خاصہ تھی، اُن نے آن کر، دستر خوان بچھا کر، اقسام اقسام کے طعام لذیذ و نفیس اور میوجات پرستان کے قابوں میں بھر کر چنے۔ ریحان پری چاہتی تھی کہ ہاتھ قاب میں ڈالے، بو انسان کی اُس کی ناک میں گئی۔ ہاتھ کھانے سے اُٹھا کر خواصوں سے کہا کہ آج کوئی آدمی زاد مسافر وارد اس باغ میں ہے۔ خبر لو کہ وہ مہمان ہمارا ہے۔ یہ سنتے ہی سب پری زاد خواصیں مشغول جستجو کے ہوئیں۔ یک مرتبہ دیکھتی کیا ہیں کہ ایک جوان رعنا، خورشید لقا،

رشک حور سپر اور شمشیر ہاتھ میں لیے ہوئے اور پوشاک فاخرہ پہنے ہوئے چھپا ہوا ایک درخت کے سایے میں کھڑا ہے ۔ جتنی پری زادیں تھیں ، دیکھتے ہی حسن کو بادشاہ زادے کے بے اختیار ہوئیں ۔ چاہتی تھیں کہ غش کھا کر زمین پر گریں لیکن اپنے تئیں سنبھال کر بادشاہ زادے تلک آئیں اور کہا کہ اے آدمی زاد ! ہماری بادشاہ زادی ریحان پری نے تجھے یاد فرمایا ہے ، چل کر حاضر ہو ۔ بادشاہ زادے نے سوچا کہ اگر انکار کرتا ہوں ، خدا جانے کیا سلوک کریں ، سب طرح سے ہمراہ ان کے جانا بہتر ہے ۔ یہ سوچ کر ہمراہ اُنھوں کے ریحان پری تلک پہنچا ۔ ریحان پری نے ہاتھ بادشاہ زادے کا پکڑ کر برابر اپنے مسند کے بٹھلایا اور تکلیف باہم طعام نوش کرنے کی کی ۔ بادشاہ زادے نے ہر چند انکار کیا ، انکار پیش نہ گیا ۔ ریحان پری نے بہ زور کھانا ساتھ اپنے نوش جان کروایا ۔ بعد انفراغ طعام ریحان پری نے بادشاہ زادے سے بات چیت اختلاط کی شروع کی ۔ بادشاہ زادہ بھی لاچار ہوکر گفتگو میں آیا ، لیکن دغدغہ اور وسواس بادشاہ زادے کے دل میں اکثر آتا تھا کہ دیکھیے آخرکار ریحان پری کیا سلوک مجھ سے کرے ۔ اور یہ ماجرا اختلاط کا آن دونوں میں اختر سعید دروازہ باغ سے لگا ہوا دیکھتا تھا ۔ گھڑی دو ایک رات باقی رہی ہوگی کہ یک مرتبہ آواز مہیب اُس باغ سے پیدا ہوئی کہ اے پری زادو ! رات آخر ہوئی ، حکم ہے جادو سام کا کہ اپنی اپنی آنکھیں بند کرکے اپنے اپنے مکانوں پر سدھارو ۔ یہ آواز مہیب سنتے ہی آن پری زادوں نے گردنیں جھکا کر آنکھیں بند کیں ۔ بادشاہ زادہ چاہتا تھا کہ یہ احوال آن پری زادوں کا دیکھ کر وہاں سے اُٹھے اور برآمد باغ سے ہوکر روانہ طرف اپنے لشکر کے ہو ، ایک آواز دوسری مہیب ایسی

پیدا ہوئی کہ لرزہ جسم پر بادشاہ زادے کے پڑا کہ اے آدمی زاد ! تو بھی اپنی آنکھ بند کرکے روانہ اپنے مکان پر ہو ۔ بادشاہ زادے کے خیال میں گزرا کہ طریقہ مکان پر پہنچنے کا اس طلسم کی قوت سے یونہیں ہوگا ۔ یہ سوچ کر گردن اپنی جھکا کر آنکھیں بندکر لیں ۔ یک مرتبہ تن سے ہر ایک پری زاد کے مع ریحان پری اور تن سے بادشاہ زادے کے سر علیحدہ ہوکر ایک درخت جو متصل حوض کے تھا ، اُس میں اُڑ کر جا لگے اور پھلوں کی جگہ لٹکنے لگے اور جسم بے سر سب پری زادوں کے مع جسم بادشاہ زادہ فرش سے اُڑ کر خود بہ خود حوض میں گرے ۔ یک مرتبہ پانی حوض کا جوش میں آیا ۔ بعد اس کے حوض نظروں سے غائب ہوا ۔

اختر سعید یہ احوال بادشاہ زادے کا معاینہ کرکے زار و نزار رویا اور ہول میں آ کر ، گریبان چاک کرکے یہ دو شعر پڑھتا برآمد باغ سے ہوا :

قطعہ

فریاد ز دست فلک بے بنیاد
ہرگز گرہ بستۂ کس را نکشاد
ہر جا کہ دلے دید کہ داغے دارد
داغے دگرش بر سر آن داغ نہاد

بعد کئی ساعت کے با دل‌تفتہ اور جگر برشتہ داخل لشکر کے ہوکر بارگاہ سلیمانی میں آیا اور مثال غنچے کے سر کو گریبان میں فکر کے ڈالا اور دل میں کہنے لگا کہ پروردگارا ! عقدہ کشائی اس امر کی کیوں کر ظہور میں آوے گی ۔ سوائے

تیرے اُمید رهائی کی اس امر مشکل میں کسو سے نظر نہیں آتی ۔ تو ایسا کریم هے که حضرت یوسفؑ کو چاه زندان سے نجات دے کر بادشاهی مصر کی بخشی اور حضرت یونسؑ کو شکم سے ماهی کے نکال کر سرفراز سریر نبوت پر کیا اور کشتی حضرت نوحؑ کی طوفان سے بچا کر ساحل مقصود پر پهنچائی ۔ اگر شجاع‌الشمس کو بھی اس بلا سے نجات دے کر منزل مقصود پر پهنچاوے، تیری کریمیوں سے اور تیری عنایاتوں سے عجب نہیں هے ۔ اور یه دو شعر مناجات میں فی‌البدیه زبان پر لایا :

قطعه

دعا کو مری دے کے حسن قبول
کرم سے نه رکھیو تو اپنے ملول
پهنچ جلد فریاد کو اے اللہ!
به حق رسولؐ و هم آل رسول

از بس که اختر سعید نے به‌عجز و الحاح و خضوع و خشوع تمام التجا جناب احدیت میں کی تھی، مقرون به اجابت هوئی ۔ هاتف نے آواز دی که اے بندۂ خدا! تیری دعا اور التجا اُس سمیع الدعا نے قبول کی ۔ زنہار ملال کو دل میں راه نه دے ۔ بادشاه زاده شجاع‌الشمس بلاؤں سے نجات پاکر کامیاب اپنے مقصدوں پر هوگا ۔ تو چاهتا هے که بادشاه زاده اس بلا سے نجات پاکر منزل مقصود کو پهنچے، وه جو صندوقچه جو مادر دیوان نے گزرانا هے، با وضو هوکر اُسے کھول ۔ اُس صندوقچے میں سے ایک مرد پیر بر آمد هوکر عقده کشائی تیرے اس امر کی کرے گا ۔ یه سنتے هی آواز هاتف غیب کی سے اختر سعید مثال گل کے بالیده خاطر هوا

اور وہیں وضو کر کے صندوقچے کو جواہر خانے سے منگوا کر آگے دھرا۔ کنجی اُس صندوقچے کی منہ پر قفل کے بندھی تھی، اُسے کھول کر، اسم اعظم پڑھ کر منہ پر قفل کے لگایا۔ یک مرتبہ قفل کے کھلتے ہی خود بہ خود سر پوش صندوقچے کا اٹھا اور اس میں سے ایک مرد پیر، محاسن سفید، جبہ سبز پہنے ہوئے مندیل عربی سر پر دھرے ہوئے اور تسبیح و عصا ہاتھ میں لیے ہوئے برآمد اُس صندوقچے سے ہو کر سلام علیک اختر سعید سے کی اور کہا کہ اے بندۂ خدا! میرے تئیں اس وقت تکلیف دینے کا کیا باعث ہے؟ جلد بیان کر کہ حرج میرے تئیں طاعت الٰہی میں ہوتا ہے۔ اختر سعید نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے مرد پیر، مقبول بارگاہ اللہ، حلال مشکلات بے کساں، چار ساز بے چارگاں، دستگیر درماندگاں! بادشاہ زادہ شجاع الشمس جو مالک اس بارگاہ سلیمانی کا اور سردار اس دیوزاد اور پری زاد کی فوج کا ہے، اُس کے لیے اس گنہگار روسیاہ نے تصدیع دی ہے کہ وہ گرفتار رات سے بلائے عظیم کا ہے۔ امیدوار ہوں کہ اُس کے تئیں اس بلا سے نجات ہو۔ اس پیر مرد نے کہا، ”اے بندۂ خدا! اس صحرائے ارم کا مالک ایک شخص جادوگر خلقت سے آدمی زاد کی ہے اور نام اس کا جادوے سام ہے۔ جتنے دیو زاد و پری زاد رہنے والے اس صحرائے ارم کے ہیں، سب اس کے تابع فرمان کے ہیں۔ کیا مجال کہ کوئی دیو زاد و پری زاد عدول حکم میں اس کے کرے۔ احیاناً اگر کسی سے کسی نوع کی تقصیر ظہور میں آئے، اسی وقت وہ ملعون جادوے سام کئی ایک دانے ماش کے، جادو کے پڑھے ہوئے اُس پر مار کر جلا دیتا ہے کہ مطلق نام و نشان اس کا پردۂ زمین پر نہیں رہتا۔ اور وہ جو ریحان پری ہے، اس کی معشوقہ ہے، اس کے تئیں پروانگی باغ سے

نکلنے کی نہیں ہے ۔ تمام دن جسم اس کا حوض میں اور سر اس کا مع ہمراہیوں کے درخت پر جادو کی قوت سے رہتا ہے اور رات کو سر انھوں کے اپنے اپنے جسم پر لگ جاتے ہیں ۔ تمام رات انھوں کی زندگی راگ و رنگ میں گزرتی ہے اور صبح بہ دستور سابق احوال انھوں کا ہوتا ہے ۔ اور اے اختر سعید ! اسی کافر جادوگر کے جادو کی یہ تاثیر ہے ، جو اُس مجلس میں وارد ہو ، اس کا بھی احوال ریحان پری کا سا ہو جائے ، لیکن ہر فرعونے ، راموسائے ، واسطے رد کرنے سحر کے حق تعالیٰ نے اسم اعظم پیدا کیا ہے ۔ کیا مجال ہے جادو کی کہ رو بہ رو اسم اعظم کے ٹھہرے ۔ یہ اسم جو کنجی پر لکھا ہوا ہے ، اس کے تئیں ہر روز چالیس دن تلک جس درخت پر کہ سر بادشاہ زادے کا لٹکتا ہے ، اس درخت کے مقابل ہوکر ایک ہزار و ایک مرتبہ تصور اس سر کا کر کے دم کرنا ۔ بعد چالیس دن کے بادشاہ زادہ بہ ہیئت اصلی درست ہو کر صحیح سلامت تجھ سے ملاقات کرے گا ۔ لیکن اے اختر سعید ! جب تو اس باغ میں جا کر اسم پڑھنا شروع کرے خیال آن پری زادوں کے راگ و رنگ پر نہ لانا اور وہ پری زادیاں ناچ و رنگ سے فراغت کرنے نہ پاویں کہ تو ان سے پیش تر اسم اعظم کے پڑھنے سے انفراغ حاصل کرکے باغ سے برآمد ہو آوے ۔ یہ کہہ کر اس پیر مرد نے سلام و علیک کی اور غائب صندوقچے میں ہوا ۔ اختر سعید نے صندوقچے کو مقفل کرکے مع کنجی داخل جواہر خانے کے کیا اور منتظر دن کے آخر ہونے کا رہا کہ یک مرتبہ آفتاب روانہ طرف سرحد مغرب کے ہوا ، تاریکی شام کی پیدا ہوئی ۔ اختر سعید نے وضو کرکے نماز مغرب کی ادا کی اور مشغول درود و وظائف کا ہوا ۔ اس عرصے میں وقت نماز عشاء کا آیا ۔ نماز عشاء پڑھ کے ، کچھ قدرِ قلیل میوے کی قسم

سے کہا کر، تبدیل پوشاک کر کے، تسبیح سلیمانی با وضو ہاتھ میں
لے کر، برآمد بارگاہ سلیمانی سے ہوکر طرف اس باغ کے چلا۔
گھڑی دو چار کے عرصے میں داخل باغ کے ہوا۔ دیکھتا کیا
ہے کہ ریحان پری اور بادشاہ زادہ باہم ایک مسند پر بیٹھے ہوئے
تماشا پری زادوں کے رقص کا دیکھ رہے ہیں۔ اختر سعید نے
مطلق خیال ادھر نہ کیا۔ مقابل اس درخت کے بیٹھ کر، سایے
سے بچ کر، اسم اعظم پڑھ کر طرف اس درخت کے دم کرنا شروع
کیا۔ آدھی رات میں گھڑی چار ایک رات باقی تھی کہ
اختر سعید نے پڑھنے سے اسم اعظم کے فراغت حاصل کی اور
ریحان پری مع بادشاہ زادہ بہ دستور مشغول راگ و رنگ کے
تھے۔ اختر سعید نے موافق ارشاد اس مرد پیر کے اپنے تئیں اس
باغ سے باہر نکالا اور روانہ طرف لشکر کے ہوا۔ بعد کئی ساعت
کے داخل لشکر کے ہو کر بارگاہ سلیمانی میں پہنچا۔

قصہ مختصر، اختر سعید یونہیں باغ میں راتوں کو جا کر
اسم اعظم پڑھ کر چلا آتا تھا۔ جب کہ انتالیس راتیں آخر ہوئیں،
چالیسویں رات کو اختر سعید جی میں شاد شاد ہوکر طرف
باغ کے واسطے پڑھنے اسم اعظم کے چلا۔ جی میں کہتا تھا
کہ دیکھیے آج چالیسویں رات ہے، بادشاہ زادہ کیوں کر نجات
اس جادو سے پاوے۔ یہ سوچ کرتا تھا اور چلا جاتا تھا کہ
داخل باغ کے ہوا اور وہی صحبت راگ و رنگ کی دیکھی۔
اختر سعید نے مطلق خیال ان کے راگ و رنگ پر نہ کیا۔
مقابل اس درخت کے بیٹھ کر تسبیح سلیمانی پر اسم اعظم پڑھنا
شروع کیا۔ آدھا موافق تعداد کے اسم اعظم پڑھنے نہ پایا تھا
کہ آتش اس باغ سے بلند ہوئی۔ ہر ایک درخت نے جلنا شروع
کیا اور آواز الامان کی آنی شروع ہوئی۔ اختر سعید یہ احوال آتش

کا دیکھ کر ہول زدہ ہوا اور جلد جلد اسم اعظم پڑھنے لگا کہ یک مرتبہ اس درخت کو آگ لگی اور پانی حوض کا جوش میں آ کر خشک ہوا ۔ یک مرتبہ وہ پری زادیں مع ریحان پری اور بادشاہ زادے سمیت ، احوال باغ کے آگ لگنے کا اور اس درخت کے جلنے کا اور اس حوض کے خشک ہو جانے کا دیکھ کر نہایت تعجب میں آئیں اور سوچنے لگیں کہ یہ آواز الامان کی کدھر سے آتی ہے ، اس کا تفحص کیا چاہیے ۔ یہ کہہ کر بادشاہ زادہ اور ریحان پری وہاں سے اٹھ کر باغ میں پھرنے لگے ۔ ہر چند آتش کے شعلے سر بہ فلک ہوتے تھے ، لیکن گرمی اس آگ کی جسم پر بادشاہ زادے کے اور ریحان پری کے تاثیر نہ کرتی تھی ۔ یک مرتبہ پھرتے پھرتے بادشاہ زادہ مع ریحان پری وہاں پہنچا کہ جس جگہ اختر سعید آنکھیں بند کیے ہوئے مشغول پڑھنے میں اسم اعظم کے تھا ۔ بادشاہ زادے نے غور کرکے اختر سعید کو پہچانا اور جی میں کہنے لگا کہ اختر سعید کو میں ابھی بارگاہ سلیمانی میں چھوڑ آیا تھا ، وہ کیوں کر اس باغ میں آیا مگر کوئی دیوزاد اختر سعید کی صورت بنا کر فریب دینے کو اس باغ میں بیٹھا ہے ۔ یہ کہہ کر ادھر سے پھرا اور ادھر اختر سعید نے بھی اسم اعظم پڑھنے سے فراغت حاصل کرکے جی میں تحقیق جانا کہ اسم اعظم کی تاثیر سے جہاں تلک جادو اس باغ میں تھا ، جل کر خاکستر سیاہ ہوا ۔ بہ شادی تمام اس مکان سے اٹھا اور جس طرف شجاع الشمس اور ریحان پری تھے ، ادھر روانہ ہوا اور رو بہ رو ہوتے ہی بادشاہ زادے کو مجرا کیا ، بادشاہ زادے نے کہا ”اے اختر سعید ! ابھی میں تجھے بارگاہ سلیمانی میں چھوڑ آیا ، تھا تو یہاں کیوں کر آیا ؟“

اختر سعید نے کہا ، ”اے بادشاہ زادے ! اپنے تئیں ہوش

میں لا اور سمجھ کر بات کر ۔ تجھے چالیس دن ہوئے کہ اس باغ میں گرفتار جادو کا تھا ۔ چالیس دن میں اسم اعظم پڑھ کر تیرے تئیں اور ان سب پری زادوں کو نجات دی ہے ۔ جلد اس باغ سے نکل اور طرف اپنے لشکر کے روانہ ہو ۔ مالک اس باغ کا سام جادوگر ہے اور یہ جو ریحان پری ہے، اس کافر کے معشوقوں میں ہے ۔ مبادا سام جادوگر کو اس جادو کے برطرف ہونے کی خبر پہنچے ، جھنجھلا کر کوئی اور شعبدہ جادو کا روانہ طرف باغ کے کرے ، پھر اس وقت نکلنا یہاں سے مشکل ہو ۔ اب وقت یہاں کے رہنے کا نہیں ۔''

بادشاہ زادے نے کہا ''اے اختر سعید ! یہ جو باتیں تو کرتا ہے ، چالیس دن سے اسم اعظم اس باغ میں آ کر واسطے رفع جادو کے پڑھتا تھا ، سب خلاف قیاس اور خلاف عقل کے ہے ۔ میرے تئیں ہرگز یقین تیری باتوں کا نہیں ۔''

اختر سعید چاہتا تھا کہ در جواب اس کے جو کچھ اور بادشاہ زادے سے کہے ، ریحان پری نے کہا ، ''اے بادشاہ زادے ! اختر سعید سچ کہتا ہے ۔ یہ باغ تصرف میں جادوگر کے ہے اور میرے تئیں اس نے مبتلا جادو کا کر کے اس باغ میں رکھا ہے ۔ بعد چھ مہینے کے وہ کافر اس باغ میں آ کر پانچ سات دن رہ کر چلا جاتا ہے اور مجھ سے سوال اس کا ہمیشہ یہی ہے کہ اے ریحان پری ! تو مجھے قبول کر اور میرے مکان میں چل کر رہ ، ورنہ تیرے ساتھ بری طرح پیش آؤں گا ۔ غرض کہ اے بادشاہ زادے ! میں زنہار قبول نہیں کرتی ۔ در جواب اس کے یہی کہتی ہوں ، تجھ آدمی زاد سے مجھ پری زاد کو کیا نسبت ۔ مدتوں سے وہ میرے در پے ہے لیکن میری گفتگو اس سے یہی ہے جو تجھ سے میں نے بیان کی ۔ بہتر یوں ہے اے بادشاہ زادے !

جلد اس باغ سے نکل۔ بعد اس کے جو تدارک اس کا تجھ سے ہوسکے گا، عمل میں لانا اور میں تیری کمترین کنیزوں میں ہوں کہ تیرے باعث سے بعد بارہ برس کے اس موذی کے جادو سے نجات پائی ہے۔"

یہ احوال ریحان پری سے جب کہ بادشاہ زادے نے سنا، اختر سعید کی باتوں پر اور اسم اعظم کے پڑھنے پر یقین ہوا۔ وہیں اختر سعید کو گلے لگایا اور کہا کہ اے بھائی اختر سعید! واللہ باللہ مجھ پر یقین نہ تھا، معاف کرنا۔ یہ کہہ کر اختر سعید کا ہاتھ اور ریحان پری کا ہاتھ ہاتھ میں لے کر باتیں اختلاط کی کرتا ہوا باقی پری زادوں سمیت کہ خواصیں ریحان پری کی تھیں، ہمراہ لیے ہوئے برآمد باغ سے ہو کر روانہ طرف لشکر کے ہوا۔ بعد کئی دم کے مع ریحان پری و اختر سعید وغیرہ بارگاہ سلیمانی میں پہنچے۔ جب کہ صبح صادق نمود ہوئی اور آفتاب نے طلوع کیا، بادشاہ زادہ برآمد بارگاہ سے ہو کر، دیوان خاص میں آ کر کرسی زرین پر رونق افزا ہوا۔ جتنے سردار، دیوزاد، پری زاد کے تھے، آ کر باریاب مجرے کے ہوئے اور دست راست و دست چپ کرسی کے قرینہ بہ قرینہ کھڑے ہوتے گئے اور اختر سعید بھی مورچھل پرہما کے ہاتھ میں لے کر مشغول خواصی کا ہوا۔

راوی نے ایک روایت کی ہے، بادشاہ زادہ شجاع الشمس جس دن سے گرفتار جادو کا ہوا تھا اور اختر سعید ہمیشہ راتوں کو واسطے پڑھنے اسم اعظم کے باغ میں جایا کرتا تھا، دن کو سرداروں سے کہا کرتا تھا کہ نصیب اعدا مزاج بادشاہ زادے کا بہ سبب شداید سفر کے کسل مند ہے۔ جب کہ فی الجملہ مزاج بادشاہ زادے کا رو بہ صحت لاوے گا، غسل شفا کر کے روانہ طرف سرحد روم کے ہوگا اور جب تلک مزاج میں خلل عارضے کا

ہے ، تب تلک حکم لشکر کو مقام کا ہے ۔ یہ احوال کسل کا بادشاہ زادے کے تمام اہل لشکر سن کر متردد خاطر رہ کر دست بہ دعا رہتے تھے اور باہم کہا کرتے تھے کہ الٰہی ! جلد بادشاہ زادے شجاع الشمس کو شفاے کامل نصیب کر ۔ جب کہ بادشاہ زادہ بارگاہ سے برآمد ہوکر رونق افزا کرسی زرین پر ہوا ، سب سرداروں نے جانا کہ آج بادشاہ زادہ غسل صحت کرکے برآمد دیوان خاص میں ہوا ہے ۔ یہ سمجھ کر نذریں تہنیت میں غسل صحت کی گزرانیں ۔ بعد اس کے بادشاہ زادہ مع اختر سعید داخل بارگاہ کے ہوا ۔ ریحان پری کے ساتھ کی جو پری زادیں تھیں ، ان کے تئیں بادشاہ زادے نے حکم رقص کا فرمایا ۔ ہر ایک موافق احکام کے ساز و سرانجام رقص کا درست کر کے مشغول رقص کرنے کے اور گانے بجانے کے ہوئیں ۔ جب کہ وقت چاشت کا آیا ، صحبت راگ و رنگ کی موقوف کرکے بادشاہ زادے نے مع ریحان پری و اختر سعید خاصہ نوش جان کرکے علیحدہ علیحدہ خواب گاہ میں جا کر پلنگ خواب پر دراز ہوئے ۔ خواصیں واسطے چپی و پنکھے کے جا کر حاضر ہوئیں ۔ جب کہ وقت نماز ظہر کا آیا ، سب بیدار ہوتے گئے ۔ بادشاہ زادے اور اختر سعید نے نماز ظہر ادا کرکے مشغول وظیفہ کے ہوئے ۔ بعد کئی دم کے وظیفے سے انفراغ حاصل کرکے مسند پر جاکر بیٹھے ۔ بادشاہ زادے نے ریحان پری کو بلا کر پہلو میں بٹھلایا اور پوچھا کہ اے ریحان پری ! میرا ارادہ ہے کہ سام جادوگر کے تئیں مار کر رستہ صحراے ارم کا جادو سے پاک کروں ۔ جب تلک وہ ملعون جیتا رہے گا ، ہر ایک خلقت کو اس سے ایذا ہوا کرے گی ۔ پس اس کا مکان رہنے کا اگر تیرے تئیں معلوم ہے ، میرے تئیں اطلاع دے کہ وہاں مع فوج جا کر ، اس کے تئیں گھیر کر

جیتا امیر کر لاؤں ۔ ریحان پری نے کہا ، ''اے بادشاہ زادے ! یہاں سے ایک جزیرہ فاصلہ دو منزل کا رکھتا ہے ۔ نام اس جزیرے کا جزیرہ قلزم ہے ۔ اس جزیرے میں ایک پہاڑ سنگ خارا کا ہے ۔ اس میں بود و باش اس ملعون کی ہے ، لیکن اے بادشاہ زادے ! اس پر فتح پانا میرے نزدیک خلاف عقل کے ہے بڑے بڑے صاحب کمالوں نے ، سیفی خوانوں نے قوت سے دعوت کی چاہا کہ استیصال اس کا کریں ، ہرگز کسی سے آج تلک نہ ہوسکا ۔ اور یہ جو تو چاہے کہ فوج سے دیوزادوں کی اور پری زادوں کی اس پر ظفر یاب ہو ، ممکن نہیں ۔ جس دن وہ سامنے ہو کر ، کئی ایک دانے ماش کے ہاتھ میں لے کر ، اڑھائی انجر جادو کے پڑھ کر تمام لشکر پر مارے گا ، جتنے دیو زاد و پری زاد لشکر کے ہیں ، مسخ ہو کر کوئی کتا ، کوئی بلی ، کوئی گدھا ، کوئی خوک ، کوئی میمون ، کوئی خرس ، کوئی شیر ، کوئی ہرن ، کوئی پاڑھا ہو جائے گا ۔ غرض کہ ہر ایک علیحدہ علیحدہ حیوان کی صورت ہو کر نظر آوے گا ۔ پس اے بادشاہ زادے ! ایسے جادوگر سے مقابلہ کرنا میرے نزدیک نا مناسب ہے ۔ بہتر یوں ہے کہ اس کی سرحد سے علیحدہ ہو کر یہاں سے کوچ طرف سرحد روم کے کیجیے ۔'' بادشاہ زادے نے سن کر کہا کہ اے ریحان پری ! انشاء اللہ تعالیٰ اس ملعون کے تئیں قوت سے اسم اعظم کے برابر خاک کے کروں گا ۔ اور یہ ملعون نرگس جادو سے زیادہ نہ ہوگا ۔ پچاس ہزار جادوگرنیاں اس کے ہمراہ تھیں اور تمام صحرائے جادو اس کے جادو سے بھرا ہوا تھا ۔ اس جنگل میں مسافر کو راہ چلنا ، پانی پینا ، طعام کھانا ، درخت سایہ دار کے تلے بیٹھنا ، پھول یا پھل کسی درخت کا توڑنا نہایت دشوار تھا ۔ مدتوں سے رستہ اس کے ظلم سے مسدود تھا ۔

سو میں نے نرگس جادو کے تئیں مع پچاس ہزار جادو گرنیوں کے قوت سے اسم اعظم کی داخل جہنم کے کیا ۔ اگر میرا اقبال یاور ہے ، اس ملعون جادوے سام کے تئیں بھی مار کر سیر دوزخ کی کرواؤں گا ۔ یہ کہہ کر برآمد دیوان خاص میں ہوا اور داروغۂ فراش خانہ کو بلوا کر ارشاد کیا کہ اسی وقت پیش خیمہ رستہ تحقیق کر کے طرف جزیرۂ قلزم کے روانہ کرو ۔ داروغۂ فراش خانہ حسب الاحکام بادشاہ زادے کے فراش خانے میں آ کر رستہ تحقیق کر کے پیش خیمے کو ہاتھیوں پر بار کر کے کئی ہزار دیو زاد و پری زاد ہمراہ لے کر طرف جزیرۂ قلزم کے روانہ کیا ۔

داستان آں کہ روانہ شدن بادشاہ زادہ شجاع الشمس مع افواج دیو زادان و پری زادان بہ طرف جزیرہ قلزم برائے استیصال جادوے سام و کشتہ شدن آں از دست شجاع الشمس بہ‌قوت اسم اعظم

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جب کہ پیش خیمہ روانہ طرف جزیرۂ قلزم کے ہوا ، دوسرے دن بادشاہ زادہ مع لشکر کوچ کر کے داخل خیمے کے ہوا ۔ وہاں سے جزیرۂ قلزم فاصلہ ایک منزل کا رکھتا تھا ۔

اختر سعید نے بادشاہ زادے سے کہا کہ اے بادشاہ زادے ! آج البتہ خبر تیرے آنے کی بہ ارادۂ جنگ جادوے سام کو پہنچے گی ۔ مبادا وہ راتوں رات آ کر شب خون جادو کا لشکر پر مارے ۔ پس اس وقت فریاد رس ہمارا اور تمام لشکر کا کون ہوگا ؟ بہتر یوں ہے کہ ابھی سے دفعیہ اس کے جادو کا کیجیے کہ تمام اہل لشکر اس کے جادو سے حفظ و حمایت میں حافظ حقیقی کے رہیں ۔

بادشاہ زادے کے تئیں یہ کہنا اختر سعید کا کہ سر تا پا بھرا ہوا خیر خواہی سے تھا، نہایت خوش آیا ۔ وہیں گلے لگا کر کہا کہ اے بھائی ! تو نے خوب سوچا ۔ تیرے کہنے سے اس وقت چھڑی مادر دیوان کی گزرانی ہوئی یاد آئی ہے ۔ اس کے تئیں جلد جواہر خانے سے منگوا کر گرد لشکر کے حصار کھینچ اور تمام اہل لشکر کو حکم میرا پہنچا کہ خبردار ! جب تلک کہ مقام اس سرحد میں جزیرۂ قلزم کے ہے ، کوئی باہر اس حصار کے نہ ہووے ۔

اختر سعید نے موافق ارشاد کے چھڑی جواہر خانے سے منگوا کر باہر بارگاہ سلیمانی سے ہوا اور گرد لشکر کے جا کر حصار اس چھڑی سے کھینچا اور رہنے والوں سے لشکر کے کہا ، ”خبردار ! باہر حصار سے نہ ہونا ، جو کوئی کہ برخلاف اس احکام کے کرے گا ، یعنی حصار سے باہر نکلے گا ، جادو سے جادوے سام کے مسخ ہو جائے گا ۔“ ہر ایک اہل لشکر نے اختر سعید سے کہا کہ اے وزیر زادے ! بادشاہ زادے نے یہ کلمہ ہماری بہبودی اور زندگی کا ارشاد کیا ہے ، ہم ایسے بے عقل کیا ہوں گے کہ انحراف حکم سے شاہ زادے کے کریں گے ۔ اختر سعید یہ سن کر اُنھوں سے پھرا اور داخل بارگاہ سلیمانی کے ہوا اور بادشاہ زادے سے عرض کی کہ حسب‌الاحکام والا اس غلام نے گرد لشکر کے حصار کھینچ کر احکام اہل لشکر کو پہنچایا کہ جب تلک مقام لشکر کا اس سرحد میں جزیرۂ قلزم کی ہے ، کوئی باہر نہ نکلے ۔ ہر ایک نے یہ ارشاد حضور کا سن کر بعد تصدق و بلاگردان ہونے کے یہ عرض کی ہے : ”کیا مجال اور کیا طاقت ہے کہ حکم والا سے انحراف ظہور میں آوے ۔“ بادشاہ زادے نے اختر سعید کو گلے لگایا اور کہا : ع

''این کار از توآید و مردان چنیں کنند۔''

بعد اس کے بادشاہ زادے نے جواہر خانے سے صندوقچہ مادر دیوان کا گزرانا ہوا منگوایا اور اسم جو کنجی پر لکھا ہوا تھا، اسے پڑھ کر صندوقچے کو کھولا۔ بہ مجرد کھلنے صندوقچے کے مرد پیر بہ‌شکل نورانی محاسن سفید، جبہ و دستار سبز پہنے ہوئے، تسبیح سلیمانی اور عصا ہاتھ میں لیے ہوئے آدھا برآمد اس صندوقچے سے ہو کر سلام علیک بادشاہ زادے سے کی۔ بادشاہ زادے نے بہ‌آداب تمام جواب اس مرد پیر کے سلام علیک کا دیا۔ بعد اس کے مرد پیر نے کہا کہ اے بادشاہ زادے عالی قدر! کیا تیرے تئیں ایسی مہم عظیم در پیش آئی ھے کہ اس کی عقدہ کشائی کے لیے میرے تئیں اس وقت تکلیف تو نے دی ھے؟ بادشاہ زادے نے اس مرد پیر سے یہ سن کر دست بستہ ہو کر یوں عرض کی کہ حضرت روشن ضمیر ھیں، احتیاج عرض کی نہیں، لیکن تھوڑا سا عرض احوال کیا جاتا ھے کہ ارادہ اس غلام کا یہ ھے کہ اس جادوے سام کے تئیں مار کر داخل جہنم کروں، تا خلایق اس کی ایذا سے نجات پا کر رات دن شکر گزاری میری کیا کریں۔

اس مرد پیر نے کہا کہ اے بادشاہ زادے شجاع‌الشمس! خوب کیا جو تو نے یہ ارادہ اس گبر کے قتل کا کیا۔ تو نے کمر جو اس کار نیک پر باندھی ھے، حق تعالیٰ تیری محنت ضائع نہیں کرنے کا اور ھمیشہ تجھے مظفر و منصور رکھے گا۔ یہ کہہ کر عصا کو بادشاہ زادے کی طرف جھکایا اور کہا کہ اے بادشاہ زادے! جو اسم اعظم سر بر عصا کے لکھا ہوا ھے، اس کے تئیں یاد کر لے۔ جو ارادہ کر کے تو اس اسم اعظم کو پڑھے گا، معاً ظہور میں آوے گا۔

بادشاہ زادے نے اسم اعظم لکھا ہوا اس عصائے پر کا یاد

شکر کے عصا کو حوالے اُس مرد پیر کے کیا ۔ وہ مرد پیر سلام علیک کر کے غائب صندوقچے میں ہوا ۔ بادشاہ زادے نے صندوقچے کو بند کر کے داخل جواہر خانے کے کیا ۔

اب یہاں سے راوی نے یوں روایت کی ہے ، جس دن کہ اختر سعید ، بادشاہ زادے کو مع ریحان پری باغ سے لا کر داخل بارگاہ سلیمانی کے ہوا تھا ، اُسی دن خبر جادوے سام کو دیو جادو نے پہنچائی تھی کہ ایک آدمی زاد نے قوت سے جادو کی ریحان پری کو باغ سے نکال کر داخل لشکر کے ہوا ہے اور کئی ہزار دیو و پری زور جادو سے اُس کے رکاب میں ہیں ۔ یہ احوال سنتے ہی سام جادو نے کئی ہزار پتلی جادو کی بنا کر جزیرۂ قلزم سے دو کوس باہر نکلا تھا کہ یک مرتبہ دوسری مرتبہ خبر اُسے پہنچی کہ وہ آدمی زاد لشکر کو لیے ہوئے متصل جزیرے کے وہاں سے کوچ کر کے آ پڑا ہے ۔

جادوے سام نے یہ سن کر کہا کہ وہ آدمی زاد اپنے پاؤں سے چل کر رو بہ رو اجل کے آیا ہے ۔ آج رات کو ایک پتلا جادو کا بھیج کر مع لشکر اُس آدمی زاد کو نیست و نابود کروں گا ۔

یہ کہہ کر جادوے سام مشغول لات و منات کی پرستش کا ہوا ۔ جب کہ شام ہوئی اور گھڑی چار ایک رات گزری ، جادوے سام نے پتلے کو جادو کے آگے رکھ کر ماش پڑھ پڑھ مارنے شروع کیے ۔ مثل مشہور ہے کہ جادو بر حق ہے اور جادو کرنے والا کافر ہے ۔ یک مرتبہ وہ پتلا قوت سے جادو کی اُڑ کر طرف لشکر کے چلا چاہتا تھا کہ پہنچ کر اہل لشکر کو جادو سے اپنے ہلاک کرے ، قوت سے اُس حصار کی جو گرد لشکر کے اختر سعید نے کھینچ رکھا تھا ، پتلے کے تئیں وہ لکیر جو

گرد لشکر کے کھچی تھی ، حصار آهنی نظر آیا ۔ هر چند قوت کی داخل لشکر کے نه هوا ۔ لا چار وہ پتلا پھر کر پاس جادوے سام کے گیا اور احوال اپنے نه جا سکنے کا بیان کیا ، جادوے سام کے خیال میں گزرا که یه آدمی زاد بھی مقرر جادوگر ھے ، لیکن جادو میں میرا مقابله کرے ، کیا مجال ھے اور کیا طاقت ھے ۔ یه کہه کر چار پتلے آگے رکھے اور هر ایک کی پیشانی پر ٹیکا اپنی بائیں ران کے لھو کا دے کر ، گوگل و رانی و سندور پر کچھ پڑھ پڑھ کر جلانا آگ میں شروع کیا ۔ یک مرتبه وہ چاروں پتلے جنبش میں آئے اور منه اپنا اپنا پھیلا کر طرف لشکر کے اڑے ۔ قوت لشکر میں داخل ھونے کی ان پتلوں نے نه پائی ۔ لشکر کے باھر دو دو تیر آسمان پر بلند ھو کر ، کسی پتلے نے مینه جادو کا اور کسی پتلے نے انگارے جادو کے اور کسی نے اولے جادو کے برسانے شروع کیے ۔ اس شور و زور سے وہ پتلے مینه جادو کا اور آگ کا برساتے تھے که تمام اهل لشکر خوف میں آ کر حیرت زدہ ھوتے تھے اور کہتے تھے که یه مینه آگ کا آج تلک برستے نہیں دیکھا ۔ خدا جانے که یه کیا اسرار ھے اور عنایت الٰہی پر نظر کیجیے که یه مینه باھر باھر لشکر کے ھے ۔ خدا نه خواسته اگر یه مینه لشکر پر برسنا شروع کرے ، جیتا ایک نه بچے ، بلکه جل کر برابر خاکستر کے ھو ۔ سب اھل لشکر یونہی کہتے تھے اور خوف زدہ ھو کر پناہ حافظ حقیقی سے مانگتے تھے ۔ یک مرتبه بادشاہ زادے نے اور اختر سعید نے اور ریحان پری نے مینه برسنا آگ کا دیکھا اور خوف میں آئے که یک مرتبه ریحان پری کے خیال میں گزرا که یه سرحد جزیرۂ قلزم کی ھے ۔ خدا دروغ نه کرے ، یه مینه آگ کا سوائے جادو کے نہیں ھے ۔ یه سوچ کر بادشاہ زادے سے کہا که اے بادشاہ زادے! یه مینه آگ کا جادوے سام

ئے واسطے تباہ کرنے لشکر کے بھیجا ھے ۔ اگر کوئی اسم اعظم اس کے دفع کرنے کا یاد ھو ، جلد پڑھ کر اس مینہ کو بر طرف کر ، ورنہ مینہ رفتہ رفتہ لشکر میں پہنچ کر ، دور تجھ سے اور دور تیرے دوستوں سے ، تمام لشکر کو ھلاک کرے گا ۔ بادشاہ زادے نے یہ سنتے ھی وضو کرکے اسم اعظم پڑھ پڑھ کر طرف اس مینہ کے دم کرنا شروع کیا ۔ برکت سے اسم اعظم کی وہ مینہ جادو کا بر طرف ھوا اور وہ چاروں پتلے جادو کے جل کر خاکستر سیاہ ھوئے ۔ یہ خبر جادوے سام کو پہنچی ، چاروں پتلے اس آدمی زاد کے جادو سے جل کر خاک ھوئے ، مطلق جادو اس پر اور اس کے لشکر پر کارگر نہیں ھوتا ۔ یہ سنتے ھی جادوے سام غصے میں آیا اور جتنے پتلے جادو کے تھے ، ھمراہ لے کر طرف لشکر کے روانہ ھوا ۔ بعد کئی ایک دم کے متصل لشکر کے پہنچ کر ایک اژدھا جادو کا طرف لشکر کے روانہ کیا ۔ اس اژدھا نے بہ سبب حصار کے اھل لشکر پر دخل نہ پایا ۔ لشکر سے کئی ایک تیر دور کھڑے رہ کر منہ سے چار صندوق آتش بازی کے نکال کر طرف آسمان کے اڑائے ۔ وہ چاروں صندوق مثل ھوائی کے ھوائے آسمان پر پہنچے ۔ یک مرتبہ خود بہ خود وہ صندوق مشتعل ھوئے ۔ بعد مشتعل ھونے کے چاروں صندوق پھٹے ۔ ھر ایک صندوق سے ھزاروں دیو جادو کے منہ سے شعلے آگ کے نکالتے ھوئے ، شور کرتے ھوئے چار طرف پھیلے ۔ وہ شعلے مثال برق کے سوائے اھل لشکر کے ، جس درخت پر ، جس پہاڑ پر گرتے تھے ، سوائے خاکستر سیاہ کے نہ درخت نظر آتا تھا ، نہ پہاڑ نظر آتا تھا ۔ یہ طوفان آتش کا دیکھ کر کسی دیو کی اور کسی پری کی جان میں جان نہ تھی اور باھم یہی کہتے تھے کہ دیکھیے بادشاہ زادہ شجاع الشمس کیوں کر عہدہ برا اس کافر جادوے سام سے ھو ۔ لیکن

بادشاہ زادہ شجاع الشمس سوائے پڑھنے اسم اعظم کے کسی اور طرف دھیان نہ رکھتا تھا ۔ بعد چار گھڑی کے برکت سے اسم اعظم کے وہ سب پتلے جادو کے پانی ہو کر بہے اور شعلے بالکل موقوف ہوئے ۔ غرض کہ چار گھڑی رات سے پہر دن رہے تلک جادوے سام نے ہزاروں شعبدے جادو کے واسطے تباہ ہونے لشکر کے کیے ، حکم الٰہی سے برابر پر پشہ کے بھی اہل لشکر کو ضرر نہ پہنچا ۔ جادوے سام نے دیکھا کہ جادو میرا کارگر اس لشکر پر نہیں ہوتا ، قوت جادو سے صورت زاغ سیاہ کی بن کر آسمان پر اڑا اور وہاں سے چاہتا تھا کہ جزیرۂ قلزم میں جا کر قلعہ بند ہووے اور چند مدت لڑائی جادو کی رکھے ۔ بادشاہ زادے نے اسم اعظم پڑھتے پڑھتے نگاہ طرف آسمان کے کی ۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایک زاغ سیاہ ، تن و توش میں سیمرغ سے بھی زیادہ لشکر کو بہ چشم خشونت دیکھتا ہوا ، بولی کوے کی قاف قاف بولتا ہوا طرف جزیرۂ قلزم کے چلا جاتا ہے ۔ بادشاہ زادے نے عقل سے دریافت کیا ، شاید جادوے سام یہی ہو ۔ یہ دریافت کر کے مناجات جناب الٰہی میں اسم اعظم پڑھ کر کے کہ پروردگار ! اگر جادوے سام یہی ہے ، قوت سے تیرے اسم اعظم کی اشخاص عالم غیب ، کفش کاری اس ملعون کو کرتے ہوئے مجھ تلک پہنچاویں ۔ یہ مناجات بادشاہ زادے کی برکت سے اسم اعظم کے وہیں جناب الٰہی میں مقبول ہوئی ۔ یک مرتبہ دو شخص سیاہ پوش ، آنکھیں مشعل سی روشن ، سر تا پا جسم آدمی کا اور صورت شیر کی ، ہاتھوں میں کفش آہنی لیے ہوئے دست راست اور دست چپ اس زاغ کے حکم الٰہی سے پیدا ہو کر کفش مارتے ہوئے آسمان سے طرف زمین کے لائے ؛ یعنی بارگاہ سلیمانی میں لا کر رو بہ رو بادشاہ زادے کے کفشیں مارنی شروع کیں ۔ یک مرتبہ وہ

جادوے سام صورت آدمی کی بن کر توبہ توبہ ، عجز و الحاح و زاری تمام کرنے لگا اور رو کر پکارا کہ اے بادشاہ زادے ! میں نے جادو سے توبہ کی ، اسلام قبول کرتا ہوں ۔ واسطے پروردگار کے اور واسطے پیغمبر آخرالزمان کے میرے تئیں اس بلا سے نجات دے ۔ بادشاہ زادہ شجاع الشمس یہ منت و زاری دیکھ کر چاہتا تھا کہ اسم اعظم پڑھنا موقوف کرے اور اس کے تئیں ان دونوں سیاہ پوشوں سے نجات دلوا کر مشرف بہ اسلام کرے ۔ ہاتف غیب نے آواز دی کہ خبر دار اے بادشاہ زادے ! یہ ملعون چاہتا ھے کہ تیرے تئیں ایسی باتوں سے فریب دے کر پڑھنا اسم اعظم کا موقوف کروا دے ۔ بعد اس کے تیرے تئیں اور تیرے لشکر کے تئیں قوت جادو سے ھلاک کر لے ۔ بہتر یوں ھے ، یہ جو نیمچہ زھر کا بجھایا ھوا تیرے آگے دھرا ھے ، اسم اعظم اس پر پڑھ کر ، دور سے برھنہ کر کے اشارہ طرف اس ملعون کے کر ۔ بعد اس کے تماشا قدرت الٰہی کا دیکھ کہ کیا ھوتا ھے ؟ بادشاہ زادے نے یہ سنتے ھی آواز غیب کے ، نیمچے کو علم کر کے ، اسم اعظم پڑھ کر اشارہ طرف اس جادوے سام کے بہ خیال قتل شروع کیا ۔ تیسرا درجہ اشارہ کرنے کا نہ پہنچا تھا کہ یک مرتبہ خود بہ خود وہ ملعون مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ھوا ۔ بادشاہ زادے نے یہ احوال اپنی فتح پانے کا دیکھ کر کروڑوں سجدات شکر جناب الٰہی میں کیے اور پڑھنا اسم اعظم کا موقوف کیا ۔ اور وہ جو دونوں سیاہ پوش تھے ، بعد موقوف کرنے اسم اعظم کے نظروں سے غائب ھوئے ۔ ریحان پری اور اختر سعید اٹھ کر آداب و تسلیمات تہنیت میں اس فتح عظیم کے بجا لائے اور لاش اس ملعون جادوے سام کی خیمے سے اور لشکر سے باھر پھکوا کر طعمہ زاغ و زغن کا اور سگ و شغال کا کیا ۔ جتنے سرداران لشکر ، دیو زاد و پری زاد

کے تھے ، خدمت میں بادشاہ زادے کے حاضر ہو کر نذریں تہنیت میں فتح کے گزرانیں ، اور وہ ہر ایک یہ کمال دیکھ کر تصدق و بلا گردان بادشاہ زادے کے ہوئے - بعد اس کے بادشاہ زادے نے حکم کوچ کا فرمایا کہ آج اسی وقت کوچ کر کے جزیرۂ قلزم میں داخل ہوں گا - ہر ایک سردار نے عرض کی ، ''تابع دار حکم حضور کے ہیں -'' وہ سب رخصت ہو کر پالیں ، خیمے ، چوترکے اسپگیں بے چوبی قناطیں ، پردے ، چلونیں آتروا کر برتلوں پر ، چھکڑوں پر ، آونٹوں پر ، ہاتھیوں پر بار کروا کر مع بیروبنگاہ طرف جزیرۂ قلزم کے روانہ کی اور آپ مسلح و مکمل با ساز و یراق ، سوار گھوڑوں پر ، گینڈوں پر ہو کر دو رستہ صفیں باندھ کر استادہ ہوئے - بعد کئی ایک دم کے بادشاہ زادہ مع اختر سعید برآمد بارگاہ سلیمانی سے ہو کر فیل سفید پر سوار ہوا اور اختر سعید کے تئیں خواصی میں سرفراز کر کے حکم روانگی کا فرمایا - فیل کوہ پیکر ، فلک خرام ، بہ تجمل تمام روانہ طرف جزیرۂ قلزم کے ہوا اور فوج بھی دست راست و دست چپ رکاب ظفر انتساب میں بادشاہ زادے کی بہ شکوہ تمام چلی اور نقیب و بساول ہزاروں عصا سونے روپے کے ہاتھوں میں لیے ہوئے یوں اہتمام کرتے آگے بڑھے : جوانوں ، دلاورو ، سپاہیو ، سردارو ! ادب سے ، قاعدے سے ، تفاوت سے ، ملاحظہ سے ، باگیں لیے ہوئے قدم بہ قدم جائیو - غرض کہ بہ دستور شاہاں پیچھے فیل سواری کے جریب ماپتے جاتے تھے اور آگے اہتمام ہوتا جاتا تھا اور آگے آگے ماہی مراتب کے نوبت بجتی جاتی تھی اور ایک طرف سواری ریحان پری کی بھی بہ تجمل و شکوہ تمام روانہ تھی -

قصہ مختصر ، بادشاہ زادہ ، ریحان پری و اختر سعید مع فوج داخل جزیرۂ قلزم کے ہوئے - بعد اس کے ایک باغ عالی شان مطبوع و دل کش جو اس جزیرۂ قلزم میں تھا ، تیاری اس کی کروا کر

بادشاہ زادہ و اختر سعید مع ریحان پری جلوہ فرما ہوئے۔ بادشاہ زادے نے دوسرے دن علی‌الصباح رئیسوں کو اُس جزیرے کے بلوا کر تشفی و دلاسا دے کر رخصت کیا ۔ بادشاہ زادہ چاہتا تھا کہ داخل باغ کے ہو ، پرچہ اخبار کا نظر سے گزرا ۔ اُس میں یہ لکھا ہوا تھا ، ''یہاں سے یعنی شہر سے دو کوس آگے ایک پہاڑ سنگ خارا کا ہے ۔ اُس پہاڑ پر ایک قلعہ آہنی بنا کیا جادوے سام کا ہے ۔ اُس میں ہزاروں بت سونے روپے کے ، سر تا پا جواہر پوش ، ایک بت خانے میں ہیں اور کئی کروڑ روپے وہاں کے آتش کدوں میں ہیں ۔ جب سے کہ جادوے سام واصل جہنم ہوا ہے ، وہ قلعہ مع مال و متاع خالی پڑا ہے ۔ آج تلک قابض و تصرف اُس کا کوئی نہیں ۔'' یہ احوال پرزے کا دریافت کر کے پرزہ لیے ہوئے بادشاہ زادہ داخل باغ کے ہوا اور وہ پرزہ حوالے اختر سعید کے کر کے ارشاد فرمایا کہ تمام ضبطی اس قلعۂ آہنی کی ریحان پری کو معاف کی ۔ بہتر یوں ہے کہ ریحان پری کو ہمراہ لے جا کر ، تمام مال و اموال پر قابض و متصرف کروا کر اپنے تئیں جلد مجھ تلک پہنچا ۔

ریحان پری نے سن کر کہا ، ''اے بادشاہ زادے ! مال و اموال لے کر میں کیا کروں گی ۔ تو بر سر مہم عظیم ہے ۔ ارادہ سرحد روم کا رکھتا ہے ۔ بہتر یوں ہے کہ تمام مال ضبطی کا منگوا کر ، داخل خزانہ کے کر کہ یہ مال غازیوں کا ہے ، بر وقت کام آوے گا ۔''

بادشاہ زادے نے کہا ، ''اے ریحان پری ! میرے پاس خزانہ اس قدر ہے کہ اگر کروڑوں روپے سو برس تلک خرچ کروں تو بھی معلوم نہ ہووے کہ یہ خزانہ تصرف میں آیا یا نہیں ۔''

ریحان پری نے کہا ، ''اے بادشاہ زادے ! واللہ باللہ میرا جی

ہی چاہتا ہے کہ خزانہ ہفت اقلیم کا تصرف میں آوے اور سکہ تیرا ہفت اقلیم میں مثال ہفت اختر کے جاری ہو ۔ بادشاہ زادے نے کہا ، ''عنایت الٰہی سے اگر میں بادشاہ ہفت اقلیم کا ہوں اور سکہ میرا ساتوں اقلیم میں جاری ہو ، عجب نہیں ۔'' یہ کہہ کر اختر سعید کو اور ریحان پری کو طرف اُس کوہ سنگ خارا کے روانہ کیا ۔ بعد کئی ساعت کے اختر سعید اور ریحان پری اُس کوہ سنگ خارا پر پہنچ کر داخل قلعۂ آہنی کے ہوئے ۔ ہر ایک مکان کی سیر شروع کی ۔ سوائے زر سرخ کے اور زر سفید کے کوئی اور جنس نظر نہ آئی ۔ آگے بڑھ کر دیکھتے کیا ہیں ، ایک بت کدہ طلائی ، مرصع کار اور اُس میں ہزاروں بت سونے روپے کے زیور جواہر میں غرق ہیں ۔ اختر سعید اور ریحان پری یہ مال و دولت بےعدد و بے شمار دیکھ کر نہایت جی میں طرب انگیز ہوئے ۔ بعد اس کے اختر سعید نے کہا کہ اے ریحان پری مختار و مالک تو اس قلعے کی اور اس خزانے کی ہے ، جو تیرے مزاج میں آوے ، عمل میں لا ۔ اب تجھے قابض و متصرف کر کے خدمت میں بادشاہ زادے کی جاتا ہوں ۔

ریحان پری نے کہا ، ''اے اختر سعید ! یہ ممکن نہیں کہ بادشاہ زادے سے میں جدا ہو کر اس قلعے میں رہوں گی ۔ میرے تئیں خدمت میں بادشاہ زادے کے رہنا بہتر اس مال و دولت سے ہے ۔'' ہر چند اختر سعید نے مبالغہ کیا ، ریحان پری نے نہ مانا ۔ لاچار اختر سعید نے خزائن پر اور بت خانے پر تورا کرکے مع ریحان پری برآمد ہوا ۔ کئی سو دیو زاد و پری زاد واسطے نگہبانی اُس قلعے کے دروازوں پر متعین کرکے مع ریحان پری طرف لشکر کے چلا ۔ بعد کئی ساعت کے جزیرۂ قلزم میں پہنچ کر مشرف خدمت میں بادشاہ زادے کے ہوا اور جہاں تلک احوال

اُس قلعے کا تھا ، بیان کیا ۔ بادشاہ زادے نے کہا کہ اے ریحان پری ! اُس قلعے میں باعث نہ رہنے کا کیا ہے ؟

ریحان پری نے کہا ، ''اے بادشاہ زادے ! مجھے سوائے زیر قدم تیرے کے کسی اور مکان میں رہنا خوش نہیں آتا ۔'' بادشاہ زادے نے کہا ، ''اے ریحان پری ! جب تلک اس جزیرۂ قلزم میں میرا اتفاق رہنے کا ہے ، تیرا رہنا میرے پاس مضائقہ نہیں رکھتا ، لیکن جس روز کہ میں یہاں سے کوچ کرکے روانہ طرف سرحد روم کے ہوں گا ، تجھے مالک اس جزیرے کا کر کے جاؤں گا کہ ہمیشہ اس جزیرے میں رہ کر فرمانروائی کیا کرنا ۔''

ریحان پری نے کہا ، ''تابع دار حکم کی ہوں ۔''

قصہ مختصر ، بعد کئی دنوں کے ریحان پری کو خلعت اُس جزیرے کی حکومت کا دے کر ارشاد کیا کہ اے ریحان پری ! گاہ بہ گاہ احوال اپنی خیر و عافیت کا لکھ کر بعضے بعضے تحفے اس جزیرے کے بھیجا کرنا کہ باعث یاد آوری کا ہے ۔ یہ کہہ کر بادشاہ زادہ باہر برآمد ہو کر کرسی فلک پایہ پر جلوہ گر ہوا ۔ داروغۂ فراش خانہ کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ پیش خیمہ آج اسی وقت طرف سرحد روم کے روانہ کرو ۔ کل علی‌الصباح یہاں سے کوچ کرکے داخل خیمہ کے ہوں گا ۔ داروغۂ فراش خانہ نے یہ سن کر حسب الاحکام بادشاہ زادے کے پیش خیمہ طرف سرحد روم کے روانہ کیا ۔

داستان آن که روانه شدن بادشاه زاده شجاع الشمس مع افواج دیو زادان و پری زادان از جزیرۂ قلزم به ارادۂ سرحد روم و بیرون آمدن از ضلع پرستان و رسیدن بر سرحد آدمی زادان

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جب کہ بادشاہ زادے نے خلعت جزیرۂ قلزم کا ریحان پری کو دے کر پیش خیمے کو طرف سرحد روم کے روانہ کروایا ، دوسرے دن علی الصباح جتنی فوج رکاب کی تھی ، در دولت سرا پر آ کر حاضر ہوئی ۔ بادشاہ زادہ جس وقت کہ ریحان پری سے رخصت ہونے لگا ، ریحان پری زار و نزار رو کر بولی ، ''اے بادشاہ زادے ! تیرے تئیں حفظ و حمایت میں حافظ حقیقی کے سونپا ۔ بہ موجب تیرے احکام کے تجھ سے جدا ہو کر اس جزیرۂ قلزم میں رہنا اختیار کیا ہے ، ورنہ میں نے جی میں عہد کیا تھا کہ میں مثال سایے کے تیرے قدموں سے جدا نہ ہوں ، لیکن اے بادشاہ زادے ! جب کہ ایام شادی کا تیری ملکہ نگار سے قرار پاوے ، میرے تئیں پیش تر ایک مہینے سے بلوانا کہ لونڈی بھی واسطے کنیزی کے آ کر حاضر ہوگی ۔'' بادشاہ زادے نے کہا ، ''بہ چشم'' ۔

یہ کہہ کر بادشاہ زادہ مع اختر سعید باغ سے برآمد ہوا ۔ عملہ فعلہ سواری کا در دولت سرا پر تیار تھا ۔ بادشاہ زادے نے اختر سعید کو خواصی میں بٹھلا کر ہاتھی پر سوار ہوا اور فوج جتنی دیو زاد اور پری زاد کی تھی ، رکاب میں حاضر ہو کر دست راست و دست چپ روانہ ہوئی ، اور ہاتھی بادشاہ زادے کا نشۂ خوشی سے سرشار و مست جھومتا ہوا فوج میں بہ تجمل تمام چلا ۔

بادشاہ زادہ دور بین ہاتھ میں لیے ہوئے ہزار ہزار کوس کے جو درخت، جو پہاڑ دست راست و دست چپ تھے ، دور بین سے دیکھتا ہوا ، سیر کرتا ہوا ، دل کو شگفتہ کرتا ہوا چلا جاتا تھا ۔ پہر ایک دن نہ چڑھا تھا ۔ داخل خیمے کے ہوا ۔ خاصہ تیار تھا ، خاصہ نوش جان کر کے علیحدہ علیحدہ پلنگ خواب پر دراز ہو کر استراحت فرمایا ۔ جب کہ وقت نماز پیشیں کا آیا ، بادشاہ زادے نے بیدار ہو کر وضو کر کے نماز ظہر ادا کی اور مشغول وظیفے کے ہوئے ۔ بعد انفراغ وظیفے کے بادشاہ زادے نے اختر سعید سے کہا کہ اے بھائی اختر سعید ! جب سے خط ملکہ نگار کا آیا ہے ، تب سے اتفاق جواب لکھنے کا نہیں ہوا ۔ میرا دل چاہتا ہے کہ آج احوال خیر و عافیت کا اپنی اور آسمان پری کا لکھ کر طرف روم کے واسطے ملکہ نگار کے روانہ کروں ۔

اختر سعید نے کہا ، ''میری خاطر میں یوں گزرتا ہے ، جب تلک سرحد سے پرستان کی نہ نکلیں اور سرحد میں آدمی زادوں کی نہ پہنچیں ، تب تلک خط کے لکھنے میں وقفہ کیجیے کہ اس عرصے میں اور بھی سیر عجائب و غرائب کی کر کے تمام احوال ملکہ نگار کو لکھیے کہ باعث تعجب کا ہو ۔''

بادشاہ زادے کے تئیں یہ مشورہ اختر سعید کا پسند خاطر ہوا ۔ خط لکھنا موقوف کیا ۔ دوسرے دن علی‌الصباح پیش خیمہ پیش تر کو روانہ کیا ۔ غرض کہ ایک کوچ ایک مقام کرتے ہوئے سرحد سے پرستان کی نکل کر سرحد میں غزنین و غور کے پہنچے ۔ ہر ایک رئیس آ کر مشرف ملازمت سے بادشاہ زادے کی ہوتے گئے ۔ بادشاہ زادے نے ہر ایک کو تشریف خلعت سے سرفراز کر کے سلسلے میں ملازمان خاص کے جگہ دی ۔ غرض کہ غزنین و غور میں دو مہینے تلک مقام فرما کر ساکنان شہر خرزان و

چاچ و کاشغر و بلخ و بخارا و هندوستان و کابل و زنگبار ، ایران و توران ، ایلان و ایلاق و طوس و اسکندریہ و قسطنطنیہ و ایجاز و روس و افرنجہ و مصر کو لاکھوں روپے بہ طریق مساعدہ بھجوا کر طلب کیا اور ہر ایک کا موافق مراتب کے منصب و آلوفا مقرر کر کے سرفراز رکاب ظفر انتساب کا کیا ۔ جب کہ یہ فوج جمع ہوچکی ، از روے موجودات کے بخشی فوج نے تعداد یکہ تازان فوج کی عرض کی کہ اے بادشاہ زادۂ عالم و عالمیان ! نو لاکھ سے زیادہ سوائے فوج پری زاد و دیو زاد کے ، رکاب معلیٰ میں فوج آدمی زادوں کی داخل ملازمان خاص ہو کر حاضر ہے ۔

بیت

برون از دلیران ِ مفرد سوار
ز نہ صد ہزار آمد اندر شمار

بادشاہ زادہ یہ مجمع فوج کا ہمراہ اپنے سن کر نہایت جی میں شاد و مسرور ہوا اور اختر سعید کے تئیں کہا ، "اے بھائی اختر سعید ! یہاں سے کل ارادہ میرا طرف روم کے ہے ۔ احکام سرداروں کو آدمی زاد کے پہنچا کہ پرے ہر ایک اپنے باندھ کر دو رستہ با ساز و یراق سواری میں حاضر ہوں ۔ اختر سعید نے یہ احکام انھوں کو پہنچا کر عرض کی کہ حکم حضور سرداران فوج کو پہنچایا گیا ۔ حسب الارشاد کے عمل میں لاویں گے ۔

بادشاہ زادے نے یہ سن کر اختر سعید سے کہا کہ جی میں اب آتا ہے کہ یہاں سے خط آسمان پری کو طرف پرستان اور ایک خط واسطے شاہ پری کے اور ایک خط ملکہ نگار کو اپنی خیر و عافیت کا لکھ کر طرف روم کے روانہ کیجیے ۔ اختر سعید نے

عرض کی، ''جو مزاج مبارک میں اس وقت گزرا ہے ، عین مصلحت اور مناسب ہے ۔'' بادشاہ زادے نے قلم دان طلب کر کے خط لکھنے شروع کیے ۔ دو خط لکھ کر اپنی خیر و عافیت کے علیحدہ علیحدہ واسطے آسمان پری کے اور شاہ پری کے طرف پرستان کے روانہ کیے ۔ بعد اس کے خط لکھنا واسطے ملکہ نگار کے شروع کیا ، جس کا مضمون یہ تھا :

''اے گل نو خاستۂ چمنستان محبت ، و اے سرو پیراستۂ باغ یگانگت ، و اے شمع بزم عشاقاں و اے ضیاے محفل مشتاقاں ہم دم ، رشک مہوشان عالم ، ملکہ دوراں !

حفظ و حمایت میں حافظ حقیقی کی رہ کے ، بعد تمنائے دیدار کے اور اشتیاق ملاقات کے خدمت عالیہ میں ظاہر ہوجیو ۔ تم نے اشتیاق نامہ پیش ازیں جو بھیجا تھا ، پہنچا ۔ دریافت کرنے سے تمھاری صحت مزاج کے کمال سرور و خوشی خاطر اس سوختۂ آتش فراق کو حاصل ہوئی ۔ حق تعالیٰ اس یاد فرمائی محبت کے تئیں مسند ناز پر باعیش و نشاط تا قیامت جلوہ فرما رکھیو ۔ تھوڑا سا احوال اپنا مجمل خدمت میں عرض کیا جاتا ہے ۔

صحراے گلشن سے آسمان پری کو طرف پرستان کے رخصت کر کے اور شاہ پری کو باغ میں صحراے گلشن کے چھوڑ کر بہ تشنۂ دیدار روانہ طرف سرحد روم کے ہوا ۔ ایک کوچ ایک مقام کرتا ہوا بعد ایک مہینے کے صحراے ارم میں پہنچا ۔ از بس کہ سواد صحراے ارم کا نہایت دل چسپ تھا ، خاطر میں گزرا کہ دو چار دن یہاں مقام کر کے روانہ پیش تر کو ہوجیے ۔ بارگاہ سلیمانی اس صحراے ارم میں استادہ کروا کے یہ جاں نثار داخل اس بارگاہ کے ہوا ۔ تمام فوج دیو زاد و پری زاد کی قرینے سے گرد بہ گرد خیمے کے آترتی گئی ۔ جب کہ چار گھڑی

رات گزری ، چاهتا تها که پلنگ خواب پر دراز هو کر استراحت کروں ، آواز راگ و رنگ کی ایک طرف سے آنی شروع هوئی ۔ بے اختیار جی نے چاها که احوال اس آواز کا دریافت کیجیے ۔ اختر سعید نے هر چند منع کیا ، اس کشتۂ داغ فراق نے نه مانا ۔ روانه طرف اس آواز کے هوا ۔ بعد ایک دم کے ایک باغ نظر آیا ۔ اُس میں داخل هو کر ایک درخت کے سایے میں چهپ کر کے دیکهتا کیا هوں ، صحن میں اس کے ایک نمگیره کهڑا هوا هے ۔ اُس میں کئی ایک پری زادیں باهم مشغول راگ و رنگ کی هیں اور سردار اُن پری زادوں کی ریحان پری نام مسند پر بیٹهی هوئی تماشا رقص کا دیکهتی هے ۔ بعد نصف شب کے صحبت راگ و رنگ کی موقوف هوئی ، دسترخوان بچها اور اقسام اقسام کے طعام چنے گئے ۔ ریحان پری چاهتی تهی که طعام کهانا شروع کرے ، یک مرتبه بو آدمی زاد کی دماغ میں اُس کے گئی ۔ هاتھ کهانے سے کهینچا اور کہا که خبر لو ، کوئی آدمی زاد مقرر اس باغ میں هے ۔ یه اُس کے کہتے هی سب پری زاد خواصیں باغ میں جستجو کرنے لگیں ۔ جس جگه که میں کهڑا تها ، وهاں آ کر اُنهوں نے مجھ سے کہا که اے آدم زاد ! هماری بادشاه زادی ریحان پری تیرے تئیں یاد کرتی هے ۔ به مجرد ان کے یه کہنے کے همراه اُن کے هوا ۔ ریحان پری نے واسطے تعظیم کے اُٹھ کر میرے تئیں برابر پہلو کے بٹهلا کر شریک طعام کهانے کا کیا ۔ لیکن جس وقت که بارگاه سلیمانی سے برآمد هو کر داخل اُس باغ کے هوا تها ، اختر سعید پیچهے پیچهے میرے مخفی هو کر دروازے سے اُس باغ کے لگ کر یه احوال میرا دیکهتا تها ۔

قصه مختصر ، جب که کهانے سے سبهوں نے هاتھ کهینچا اور هاتھ دهو کر به دستور بیٹهتے گئے ، ایک آواز مهیب پیدا هوئی

کہ تم سب گردنیں جھکا کر آنکھیں بند کر لو کہ تمھارے تئیں تمھارے مکانوں پر پہنچایا جائے ۔ ہر ایک نے آنکھیں بند کر لیں ، لیکن میں نے آنکھ بند نہ کی ۔ دوسری آواز مہیب پیدا ہوئی کہ اے آدمی زاد ! تو بھی اگر اپنے مکان پر پہنچنا چاہتا ہے ، آنکھ اپنی بند کرلے ۔ یہ آواز سنتے ہی خیال میں گزرا کہ شاید یہ مقام طلسم کا ہے ۔ ہر ایک کو اس طور سے اپنے مکان پر اہل کاران طلسم پہنچا دیتے ہوں گے ۔ یہ سوچ کر میں نے بھی آنکھ بند کر لی ۔ یک مرتبہ خود بہ خود گردنوں پر سے سر سبھوں کے علیحدہ ہوئے ۔ جسم بے سر سبھوں کے ایک حوض میں کہ متصل اُس نمگیرے کے تھا ، جا پڑے اور سر سبھوں کے میرے سر سمیت اُڑ کر ایک درخت سے جا لگے اور جگہ پھلوں کی ہر شاخ میں اُس درخت کے لٹکنے لگے ۔ اختر سعید یہ احوال میرا اُن پری زادوں سمیت دیکھ کر زار و نزاز روتا ہوا وہاں سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی کے ہوا اور دریائے فکر میں شناوری کرنے لگا ۔ آواز غیب سے ہوئی کہ اے اختر سعید ! اگر تو چاہتا ہے کہ بادشاہ زادہ تجھ سے صحیح و سلامت ملے اور اس بلا سے نجات پاوے ، وہ جو صندوقچہ مادر دیوان کا گزرانا ہوا ہے ، اُسے کھول کر سیر قدرت الٰہی کی کر ۔ جو وہاں سے تجھے معلوم ہو ، عمل میں لا ۔ اختر سعید نے موافق ارشاد آواز غیب کے صندوقچے کو منگوا کر کھولا ۔ اُس میں سے ایک مرد پیر پیدا ہوا اور بولا کہ تیرا بادشاہ زادہ گرفتار جادوے سام کے جادو کا ہوا ہے ۔ یہ جو اسم اعظم ہے ، اس کے تئیں یاد کر کے ہر شب اکتالیس ہزار مرتبہ رو بہ رو اُس درخت کے سایے سے بچ کر ، اسم کو پڑھا کرنا اور چلے آیا کرنا ۔

قصہ کوتاہ ، اختر سعید نے وہ اسم پڑھنا شروع کیا اور مجھ

پر واردات اور آن پری زادوں پر ہمیشہ بہ دستور ہوا کرتا تھا ۔ چار گھڑی رات جس وقت کہ جاتی تھی ، دھڑ سبھوں کے حوض سے نکل کر نمگیرے میں آ پڑتے تھے اور سر سبھوں کے اُس درخت سے علیحدہ ہو کر اپنے اپنے جسم پر آ لگتے تھے ۔ بعد اس احوال کے ہم سب زندہ ہو کر مشغول سیر و تماشے کے ہوتے تھے ۔ بعد انفراغ طعام سر سبھوں کے بہ دستور درخت پر جا لگتے تھے اور دھڑ حوض میں جا پڑتے تھے ۔ جب چالیسویں رات شروع ہوئی ، اختر سعید نے اسم پڑھتے پڑھتے دیکھتا کیا ہے کہ تمام باغ میں آگ لگ رہی ہے اور آواز الامان کی چار طرف سے بلند ہے اور جس درخت میں سر لٹکا کرتے تھے ، اُس درخت میں بھی ایسی آگ لگی کہ وہ بھی جل کر خاک سیاہ ہوا ۔ یک مرتبہ میں اور ریحان پری یہ احوال آگ کا دیکھ کر گھبرا کر اُٹھے ۔ دیکھتے کیا ہیں کہ اختر سعید بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا ہے ۔ میں نے چاہا کہ کچھ اختر سعید سے کہوں ، وہیں خیال میں گزرا کہ ابھی اختر سعید کو بارگاہ سلیمانی میں چھوڑ کر آیا ہوں ، وہ کیوں کر اس باغ میں آیا ۔ شاید کوئی دیو میرے فریب دینے کو اختر سعید کی صورت بن کر آیا ہے ، مبادا یہ فریب مجھے دیوے ۔ میں دیکھ کر اختر سعید کو پھرا اور متوجہ اس طرف کا ہوا ۔ اتنے میں اختر سعید نے پڑھنے سے اسم کے فراغ حاصل کیا اور آگ لگنے سے اور اُس درخت کے جل جانے سے یقین کامل ہوا کہ بادشاہ زادے پر سے اور پری زادوں پر سے جادو بر طرف ہوا ۔ بہ خوشی تمام میرے رو بہ رو آ کر مجرا کیا اور کہا ، ”اے بادشاہ زادے ! جلد اس باغ سے نکل ، یہ مقام جادوے سام کا ہے ، تو چالیس دن سے مبتلا جادو کا تھا ۔ میں نے چالیس دن اسم اعظم پڑھ کر تیرے تئیں اس بلا سے نجات دی ہے ۔ میں نے اس بات کو اختر سعید کی

مبالغه جانا ۔ ریحان پری نے کہا ، ''اے بادشاہ زادے ! اختر سعید جو عرض کرتا ھے ، سر تا پا راست ھے ۔ بہتر یوں ھے کہ اس باغ سے نکلیے ، مبادا جادوے سام اطلاع پا کر کوئی اور شعبدہ جادو کا کر کے ھمارے تئیں مبتلا بلا کا کرے ۔'' یہ شاھدی ریحان پری سے سن کر میں نے اختر سعید کو تحسین و آفرین کر کے گلے لگایا اور باغ سے نکل کر مع ریحان پری داخل بارگاہ سلیمانی کے ھوا ۔

اے بادشاہ زادی ملکہ نگار ! قصہ اس احوال کا نہایت طول و طویل ھے ، کہاں تلک تیری خدمت میں لکھوں ۔ مکان اس ملعون جادوے سام کا جزیرۂ قلزم میں تھا ۔ اس کشتۂ تیغ فراق نے قصد اس کے استیصال کا کر کے طرف جزیرۂ قلزم کے کوچ کیا ۔ جب کہ قریب اس جزیرۂ قلزم کے مقام لشکر کا ھوا ، اس ملعون نے مقابلہ کرکے ھزاروں شعبدے جادو کے کیے ، گاھے مینہ آگ کا برسایا اور گاھے اژدھے جادو کے اور پتلے جادو کے بنا کر طرف لشکر کے روانہ کیے ۔ از بس کہ اقبال میرا غالب تھا ، قوت سے اسم اعظم کی آخر کار وہ ملعون اسیر ھوا اور واصل جہنم ھوا ۔ جزیرۂ قلزم جو مکان اس کافر کے رھنے کا تھا ، ریحان پری کو دے کر ایک کوچ ایک مقام کرتا ھوا سرحد سے پرستان کی نکل کر ، سرحد میں آدمی زادوں کی یعنی مملکت میں غزنیں و غور کی پہنچ کر ، کئی لاکھ فوج نوکر رکھ کر وھاں سے ایک کوچ ایک مقام کرتا ھوا قریب ھے کہ داخل سرحد روم کے ھوں ۔

بیت

ملنے کو اشتیاق میں آتے ھیں ھم چلے
امید ھے کہ آ لگیں جلدی ترے گلے

اے بادشاہ زادی ملکہ نگار ! تیرے سودائے عشق میں لاکھوں

بلائیں اور کروڑوں آفتوں سے بچ کر صحیح و سلامت یہاں تلک، تو پہنچا ہوں ۔

مصرع

آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

اور بھائی اختر سعید بہ خیریت تمام میری بندگی میں حاضر ہے ۔ عرض کورنش آس کی طرف سے قبول ہوجیو اور مشتری کو بھی سلام اشتیاق اختر سعید کا پہنچانا جملہ ضروریات سے ہے ، اور احوال مشتری کی بھی خیر و عافیت کا اگر واسطے اختر سعید کے لکھیے گا ، عین مہربانی و نوازش ہوگی کہ احوال اختر سعید کا عشق میں اور فراق میں مشتری کے نہایت تباہ ہے ۔

زیادہ سوائے اشتیاق کے کیا لکھا جائے ۔''

یہ لکھ کر اشتیاق نامہ سر بہ مہر حوالے تیز رو پری کے کیا اور کہا کہ جلد جواب اس اشتیاق نامے کا ملکہ نگار سے حصول کرکے لا ۔ تیز رو پری نے خط کو لے کر سر سے باندھا اور پرواز کرکے روانہ طرف روم کے ہوئی ۔

داستان آں کہ رسیدن تیزرو پری مع نامہ شجاع الشمس نزد بادشاہ زادی ملکہ نگار و خوش نودی حاصل نمودن ملکہ نگار از دیدن نامہ آں یگانہ عاشقی یعنی شجاع الشمس

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جب سے بادشاہ زادی ملکہ نگار نے خط واسطے بادشاہ زادے شجاع الشمس کے صحرائے گلشن میں

بھیجا تھا اور بادشاہ زادے شجاع الشمس نے بھیجنے میں جواب کے وقفہ کیا تھا ، تب سے بادشاہ زادی ملکہ نگار کو نہایت تشویش اور تردد لاحق حال تھا ۔ اکثر بادشاہ زادی ملکہ نگر مشتری سے اس طور کا ذکر کیا کرتی تھی کہ اے مشتری وزیر زادی ! بادشاہ زادے کو ایک پچ سی میرے عشق کی پڑ گئی ہے کہ گاہ بے گاہ خط و کتابت کا سلسلہ جنبش میں رکھتا ہے ، ورنہ عشق ذاتی اس کو مجھ سے نظر نہیں آتا ، مگر پری زادوں سے اس کے تئیں کمال انس و محبت ہے ۔

مشتری در جواب بادشاہ زادی کے کہتی تھی ، ''اے بادشاہ زادی ! گستاخی میری معاف ، یہ سب باتیں تیری غلط ہیں اور سر تا پا یہ تیرا خیال باطل ہے ۔ شجاع الشمس کے تئیں اگر تیری چاہت نہ ہوتی اور گرفتار تیرے دام عشق کا نہ ہوتا ، اپنے تئیں اس طور کی بلاؤں میں نہ ڈالتا اور شاہ پری کی قید قبول نہ کرتا ۔ اسی کے ساتھ مشغول ہو کر زندگانی عیش و عشرت میں بسر لے جاتا ۔ اور اس نہ پہنچنے سے خط کے نقصان اور حرف محبت میں اس کی نہیں آتا ۔''

بادشاہ زادی نے کہا ، ''اے مشتری ! میری باتوں پر نہ جا ، اضطرار سے عشق کے لاچار ہوں ۔ جب تلک کہ شجاع الشمس کا خط مجھ تلک نہیں پہنچے گا ، ہزاروں ایسے اندیشے باطل باطل میرے دل میں گزرا کریں گے ۔''

ایک دن یونہیں بادشاہ زادی و مشتری مذکور شجاع الشمس کا باہم بیٹھی ہوئی کر رہی تھیں کہ تیز رو پری نے خط بادشاہ زادے کا نظروں سے غائب ہو کر گود میں بادشاہ زادی کے ڈالا ۔ بادشاہ زادی از بس کہ مشغول باتوں میں تھی ، دھیان خط پر نہ کیا ۔ مشتری نے نگاہ بادشاہ زادی کی گود پر کی ۔

دیکھتی کیا ہے کہ کچھ خط سا پڑا ہے - یقین خاطر ہوا یہ خط شجاع الشمس کا کوئی پری زاد لایا ہے - بے اختیار خوش ہو کر بادشاہ زادی سے کہا کہ اے بادشاہ زادی ! تو شکوہ بادشاہ زادے کا نہ پہنچنے سے خط کے اکثر کیا کرتی تھی - سو یہ دیکھ ، خط بادشاہ زادے کا تیری گود میں پڑا ہے - بادشاہ زادی نے اول جانا کہ مشتری واسطے میرے بہلانے کے ٹھٹھے سے اور مزاح سے یہ بات کہتی ہے ، پھر دل میں سوچی کہ ایسا بے موقع ٹھٹھا مشتری زنہار نہیں کرنے کی - یہ سوچ کر طرف گود کے نگاہ کی - دیکھتی کیا ہے کہ واقعی خط شجاع الشمس کی مہر سے گود میں پڑا ہے - بے اختیار خوش ہو کر خط کو اٹھا کر آنکھوں سے لگایا اور وہیں بہ‌جلدی تمام قلم دان سے قلم تراش نکالی اور نوک سے قلم تراش کی خط کو کھول کر مطالعہ کیا اور نہایت آب دیدہ ہوئی اور بولی کہ اے مشتری ! تو سچ کہتی تھی ، کسی باعث سے اتفاق خط کے نہ پہنچنے کا ہوا ہے - بادشاہ زادے پر ایک مصیبت اور ایسی واردات ہوئی تھی اور ایسی بلا میں گرفتار ہوا تھا کہ اگر اختر سعید نہ ہوتا ، چھٹنا شجاع الشمس کا اس بلائے عظیم سے محال تھا - الحمدللہ کہ مآل بہ خیر گزرا اور اے مشتری ! اختر سعید نے بھی تجھے سلام شوق لکھا ہے اور تیرے فراق میں اس کی عجب حالت ہے کہ قابل بیان نہیں اور یہ شعر بھی تیرے لیے اختر سعید نے فی‌البدیہ تصنیف کر کے اس خط میں لکھ کر بھیجا ہے - وہ شعر یہ ہے :

بیت

شتابی خبر لے کہ رنجور ہوں
ترے عشق کے درد میں چور ہوں

مشتری اگرچہ زیادہ اختر سعید سے بھی مبتلا درد عشق کے تھی ، لیکن عیار پن سے ضبط کرکے زبان پر نہ لاتی تھی - جی میں احوال اختر سعید کی بے قراری کا بادشاہ زادی سے سن کر بہ سبب افراط محبت کے دونی بے قرار ہوئی تھی؛ پر مصلحتاً رکھائی دے کر بادشاہ زادی سے کہا کہ اے بادشاہ زادی ! جب تلک آسمان پری شجاع الشمس کے پاس تھی ، خط میں چھیڑ چھاڑ کی باتیں اکثر لکھا کرتی تھی ؛ سو اب وہ تو پرستان کو سدھاری ، نیابت ان کی بادشاہ زادے نے اختیار کرکے ایسی باتیں نا معقول مجھ کم بخت کے ستانے کی لکھی ہیں - میرے تئیں اس بے حیا اخترسعید سے کیا سروکار؟ اگرچہ میں نے بھی خدا نہ خواستہ دوھرا ، کبت ، بیت ، فرد اشعار کی قسم سے اظہار عشق کر کے کبھی کچھ اسے لکھا ہو ، وہ بھی مجھے لکھے ، بجا ہے ، لیکن یہ کیا بے حیائی ہے کہ ناحق و ناروا زبردستی اپنا اظہار عشق کرکے میرے تئیں رسوائے عالم کرتا ہے - اے بادشاہ زادی ! تیرا تو کچھ نہیں جانے کا ، لیکن اس بہتان میں ایک دن میرے اوپر خرابی آجاوے گی - واسطے خدا کے شجاع الشمس کو اب کے خط میں لکھیے گا کہ ایسی باتیں میرے جلانے کی اس اوجرے نلجّے اختر سعید کی طرف سے نہ لکھا کرے - بادشاہ زادی ملکہ نگار مشتری سے یہ باتیں انکار کی سن کر قہقہہ مار کر ہنسی اور بولی کہ اے مشتری ! بہتیرا لباس میں انکار کے تو اپنے تئیں چھپاوے ، لیکن کوئی چھپ سکتی ہے -

بیت

ہر چند تو چھپاوے چھپتی نہیں محبت
ظاہر ہیں تیرے رخ سے آثار رنگ الفت

دیکھیں کب تلک لفظ انکار کے تیری زبان پر جاری رہتے ہیں اور اے مشتری ! تو اپنی خاطر جمع رکھ ۔ جہاں میں جاؤں گی تجھے بھی ساتھ لیے جاؤں گی اور اے مشتری ! پیش تر ازیں تو نے میرے بھائی اختر سعید کو نام رکھا تھا ، سو اب تو نے دیکھا کہ اگر اختر سعید نہ ہوتا ، کیوں کر بادشاہ زادہ جادو سے نجات پاتا ۔ مشتری نے کہا ، ''اے بادشاہ زادی ! وہ اس لائق نظر نہیں آتا ، مگر بادشاہ زادے نے مصلحتاً واسطے تمھاری خوشی کے لکھا ہے کہ تمھارا بھائی بھی ایسا فدوی و جاں فشاں ہے ، میں زنہار اعتبار نہیں کرنے کی ۔''

بادشاہ زادی نے کہا ، ''تو میرا نام ملکہ نگار نہیں کہ تیری اختر سعید سے پہلے شادی کروا لوں ، بعد اس کے اپنی شادی شجاع الشمس کے ساتھ کروں ۔''

مشتری نے سن کر کہا ، ''بس بس اے بادشاہ زادی ! ایسی باتیں موقوف کیجیے اور جواب خط کا لکھ کر روانہ کیجیے کہ بادشاہ زادے کو انتظار جواب کا ہوگا ۔ یہ کہہ کر قلم دان و کاغذ لا کر آگے رکھا ۔ بادشاہ زادی نے جواب خط کا لکھنا شروع کیا ، جس کا مضمون یہ تھا :

''اے وارفتۂ محبت و اے کشتۂ تیغ یگانگت ،
شہزادۂ عالی نژاد سلمہ ربہ !

بعد مدت مدید کے اشتیاق نامہ ملا ہوا اوپر سرگزشت اپنی کے جو تم نے بھیجا تھا ، عالم انتظار میں کہ آنکھیں ہماری آدھر ہی لگ رہیں تھیں ، پہنچا ۔ کمال خوش نودیٔ خاطر حاصل ہوئی ۔ الحمدللہ کہ مآل بہ خیر گزرا ۔ مسبب حقیقی کی عنایاتوں سے روز و شب یہی امید ہے کہ تمھارے تئیں کامیاب مقصدوں پر کرکے وصل دوستوں کے جلد پردۂ غیب سے عرصۂ ظہور میں

اختر سعید یہ کہہ کر بادشاہ زادے سے مشغول اور باتوں کا ہوا ۔

قصہ مختصر، بعد کئی دن کے بادشاہ زادے نے سرحد غزنین سے کوچ پیش‌تر کو کیا ۔ جس مکان پر مقام لشکر کا ہوتا تھا، رئیس وہاں کے آ کر ملازمت بادشاہ زادے کی کرکے نذریں گزرانتے تھے ۔ جسے خواہش روزگار کی ہوتی تھی، بادشاہ زادہ موافق اُس کی خواہش کے عمل میں لاتا تھا ۔ بعد کئی دنوں کے ایک کوچ ایک مقام کرتے ہوئے سرحد میں روم کے پہنچے ۔

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ بادشاہ روم کے تئیں یعنی قتلغ شاہ کے تئیں بادشاہ زادے کے پیش‌تر آنے سے یہ خبر خبرداروں نے پہنچائی تھی کہ ایک بادشاہ زادہ خطا و ختن کا کئی لاکھ فوج دیو زاد و پری زاد و آدمی زاد کی ہمراہ لیے ہوئے، ارادہ روم کا کیے ہوئے، ایک کوچ ایک مقام کرتا ہوا چلا آتا ہے ۔ معلوم نہیں ارادہ اُس کا کیا ہے اور صاحب عدل و انصاف اور شجاع زمانہ ایسا ہے کہ آدمی زاد تو رو بہ رو اُس کی شجاعت کے اور زور کے کیا چیز ہے، برابر پشہ کے جانتا ہے، دیوان سرکش کو زیر تیغ بے دریغ لا کر برابر خاک کے کیا ہے ۔ دھوم اُس کی شجاعت کی تمام سرحد میں پرستان کے ہے اور ہر ایک سے بخشش کا سلوک اس مرتبے پر ہے کہ خارج بیان و قیاس سے ہے ۔ وقت بخشش کے لاکھوں اور کروڑوں روپے سائل کو اور محتاج کو دے کر برابر خذف کے شمار کرتا ہے ۔ یہ احوال شجاع‌الشمس کی دلاوری کا اور اس کی فوج کثیر کا قتلغ شاہ روم سن کر حد سے زیادہ اکثر متردد خاطر رہتا تھا اور کہتا تھا کہ دیکھیے بطون غیب سے کیا عرصۂ ظہور میں آوے اور یہ چرخ حیلہ ساز، کج باز، سفلہ نواز کیا سلوک خرچ کرے ۔

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ ایک دن قتلغ شاہ روم دیوان خاص میں سریر خلافت پر رونق افزا تھا اور وزیر و امراء ، ارکان دولت ، خان و خوانین والاقدر مع رئیسان روم دست راست و دست چپ بہ ادب دست بستہ پایہ بہ پایہ ، مراتب بہ مراتب حاضر تھے کہ یک مرتبہ حضور میں پرچہ اخبار کا گزرا ۔ حکم حضور سے نائب منشی نے اخبار پڑھنی شروع کی کہ بادشاہ زادہ شجاع الشمس ایک کوچ ایک مقام کرتا ہوا باجماعہ فوج آدمی زادان و دیو زادان و پری زادان یہاں سے دس منزل پر کہ سرحد اقلیم روم کی ہے ، آ پڑا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ علی الاتصال ایک کوچ ایک مقام کرتا ہوا داخل شہر روم کے ہو ۔ رعیت نواز اور غریب دوست اتنا ہے کہ ہر ایک رعایا کے ساتھ سوائے سلوک و مدارا کے شعار اس کا نہیں ہے ۔ باوجود اس کثرت فوج کے کسو اہل موضع کو، صاحب قریہ کو ایذا نہیں پہنچی ۔ احیاناً اگر زراعت کسی کی بہ سبب نارسائی یساولوں کے قدر قلیل پامالی میں آجاتی ہے ، دہ چند اس کے حصوں سے روپے سرکار سے دلوا دیتا ہے ۔ بلکہ اہل زراعت اس داد و دہش پر اس کی آرزو رکھتے ہیں ، کاش ہماری زراعت پامالی میں آ جاوے کہ عوض میں پامالی کے بادشاہ زادے سے دہ چند مبلغ حصول کیجیے ۔ غرض کہ اس سے کوئی متنفس آزردہ خاطر کسی نوع سے نہیں ہے ۔ بادشاہ روم نے یہ احوال شجاع الشمس کا دریافت کرکے حوالے وزیر کے کیا اور ارشاد فرمایا کہ اے وزیر ! اس بادشاہ زادے کا آنا بے سبب نہیں ہے ۔ تدارک اس کا جنگ تو معلوم ، سوائے صلح کے کچھ اور نظر نہیں آتا ۔ وزیر نے عرض کی کہ حضرت خود بہ دولت جو ارشاد فرماتے ہیں ، وہ الہام غیب اور سر تا پا کرامات ہے ۔ وزیر نے یہ کہہ کر عرض کی کہ غلام بھی کچھ اپنے نزدیک پرتو سے رائے حضور کی تدبیر کرکے شام کو

عرض کرے گا ۔ بعد اس قال و مقال کے بادشاہ داخل محل معلیٰ کے ہوا ۔ جتنے مجرائی ، امرا ، ارکان دولت چھوٹے بڑے تھے ، سب برآمد ہو کر روانہ اپنے اپنے مقام کے ہوئے ۔

راوی یوں روایت کرتا ہے ، قتلغ شاہ روم جب سے احوال شجاع الشمس کا از روئے پرچہ اخبار کے دریافت کر کے داخل محل سرا کے ہوا تھا ، فکر و تردد سے خاصہ بھی کم نوش کرنے کا اتفاق ہوا تھا اور دل میں یہی سوچتا تھا کہ دستور حضور یعنی وزیر اپنے نزدیک کیا مشورہ نیک سمجھ کر عرض کرے ۔ اسی اندیشے میں تین پہر دن گزرا ۔ جب کہ گھڑی پانچ ایک دن باقی رہا ، وزیر موافق وعدے کے سوار ہو کر در دولت پر آ کر حاضر ہوا ۔ بادشاہ کو وزیر کے آنے کی عرض ہوئی ۔ برآمد تسبیح خانے میں ہو کر کرسی پر الماس کی آ کر رونق افزا ہوا ۔ وزیر کو حضور میں یاد کر کے استفسار احوال کیا کہ اے وزیر با تدبیر ! جو کچھ کہ تو نے مشورہ نیک واسطے میرے عقل و شعور سے دریافت کیا ہے ، عرض کر ۔ وزیر نے دست بستہ ہو کر بعد از دعا ترقیٔ جاہ و حشمت کے اور ازدیاد اقبال سلطنت کے عرض کی کہ پیر و مرشد نے جو مشورہ صلح کا اپنے نزدیک رکھا ہے ، بہتر اس سے خیال میں غلام کے کوئی اور مشورہ نہیں آتا ، مگر یہ ایک بات غلام کی خاطر میں آتی ہے کہ حسب الاحکم حضور کے غلام جا کر احوال شجاع الشمس کا دریافت کر کے آ جاوے اور حضور میں عرض کرے ۔ بادشاہ کے تئیں یہ عرضداشت وزیر کی نہایت پسند خاطر اور مقبول مزاج اقدس کے ہوئی ۔ وزیر کو ارشاد فرمایا کہ اے وزیر ! کل یہاں سے رخصت ہو کر روانہ طرف شجاع الشمس کے ہو ۔ ملازمت اس کی حصول کر کے جو غرض ، مطلب ، مدعا اس کا ہووے ، دریافت کر کے حضور میں

عرض کر۔ وزیر نے امر حضور کا بجا لا کر دوسرے دن
اسباب سفر کا تیار کرکے ، کئی ہزار سپہ سالار ہمراہ اپنے لے کر
روانہ طرف لشکر شجاع الشمس کے ہوا ۔ ایک کوچ اور ایک مقام
کرتا ہوا متصل لشکر کے پہنچا ۔ بادشاہ زادے شجاع الشمس کو
جب کہ خبر وزیر کے آنے کی خبرداروں نے پہنچائی ۔ اختر سعید
کے تئیں واسطے استقبال کے بھیجا کہ بہ عزت اور وقار تمام وزیر
کو شاہ روم کے ہمراہ اپنے لا کر داخل لشکر کرو ۔ اختر سعید
موافق احکام والا کے کئی ہزار فوج آدمی زاد و پری زاد کی ساتھ
اپنے لے کر واسطے استقبال وزیر کے چلا ۔ بعد کئی دم کے
اختر سعید و زیر زادہ ، وزیر سے شاہ روم کے رستےمیں مل کر گھوڑوں
سے اترے اور باہم بغل گیر ہوئے ۔ بعد اس کے سوار ہوکر
داخل لشکر کے ہوئے ۔ بادشاہ زادے نے بعد جانے اختر سعید کے
واسطے رہنے وزیر کے ایک بارگاہ عالی شان سقرلاتی زرباف مع
چوبہائے طلا و نقرہ ایستادہ کروا رکھی تھی اور فرش بھی اس
بارگاہ میں نہایت نفیس مع مسند اور تکیہ ہائے زربفت بچھوا کر
رکھا تھا ۔ رستے میں احکام بادشاہ زادے کا اختر سعید کو پہنچا
کہ وزیر کو شاہ روم کے یہ بارگاہ واسطے رہنے کے حضور سے
مرحمت ہوئی ہے ۔ اختر سعید نے موافق احکام کے وزیر کو
شاہ روم کے داخل اس بارگاہ کے کیا اور دو چار گھڑی تلک
باتوں میں وزیر کو مشغول رکھ کر رخصت ہوا اور خدمت میں
بادشاہ زادے شجاع الشمس کے حاضر ہوکر جو کچھ کہ اپنے
قیافے سے دانائی اور فراست شاہ روم کے وزیر کی دریافت کی تھی ،
خدمت میں بادشاہ زادے کے سر تا پا گزارش کی ۔ بادشاہ زادہ
سن کر نہایت خوش ہوا ۔ پانچویں دن بادشاہ زادے شجاع الشمس
نے معرفت اختر سعید کے ملازمت وزیر کی ٹھہرائی ۔ داروغۂ خاصہ

کو احکام بادشاہ زادۂ عالی قدر کا پہنچا کہ دونوں وقت خوان خاصے کے ہر صبح پانچ سو اور ہر شام پانچ سو پہنچا کریں۔ داروغۂ خاصہ ارشاد حضور کا بجا لا کر دونوں وقت ہزار خوان بھیجا کرتا تھا۔ پانچویں دن بادشاہ زادہ بہ زرق و برق تمام لباس شاہی پہن کر رقم جواہروں کے مثل جیغہ و سرپیچ و قلغی لڑی و لٹکن موتی مالا اور بسی اور نورتن جسم پر آراستہ کرکے بارگاہ سلیمانی میں رونق افزا کرسی پر یاقوت ناب کی ہوا۔ جتنے سردار مجرائی آدمی زاد و پری زاد و دیو زاد کے تھے، باریاب مجرے کے ہوکر دست راست و دست چپ کرسی کے قرینہ بہ قرینہ، مراتب بہ مراتب خاموش دست بستہ استادہ ہوئے۔ کیا مجال تھی کہ زبان سے کسو کی کلمہ و کلام بے ربط بیان میں آوے۔ غرض کہ وہ مجلس دربار کی عالم مرقع کا سا رکھتی تھی۔ ایک مرتبہ بادشاہ زادے سے اختر سعید نے آکر عرض کی کہ وزیر شاہ روم کا بہ ارادہ شرف ملازمت در دولت پر بہ نیاز تمام حاضر ہے۔ بادشاہ زادہ از بس کہ اشتیاق میں اس کے آنے کا تھا، ارشاد کیا کہ جلد باریاب مجرے کا کر دو۔ وہیں وزیر شاہ روم کا سلام گاہ میں حسب الاحکام حضور کے باریاب مجرے کا ہوا۔ بعد اس کے وزیر نے بادشاہ زادے کو ایک ہزار و ایک اشرفی نذر گزرانی۔ حضور سے حکم خلعت کا اور جواہر سر پیچ کا اور موتی مالے کا ہوا۔ وزیر نے خلعت مع جواہر سر پیچ کا، موتی مالا پہن کر دوبارہ ایک ہزار و ایک اشرفی نذر گزرانی۔ بعد اس کے بادشاہ زادے نے خیر و عافیت شاہ روم کی پوچھ کر وزیر سے ارشاد کیا کہ اے وزیر! بہت بجا کیا کہ آن کر حاضر ہوا، لیکن سبب آنے کا اپنے حضور میں عرض کر۔ وزیر نے بعد دعائے ترقیٔ سلطنت کے عرض کی کہ اے بادشاہ زادۂ عالی قدر! شاہ روم نے خدمت میں تیری اس لیے

بھیجا ہے کہ سرحد روم میں با این جاہ و جلال و فوج قاہرہ قدوم میمنت لزوم سے باعث سرفرازی کا کیا ہے؟ اگر ارادہ جنگ کا ہے، بے جنگ جو مال و دولت، ملک جو چاہیے، سب حاضر ہے اور سوا اس کے جو کچھ مطلوب ہو، بیان کیجیے۔ بادشاہ زادے نے فرمایا، ''اے وزیر! نہ میرا ارادہ جنگ کا ہے، نہ تصرف میں لانا مملکت کا ہے، صرف ارادہ بندگی اور غلامی کا ہے۔ میری طرف سے دل جمعی اور تشفی بہر نوع حضور اقدس کی کر دینا۔ وزیر زادے کو یعنی اختر سعید کو اپنی طرف سے حضور میں ہمراہ تمھارے مع عرضی بھیجوں گا، بعد اس کے مدعا میرا معلوم ہو رہے گا۔''

یہ ارشاد کرکے بادشاہ زادہ داخل محل سرا کے ہوا۔ وزیر اور جتنے مجرائی تھے، برآمد ہو کر اپنے اپنے داخل خیموں کے ہوئے۔ جب کہ دن آخر ہوا، نیر اصغر نے یعنی مہتاب نے برقع ظلمت سے چہرۂ نورانی جلوہ گر کیا۔ بادشاہ زادے نے اختر سعید سے ارشاد کیا کہ شاہ روم کو عرضی لکھ کر ارادہ ہے کہ ہمراہِ تیرے روانہ کروں۔

اختر سعید نے عرض کی، ''تابع دار و فرمان بردار احکام کا ہوں۔ عرضی واسطے شاہ روم کے لکھنی عین مصلحت ہے اور نہایت مناسب ہے۔''

بادشاہ زادے نے یہ سن کر قلم و کاغذ طلب کرکے عرضی اس مضمون پر واسطے قتلغ شاہ روم کے لکھی:

''بہ جناب ملازمان خدیوگیہان، خاقان ابن خاقان، فرمان روائے مملکت ایران و توران۔

یہ ذرۂ بے مقدار در دولت خورشید صولت پر پیشانی آرزو کی سجدے میں رکھ کر عرضی بیچ محل بار پانے والے بندگان حضور کے

پہنچاتا ہے کہ یہ غلام خطا و ختن سے بہ ارداہ بندگی و جاں فشانی مادر و پدر سے رخصت ہو کر قطع منازل اور طے مراحل کرتا ، صعوبات راہ اور شداید سفر دیکھتا ہوا فضل الہٰی اور اقبال شاہی سے مشرف اس مرز و بوم سے یعنی سر زمین روم سے ہوا ہے۔ اگرچہ تحریر کرتے ہوئے بہ سبب ادب زبان خامے کی لکنت میں آتی ہے ، لیکن از بس کہ امر شرعی سے ناگزیر ہے ، ہزاروں زبان پیدا کر کے صفحہ قرطاس پر گوہر ریز مطالب ہوتی ہے۔

اے بادشاہ جم جاہ ، نائب مسند رسالت ، حامی شرع نبوت و صاحب نبین و نبات ! خلقت بنی آدم اور بنی جان سے ہیں۔ سب کے تئیں آپس میں رشتہ عقد و نکاح موافق امر شرعی کے گرہ در گرہ ہے اور اسی سے انتظام جہان کا اور افزائش خلقت کی ہے۔ پس امیدوار ہوں اس غلام کے تئیں غلامی میں قبول کر کے ملکہ جہان و جہانیاں سے نامزد کیجیے کہ اس میں موجب سرفرازی غلام اور خوش نودی ایزد متعال اور استرضائے جناب رسالت مآب کی ہے۔

زیادہ حد ادب"

مصرع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

یہ مضمون عرضی میں درج کر کے ملفوف و سر بہ مہر کر کے حوالے اختر سعید کے کیا۔

دوسرے دن علی الصباح بادشاہ زادے نے دربار کیا۔ جتنے مجرائی تھے ، سب آن کر حاضر ہوئے۔ بادشاہ زادے نے خلعت رخصت وزیر کو شاہ روم کے دے کر اور جو زبانی کہنا تھا کہہ کر مع اختر سعید طرف روم کے رخصت کیا۔ جب کہ وزیر اور اختر سعید

طرف روم کے رخصت ہو کر روانہ ہوئے ، خیال میں گزرا کہ ملکہ نگار کو بھی ضرور بالضرور خبر اپنے پہنچنے کی بہ خیرو عافیت اس نواح میں کچھ لکھ بھیجنا چاہیے ۔ یہ خیال کر کے خط لکھنا شروع کیا ، جس کا مضمون یہ تھا :

''اے شمع محفل محبت ، چراغ بزم مودت ، ملکہ جہان و جہانیان ! حفظ و حمایت میں حافظ حقیقی کے رہ کر مسند عیش و نشاط پر جلوہ گر رہیو !

بعد ظاہر کرنے آرزوے دیدار کے اور اشتیاق ملاقات کے خدمت میں پرستاران خاص کے معلوم ہوجیو ، پیش ازیں اشتیاق نامہ سر تا پا آلودہ محبت سے جو تم نے بھیجا تھا ، اُس نے پہنچ کر عالم خوشی و خرمی کا بہم پہنچایا ۔ حق تعالیٰ اُس یاد فرمائی دوست یک رنگ کو تا یوم‌القیام سلامت رکھیو ۔ الحمدللہ شداید سفر سے نجات پا کر سرحد میں روم کی پہنچ کر آرام لینے والا ہوا ہوں ۔ امیدوار فضل الٰہی سے ہوں کہ بعد اس محنت کے راحت عطا کرے ۔ جستجو میں گوہر مقصود کے یہاں تلک پہنچا ہوں ۔ دیکھیے یاوریٔ طالع کیا سلوک کرے ، لیکن امید قوی ہے کہ معشوق مقصد کا آغوش میں جلوہ فرما ہو ۔

فرد

چنین زد مثل شاہ گویندگان
کہ یابند گانند جویندگان

نیاز اُس سراپا ناز سے یوں ہے کہ جب تلک سلسلہ وصل کا ظہور میں آوے ، نامہ و پیام سے اس خستہ دل کے تئیں مرہم جان بخش عطا کیا کیجیےگا اور آج کہ تاریخ پانچویں شہر ذی‌قعدہ

کی ہے ، اختر سعید کے تئیں ہمراہ وزیر کے مع عرضی خدمت میں تمھارے حضرت والد کے یعنی شاہ روم کے بھیجی گئی ہے۔ دیکھیے سرفرازی کس نوع کی جواب سے حاصل ہو ۔ زیادہ سوائے اشتیاق کے کیا لکھا جائے ۔''

خط کو ملفوف و سر بہ مہر کر کے حوالے تیزرو پری کے کیا کہ خدمت میں ملکہ زمان کے پہنچا کر جواب حصول کر کے لا ۔ تیزرو حسب الارشاد بادشاہ زادے کے خط کو سر سے باندھ کر روانہ ہوئی ۔

داستان آں کہ نامہ رسیدن شجاع الشمس بہ ملکہ نگار و نامہ نوشتن آں بہ شجاع الشمس

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جب سے ملکہ نگار نے خط واسطے شجاع الشمس کے بھیجا تھا ، تب سے واسطے حصول جواب کے نہایت انتظار تھا ، لیکن از روئے اخبار کے آنا شجاع الشمس کا سرحد میں روم کی سن کر جی میں شاد شاد تھی اور اکثر یہ شعر زبان پر لاتی تھی :

بیت

یارب سببے ساز کہ یارم بہ سلامت
باز آید و برہاندم از چنگ ملامت

ایک دن مشتری سے تذکرہ شجاع الشمس کے آنے کا کر رہی تھی کہ دیکھیے ملاقات بادشاہ زادے کی کیوں کر میسر آوے ۔ مشتری نے کہا کہ اے بادشاہ زادی ! حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بادشاہ زادے کو یہاں تلک پہنچایا ہے ،

لاوے ، بہ حق محمد و آلہ الامجاد ۔ اور بھائی اختر سعید کو میری طرف سے بعد تہیۂ دعا کے معلوم ہو ، بندگی اور جان فشانی تمھارے خط سے بادشاہ زادے عالی قدر کی معلوم ہوئی ۔ عوض میں اس تمھاری جان فشانی کے جو سلوک تم سے کیجیے ، تھوڑے ہیں ۔ انشاءاللہ تعالیٰ جو مجھ سے عوض اس سلوک کا ہوسکے گا ادا کروں گی اور یہ حقوق تمھاری بندگی اور جان فشانی کے حد سے زیادہ منقوش خاطر ہوئے ۔ آفرین ! آفرین ! آفرین ! جان فشان غلام اور بندگی خدمت میں سلاطینوں کے ایسی ہی درکار ہے ، لیکن اے بھائی اختر سعید ! بادشاہ زادے نے تمھاری طرف سے جو مشتری کو لکھا تھا ، سب سنایا گیا ۔ اگرچہ ظاہر وہ کم بخت انکار محبت کرتی تھی ، لیکن پردے میں اس کے چہرے سے دریافت غلبہ تمھارے عشق کا ہوتا تھا ۔ اے بھائی اختر سعید ! خاطر اپنی بہ ہر صورت جمع رکھنا ۔ کیا مجال ہے کہ مشتری تم سے مرتبہ انکار کا رکھے اور اے بھائی اختر سعید ! جب تلک بادشاہ زادہ داخل سرحد روم کے ہو ، احوال منزل بہ منزل کی خیر و عافیت کا میری خاطر لکھوا کر بھیجا کرنا کہ باعث تسلی اس دل بے قرار کا ہے ۔

زیادہ سوائے خیریت کے کیا لکھا جائے ۔''

داستان آں کہ رسیدن نامہ ملکہ نگار نزد شجاع الشمس و خوش نودی حاصل کردن شجاع الشمس از دیدن نامۂ ملکہ نگار

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جب سے بادشاہ زادے نے تیز رو پری زاد کو مع خط اشتیاق طرف ملکہ نگار کے روانہ کیا ،

تب سے آتش انتظار میں دل کے تئیں مثال کباب کے سوختہ کر کے دم بہ دم اختر سعید سے یہی کہتا تھا کہ دیکھیے بادشاہ زادی ملکہ نگر کا اشتیاق نامہ کب تلک آ کر تسلی دینے والا اس دل بے قرار کا ہو ۔ اسی گفتگو میں تھے کہ یک مرتبہ تیز رو پری زاد خط بادشاہ زادی کا لیے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی کے ھوا ۔ دور سے سلام گاہ میں کھڑے رہ کر بادشاہ زادے کو مجرا کیا ۔ بعد مجرے کے اشتیاق نامہ ملکہ نگر کا بادشاہ زادے شجاع الشمس کو گزرانا ۔ بادشاہ زادہ دیکھتے ہی نامے کو شاد شاد ھوا اور آنکھوں کو لگا کر کئی ایک بوسے بہ اشتیاق تمام دیے ۔ بعد اس کے بہ جلدی تمام خط کو کھول کر پڑھنا شروع کیا ۔ سر سے پا تلک احوال ملکہ نگر کی خیر و عافیت کا دریافت کرکے مسرور و شاد ھوا اور جہاں سے کہ اختر سعید کو تحسین و آفرین میں کئی ایک فقرے لکھے تھے اور کچھ مجمل احوال مشتری کی شوخی کا تھا ، اسے بھی ملاحظہ کرکے مثال غنچے کے تبسم میں آیا ۔ بعد اس کے وہ اشتیاق نامہ واسطے مطالعہ کرنے کے حوالے اختر سعید کے کیا ۔ اختر سعید نے بھی سر سے پا تلک ملاحظہ کرکے قلم دان میں رکھا اور بادشاہ زادے سے عرض کی کہ جواب اس کا لکھنا آج مناسب حال ھے یا نہیں ؟

بادشاہ زادے نے کہا ، ”اے وزیر زادے ! جواب اس کا سرحد میں روم کی پہنچ کر لکھوں گا کہ اس وقت ملکہ نگر کو خوش نودی خاطر میں آنے کی سن کر حد سے زیادہ حاصل ھوگی ۔“

اختر سعید نے کہا ، ”عین مصلحت اور مناسب ھے ۔“

مصرع

صلاح ما ھمہ آنست کاں صلاح شماست

آمید پڑتی ہے کہ جلد کامیاب کرے ۔ اسی گفتگو میں تسلی بخش دل مہجور اور جان رنجور کے تھی کہ یک مرتبہ تیزرو پری نے خط کو شجاع الشمس کے گود میں بادشاہ زادی ملکہ نگار کی ڈال کر مخفی نظروں سے ہوکر استادہ ہوئی ۔ از بس کہ بادشاہ زادی مشغول باتوں کے تھی ، خیال اس کا خط پر نہ گیا ۔ نگاہ مشتری کی طرف اس خط کے گئی ۔ بے اختیار خوش ہوکر بادشاہ زادی سے عرض کی کہ اے ملکہ جہان ! نگاہ طرف آغوش کے کرنا ۔ اس کہنے سے مشتری کے بادشاہ زادی نے نگاہ کرکے دیکھا کہ اشتیاق نامہ محب یک رنگ کا ہم آغوش ہے ، حد سے زیادہ شگفتہ خاطر ہوکر نامے کو کھول کر سر سے پا تلک مطالعہ کیا ۔ دریافت سے خیر و عافیت کے ترانہ ساز طرب کی اور خرمی کی ہوئی ۔ مشتری سے وہیں قلم دان و کاغذ طلب کرکے جواب اس مضمون پر لکھنا شروع کیا :

”اے عاشق با وفا و اے محب یکتا !

اشتیاق نامہ عین انتظار میں جو بھیجا تھا ، پہنچا ۔ دریافت سے خیر و عافیت کے اور آنے سے تمھارے اس نواح کے جہاں جہاں خرمی اور عالم عالم خوشی حاصل ہوئی ۔

قطعہ

ای آمدنت باعث آبادیٔ ما
ذکر تو بود زمزمہ شادیٔ ما
ما را چہ بود کہ تا نثارت سازیم
قربان سر تو باد آزادیٔ ما

اے بادشاہ زادے عالی قدر ! الحمدللہ کہ رنج سے سفر کے اور

شداید سے راہ کے نجات پا کر اپنے تئیں فضل الٰہی سے یہاں تلک پہنچایا ۔ اب لازم ہے کہ اپنے تئیں بے قراری ہجر سے اور غم سے محرومیٔ وصل کے باز رکھ کر امیدوار راحت کا رکھیے ۔ انشاءاللہ تعالیٰ فضل سے مسبب حقیقی کے امید قوی ہے کہ صورت ملاقات کی آئینۂ آرزو میں جلوہ گر ہو ، لیکن جب تک کہ پردہ فراق کا درمیان سے اٹھ کر دید وادید طرفین کی میسر آوے ، نامہ و پیام سے شاد کام رکھنا ۔

زیادہ سوائے اشتیاق کے کیا لکھا جائے ۔''

داستان آں کہ نامہ رسیدن ملکہ نگار نزد شجاع الشمس و خوشنودی حاصل نمودن بسبب مطالعۂ آں

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جب سے نامۂ شوق اشتیاق سے لبریز کرکے بادشاہ زادے نے واسطے محبوبۂ یک رنگ کے یعنی ملکہ نگار کے لیے لکھ کر بھیجا تھا ، آنکھیں مثال حلقۂ در کے انتظار میں کھل رہی تھیں اور دم بہ دم افراط خوشی سے اور زیادتی اشتیاق سے دل میں یہ کہتا تھا کہ دیکھیے جواب میں نامۂ شوق کے ملکۂ آفاق کیا لکھے ۔ اسی سوچ میں تھا کہ یکایک تیزرو پری نے آکر مجرا دور سے کیا اور نامۂ شوق بھیجا ہوا ملکہ نگار کا خدمت میں بادشاہ زادۂ عالی مقدار ، والا ھمم کی گزرانا ۔

بادشاہ زادے نے خط کو ہاتھ سے تیز رو کے لے کر ، بوسے کئی بہ اشتیاق تمام دے کر ، دل مضطرب پر دم ایک رکھ کر آنکھوں سے لگایا ۔ بعد اس کے بہ اضطراب تمام کھول کر پڑھنا شروع کیا ۔ اس کے ایک ایک حرف شوق سے لذت تمام

حاصل کرتا تھا۔ بعد مطالعے کے خط کو ملکہ نگار کے مثال تعویذ کے لپیٹ کر، گلے میں ڈال کر متصل قلب کے لٹکایا اور کہا کہ یہ نامہ محبوب کا میرا حرز جان ہے۔ اسی دن گلے سے نکالوں گا کہ جس دن وصل محبوب کا یعنی ملکہ نگار کا ظہور میں آوے گا۔ بعد اس کے یہاں سے راوی نے صفحۂ قرطاس پر کلک گہر سلک سے احوال اختر سعید کا یوں تحریر کیا ہے:

جس روز اختر سعید وزیر زادہ ہمراہ وزیر کے داخل شہر روم کے ہوا چاہتا تھا، واسطے استقبال اختر سعید کے اپنے وزیر دویم کو کہ دانا دل نام تھا، بادشاہ روم قتلغ شاہ نے بھیج کر شہر پناہ میں متصل حویلی وزیر اول کے ایک حویلی عالی شان مع پائیں باغ کے کہ نہایت مطبوع و دل کش اور لائق سیر بادشاہوں کے تھا، اس میں اتروایا اور بہ طریق ضیافت ایک لاکھ پچیس ہزار روپے بھجوا کر دونوں وقت ہزار خوان خاصے کے مقرر کیے۔ بعد اس کے ہمیشہ تا حصولِ ملازمت دونوں وقت خوان ہائے خاصہ حسب الاحکام شاہ روم کے داروغۂ خاصہ واسطے اختر سعید کے بھجوایا کرتا تھا۔

قتلغ شاہ روم نے وزیر سے اپنے تمام احوال شجاع الشمس کا دریافت کر کے نہایت خوش ہوا تھا، لیکن بعض بات تمنائے دلی کی شجاع الشمس نے وزیر سے بیان نہ کی تھی، وعدہ عرضی میں لکھنے کا کیا تھا، اس لیے قتلغ شاہ روم کے تئیں فی الجملہ تردد اور دغدغہ خاطر بہم پہنچا تھا۔ جی میں کہتا تھا کہ دیکھیے شجاع الشمس نے عرضی میں کیا مدعا درج کیا ہو۔ اگر حصول مدعا اس کا ہم سے وقوع میں آیا تو خیر گزری، ورنہ خدا نہ خواستہ کوئی مدعا اس کا محال خلاف عقل ہوا اور ہم سے سرانجام اس کا نہ ہوسکا، پس یقین ہے کہ نہ یہ ملک ہے، نہ یہ سریر ہے، نہ یہ

تاج ہے ، نہ میں ہوں ۔ اسی اندیشے میں تھا کہ عرض ہوئی کہ وزیر دانا دل حاضر ہے ۔ بادشاہ روم سنتے ہی نام وزیر کا برآمد دیوان خاص میں ہو کر کرسی فلک پایہ پر جلوہ گر ہوا ۔ وزیر نے مجرے سے سرفرازی حاصل کر کے عرض کی کہ آج چوتھا دن ہے کہ وزیر زادہ اختر سعید بادشاہ زادے شجاع الشمس کی طرف سے داخل شہر روم کے ہے ۔ اب تلک باریاب مجرے کا ہو کر بہرہ یاب ملازمت سے نہیں ہوا ۔ اس امر میں ملازمت کے باعث توقف کا کیا ہے ؟

بادشاہ نے ارشاد فرمایا ، ''اے وزیر دانا دل ! منجم الملک سے ساعت ملازمت کی اس کی پوچھی تھی ۔ اس نے دریافت کر کے عرض کیا تھا کہ ملازمت اختر سعید کی بعد چار روز کے نہایت سعید ہے اور اس ساعت سے ملازمت کی یوں دریافت ہوتا ہے کہ شاہزادہ شجاع الشمس عاقبت الامر با این جاہ و جلال و حشمت و شکوہ سلسلے میں فرزندوں کے سرافرازی حاصل کر کے اطاعت و انقیاد قبول کرے گا ۔ پس اے وزیر ! اس لیے ملازمت میں اختر سعید کے وقفہ عمل میں آیا ہے ۔ کل علی الصباح سرفراز ملازمت سے کیا جائے گا ۔ یہ کہہ کر داخل محل معلی کے ہوا اور وزیر برآمد ہو کر اپنے گھر کو گیا ۔

قصہ مختصر ، جب کہ رات گزری ، بادشاہ مشرق کلاہ زریں سر پر رکھے ہوئے یعنی آفتاب سریر فلک پر جلوہ گر ہوا ۔ بادشاہ روم پوشاک شاہی مع جواہر فاخرہ پہن کر با شان و ہیبت و شکوہ دیوان خاص میں کہ تیاری وزیر نے دیوان خاص کی بہ زرق و برق تمام کر رکھی تھی ، برآمد محل معلی سے ہو کر سریر مرصع کار پر جلوہ فرما ہوا ۔ جتنے مجرائی خورد و کلاں مع وزیر و امرایان عظام تھے ، باریاب رہے کے ہو کر دست راست و دست چپ سریر

کے آکر دست بستہ حاضر ہوئے اور دونوں وزیر ہاتھوں میں مورچھلیں بال ہما کی یمین و یسار بادشاہ روم کے لیے ہوئے، سرفراز خواصی میں تھے۔ بادشاہ روم نے وزیر دانا دل کو ارشاد فرمایا کہ اختر سعید کو لا کر باریاب و شرف اندوز ملازمت سے حضور کی کرو۔ وزیر حسب الاحکام بادشاہ روم کے واسطے لانے اختر سعید کے رخصت ہوا۔ بعد کئی دم کے اختر سعید کو ہمراہ لاکر در دولت سرا پر بٹھلایا اور عرض کروائی کہ غلام مع اختر سعید حسب الارشاد والا کے در دولت پر حاضر ہے۔ بادشاہ نے ارشاد فرمایا، ''بار یاب مجرے کا کرو۔''

دربانان درگاہ نے اختر سعید کو سلام گاہ میں لا کر سرفراز مجرے سے شاہ روم کے کیا۔ بعد حصول مجرائے حضور اختر سعید بہ آداب تمام رو بہ رو بادشاہ کے آکر ایک ہزار ایک اشرفی اور کئی رقم جواہر کی نذر گزرانی۔ بادشاہ نے نذر اختر سعید کی قبول فرماکر تشریف خلعت فاخرہ سے اور جواہر سر پیچ و موتی مالا سے سرفراز فرمایا۔ اختر سعید نے سلام گاہ میں جا کر آداب اس عنایت و تفضلات شاہی کا بجا لا کر ایک انگشتری الماس کی کہ برابر خراج یک سالہ مملکت روم کے تھی، گزرانی۔ بعد اس کے عرضی شجاع الشمس کی اختر سعید نے بہ آداب تمام رومال پر رکھ کر رو بہ رو بادشاہ روم کے لے گیا اور عرض کیا کہ یہ عرضداشت بھیجی ہوئی بادشاہ زادے شجاع الشمس کی ہے۔ امیدوار ہوں کہ بجواب سے اس کے سرفرازی حاصل کر کے رخصت ہوکر خدمت میں بادشاہ زادے عالی قدر کے روانہ ہوں۔ انتظار حد سے زیادہ بادشاہ زادے کو ہوگا۔ بادشاہ روم نے دانائی اور فراست پر اختر سعید کی جی میں تحسین و آفرین کرکے عرضی اٹھا کر اپنے ہاتھ سے وزیر کو واسطے کھولنے کے دی۔ وزیر نے

حسب الاحکام شاہ روم کے سرنامہ عرضی کا علیحدہ کرکے حوالے بادشاہ کے کی ۔ بادشاہ نے عرضی پڑھنی شروع کی ۔ مدعا عرضی کا دریافت کرکے نہایت ملول خاطر ہوا ، لیکن اس وقت سر عام زبان پر نہ لایا کہ بادشاہ زادے شجاع الشمس نے درخواست میں ملکہ نگار کے عرضی لکھی ہے ۔ عرضی کو جیب خاص میں رکھ کر دیوان خاص سے اٹھ کر داخل محل معلیٰ کے ہوا ۔ جتنے مجرائی تھے ، مع وزیر و اختر سعید برآمد ہوکر اپنے اپنے مکانوں پر گئے ۔

راوی نے یہاں سے یوں روایت کی ہے ، جب سے بادشاہ روم مضمون شجاع الشمس کی عرضی کا دریافت کرکے داخل محل کے ہوا تھا ، تب سے جی میں یہ سوچتا تھا کہ یہ مدعا اس کا کیوں کر ظہور میں آوے گا ۔ اکثر بادشاہوں نے خواست گاری میں ملکہ نگار کے نامے بھیجے ہیں ، اس نے قبول نہیں کیے ؛ بلکہ اب کئی مدت سے بادشاہ زادی نے حضور میں اپنے حضرت والد کے عرض کر رکھا ہے کہ اب کسو کا نامہ میری خواست گاری کا پہنچا ، اپنے تئیں ہلاک کروں گی ۔ پس جس کا مدت سے یہ مقولہ ہو ، اس سے کیوں کر اظہار کیا جائے ؟ بادشاہ روم ایسی ایسی باتیں خیال کرکے نہایت متفکر اور متردد خاطر تھا اور خاصہ بھی بادشاہ نے بہ سبب اس فکر کے بہ خوبی نوش جان نہ کیا تھا ۔ سر کو اوپر زانوے الم کے دھرے ہوئے مکان میں خواب گاہ کے بیٹھا تھا ۔ اتنے میں عرض ہوئی ، ”وزیر دانا دل در دولت پر حاضر ہے ، کچھ عرض کیا چاہتا ہے ۔“

بادشاہ روم کو از بس کہ خاطر وزیر کی زیادہ تھی ، آنے کو اس کے سن کر برآمد محل سے ہوا ۔ وزیر نے باریاب مجرے سے ہوکر حضور میں بادشاہ کے مودب ہوکر لب ہائے معروض کو وا کیا کہ اے بادشاہ جم جاہ ، ملائک سپاہ ، خاقان ابن خاقان !

اگر جان بخشی غلام کی ہو تو ایک عرض حضور والا میں کرے ۔ بادشاہ نے ارشاد کیا کہ تیری عرض ہر ایک نوع کی پذیرا حضور میں ہے ۔ جو مدعا ہے ، عرض کر ۔ وزیر یہ الطاف بادشاہی سن کر سلام گہ میں جا کر آداب بجا لایا ۔ بعد اس کے عرض کی کہ جب سے حضرت نے عرضی بادشاہ زادے شجاع الشمس کی ملاحظہ کی ہے ، تب سے آثار ملال نصیب اعدا چہرۂ مبارک پر ہویدا ہے ۔ امیدوار ہے غلام کہ سبب سے اس ملال کے اطلاع پاوے ۔ بادشاہ نے دیکھا کہ وزیر زادہ خیر خواہی سے عرض کرتا ہے ، اخفا کرنا مضمون عرضی کا مناسب نہ جانا ۔ جیب خاص سے عرضی بھیجی ہوئی شجاع الشمس کی نکال کر حوالے وزیر کے کی ۔ وزیر عرضی بادشاہ کی ہاتھ سے لے کر آداب بجا لایا ! بعد اس کے عرضی کو کھول کر مدعا کو شجاع الشمس کے دریافت کیا ۔ وزیر بھی درخواست شجاع الشمس کی دیکھ کر نہایت تاسف میں آیا اور بادشاہ سے عرض کی کہ حضرت کا تردد میں آنا نہایت بر موقع ہے اور بجا ہے ۔ خدا نہ خواستہ اگر شجاع الشمس اس انکار سے برہم ہو کر ارادہ پرخاش کا کرے ، عہدہ برآئی اس سے کسی طرح نظر نہیں آتی کہ کئی لاکھ فوج دیو زاد و آدمی زاد و پری زاد کی اس کے ہمراہ ہے ۔

بادشاہ نے کہا ، ”اے وزیر ! جو تقدیر نے چاہا ہے ، وہ ہو رہے گا ، لیکن مجھ سے یہ نہیں ہو سکنے کا کہ بادشاہ زادی ملکہ نگار کو بہ زور واسطے شجاع الشمس کے رضامند کروں گا ۔“

وزیر نے یہ سن کر عرض کی کہ اے بادشاہ ! شجاع الشمس بھی صاحب عدل اور انصاف ، ہے توقع ہے کہ بہ زور اپنی جواں مردی کے خواست گاری ملکہ نگار کی نہیں کرنے کا ۔ پس اے بادشاہ ! جو احوال بادشاہ زادی کے انکار کا ہے ، بادشاہ زادے کو لکھ بھیجو

کہ مطلق اختیار اپنا نہیں ہے ۔

یہ سنتے ہی بادشاہ نے قلم دان و کاغذ طلب کرکے بادشاہ زادے شجاع الشمس کو نامہ لکھنا شروع کیا ، جس کا مضمون یہ تھا :

"اے فرزند ارجمند شاہ زادہ شجاع الشمس !

عرضی بھیجی ہوئی اس فرزند دل بند کی نظر سے گزری ۔ مضمون مرقومہ پر اطلاع اور آگاہی ہوئی ۔ لکھا تھا کہ میرے تئیں غلامی میں قبول کرکے بادشاہ زادی ملکہ نگار کا میرے ساتھ امر شرعی بجا لانا از جملہ واجبات سے ہے ۔ اے فرزند ارجمند ! واقعی نوع انسان میں سلسلہ عقد و مناکحت کا جاری ہے ۔ انحراف امر شرعی سے کرنا خلاف پیغمبر اور خلاف احکام الٰہی کے ہے ، لیکن عنان اختیار اس امر کی میرے ہاتھ میں نہیں ہے ۔ اکثر نامے بادشاہوں کے اور بادشاہ زادوں کے واسطے خواست گاری ملکہ نگار کے آئے ہیں ، بادشاہ زادی نے زنہار قبول نہ کیا اور آج تلک اسے اس امر سے انحراف اور انکار ہے ۔ پس اے شاہ زادۂ عالی قدر ! اس سبب سے لاچار ہوں ۔ زور اور جبر سے یہ سلسلہ رشتہ داری کا ظہور میں نہیں آتا ۔ مثل مشہور ہے کہ خویشی بہ خوشی و سودا بہ رضا ۔ زیادہ اس سے کیا لکھا جائے ۔"

بادشاہ نے یہ نامہ جواب میں عرضی کے لکھ کر ملفوف کیا اور اپنی مہر خاص کرکے جیب میں رکھا اور وزیر سے یہ مشورہ کیا کہ علی الصباح اختر سعید کو خلعت دے کر مع جواب عرضی رخصت کیجیے ۔ وزیر نے یہ سن کر عرض کی کہ نہایت مبارک اور عین مصلحت ہے ۔ یہ کہہ کر وزیر برآمد ہوا ۔ دوسرے دن علی الصباح بادشاہ روم یعنی قتلغ شاہ برآمد دیوان خاص میں ہو کر رونق افزا سریر شاہی پر ہوا ۔ وزیر و امرایان عظام ،

ارکان دولت ، اهل خدمات جتنے خورد و کلاں تھے، بار یاب مجرے کے ہوکر دست راست و دست چپ دست بستہ حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے وزیر سے ارشاد کیا کہ اختر سعید کو حضور میں بلوا کر بار یاب مجرے کا کرو ۔ وزیر یہ سن کر رخصت ہوا اور اختر سعید کو در دولت سرا پر ہمراہ اپنے لا کر حضور میں عرض کروائی کہ وزیر زادہ اختر سعید در دولت سرا پر حاضر ہے ۔ بادشاہ نے پروانگی حضور میں حاضر ہونے کی فرمائی ۔ حسب الاحکام بادشاہ کے اختر سعید بار یاب مجرے کا ہوکر حاضر ہوا ۔ بعد اس کے بادشاد نے کئی ایک باتیں شفقت آمیز اختر سعید سے کر کے حکم رخصت کی خلعت کا فرمایا ۔

قصہ مختصر ، جب کہ اختر سعید نے خلعت پہن کر ، نذر گزران کر ایک طرف پایۂ وزارت پر استادہ ہوا ، بادشاہ نے نامہ جواب میں عرضی کے جو لکھا تھا ، حوالے اختر سعید کے کیا ۔ اختر سعید نامے کو شاہ روم کے لے کر سلام گاہ میں جا کر آداب بجا لایا اور رخصت ہوا ۔

دوسرے دن علی الصباح اختر سعید ملک روم سے مع ہمراہیان کوچ کر کے برآمد ہوا ۔ غرض کہ ایک کوچ ایک مقام کرتا ہوا عرصے میں دس روز کے پھرا ۔ لشکر میں پہنچ کر ملازمت سے بادشاہ زادے عالی قدر کی سر افراز ہوا اور وہ نامہ قتلغ شاہ روم کا بادشاہ زادے شجاع الشمس کو گزرانا ۔ از بس کہ بادشاہ زادے کو انتظار عرضی کے جواب کا تھا ، نہایت مسرور و شاد ہوکر نامے کو سر و چشم پر رکھ کر سرنامے کو کھولا اور پڑھنا شروع کیا ۔ سر تا پا نامہ انکار سے بادشاہ زادی کے پایا ۔ اگرچہ ملکہ نگار کی طرف سے بادشاہ زادے کی خاطر جمع تھی ، لیکن انکار ظاہری سے نہایت پریشان خاطر ہوا ۔ نامے کو حوالے

اختر سعید کے کیا ۔ اختر سعید نے بھی سر سے پا تلک نامے میں مضمون ملکہ نگار کے انکار کا دیکھا ۔ نامے کو لپیٹ کر حوالے بادشاہ زادے کے کیا اور عرض کی کہ اے بادشاہ زادۂ عالی قدر! دوبارہ عرضی شاہ روم کو لکھنی جملۂ واجبات سے ھے ۔ بادشاہ روم کو انکار ملکہ نگار کے انکار سے ھے ، ورنہ بادشاہ روم کا جی بے اختیار اس امر شرعی پر ھے ۔ انشاءاللہ تعالیٰ ایک روز ایجاب و قبول ملکہ نگار کی زبانی ظہور میں آوے گا ۔ خاطر اپنی بہ ہر صورت جمع رکھ ۔ بادشاہ زادے کے تئیں از بس کہ اضطرار تھا ، وھیں قلم دان و کاغذ طلب کر کے دوسری عرضی واسطے شاہ روم کے جواب میں نامے کے اس مضمون پر لکھی :

''حضرت قدر قدرت ، زیب سریر خلافت یعنی بادشاہ جم جاہ ، فرماں روائے مملکت روم !

عنایات و الطاف سے جواب میں عرضی کے سرافراز فرمایا تھا ، موجب افتخار اور سرفرازی کا ھوا ۔ حضرت نے کلک گہر سلک سے سر تا پا انکار زبان سے ملکہ زمان کے صفحۂ کاغذ پر ارقام فرمایا تھا ، مطالعے میں اس کمترین کے آیا ۔ کمال تعجب ھوا اور حیرت لاحق حال ھوئی ۔ انکار اور اقرار اس امر شرعی کا اپنے فرزندوں کے واسطے زبان پر مادر و پدر کے ھے ، نہ کہ عنان اختیار اس امر شرعی کی ھاتھ میں فرزندوں کے ھے ۔ پس یہ کلام عذر کا اور انکار کا زبان سے حضرت کی نہایت نازیبا ھے ۔ امید وار ھوں کہ حضرت اس امر شرعی کے تئیں قبول فرما کر اس غلام کے تئیں سلسلۂ غلامان خاص میں سر فراز فرمائیے ۔ انکار فرزندوں کا اس امر میں مادر و پدر کو جائز رکھنا خلاف احکام الٰہی اور خلاف شریعت رسالت پناھی کے ھے اور یہ غلام برس روز کی راہ سے واسطے اسی امر خیر کے شداید سفر کے اختیار کرتا ھوا خدمت میں حضرت کی

حاضر ہوا ہے۔

زیادہ حد ادب"

یہ لکھ کر عرضی کو ملفوف کیا اور سر بہ مہر کر کے قلم دان میں رکھا۔ دوسرے دن علی‌الصباح اختر سعید کو مع عرضی خدمت میں بادشاہ روم کے روانہ کیا۔ اختر سعید ایک کوچ ایک مقام کرتا ہوا عرصے میں دس دن کے متصل شہر روم کے پہنچا۔ بادشاہ روم کے تئیں خبر اختر سعید کے آنے کی پہنچی، وزیر کو بلوا کر واسطے استقبال اختر سعید کے بھیجا۔ وزیر حسب‌الاحکم شاہ روم کے روانہ ہوا۔ بعد کئی ساعت کے اختر سعید رستے میں ملاقات کر کے باہم باتیں کرتا ہوا داخل شہر پناہ من روم کے ہوا اور اس حویلی میں آتارا کہ جس حویلی میں پیش تر آترا تھا۔ وزیر اختر سعید سے رخصت ہو کر حضور میں شاہ روم کے گیا اور عرض کی کہ حسب‌الاحکام والا کے اختر سعید کو لا کر متصل اپنی حویلی میں آتارا گیا۔ بادشاہ روم نے ارشاد فرمایا کہ علی‌الصباح اختر سعید کو ہمراہ اپنے مشرف و سر فراز ملازمت حضور سے کروانا۔ وزیر یہ سن کر رخصت ہوا۔

داستان آں کہ بار دویم باز آمدن اختر سعید در بارگاہ بادشاہ روم و گزرانیدن عرضیٔ بادشاہ زادہ شجاع‌الشمس در بارۂ خواست گاریٔ ملکہ جہاں و جہانیاں بادشاہ زادی ملکہ نگار

راوی نے یوں روایت کی ہے، جب سے کہ اختر سعید داخل شہر روم کے ہوا تھا، بادشاہ روم کے تئیں اندیشے نے اور اس تردد نے گرفتہ خاطر کیا تھا کہ بادشاہ زادہ شجاع‌الشمس بہ اردہ

خواست گاری ملکہ نگار خطا و ختن سے شداید سفر کے اختیار کرتا ہوا یہاں تلک آیا ہے اور یہاں سے انکار سر تا پا ہے ، دیکھیے کیا اتفاق ہو ۔ تمام رات اسی اندیشے میں آخر ہوئی ۔ وقت نماز سحر کا ہوا ۔ نماز و وظیفے سے انفراغ حاصل کر کے پوشاک شاہی مع جواہر گراں بہا پہن کر ، برآمد دیوان خاص میں ہو کر کرسی زرین پر رونق افزا ہوا ۔ جتنے مجرائی ، وزیر ، امیر ، ارکانان دولت ، اہل خدمات ، خوان و خوانین ، خورد و کلاں تھے ، بہ دستور باریاب مجرے کے ہو کر مؤدب دست بستہ ، دست راست و دست چپ صفیں باندھ کر مرتبہ بہ مرتبہ ، پایہ بہ پایہ کھڑے ہوتے گئے ۔ بادشاہ روم نے وزیر کو زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہ اختر سعید کو ہمراہ اپنے لا کر مشرف ملازمت سے حضور کی کرو ۔ وزیر حسب الاحکام رخصت ہو کر واسطے لانے اختر سعید کے روانہ ہوا ۔ بعد ایک دم کے اختر سعید کو ہمراہ اپنے لا کر در دولت سرا پر بٹھایا اور عرض کروائی کہ غلام حسب الاحکام والا کے اختر سعید کو ہمراہ اپنے لا کر در دولت پر حاضر ہے ۔ بادشاہ روم نے ارشاد فرمایا کہ باریاب مجرے کا کرو ۔

قصہ مختصر ، بہ موجب احکام حضور کے اختر سعید نے مجرائے حضور سے سر فرازی حاصل کر کے ، نذر گزران کر عرضی شاہ زادہ والا ہمم کی یعنی شجاع الشمس کی گزرانی ۔ بادشاہ نے عرضی لے کر سرنامے کو کھول کر مضمون عرضی کا سر سے پا تلک ملاحظہ کیا ۔ سوائے مضمون سابق کے کوئی اور مضمون اس میں نہ پایا ۔ نہایت متفکر خاطر ہوا کہ اگر اس مرتبہ بھی جواب میں عرضی کے انکار لکھا جائے گا ، خدا جانے بادشاہ زادہ جی میں خفا ہو کر کیا سلوک ملازمان حضور سے عمل میں لاوے ۔ معلوم عقل سے ہوتا ہے کہ اس کم بخت بیٹی کے باعث بربادی

خانزادۂ عالی کی ظہور میں آوے گی ۔ کاش ! پیدا نہ ہوئی ہوتی کہ اس کے پیدا ہونے سے یہ ذلت نصیب میں ملازمان حضور کے ہوتی نظر آتی ہے ، یا نصیب و یا قسمت ! یہ جی میں شاہ روم کہتا ہوا اٹھ کر داخل محل سرا کے ہوا ۔ جتنے مجرائی تھے ، برآمد ہوکر اپنے اپنے مکانوں پر گئے ۔

اب راوی نے یہاں سے یوں روایت کی ہے ، جب کہ شاہ روم داخل محل کے ہوا ، خاصہ والی نے عرض کی کہ خاصہ تیار ہے ۔ بادشاہ نے خاصہ نوش کرنے سے انکار فرمایا ۔ تمام خادمان محل کو ایک تشویش بہم پہنچی کہ آیا باعث خاصہ نوش نہ کرنے کا کیا ہے ؟ علی الخصوص حضرت بیگم ملکہ کلاں کے تئیں یعنی مادر ملکہ نگار کو تشویش خاطر سب سے زیادہ لاحق حال ہوئی ۔ مضطرب ہوکر خدمت میں بادشاہ کے التماس کی ۔ بادشاہ نے اخفا کرنا اس احوال کا مناسب نہ جانا ۔ حضرت بیگم سے سر تا پا احوال شجاع الشمس کے آنے کا مع فوج دیو زادان و پری زادان خطا و ختن سے ملک روم میں بہ ارادہ خواست گاری ملکہ نگار کے بیان کیا اور اس کے بعد جہاں تک کہ قبح انکار کی اور حسن اقرار کی تھی ، زبان پر لایا ۔ ملکۂ کلاں نے یعنی حضرت بیگم نے عرض کی کہ حضرت تردد اور ملال کو مزاج اقدس میں راہ نہ دیجیے ۔ اگر ملکہ نگار کو آبادی شہر روم کی اور سلامتی حضرت کی منظور ہوگی ، البتہ قبول کرے گی ۔ یہ کہہ کر بادشاہ زادی ملکہ نگار کو سواری بھیج کر باغ سے طلب کیا ۔ بادشاہ زادی وہیں حسب الاحکام ملکہ کلاں کے یعنی حضرت والدہ کے مع مشتری سوار ہو کر داخل محل سرا کے ہوئی ۔ بعد اس کے مجرے سے مادر کے شرف جاودانی و سعادت ابدی حاصل کر کے استادہ ہوکر دست بستہ عرض کی کہ اس کمترین کے تئیں اس اضطراب اور اس جلدی سے

یاد فرمانے کا کیا باعث تھا ؟ اُمید وار ہوں کہ اس سے اطلاع فرمائیے ۔ بادشاہ زادی کا یہ عرض کرنا طریقۂ آداب فرزندی سے ملکۂ کلاں کو نہایت خوش آیا ۔ دریائے محبت نے جوش مارا ، بے اختیار ہو کر چھاتی سے لگا کر کئی بوسے سر و چشم پر ملکہ نگار کے دیے اور ارشاد بہ شفقت تمام کیا ، ''اے فرزند دل بند ! جس چیز میں تمھارے باعث سے بہبود و سلامتی حضرت‌قدر قدرت یعنی تمھارے والد کی اور آبادی اس خانوادۂ خلافت کی ظہور میں آتی ہو ، آیا وہ امر تمھارے تئیں قبول ہے ، یا نہیں ؟ ''بادشاہ زادی ملکہ نگار نے بلائیں لے کر عرض کی کہ ''اے حضرت والدہ ملکہ زماں ! ایسا کون سا امر ہے کہ میرے باعث سے بہبودی حضور کی اور آبادی اس دودمان سلطنت کی ہے ؟ اُمید وار ہوں کہ اس کے بیان سے سرفرازی حاصل کروں ۔'' ملکۂ کلاں نے ارشاد فرمایا کہ اے نور دیدۂ مادر و پدر ! امر شرعی بجا لانا ہر ایک بندۂ خدا کو جملہ واجبات سے ہے ۔ انحراف و انکار اس سے کرنا خلاف مرضی خدا کی اور رسول خدا کی ہے ، اس لیے بیان کیا جاتا ہے کہ بادشاہ زادہ خطا و ختن کا ، شجاع‌الشمس نام ، ارادہ تیری خواستگاری کا کر کے کئی لاکھ فوج آدمی زاد و دیو زاد و پری زاد کی ہمراہ لے کر نواح روم میں آیا ہے اور دو قطعے عرضی کے مقدمے میں تیری خواستگاری کے بھیج چکا ہے ۔ اگر انکار ہم سے ظہور میں آیا ، نتیجہ اس کا موافق عقل کے نہایت قبیح ہے ۔ پس اس امر میں تیرے انکار سے تشویش اور ملال حد سے زیادہ ہے کہ آیا دیکھیے بطون غیب سے کیا عرصۂ ظہور میں آوے ۔

بادشاہ زادی ملکہ نگار نے یہ سن کر عرض کیا کہ اے حضرت والدہ ! اگر ہزار جان رکھتی ہوں اور تمھیں درکار ہو ،

واللہ باللہ! تم پر سے بہ خوش نودی تمام نثار کروں اور سوا اس کے جو ارشاد کیجیے، عمل میں لاؤں - لیکن یہ امر شجاع الشمس کا جو تم سے وہ سوال رکھتا ہے، زنہار میرے تئیں قبول نہیں اور یہ بھی یقین ہے کہ شجاع الشمس تمھارا اور تمھارے خانوادے کا اور تمام مملکت روم کا، سبب قبول نہ کرنے میرے سے، دشمن ہوگا اور جب تلک کہ میں جیتی ہوں، ہزاروں خرابیاں در پیش آویں گی - پس بہتر یوں ہے کہ میرے تئیں زہر ہلاہل عنایت کیجیے یا خنجر مرحمت فرمائیے کہ اپنے تئیں ہلاک کر کے سب خرابیاں مٹا دوں - نہ میں ہوں گی، نہ کوئی دشمن تمھارا، نہ اس مملکت روم کا ہووے گا - سوا اس کے بہتر تدبیر میری عقل ناقص کے آگے نہیں ہے، باقی حضرت مختار ہیں -

یہ سنتے ہی ملکۂ کلاں زار و نزار روئی اور بولی، "اے فرزند دل بند ملکہ نگر! تیرے تئیں اس لیے پرورش ہم نے نہیں کی تھی کہ ایک دن تیرے دشمنوں کو واسطے اپنے آرام کے زہر دے کے ہلاک کریں گے -"

یہ کہہ کر آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے غمگین و ملول اٹھی اور خواب گاہ میں قتلغ شاہ روم کے پاس جا کر تمام ماجرا ملکہ نگر کا بیان کیا - قتلغ شاہ نے سن کر مثال شمع کے سوختگیٔ غم سے سر کو دھنا اور کہا کہ اے ملکۂ کلاں! باعث سے اس بیٹی کے جہان تاریک ہوتا نظر آتا ہے - دیکھیے، تقدیر نے کیا چاہا ہے؟ یہ کہہ کر پلنگ خواب پر دراز ہوا - ملکۂ کلاں اٹھ کر اپنے محل خواب میں سدھاری -

دوسرے دن بادشاہ بہ دستور دیوان خاص میں برآمد ہو کر کرسیٔ زرین پر رونق افزا ہوا - جتنے مجرائی، وزرا، امرایان عظام ارکانان دولت، اہل خدمات، خورد و کلاں تھے، مع اختر سعید

باریاب مجرے کے ہو کر دست راست و دست چپ مرتبہ بہ مرتبہ ، پایہ بہ پایہ ، قرینہ بہ قرینہ آ کر حاضر ہوئے ۔ اختر سعید نے رو بہ رو دست بستہ آ کر عرض کی کہ غلام کے تئیں دس بارہ دن حضور میں حاضر ہوئے گزرے ہیں ، تا ہنوز جواب سے عرضی کے سرفرازی حاصل نہیں کی ۔ اُمید وار تفضلات شہنشاہی کا ہوں کہ نامۂ والا جواب میں عرضی کے مرحمت ہو کہ حضور سے رخصت ہو کر خدمت میں بادشاہ زادے والا گہر کے اپنے تئیں پہنچاؤں کہ میرے نہ جانے سے تردد اور انتظار حد سے زیادہ ہوگا ۔

بادشاہ نے اختر سعید سے سن کر دم ایک تامل کیا اور خلوت کر کے ارشاد فرمایا کہ اے فدوی خاص ، لائق العنایت والا ! حسان ! میرا جی بے اختیار چاہتا ہے کہ شجاع الشمس کو اپنا فرزند خاص قرار دے کر مالک و مختار تمام اپنے دودمان کا اور امورات سلطنت کا کر کے بہ دل جمعی تمام ایک گوشے میں بیٹھ کر مشغول طاعت الٰہی کا ہوں ۔ قسم ہے اس پروردگار لایزال کی میری عین آرزو یہی ہے ۔ ہر چند بادشاہ زادی ملکہ نگار کو سمجھاتا ہوں ، وہ زنہار قبول نہیں کرتی ۔ لیکن خاطر اپنی بہ ہر صورت جمع رکھو ، انشاء اللہ تعالیٰ بادشاہ زادی کے تئیں پردۂ انکار سے باہر نکال کر محل اقرار پر دو چار دن کے عرصے میں لا کر مع نامہ جواب میں عرضی کے لکھ کر تمہیں رخصت کروں گا ۔ جلدی اس امر میں ایجاب و قبول کی درکار نہیں ۔

اختر سعید نے زبان سے بادشاہ کی سن کر عرض کی کہ تابع دار ، فرماں بردار حکم والا کا ہوں ۔ اگر یونہی مرضی حضور کی ہے ، دو چار دن اور یہ غلام حضور والا میں حاضر ہے ۔

یہ کہہ کر اختر سعید رخصت ہو کر برآمد ہوا اور بادشاہ

داخل دولت سرا میں ہوئے ۔

داستان آں کہ عرضی نوشتن اختر سعید برائے بادشاہ زادہ شجاع الشمس مع احوال شاہ روم و بادشاہ زادی ملکہ نگار

راوی نے یوں روایت کی ہے اور اس افسانے کو زبان قلم سے یوں صفحے پر کاغذ کے لکھنے میں لایا ہے کہ جس وقت اختر سعید شاہ روم سے احوال ملکہ نگر کے انکار کا سن کر گھر میں آیا تھا ، عقل اس کی ملکہ نگار کی باتیں انکار کی سن کر نہایت تعجب میں اور حیرت میں تھی اور جی میں کہتا تھا کہ یہ عجب مقام حیرت کا ہے کہ بادشاہ زادی ملکہ نگار گو باوجود اس چاہت اور محبت کے شجاع الشمس سے یوں انکر عمل میں لاتی ہے ، آیا سبب اس کا کیا ہے ؟ ہر چند دریائے فکر میں واسطے دریافت کرنے اس انکار کے غواص ہوتا تھا ، لیکن مطلق گوہر مقصد کا ھاتھ میں نہ آتا تھا ۔ یک مرتبہ جی میں سوچا کہ بادشاہ زادے کو میرا انتظار نہایت ہوگا اور یہاں کئی دن وقفہ رہنے کا نظر آتا ہے ۔ پس بہتر یوں ہے کہ عرضی احوال کی واسطے شاہ زادۂ عالی تبار کے لکھ کر روانہ کیجیے ، تاکہ بادشاہ زادے کے تئیں تشفی اور تسلی حاصل ہو ۔ یہ سوچ کر قلم دان و کاغذ طلب کرکے عرضی لکھنی شروع کی جس کا القاب اور مضمون یہ تھا :

”حضرت صاحب عالم و عالمیان سلامت !

کمترین ، عقیدت کیش ، فدوی جاں نثار ، خیر اندیش اختر سعید آداب تسلیمات بجا لاکر حضور میں ملازمان جناب اقدس کے یوں عرض کرتا ہے ، جس روز سے غلام نے آ کر عرضی حضور میں

شاہ روم کے گزرانی ہے ، ہمیشہ واسطے حصول جواب کے عرض
کرتا ہے ، لیکن شاہ روم بہ سبب انکار ملکہ نگار کے لکھنے میں
جواب کے قاصر ہے ۔ چناں چہ غلام نے بارہا رخصت چاہی ہے ،
بادشاہ نے در جواب یوں ارشاد فرمایا ہے کہ اے اختر سعید ! ہر چند
میرا جی بے اختیار ہے کہ شجاع‌الشمس کو اپنا ولی عہد اور
فرزند خاص کرکے مالک و مختار اپنے امورات سلطنت کا کروں ،
لیکن انکار سے بادشاہ زادی ملکہ نگار کے فی‌الجملہ تردد میں آکر
لاچار سا ہوں ۔ غالب کہ دو چار دن میں بادشاہ زادی ملکہ نگار
کہنے کو میرے سعادت دارین سمجھ کر انکار سے دست بردار
ہووے ۔ دو چار دن اس لیے وقفہ تمھیں ضرور ہے ۔ بعد دو چار دن
کے رخصت کروں گا ۔ غلام اس ارشاد سے شاہ روم کے لاچار ہوکر
اور کئی دن ساکن شہر روم کا ہے ، تردد و تشویش کو میرے نہ آنے
سے مزاج اقدس میں راہ نہ دیجیے گا ۔ قریب ہے کہ عرصۂ نزدیک
میں جواب عرضی کا حاصل کرکے حضور فیض گنجور میں یہ غلام
آ کر حاضر ہو ، لیکن جب تک کہ غلام خدمت میں بادشاہ کے
حاضر ہے اور حصول میں جواب کے توقف ہے ، کئی سو دیووں
کے تئیں روانہ طرف روم کے کیجیے کہ وہ شکلیں مہیب بنا کر
گرد شہر پناہ کے آ کر رومیوں کے تئیں ہلاک ہیبت سے کریں ،
لیکن یہ حکم ہو کہ آدمیوں پر دست اندازی نہ کریں ،
مگر گائے ، بھینس ، بکری ، بھیڑ جو مویشی کی قسم سے ہاتھ
آوے ، نوش کرنے میں قصور نہ کریں ۔ جب کہ یہ احوال دیووں
کی شرارت کا اور گرد شہر پناہ کے آنے کا شاہ روم کو اور
ملکہ نگار کو معلوم ہوگا ، خوف میں اور ہیبت میں سر تا پا آکر
قبول تمھارے مدعا کا چار و نا چار کریں گے ، اور کوئی تدبیر بہتر
اس سے خاطر میں غلام کے نہیں گزرتی ۔ باقی سوا اس کے جو

تدبیر خاطر اقدس میں گزرے ، عمل میں لائیے ۔ غرض کہ بے تدبیر عقدہ کشائی اس امر کی نظر نہیں آتی ۔

زیادہ حد ادب''

اختر سعید نے یہ مضمون عرضی میں درج کرکے سر بہ مہر خدمت میں بادشاہ زادے شجاع الشمس کے روانہ کی ۔

داستان آں کہ رسیدن عرضی اختر سعید در جناب معلی القاب اختر برج شہر یاری بادشاہ زادہ شجاع الشمس و بہ عمل آوردن آں موافق مضمون عرضی مرسلہ اختر سعید

راوی نے موتی سخن کے سیپ سے دل کے نکال کر یوں زبان پر لایا ہے ، جب سے اختر سعید کو بادشاہ زادہ شجاع الشمس نے دوبارہ مع عرضی خدمت میں بادشاہ جم جاہ ، ملائک سپاہ قتلغ شاہ روم کے بھیجا تھا ، بہ سبب دیر لگنے کے کمال قلق و تشویش بادشاہ زادے کو لاحق رہتا تھا کہ آیا وزیر زادے اختر سعید کے جلد و شتاب نہ آنے کا اور دیر وہاں رہنے کا کیا باعث ہے ۔ دیکھیے کب تلک اختر سعید وہاں سے جواب عرضی کا حصول کرکے پھرے ۔ اور گاہ بے گاہ یہ بھی بادشاہ زادہ دل میں کہتا تھا کہ اختر سعید کی دانائی اور فراست سے نہایت بعید نظر آیا ۔ اگر وقفہ چند روز کا جواب میں عرضی کے شاہ روم سے عمل میں آیا تھا ، پس لازم اختر سعید کو یوں تھا کہ عرضی اپنی مع احوال وہاں کے اور باعث اپنے نہ آنے کا لکھ کر روانہ کرتا ۔ اکثر اسی طرح کے خیالات جی میں لا کر روز و شب انتظار میں اختر سعید کے رہتا تھا کہ یک مرتبہ ایک پری زاد نے عرضی وزیر زادے

اختر سعید کی خدمت میں بادشاہ زادے شجاع الشمس کے گزرانی ۔
بادشاہ زادہ دیکھتے ہی عرضی کو اختر سعید کی نہایت مسرور و شاد
ہوا اور بہ اضطراب تمام عرضی کو کھول کر ملاحظہ کرنا
شروع کیا ۔ جب کہ مذکور ملکہ نگار کے انکار کا ملاحظہ کیا ،
نہایت جی میں آزردہ خاطر ہوا اور مقام میں حیرت کے گیا کہ
ملکہ نگار سے یہ حرکت انکار کی باوجود اس محبت کے خلاف عقل
اور قیاس کے ہے ، بعد اس کے سر سے پا تلک عرضی کو ملاحظہ
کر کے قلم‌دان میں رکھی اور یہ خیال میں گزرا کہ موافق
مضمون عرضی کے عمل میں لائے ۔ وہیں شمعون بن میمون جو
سردار دیووں کا تھا ، اسے بلوا کر ارشاد فرمایا کہ اے
شمعون بن‌میمون ! کئی سو دیو بدھیئت اور زشت رو اور تندخو اور
قدآور ، تنومند اور فربہ اپنے لشکر سے چن کر طرف روم کے روانہ کر ۔
گرد شہر پناہ کے جا کر آدمی زادوں کو شکل مہیب بنا کر ڈرانا
شروع کریں ، لیکن خبردار قصد اُن کے کھانے کا نہ کریں اور
مویشی کی قسم سے ، مثل گاؤ و میش و گوسفند وغیرہ جو ہاتھ
آویں آن سب کے تئیں شیرمادر سمجھ کر نوش جان کریں اور
جب تلک کہ احکام حضور کا نہ پہنچے ، وہاں سے زنہار قصد آنے کا
نہ کریں ۔ یہ سن کر شمعون بن میمون آداب بجا لایا اور عرض کی
کہ تابع دار امر کا ہوں ۔ یہ عرض کر کے داخل لشکر کے ہوا ۔
بعد اس کے موجودات دیووں کے لے کر چار سو دیو خوں خوار ،
ہیبت ناک ، بلند بالا ، زشت رو چن کر علیحدہ کیے. اور ان دیووں
سے کہا کہ حکم بادشاہ زادۂ والا گہر کا یوں صادر ہوا ہے کہ
تم شہر روم کے گرد جا کر مویشی کا نوش کرنا اور آدمیوں کا
ڈرانا شروع کرو ، لیکن خبردار آدمی زادوں کو ہلاک مت کرنا ۔
پس بہتر یوں ہے کہ تم سب اسی وقت موافق احکام کے طرف

شہر روم کے روانہ ہو۔ یہ سنتے ہی چار سو دیو بغلیں بجاتے ہوئے، رقص کرتے ہوئے روانہ طرف روم کے بہ خوش نودی تمام ہوئے اور آپس میں یہ کہتے ہوئے چلے کہ بعد مدت مدید یہ غذاے لطیف دولت سے بادشاہ زادۂ عالی گہر کے حاصل ہوئی، لیکن افسوس! ہزار افسوس! بادشاہ زادے نے ایک آدھ آدمی کھانے کی پروانگی نہ دی کہ بارے اُن کے کھانے سے سیری تو معلوم لیکن فی الجملہ ذائقہ اور مزا حاصل کر کے داڑھ تو گرم کرتے۔ یہ سن کر جھاڑ بن جھنکاڑا اور دریا نوش بن پاپوش جو سردار اُن چار سو دیووں کے تھے، انھوں نے اُن سب کے تئیں بہ ہیبت تمام آنکھیں مثال آتش دان حمام کے نکال کر کہا، ”اس قدر کفران نعمت یعنی نا شکری کرنی خوب نہیں۔ مدتوں سے گوشت کھانے کو ترستے تھے اور محتاج تھے، سو حق تعالیٰ نے تم پر بادشاہ زادے کو مہربان کر کے پروانگی گائے، بکری، بھیڑ، بھینس، دنبہ کھانے کی دلوائی۔ بہتر یوں ہے کہ غنیمت سمجھ کر شکر الٰہی بجا لاؤ اور مشغول اپنے کام کے ہو۔“

قصہ مختصر، وہ سب دیو اُچھلتے، پھاندتے، شلنگے بھرتے، بغلیں بجاتے، خوشیاں کرتے داخل نواح روم کے ہوئے۔ ایک جنگل آدمی زادوں کا اور مویشی کا اُن دیووں کے تئیں نظر آیا۔ بے اختیار منہ میں پانی بھر لائے اور وہیں شکلیں مہیب بنا کر اور آنکھیں لال لال، دانت سفید نکال کر، کچکچیاں باندھ کر، غار سا منہ پھیلا کر، چنگھاڑیں مار کر طرف اُن آدمی زادوں کے دوڑے۔ جتنے آدمی زاد روم کے رہنے والے تھے، یہ انبوہ دیووں کا اور یہ شکلیں مہیب دیکھ کر بے اختیار بے حواس ہو کر، جوتے پگڑیاں چھوڑ چھوڑ کر بھاگے، لیکن کتنے دیکھتے ہی خوف سے آ کر جاں بہ حق ہوئے اور کتنے ہی بے ہوش ہو کر گرے اور کتنے ہی گرتے پڑتے

بھاگتے ، کانپتے ھانپتے داخل شہر پناہ کے ہوئے اور بے ہوش ہو کر رستوں میں ، دوکانوں میں ، گلیوں میں ، گھروں کے دروازوں میں آ کر گرے ۔ یہ احوال اُن سبھوں کا دیکھ کر اہل شہر حیرت میں آئے اور آپس میں کہنے لگے کہ ان کا بے حواس ہو کر آنا خالی علت سے نہیں ھے ۔ ایک ھجوم تمام اھل شہر کا اُن بے ہوشوں پر ہوا ۔ کوئی کسو پر گلاب چھڑکتا تھا ، کوئی لخلخہ سونگھاتا تھا ، کوئی کسو کا پاشویہ کرتا تھا ، کوئی کسو کی ناک بند کرتا تھا ، کوئی کسو کا بازو پکڑ کر جنبش دیتا تھا کہ یہ کسی طرح ہوش میں آویں ، تا احوال اس طور کے بھاگنے کا دریافت کریں ۔ یہ احوال بے ہوشی کا اُنھوں کی دیکھ کر کوئی سر پیٹتا تھا اور کوئی چھاتی کوٹتا تھا اور کوئی کھڑا روتا تھا اور کوئی مثال گل کے گریبان چاک کرتا تھا ۔ عاقبت‌الامر بعد کئی دم کے وہ سب ہوش میں آئے اور سرگزشت اپنا بیان کرتے گئے اور کہا ، ''جلد ، اے کم بختو ! دروازے شہر پناہ کے بند کرو کہ سینکڑوں دیو زاد گرد شہر پناہ کے واسطے غارت کرنے شہر کے آئے ھیں ۔ یہ سنتے ھی تمام اھل شہر بے حواس ہو کر دروازوں پر شہر پناہ کے دوڑے ۔ دروازوں کو بند کروا کر فصیلوں پر چڑھ کر نگاہ گرد شہر پناہ کے کرنے لگے ۔

دیکھتے کیا ھیں کہ واقعی سینکڑوں دیو گرد شہر پناہ کے پھیلے ہوئے بھیڑ ، بکری ، گائے جو مویشی کی قسم سے ھاتھ اُن کے آیا ھے ، بہ خوشی تمام نوش کر رہے ھیں اور جہاں تلک باغ شہر پناہ کے باہر تھے ، سبھوں کے برگ و بار نوش جان کر کے ویران مطلق کر دیے ھیں ۔ یہ احوال دیکھ کر سب فصیلوں سے اُترتے گئے اور سب آپس میں کہنے لگے کہ بھائیو ، برادرو ، یارو ! ہم سے جو جو خطائیں ہوتی گئیں ھیں ، تم سب معاف کرنا کہ اب

زندگی اپنی کوئی دم کی ان دیووں کے ھاتھوں سے نظر آتی ھے ۔

بیت

دم غنیمت ھے دید جو دم ھے
فرصت زندگی بہت کم ھے

یقین کامل ھے کہ وہ سب دیو دو چار دن میں مویشی اطراف کے کھا کرجب کہ مویشی انھیں واسطے کھانے کے بہم نہ پہنچیں گے ، لاچار بھوک سے جھنجھلا کر داخل شہر پناہ کے ھو کر ھم سبھوں کو غذائے لطیف سمجھ کر کھانا شروع کریں گے ۔

اب راوی نے یہاں سے یوں روایت کی ھے ، جب کہ بادشاہ زادہ شجاع الشمس موافق لکھنے اختر سعید کے دیووں کو روانہ طرف روم کر چکا ، قلم دان و کاغذ طلب کرکے واسطے ملکہ نگر کے خط لکھنا شروع کیا ، جس کا القاب و مضمون یہ تھا :

”اے محبوب محبت طراز و اے دلربائے دل نواز ، ملکہ آفاق جلوہ فرما مسند ناز پر ھو کر کام روائے عاشق نیاز مند کی رھیو ۔

بعد اشتیاق ملاقات کے طرف سے اس دل سوختہ محبت کے کہ مثال پروانہ کے ھے ، اس شمع مجلس معشوقی کو معلوم ھوجیو ۔

بیت

گلا لکھوں میں اگر تیری بے وفائی کا
لہو میں غرق سفینہ ھو آشنائی کا

عجب بات ھے اور نہایت مقام حیرت کا ھے ۔ لکھنے سے اختر سعید کے یوں دریافت ھوا کہ حضرت قدر قدرت یعنی شاہ روم بہ جان و دل راہ تفضیلات سے مصروف احوال پر اس کمترین کے

ہیں ، لیکن انکار سے ملکہ نگار کے بہ حد اتم تشویش اور تردد مزاج میں لا کر لاچار ہیں ۔ پس اے ملکۂ نا مہرباں ! تیری محبت اور چاہت سے نہایت بعید یہ مرتبہ انکار کا نظر آیا ۔ اگر حضرت خود بہ دولت یعنی تمھارے والد بزرگوار انکار فرماتے ، بجا تھا اور اپنا احوال ہجر سے اس دل آرام کے مثال کبوتر نیم بسمل کے بستر آرام پر ہے اور جب سے کہ یہ بیماری عشق کی لا حق ہے ، روز بہ روز نوبت اپنی نوع دیگر نظر آتی ہے اور پیغام اجل کا اکثر آیا کرتا ہے ۔

قطعہ

آہ لاحق عشق کی جب سے یہ بیماری ہوئی
بارہا نبضیں چھٹیں اکثر غشی طاری ہوئی
بے قراری ، بے کلی دونی طپش رہنے لگی
آہ دل دینے سے عاید یہ گنہگاری ہوئی

واللہ باللہ اے ملکہ نگار ! اس جینے سے اب نہایت بہ تنگ ہوں ۔ اگر زندگانی اس وارفتۂ محبت کی منظور ہے ، وہ بات کر اور وہ تدبیر عمل میں لا کہ صورت محبوب مدعا کی آنکھوں میں آرزو کے جلد و شتاب جلوہ گر ہوکر گریہ و زاری سے باز رکھے ، ورنہ یونہیں اگر منظور بے وفائی ہے ، لکھ بھیج کہ کچھ کھا کر سو رہوں :

بیت

ترے فراق میں کچھ کھا کے سو رہوں گا میں
تو کس خیال میں ہے ، تجھ کو کچھ خبر بھی ہے

واللہ باللہ ، اے آرم جان بے قراراں ! اس لکھنے کو میرے یقین جان کر لغو مت سمجھنا ۔

بیت

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں
ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

زیادہ سوائے اشتیاق کے کیا لکھا جائے ۔''

یہ لکھ کر خط کو ملفوف و سر بہ مہر کر کے حوالے تیز رو پری کے کیا کہ جلد اسے خدمت میں ملکہ نگار کے پہنچا کر جواب جلد حصول کر کے لا ۔ تیز رو پری موافق ارشاد کے خط کو از راہ ادب سر سے باندھ کر روانہ طرف روم کے ہوئی ۔

داستان آں کہ روانہ شدن تیز رو پری مع نامہ بادشاہ زادہ شجاع الشمس عالی مقدار در خدمت ملکۂ آفاق ملکہ نگار و باز آمدن آں مع جواب از نزدیک ملکہ نگار بہ جناب شاہ زادۂ والا گہر

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جب سے کہ بادشاہ زادہ شجاع الشمس داخل نواح روم کے ہوا تھا ، ملکہ نگار کو نہایت انتظار شجاع الشمس کے خط کا رہتا تھا ۔ اگرچہ ایک خط شجاع الشمس نے اپنے آنے کا لکھ بھیجا تھا اور جواب بھی ملکہ نگار نے لکھا تھا ، لیکن تاہم ملکہ نگار کو یہی آرزو تھی کہ جب تک سلسلہ ملاقات کا ظہور میں آوے ، شجاع الشمس اکثر احوال اپنی خیر و عافیت کا لکھا کرے ۔ ایک دن مشتری سے بعد داخل ہونے محل کے مذکور شجاع الشمس کا اور اختر سعید کے آنے کا کر رہی

تھی کہ یک مرتبہ تیزرو پری نے خط کو شجاع الشمس کے گود میں بادشاہ زادی ملکہ نگار کے ڈالا بادشاہ زادی دیکھتے ہی خط کو شجاع الشمس کے بے اختیار شاد شاد ہوئی ۔ خط کو اُٹھا کر آنکھوں سے لگایا ، بعد اس کے خط کو کھول کر پڑھنا شروع کیا ۔ سر سے پا تلک مطالعہ کر کے ہاتھ سے رکھا اور قلم دان و کاغذ طلب کر کے جواب شجاع الشمس کے خط کا لکھنا شروع کیا ، جس کا القاب اور مضمون یہ تھا :

''اے سر شاربادۂ محبت و اے مست و مدھوش خم خانۂ یگانگت ، عاشق جاں باز بادشاہ زادہ شجاع الشمس ! محل عیش میں جلوہ گر ہوکر ہم آغوش شاہد آرزو کا رہیو !

اشتیاق نامہ بھرا ہوا شکوہ و شکایت سے جو بھیجا تھا ، پہنچا ۔ وہ جو تم نے لکھا تھا کہ تمھارے انکار سے سخت میرے تئیں عالم حیرت کا ہے ، محبت سے اور چاہت سے تمھاری نہایت بعید ہے ، میرے تئیں اعتبار نہیں آتا ۔ اے بادشاہ زادۂ عالی قدر ! میرے تئیں واقعی مدتوں سے انکار اس امر دنیاداری کا تھا اور آج تلک ہے ۔ سر تا پا بے عصمتی اور حتک[1] حرمت اس امر میں سمجھ چکی ہوں ، لیکن یہ کم بخت عشق حیلہ ساز، مکار، شعبدہ باز میں نہیں جانتی تھی کہ کہاں سے واسطے میری خرابی کے اور بے عصمتی کے گھات میں لگ رہا تھا کہ یوں میرے تئیں خواب میں تیرا جلوہ دکھلا کر ایسا عاشق زار ، رسوائے دیار و کوچہ و بازار کیا کہ تمام جن و پری تلک شہرہ میرے عشق کا پہنچا ۔ جتنا میں انکار اس امر سے کرتی تھی ، اتنا اقرار بار بار زبان پر میری آتا ہے ، لیکن واللہ باللہ ! شعور سے اور عقل سے عشق نے میرے تئیں

---

۱ ۔ ھتک ۔

باهر کر دیا ہے ۔ اگر فی الجملہ بھی شعور اور عقل میرے تصرف میں رہتا ، زنہار اس قدر اپنے تئیں رسوا نہ کرتی اور مطلق نام ثبت کا زبان پر نہ لاتی ۔ نہایت اور حد سے زیادہ اس دل کے ہاتھوں لاچار ہوں ۔

غزل

باقی نہیں رہائی زنہار دل کے ہاتھوں
اے وائے! ہوگئی ہوں لاچار دل کے ہاتھوں
نازل ہوا کرے ہے مجھ پر بلاتامل
رنج و بلا و محنت ہر بار دل کے ہاتھوں
بے چین روز و شب ہوں القصہ اے پیارے!
جینا ہوا ہے مجھ پر دشوار دل کے ہاتھوں
جینے سے میرے سب کو ہے داغ ناامیدی
از بس کہ ہو رہی ہوں بیمار دل کے ہاتھوں
انکار گو تھا آگے پر آج کل پیارے
لاچار کر رہوں گی اقرار دل کے ہاتھوں
اخفا کروں کہاں تک کم بخت عشق کو میں
کرتی ہوں اس کو ہر دم اظہار دل کے ہاتھوں
تو اے شجاع! اپنی خاطر کو جمع رکھنا
تجھ سے نہیں ہے مجھ کو انکار دل کے ہاتھوں

اے بادشاہ زادے شجاع الشمس! باوجود اس محبت کے اور چاہت کے یہ جو انکار میں زبان پر لاتی ہوں ، خالی سبب سے نہیں ہے ۔ اگر یکایک اس امر کو کہنے سے مادر و پدر کے قبول کرتی ، خلل میرے انکار میں آتا ۔ ماں باپ یہ بات طعن و تشنیع سے زبان پر لاتے کہ اکثر پیغام بادشاہوں کے اور بادشاہ زادوں کے آئے ،

قبول نہ کیا اور اب کیا تھا کہ یکایک بلا تامل قبول کر بیٹھی؟ پس اس لیے واسطے اپنی سخن پروری کے انکار کیے جاتی ہوں۔ جب کہ دیکھوں گی، ماں باپ بہت درپے اس امر کے ہیں، آن سے عرض کروں گی کہ میرے کئی ایک سوال ہیں۔ اگر بادشاہ زادہ جواب اس کے لکھ کر میرے تئیں بھیج دے، البتہ میرے تئیں قبول ہے۔ پس اے بادشاہ زادے! اُس وقت جواب اُس کے تو لکھ کر بھیج دینا، میں قبول کروں گی۔ سوائے اس کے واسطے انکار کے میرے نزدیک کوئی اور بات بہتر نظر نہیں آتی اور میرے تئیں سب طرح اپنی کنیز اور پرستار جانیو۔

زیادہ سوائے اشتیاق کے کیا لکھا جائے۔"

یہ لکھ کر نامہ اشتیاق کو ملفوف کرکے سر بہ مہر کیا اور مسند پر رکھا۔ تیزرو پری نے خط کو اٹھا کر سر سے باندھا، روانہ طرف بارگاہ سلیمانی کے ہوئی۔

داستان آں کہ رفتن تیز رو پری مع نامۂ ملکہ نگار نزد بادشاہ زادۂ عالی تبار شجاع الشمس

راوی نے یوں روایت کی ہے، تیز رو پری نے اشتیاق نامہ ملکہ نگار کا لے جا کر جب کہ شجاع الشمس کو دیا، شجاع الشمس نے بہ اشتیاق تمام کھول کر پڑھنا شروع کیا۔ سر سے پا تلک بھرا ہوا محبت سے اور وفا سے پایا۔ کمال سرور خاطر بہم پہنچا۔ وہ جو بادشاہ زادی ملکہ نگار نے لکھا تھا، کئی ایک سوال میرے تجھ تلک آخر کار معرفت ماں باپ کے پہنچیں گے، جب کہ تو جواب دینے والا ان سوالوں کا ہوگا، تب قبول امر شرعی کو کروں گی۔ یہ احوال سوالوں کا بادشاہ زادہ دیکھ کر متفکر ہوا اور جی میں کہنے لگا کہ دیکھیے بادشاہ زادی کے کیسے سوال

ہوں ۔ آیا جواب اُس کے مجھ سے سر انجام ہو سکتے ہیں یا نہیں ؛ مگر بہ ہرصورت امیدوار جناب الٰہی سے فضل و کرم کا رہا چاہیے ۔

اب راوی یہاں سے یوں خبر دیتا ہے ، چار سو دیو بھیجے ہوئے بادشاہ زادے شجاع الشمس کے جس دن سے داخل روم میں ہوئے تھے ، گرد شہر پناہ کے ان دیووں نے آکر ڈرانا آدمیوں کا اور کھانا بھیڑ ، بکری ، گائے ، بھینس کا شروع کیا تھا ، دروازے شہر پناہ کے اس دن سے مسدود تھے ۔ آمد و رفت ہر ایک کی موقوف تھی ۔ جب کہ دس بارہ دن گزرے ، دیووں نے متصل فصیل کے کھڑے رہ کر ، غار سے منہ پھیلا کر شور کرنا اس طور سے اور اس زور سے مثال رعد کے شروع کیا ، گمان شہر کے رہنے والوں کو یوں ہوا کہ آسمان ٹوٹا اور زمین شق ہوئی یا حضرت اسرافیل نے صور قیامت کی پھونکی ۔ غرض کہ ان دیووں کے آنے سے اہل شہر کو روز قیامت دم بہ دم نظر آنے لگا ۔ لاچار اہل شہر وضیع و شریف اور جتنے اہل حرفہ رعایا کی قسم سے تھے ، باہم جمع ہو کر صورت فریادیوں کی سی بنا کر ، گیروے کپڑے رنگ کر در دولت سرا پر شاہ روم کے آئے اور بہ آواز بلند فریاد فریاد کرنا شروع کیا ۔ بادشاہ خواب گاہ میں واسطے سکھ فرمانے کے داخل ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ پلنگ خواب پر دراز ہوکر سکھ فرمائیں ، از بس کہ مزاج میں رعیت پروری تھی اور عدل اور داد رسی سے سروکار تھا ، آواز داد و بیداد کی سن کر برآمد دیوان خاص میں ہوا اور کہا ، ”خبر لو ، یہ کون کس کے ستائے ہوئے ہیں اور کس کے ظلم رسیدہ ہیں ؟“

دربان حضور سے واسطے دریافت کرنے اس امر کے انہوں کے پاس آئے اور پوچھنا شروع کیا کہ باعث تمہاری داد و بیداد کا کیا ہے ؟ عرض کرو ۔ ان سبھوں نے کہا کہ عجب تماشا ہے ۔ آج

تلک بادشاہ روم کو اطلاع اور خبر اس بات کی نہیں ہے کہ رعیت پر کئی دنوں سے کیا گزرتا ہے اور زندگانی کیوں کر ہوتی ہے ؟ کئی ہزار دیو گرد شہر پناہ کے کئی دنوں سے آ کر شور محشر برپا کر رہے ہیں اور جہاں تلک مویشی شہر کے اور اطراف کے مواضعات کے تھے ، نوش جان کر کے قصد آدمی زادوں کے کھانے کا کر رہے ہیں ۔ یقین کامل ہے کہ آج کل وہ داخل شہر پناہ کے ہو کر سو سو آدمی زاد کو مثال بھنگوں کے پکڑ کر ایک ایک نوالہ کریں گے ۔ غرض کہ ایک دم میں ان دیووں کے ہاتھ سے شہر روم کا صاف ہوتا نظر آتا ہے ۔ اگر بادشاہ تدبیر ان کے دفع کرنے کی عمل میں لاوے ، ہم سبھوں کی جان بخشی ہوتی ہے ، ورنہ لاکھوں خون ناحق گردن پر شاہ روم کے ثابت ہوں گے ۔

یہ ماجرا دربانوں نے انھوں کی زبانی سن کر خدمت میں بادشاہ روم کے آ کر عرض کیا ۔ شاہ روم نے سن کر ارشاد فرمایا کہ انھوں سے جا کر میری طرف سے کہو کہ تمھاری زندگانی اپنی زندگانی سے مقدم جانتا ہوں اور رونق سلطنت کی میری رعیت پروری سے ہے ۔ یہ حال دیووں کے آنے کا پیش تر سے مجھے معلوم ہے ۔ اسی دن سے فکر میرے تئیں ان کے دفع کرنے کی ہے ۔ خاطر اپنی جمع رکھو ۔ انشاء اللہ تعالیٰ دو چار دن میں یہ سب دیو یہاں سے جاتے رہیں گے ۔ مطلق کسو کو صدمہ نہیں پہنچنے کا ۔ دربانوں نے یہ ارشاد شاہ روم کا انھوں سے جا کر اظہار کیا ۔ وہ جتنے فریادی در دولت پر آئے تھے ، کلمات تشفی کے، رعیت پروری کے سن کر دعائیں دیتے ہوئے اپنے اپنے مکانوں پر گئے ۔ بادشاہ روم بھی داخل محل سرا کے ہوا ؛ چاہتا تھا کہ پلنگ خواب پر دراز ہو کر استراحت فرماوے ، اس غم و غصہ کے باعث مطلق نیند آنکھوں سے آشنا نہ ہوئی ۔ وہیں ایک باریدار کو بھیج کر

حضرت بیگم کو یعنی ملکہ نگار کی ماں کو یاد فرمایا۔ حسب الطلب شاہ روم کے حضرت بیگم آکر حاضر ہوئی۔ بادشاہ نے دیکھتے ہی حضرت بیگم کو بادیدۂ پر آب ارشاد کیا کہ اے ملکۂ کلاں! اپنے مرنے سے میں نہایت خوش و خرم تھا، لیکن رعیت کے تباہ ہونے سے میرے تئیں سخت ملال اور الم دامن گیر ہے۔ شجاع الشمس کے دیو زادوں نے گرد شہر کے آکر شور محشر ایسا برپا کیا ہے کہ زندگانی اہل شہر پر نہایت دشوار ہے اور عقل سے یوں دریافت ہوتا ہے کہ وہ دیو جو باہر شہر کے فتنہ برپا کر رہے ہیں، بعد دو چار دن کے داخل شہر کے ہو کر دست اندازی آدمی زادوں پر کریں گے۔ پس اے ملکۂ کلاں! جا کر اس کم بخت ملکہ نگار برباد کن سلطنت کو سمجھاؤ کہ نوبت تیرے انکار سے یہاں تلک پہنچی ہے کہ دیووں نے آکر ملک تباہ کرنا شروع کیا۔ قریب ہے کہ آج کل ان دیووں کے ہاتھوں سے ہم بھی مع رعیت برباد ہوویں۔ یہ کلمات درد آمیز شاہ روم کی زبانی سن کر حضرت بیگم با دیدۂ پر آب اٹھ کر ملکہ نگر کی طرف چلی۔ ملکہ نگار کو خبر باری دارنیوں نے پہنچائی کہ اس وقت حضرت ملکہ کلاں تشریف فرما تمھارے دولت سرا کی ہیں۔ ملکہ نگار یہ سنتے ہی واسطے استقبال کے مشتری کو ہمراہ لے کر اٹھی اور وہاں سے روانہ ہوئی۔ رستے میں ملکۂ کلاں کو بہ آداب تمام مجرا کرکے ہمراہ اپنے لا کر داخل محل سرا کے ہوئی۔ دیکھتے ہی چہرے کو مادر مہربان کے نہایت تاسف میں آئی، لیکن بہ سبب ترک ادب کے جرأت پوچھنے کی نہ پائی اور منتظر اس امر کی رہی کہ دیکھیے ملکۂ کلاں کیا ارشاد کرے۔

اسی سوچ میں تھی کہ ملکۂ کلاں نے آہ سرد دل پُردرد سے بھر کر ارشاد کیا کہ اے فرزند دل بند ملکہ نگار! مجھے اپنی

زندگی اور تیرے باپ کی اب نہایت دشوار نظر آتی ہے ۔ کاش ! تو پیدا نہ ہوتی ۔ تیرے باعث سے جو جو خرابیاں خواب میں نظر نہ آئی تھیں ، سو اب دیکھنے میں آتی ہیں ۔ ملکہ نگار یہ سنتے ہی بے اختیار زار زار رو کر تصدق و بلا گردان ہوئی اور کھڑی رہ کر دست بستہ عرض کی کہ اے حضرت والدہ ! تمھارے امر سے انحراف کرنا رو سیاہی میری دونوں جہان کی ہے ۔ اگر تمھیں یہی منظور ہے ، بے حرمتی اور بے عصمتی میری ہو ، سب طرح سے میں حاضر ہوں لیکن ایک شرط سے کئی ایک سوال میرے لکھوا کر شاہ زادہ شجاع الشمس کے پاس بھجوائیے کہ جواب باصواب ان سوالوں کے لکھ بھیجے ۔ اگر جواب میرے سوالوں کے سرانجام اس سے ہوسکے ، خیر تمھارا ارشاد بجا لاؤں گی ، و اگر جواب ان سوالوں کے شجاع الشمس سے سر انجام نہ ہو سکے ، زنہار میرے تئیں قبول نہیں ۔ اور سوائے اس کے یعنی ان سوالوں کے اگر یکایک قبول اس کی درخواست کر لوں گی ، دل میں اس کے یعنی بادشاہ زادے شجاع الشمس کے یہ خیال گزرے گا کہ شاہ روم نے خطرے سے میرے جاہ و جلال کے اور اس کثرت سے فوج کے قبول کیا ہے ۔ پس اس طور کے قبول کرنے سے باعث سبکی اور حقارت کا ہے ۔ ملکۂ کلاں کو یہ مشورہ بیٹی کا نہایت پسند خاطر آیا ۔ پیشانی پر کئی بوسے ملکہ نگار کی دے کر گلے سے لگایا اور وہاں سے اٹھ کر خدمت میں شاہ روم کے آئی اور شرط ملکہ نگار کے قبول کرنے کی اظہار کی ۔ بادشاہ سن کر نہایت خورسند و شاد ہوا اور وہیں محل سرا سے برآمد ہو کر دیوان خاص میں آیا ۔ کرسئی زرین پر رونق افزا ہوکر بہ خوشی و خورمی تمام وزیر دانا دل کو یاد فرمایا ۔ وزیر حسب الاحکام کے وہیں حضور مین آکر حاضر ہوا ۔ ازبس کہ شناور دریائے فراست کا تھا ،

شعور سے اور دانائی سے شگفتگی خوشی کی بشرۂ مبارک پر دریافت کی ، لیکن خاموش ادب سے رہ کر منتظر اس کا ہوا کہ حضرت جب تلک کہ خود ارشاد زبان مبارک سے نہ فرماویں ، پوچھنے میں جرأت کرنی ترک ادب ہے - وزیر اس سوچ میں خاموش منتظر ارشاد کا تھا کہ یک مرتبہ بادشاہ نے فرمایا کہ اے وزیر دانا دل ! کئی ایک سوال قرةالعین بادشاہ زادی ملکہ نگار کے ہیں - اگر شاہ زادۂ عالی تبار یعنی شجاع‌الشمس نے جواب ان سب سوالوں کے اپنے ذہن و ذکا کی قوت سے دیے ، جو کچھ کہ مدعا اس کا ہے ، یعنی عقد و مناکحت کا ہے ، بہ خوش نودی تمام ظہور میں آوے گا - در صورتے کہ جواب دینے والا سوالوں کا نہ ہوا ، خود بہ خود منفعل ہوکر دست بردار اس آرزو سے ہوگا -

وزیر ازبس کہ پتلا عقل کا تھا اور سر تا پا مجسم شعور سے تھا ، یہ حجت شرعی سوالوں کی سن کر نہایت شاد شاد ہوا اور عرض کی کہ حضرت سلامت عہدہ برآئی شجاع‌الشمس سے کسی نوع کی سوائے اس حجت کے نہ تھی - بہتر یوں ہے کہ نامے میں یہ سوال واسطے شجاع‌الشمس کے لکھ کر حوالے اختر سعید کے کرکے کل علی‌الصباح رخصت کیجیے -

بادشاہ نے وہیں قلم دان و کاغذ خلوت میں طلب کرکے نامہ واسطے شجاع‌الشمس کے لکھنا شروع کیا ، جس کا القاب اور مضمون یہ تھا :

داستان آں که نامه نوشتن قتلغ شاه روم مع بیست سوال بادشاه زادی ملکه نگار براے بادشاه‌زاده عالی مقدار شجاع‌الشمس

اختر برج فلک جلال و حشمت ، گوهر یکتاے درج سلطنت ، فرزند ارجمند بادشاه‌زاده والا تبار شجاع‌الشمس بهادر طال الله عمره ۔

عرضی اس فرزند ارجمند کی نظر سے گزری ، احوال معروضه پر کماحقه اطلاع هوئی ۔ امر شرعی سمجھ کر وه عرضی تمهارے مدعا کی به جنس خدمت میں قرةالعین ملکۂ زماں کے بهیجی گئی اور زبانی یوں ارشاد کیا گیا که احکام الٰهی سے اور امر حضرت رسالت پناهی سے هر ایک بندۂ خدا کے تئیں ناگزیر هے که سر نه پهیرے اور به سروچشم بجا لاوے ۔ انحراف ان احکاموں سے کرنا سبب روسیاهی کا دنیا میں اور عقبیٰ میں هے ۔

قصه مختصر ، عرضی ملاحظه کرکے اور یه ارشاد حضور کا سن کر عرضی بادشاه زادی نے اس مضمون پر لکھ کر بهیجی که احکام حضرت کے اور حضرت رسالت پناه کے منه پهیرنا واقعی روسیاهی دو جهان کی هے ، یه ممکن نهیں که برخلاف عمل میں لائے ، مگر کئی ایک سوال هیں که آج تلک کوئی جواب ده ان سوالوں کا نهیں هوا ؛ اس سبب سے بے شعور اور بے عقل انهوں کو جان کر انکار امر شرعی کا کیا گیا ۔ اور عهد میرا جناب الٰهی سے یهی هے ، جو کوئی جواب اس بیست سوالوں کا دے گا ، زوجیت اس کی میرے تئیں قبول هے ۔ پس اے فرزند ارجمند ! اگر جواب اس کے سوالوں کے تم سے سرانجام هوسکیں ، سب طرح سے تمهارا مدعا به فرخی و مبارکی ظهور میں آوے گا ، ورنه به زور عهد شکنی

حق‌سبحانہ تعالی کی ملکہ نگار سے کروانی خلاف عقل اور دور قیاس سے ہے ۔ چناں چہ بیست سوال اس کے یہ ہیں :

سوال پہلا یہ ہے :

جو شخص کہ ماں و باپ سے پیدا نہیں ہوا ، وہ کون ہے ؟

سوال دوسرا یہ ہے :

وہ عورت کون ہے کہ نہ اس کی ماں ہے ، نہ باپ ہے ؟

سوال تیسرا یہ ہے :

اس کے باپ نہیں ، وہ کون ہے ؟

سوال چوتھا یہ ہے :

نہ وہ جن ہے ، نہ انسان ہے ، نہ فرشتہ ہے ، نہ چارپایہ ہے ، نہ درندہ ہے ، اور وہ پیغمبر ہے ، پس ایسا شخص کون ہے ؟

سوال پانچواں یہ ہے :

جس قبر نے کہ سیر کروائی صاحب قبر کو ، وہ کون ہے ؟

سوال چھٹا یہ ہے :

جس جسم نے کھانا کھایا ، پانی نہ پیا اور نہ پیے گا روز قیامت تلک ، وہ جسم کون ہے ؟

سوال ساتواں یہ ہے :

جس جگہ پر سورج ایک بار چمکا اور دوسری بار نہ چمکے گا روز قیامت تلک ، وہ جگہ کون ہے ؟

سوال آٹھواں یہ ہے :

جس بے جان نے جان دار کو جنا ، وہ بے جان کون ہے ؟

سوال نواں یہ ہے :

وہ عورت کون ہے کہ حاملہ بھی ہووے اور بچہ بھی جنے بیچ تین ساعت کے ؟

سوال دسواں یہ ہے :

وہ دو چیزیں کون ہیں کہ ہمیشہ ساکن ہیں ، یعنی حرکت انھیں نہیں ہے ؟

سوال گیارھواں یہ ہے :

وہ دو چیزیں کہ ہمیشہ جنبش میں ہیں اور انھوں کو قرار ایک دم نہیں ، وہ دو چیزیں کون سی ہیں ؟

سوال بارھواں یہ ہے :

وہ دو چیزیں کہ ہمیشہ درمیان انھوں کے دوستی ہے اور کبھی دشمنی نہ ہووے ، وہ دو چیزیں کون ہیں ؟

سوال تیرھواں یہ ہے :

وہ دو چیزیں کون ہیں کہ آپس میں انھوں کے ہمیشہ دشمنی ہے اور کبھی دوستی نہ ہو ؟

سوال چودھواں یہ ہے :

جس چیز کو چیز کہتے ہیں ، وہ کون ہے ؟

سوال پندرھواں یہ ہے :

جس چیز کو ناچیز کہتے ہیں ، وہ کون ہے ؟

سوال سولھواں یہ ہے :

صورتوں میں اچھی صورت کون سی ہے ؟

سوال سترھواں یہ ہے :

صورتوں میں بد ترین صورت کون ہے ؟

سوال اٹھارھواں یہ ہے :

جس جان دار نے کہ اپنے یاروں کو عذاب سے خدا کے ڈرایا اور وہ نہ جن ہے ، نہ انسان ہے ، نہ فرشتہ ہے ، ایسا جان دار کون ہے ؟

سوال انیسواں یہ ہے :

پہلے جس عضو کو حق تعالیٰ نے بیچ رحم کے پیدا کیا ، وہ کون ہے ؟

سوال بیسواں یہ ہے :

بعد مرنے کے تمام استخوان آدمی کی گل کر خاک ہوجاتی ہیں اور ایک استخوان باقی رہ کر نہ گلتی ہے ، نہ بوسیدہ ہوتی ہے، وہ استخوان کون ہے ؟

اے فرزند ارجمند ! یہ بیس سوال قرۃ العینی بادشاہ زادی ملکہ نگار کے لکھوا کر معرفت اختر سعید کی بھیجے جاتے ہیں ۔ لازمہ ذہن و شعور کا تمھارے یہ ہے کہ زود و شتابی جواب ان سوالوں کا سر انجام کر کے مع عرضی روانہ حضور میں کیجیے ۔ انشاءاللہ تعالیٰ مدعا طرفین کا خاطر خواہ حسب دل خواہ ظہور میں آوے گا ۔

زیادہ سوائے دعا کے کیا لکھا جاوے ۔''

نامے کو مع ان سوالوں کے لکھ کر سر بہ مہر کیا اور جیب خاص میں رکھا اور وزیر دانا دل کو ارشاد فرمایا کہ علی الصباح اختر سعید کو ہمراہ اپنے لا کر باریاب مجرے سے حضور کے کرنا کہ یہ نامہ جو آج لکھا ہے ، اختر سعید کو دے کر رخصت کروں گا ۔ وزیر اس ارشاد کو بادشاہ روم کے سن کر رخصت ہوا اور بادشاہ داخل محل معلیٰ کے ہوا ۔

داستان آں کہ رخصت شدن اختر سعید از شاہ روم مع نامہ و بیست سوال بادشاہ زادی ملکہ نگار در خدمت بادشاہ زادہ شجاع الشمس عالی تبار

راوی نے یوں روایت کی ہے ، جب کہ رات آخر ہوئی ،

بادشاہ مشرق نے یعنی آفتاب نے اپنے جلوۂ جہان داری سے تاج‌زریں سر پر رکھ کر جہان کو پر نور کیا ۔ بادشاہ روم خلعت بادشاہی پہن کر دیوان خاص میں رونق افزا سریر زرین پر ہوا ۔ وزیر دانا دل مع اختر سعید اور جتنے امرایان عظام و ارکانان دولت ، اصل خدمات خورد و کلاں تھے، بارياب مجرے کے ہوکر دست بستہ دست راست و دست چپ تخت کے قرینہ بہ قرینہ ، مراتب بہ مراتب ، پایہ بہ پایہ آکر حاضر ہوئے ۔ بادشاہ نے چشم عنایت سے نگاہ طرف اختر سعید کے کی ۔ اختر سعید نے فراست سے اور دانائی سے دریافت کیا کہ شاہ روم کچھ ارشاد کیا چاہتا ہے ۔ یہ سمجھ کر رو بہ رو دست‌بستہ آکر حاضر ہوا ۔ بادشاہ نے اپنے جی میں خردمندی پر اختر سعید کی حد سے زیادہ تحسین و آفرین کرکے نامہ جیب خاص سے نکال کر حوالے اختر سعید کے کیا ۔ اختر سعید نے نامے کو سر پر رکھ کر آداب بجا لایا ۔ بادشاہ روم نے داروغۂ توشک خانہ کو اور داروغۂ جواہر خانہ کو اشارہ واسطے خلعت کے اور جواہر کے کیا ۔

قصہ مختصر، اختر سعید خلعت مع جواہر ، سر پیچ ، موتی مالا پہن کر نذر گزران کر رخصت شاہ روم سے ہوا ۔ اپنے مکان میں آکر ساعت نیک سمجھ کر پائے تراب کیا ، دوسرے دن علی‌الصباح ساعت شمس میں جوگنیے کو اور رجال‌الغیب کو دائرۂ تقویم سے دریافت کرکے اور پشت پردے پوشاک سفری پہن کر ، سلاح جسم پر آراستہ کرکے سوار ہوا ۔ ہمراہیوں سمیت مع دیو زادان و پری زادان ، طرف بادشاہ زادہ شجاع‌الشمس کے چلا اور وہیں ایک عرضی اپنے روانہ ہونے کی لکھ کر خدمت میں بادشاہ زادے شجاع‌الشمس کے روانہ کی اور آپ ایک کوچ ایک مقام کرتا ہوا عرصے میں دس دن کے قریب لشکر کے پہنچا ۔ از بس کہ

بادشاہ زادے کے تئیں خوشی خاطر عرضی سے اختر سعید کے بہم پہنچی تھی ، دم بہ دم خبر اختر سعید کی خبرداروں سے منزل بہ منزل کی منگواتا تھا ۔ جب کہ خبر اختر سعید کی خبرداروں نے قریب پہنچنے کی خدمت میں بادشاہ زادے کے عرض کی ، بادشاہ زادے نے بہ سرور تمام واسطے استقبال اختر سعید کے شمعون بن میمون کو بھیجا ۔ شمعون بن میمون موافق ارشاد بادشاہ زادے کے گینڈے پر سوار ہوکر کئی سو دیو ہمراہ اپنے لے کر طرف اختر سعید کی چلا ۔ گھڑی دو ایک کا عرصہ نہ گزرا تھا کہ سواری اختر سعید کی نمود ہوئی ۔ جب کہ برابر پہنچا ، شمعون بن میمون نے گینڈے سے اتر کر دور سے مجرا کیا ۔ بعد اس کے آگے بڑھ کر ایک سو ایک اشرفی نذر گزرانی ۔ اختر سعید نے واسطے سوار ہونے کے فرمایا ۔ شمعون بن میمون الامر فوق الادب کہہ کر سوار ہوا اور ہمراہ رکاب کے چلا ، لیکن جب تلک کہ اختر سعید داخل بارگاہ سلیمانی کے ہو ، بادشاہ زادے کے تئیں اس کے آنے کا اور ملنے کا نہایت اشتیاق تھا ۔ دم بہ دم خبرداروں سے خبر منگواتا تھا کہ ایک مرتبہ بادشاہ زادے کو عرض ہوئی ، اختر سعید داخل لشکر کے ہوا ۔ بعد اس کے عرض ہوئی کہ اختر سعید در دولت سرا پر مع شمعون بن میمون حاضر ہے ۔ بادشاہ زادے نے ارشاد فرمایا کہ بلا قید زود و شتاب باریاب مجرے کا کرو ۔ وھیں دربانان حضور اختر سعید کو مع شمعون بن میمون سلام گاہ میں لائے اور باریاب مجرے کا کیا ۔ اختر سعید نے نذر ملازمت کی گزران کر نامہ شاہ روم کا گزرانا ۔ شمعون بن میمون رخصت ہوکر داخل اپنے خیمے کے ہوا ۔ بادشاہ زادے نے اختر سعید کو پہلو میں بہ شفقت تمام بٹھلا کر نامے کو شاہ روم کے کھولا اور مطالعہ کرنا شروع کیا ۔ از بس کہ نامے میں سراپا تفضیلات

اور عنایات شاہ روم کی درج تھی ، نہایت پڑھ کر خوش ہوا اور وہ جو بیست سوال بادشاہ زادی ملکہ نگار کے تھے ، انھیں بھی ملاحظہ کیا اور در پے ان کے جوابوں کے ہوا ۔ عرصے میں بیست دن کے بہ اتفاق اختر سعید کے کتابوں سے ، احادیث سے ، تفاسیر سے جواب ہر ایک سوال کا بہم پہنچا کر علیحدہ کاغذ سرخ ، پر بہ آب طلا لکھے اور عرضی واسطے شاہ روم کے لکھ کر اس میں اس کاغذ کو لپیٹ کر سر بہ مہر کیا ۔ دوسرے دن علی الصباح اختر سعید کو مع عرضی خدمت میں شاہ روم کے رخصت کیا ۔

داستان آں کہ رخصت شدن اختر سعید از نزد بادشاہ زادہ شجاع الشمس مع بیست جواب بابت بیست سوال بادشاہ زادی ملکہ نگار در جناب ملازمان حضور قیصر ابن قیصر قتلغ شاہ روم پدر ملکہ نگار

راوی نے یوں روایت کی ہے کہ جب سے اختر سعید رخصت شاہ روم سے ہوکر مع بیست سوال بادشاہ زادی ملکہ نگار کے خدمت میں بادشاہ زادے شجاع الشمس کی آیا تھا ، بادشاہ روم اکثر وزیر دانا دل سے ارشاد کیا کرتا تھا کہ دیکھیے اے وزیر دانا دل ! بادشاہ زادہ شجاع الشمس سے جواب ملکہ نگار کے سوالوں کے سر انجام ہوسکتے ہیں یا نہیں ؟ در جواب شاہ روم کے وزیر دانا دل یوں عرض کرتا تھا کہ اے شہنشاہ خدیو گیہان ! جس روز کہ غلام نے ملازمت شجاع الشمس کی حاصل کی تھی ، علم سے قیافے کے اس غلام نے شجاع الشمس کو دانش مند ، صاحب ذکا و صاحب فراست اور مالک ہر ایک ہنر کا اور ہر ایک علم کا

دریافت کیا تھا۔ پس یوں معلوم ہوتا ہے کہ متزر لاشک و لاریب جواب بیست سوالوں کے لکھ کر معرفت اختر سعید کے روانہ حضور معلیٰ میں کرے۔ شاہ روم یہ شجاع الشمس کے فضل و ہنر کی اور کمالات کی باتیں وزیر دانا دل سے سن کر نہایت خوش ہوتا تھا اور کہتا تھا، ''کاش! (یونہی) ہو کہ شجاع الشمس جواب بیست سوالوں کے سر انجام کر کے روانہ حضور اقدس میں کرے کہ میں امر شرعی سے انفراغ حاصل کر کے ایک گوشۂ عافیت میں بیٹھ کر مشغول طاعت الٰہی کا ہوں اور شجاع الشمس کو ولی عہد کر کے مختار و مالک سلطنت کا اور مملکت روم کا کروں۔'' غرض کہ جس وقت تذکرہ شجاع الشمس کا درمیان میں آتا تھا، وزیر و بادشاہ اسی طرح کی باتیں آپس میں کرتے تھے۔

ایک دن علی الصباح شاہ روم دربار کیے ہوئے کرسئی زرین پر رونق افزا تھا۔ وزیر و ارکانان دولت، امرایان عظام جتنے خورد و کلاں بندگان حضور تھے، حضور والا میں حاضر تھے کہ یک مرتبہ پرچہ اخبار کا گزرا کہ اختر سعید وزیر زادہ، بادشاہ زادہ شجاع الشمس کا یہاں سے دس کوس پر کل شام کو آترا ہے، مع اپنے لشکر کے، آج غالب کہ وہاں سے روانہ ہو کر داخل شہر روم کے ہو۔ بادشاہ نے از روئے پرچہ اخبار کے اختر سعید کے آنے سے سن کر نہایت خوش نودی حاصل کی۔ وزیر دانا دل کو ارشاد فرمایا کہ پیشوا جا کر اختر سعید کو ہمراہ اپنے لا کر داخل شہر روم کے کرو اور کل علی الصباح اختر سعید کو ہمراہ اپنے لا کر ملازمت سے حضور کے مشرف کروانا۔ یہ ارشاد فرما کر شاہ روم داخل محل معلیٰ کے ہوا۔ جتنے مجرائی تھے، برآمد ہو کر اپنے گھروں کو گئے۔ وزیر دانا دل موافق ارشاد شاہ روم کے سوار

ہوکر روانہ طرف اختر سعید کے ہوا ۔ کوس چار ایک شہر سے
روم کے باہر نہ نکلا تھا کہ آگے سے سواری اختر سعید کی نمایاں
ہوئی اور ادھر سے سواری وزیر دانا دل کی ۔ اختر سعید نے دریافت
دانائی سے کیا کہ مقرر وزیر دانا دل حسب الاحکام شاہ روم کے
میری پیشوا لینے کو آتا ہے ۔ جب کہ فاصلہ تیر ایک کا باہم کی
ملاقات کا نظر آیا ، اختر سعید نے وزیر دانا دل کو بزرگ اور
قبلہ و کعبہ اپنا سمجھ کر از راہ ادب ہاتھی سے آتر کر اپنے
ہمراہیوں سمیت پیادہ طرف وزیر دانا دل کے روانہ ہوا ۔
وزیر دانا دل کو ہرکارے نے خبر دی کہ اختر سعید سواری سے
آتر کر پیادہ ہو کر اپنے ہمراہیوں سمیت رو بہ رو واسطے ملاقات
کے آتا ہے ۔ وزیر دانا دل نے یہ فراست ادب کی اور قاعدے کی
اختر سعید سے دیکھ کر بہ حد اتم مسرور اور شاد ہوا ۔ اگرچہ
وزیر دانا دل فی‌الحقیقت بزرگ تھا ، لیکن اختر سعید کو بھی
اس دانائی اور شعور سے موافق اس بیت کے بزرگ جان کر آپ بھی
ہاتھی سے آتر کر پیادہ ہمراہیوں سمیت روانہ ہوا :

کودکی کو بہ عقل پیر بود
نزد اہل خرد کبیر بود

عاقبت الامر ، آدھر سے اختر سعید اور ادھر سے وزیر دانا دل
روانہ ہو کر باہم دو چار ہوئے ۔ اختر سعید چاہتا تھا کہ بہ طور
خوردوں کے جھک کر قدم بوس ہووے ، وزیر دانا دل نے قدم بوس
ہونے نہ دیا ۔ اختر سعید کو گلے سے لگا کر خیروعافیت پوچھی ۔ بعد
خیروعافیت پوچھنے کے وزیر دانا دل اور اختر سعید باہم ایک ہاتھی
پر سوار ہو کر روانہ طرف شہر پناہ کے ہوئے ۔ بعد کئی ساعت کے
داخل‌شہر کے ہوکر وزیر دانا دل مع اختر سعید حویلی میں آترے ۔
وزیر دانا دل دم ایک بیٹھ کر رخصت اختر سعید سے ہو کر روانہ

طرف اپنی حویلی کے ھوا ۔ حویلی میں پہنچ کر عرضی بادشاہ روم کو اختر سعید کے آنے کی لکھ کر محل معلیٰ میں معرفت ناظر کے بھجوائی ۔ بادشاہ روم آنے کو اختر سعید کے دریافت کر کے نہایت خوش ھوا اور اُسی وقت کئی سو خوان الوش خاص کے مرحمت کیے ۔ اختر سعید اس عطیات و عنایات کو بادشاہ روم کی دیکھ کر آداب تسلیمات بجا لایا اور داروغۂ خاصہ کے تئیں ایک گھوڑا چین کا مع ساز طلائی مرصع کار اور ایک خلعت مع جواھر سر پیچ دے کر رخصت کیا ۔ بعد اس کے جو آلوش خاص شاہ روم کا مرحمت فرمایا ھوا آیا تھا ، اختر سعید نے اور اُس کے ھمراھیوں نے بہ سیری تمام نوش جان کیا ۔ جب کہ رات گزری اور سفیدۂ صبح نے طلوع کیا ، وزیر دانا دل گھر سے اپنے سوار ھوکر گھر میں اختر سعید کے آیا اور اختر سعید کو ھمراہ اپنے لے کر روانہ خدمت میں شاہ روم کے ھوا ۔ بعد ایک دم کے شاہ روم کو عرض ھوئی کہ وزیر دانا دل مع اختر سعید در دولت پر حاضر ھیں ۔ شاہ روم یہ سنتے ھی محل سے برآمد ھو کر رونق افزا دیوان خاص میں ھوا ۔ جتنے مجرائی تھے ، بار یاب مجرے کے ھوتے گئے ۔ اختر سعید نے سرفرازی مجرے سے حاصل کر کے ایک سو ایک اشرفی شاہ روم کو نذر گزران کر عرضی بھیجی ھوئی شجاع الشمس کی گزرانی ۔ بادشاہ نے بہ خوش نودی تمام عرضی کو ھاتھ سے اختر سعید کے لے کر واسطے پڑھنے کے حوالے وزیر دانا دل کے کی ۔ وزیر دانا دل نے موافق احکام شاہ روم کے عرضی کو کھول کر پڑھنا شروع کیا ، جس کا القاب اور مضمون یہ تھا :

حضرت خدیو گیہان خاقان ابن خاقان ، بادشاہ جم جاہ ، ملایک سپاہ یعنی قیصر روم ، تاج سران فرما روایان اقالیم صاحب اکلیل و دیہیم ، ظل سبحانی ، خلیفۃ الرحمانی ، نائب مسند نبوت ،

حامی دین رسالت ، ادام الله ملکه و اخذل عدوه ۔

کمترین شجاع الشمس آداب تسلیمات بجا لا کر بیچ محل بار پانے والے حضور خاص کے عرض کرتا ھے ۔ نامه خاص تفضیل اختصاص سے مع بیست سوال ملکۂ زماں کے سرفراز فرمایا تھا ، غلام نے مطالعے سے اُس کے سرفرازی حاصل کر کے کلاہ فخر فلک الافلاک پر پہنچائی ۔ حق سبحانه تعالیٰ جناب حضور اقدس کو تا صد و بیست سال سریر فرمانروائی پر جلوہ گر رکھ کر کام روائے عالم کیجو ۔ به حق محمد و آله الامجاد جواب آں بیست سوالوں کے حسب الاحکام والا کے از راہ آیات کلام الله و از روئے حدیث نبوی صلی الله علیه و آله وسلم و بعضے کتب ھائے تفسیر لکھ کر مع عرضی روانه حضور کے کیے گئے ، نظر سے گزریں گے ۔ چناں چه جواب ھر ایک سوال کا لکھا جاتا ھے ؛

سوال پہلا یه تھا :

جو شخص که ماں باپ سے پیدا نہیں ھوا ، وہ کون ھے ؟

جواب سوال پہلے کا یه ھے :

وہ شخص که نه اُس کی ماں ھے ، نه باپ ھے ، وہ حضرت آدم علیه‌السلام ھے که حق تعالیٰ نے جسم کو اُس کے خاک سے پیدا کیا ۔ چناں چه تفسیر میں اس آدم کی پیدائش کا مذکور ھے که حق‌تعالیٰ نے جس وقت که چاھا آدم کے تئیں پیدا کرے ، کئی فرشتوں کے تئیں واسطے لینے ایک ایک مٹھی خاک کی بھیجا که زمین سے اُٹھا لاؤ ۔ ھر ایک فرشتے نے موافق احکام الٰہی کے واسطے لینے خاک کے اپنے اپنے ھاتھ زمین پر دراز کیے ۔ زمین عجز اور زاری رو به رو فرشتوں کے کرنے لگی اور بولی که اے فرشتو ! میں نہیں چاھتی که کوئی مجھ سے پیدا ھو اور گناہ کر کے بیچ عذاب دوزخ کے گرفتار ھو ۔ یه عجز زمین کا ھر ایک فرشتے نے

سن کر رحم کھایا اور جناب الٰہی میں جا کر عجز اُس کا بیان کیا ۔
حق تعالیٰ نے عزرائیل کے تئیں کہ قبض کرنے والا ارواح کا ہے ،
اُسے بھیجا کہ خاک زمین سے اُٹھا لاوے ۔ عزرائیل حسب الحکم
الٰہی کے واسطے لینے خاک کے زمین کے پاس آیا ۔ زمین نے دیکھتے
ہی عزرائیل کو زاری شروع کی اور کہا مجھے نہ اُٹھانا ۔ عزرائیل
نے جواب دیا کہ اطاعت حکم الٰہی کی واجب ہے ۔ تیری عجز اور
زاری سے میرے تئیں سروکار نہیں ۔ یہ کہہ کر ماٹی ہر ایک
جگہ سے زمین کی لے کر درمیان مکہ کے اور طائف کے رکھی ۔
فرشتوں نے حکم الٰہی سے اُس ماٹی کو خمیر کر کے ساٹھ گز کا
قالب تیار کیا ۔ جب کہ گرمی سے آفتاب کے وہ قالب خشک ہوا
اور مارنے سے لکڑی کے آواز آنے لگی ، دریافت کیا کہ خوب خشک
ہوا ۔ اُس وقت بیچ اُس قالب کے حکم الٰہی سے فرشتے نے روح
پھونکی یعنی داخل کی ۔ بعد داخل کرنے روح کے قدرت الٰہی
سے گوشت و پوست اور تمام رگیں ظاہر ہوئیں ۔ چناں چہ
حق تعالیٰ کلام مجید میں خبر آدم کے پیدا ہونے کی دیتا ہے وہ آیہ
یہ ہے :

ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حماء مسنون۝

معنی اس آیت کے یہ ہیں ؛ یعنی تحقیق پیدا کیا میں نے
انسان کے تئیں خاک خشک سے کہ مارنے سے آواز دے اور نکلا
کل سیاہ اور بدبو سے تغیر پایا ہوا ۔ چناں چہ آدم کی پیدائش کا
مذکور اور بھی بعض حدیثوں میں آیا ہے :

خمر طینة ادم و ترکہ حتیٰ صار متغیرا اسود
ثم خلق منہ آدم۝

معنی اس حدیث کے یہ ہیں؛ یعنی خمیر کر کے خاک آدم کی
رکھی اُس حد تلک کہ ہوگئی تغیر اور سیاہ ۔ بعد اُس کے پیدا

کیا گیا اُس سے آدم علیہ السلام ۔ اور "ترمذی" بھی ابو ہریرہ سے
کہ اصحاب رسول خدا کا تھا ، روایت کرتا ہے کہ کہا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے :

حدیث

لما خلق اللہ آدم و نفخ فیہ الرّوح عطس فقال الحمد للہ فحمد اللہ باذنہ فقال لہ ربہ یرحمک اللہ یا آدم اذھب الی آولئک الملئکۃ الی ملاء منھم جلوس فقل السلام علیکم قالو علیک السلام و رحمۃ اللہ ثم رجع ربہ فقال ان ھذہ تحیتک و تحیۃ ذریتک بینھم فقال لہ اللہ تعالیٰ و یداہ مقبوضتان اختر ایھما شئت فقال اخترت یمین ربی و کلتا یدی ربی یمین مبارکۃ ثم بسطھا فاذا فیھا آدم و ذریتہ فقال لہ رب ماھٰؤلاء قال ھٰؤلاء ذریتک فاذا کل انسان مکتوب عمرہ بین عینیہ فاذا منھم رجل ھو اضوءھم ثم قال یارب من ھذا قال ابنک داؤد و کتب لہ عمرہ اربعین سنۃ قال یا رب زدفی عمرہ قال ذالک الذی کتب لہ قال رب فانی قد جعلت لہ من عمری ستین سنۃ قال انت و ذالک قال ثم سکن الجنۃ ما شاء اللہ ثم اھبط منھا و کان آدم یعد لنفسہ فاتاہ ملک الموت فقال لہ آدم قد عجلت و قد کتب الی الف سنۃ قال بلیٰ ولکنک جعلت لابنک داؤد ستین سنۃ فجحد فجحدت ذریتہ فنسی فنسیت ذریتہ قال فمن یومئذ امرنا بالکتاب و الشھود ۔

معنی اس حدیث کے یہ ہیں : کہا ابوہریرہ نے کہ فرمایا

ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے۔ جس وقت کہ
پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آدم کے تئیں اور پھونکی یعنی داخل کی
بیچ اس کے جسم کے روح کے تئیں، بہ مجرد داخل ہونے روح کے
آدم علیہ السلام نے چھینکا اور کہا ''الحمدللہ''۔ یہ سنتے ہی
پروردگار نے فرمایا اسے ''یرحمک اللہ یعنی رحمت خدا کی ہوجیو اوپر
تیرے۔'' بعد اس کے فرمایا کہ اے آدم! تو جا طرف اس گروہ کے کہ
فرشتے ہیں اور بیٹھے ہیں۔ انھوں سے کہہ کہ السلام علیکم۔ جب کہ
آدم نے موافق احکام الٰہی کے جا کر فرشتوں سے سلام علیک کی۔
فرشتوں نے جواب میں سلام علیک کے طرف آدم کے خطاب کرکے
کہا ''علیک السلام و رحمۃ اللہ۔'' پھر پھرا آدم علیہ السلام طرف
پروردگار کے۔ پروردگار نے فرمایا کہ یہ تحفہ تیرا اور آپس میں
تیرے فرزندوں کا ہے۔ بعد اس کے حق تعالیٰ نے دونوں ہاتھ
قدرت کے بند کر کے فرمایا کہ اے آدم! دونوں ہاتھوں میں سے
ایک ہاتھ میرا اختیار کر۔ کہا آدم علیہ السلام نے ''اختیار کیا
میں نے دست راست کو؛ باوجود آں کہ دونوں ہاتھ پروردگار
میرے کے قوت میں، توانائی میں راست اور مبارک ہیں، فرق
بائیں میں اور داہنے میں نہیں ہے۔'' پس کھولا اللہ تعالیٰ نے
دست راست اپنے کو۔ اس وقت یکایک دیکھا آدم نے، بیچ اس ہاتھ
کے آدم ہے اور اولاد آدم کی ہے اور قیامت تلک پیدا ہوتی ہے اور
ہووے گی۔ یہ دیکھ کر آدم علیہ السلام نے کہا، ''یہ جماعت
کون ہے؟'' پروردگار نے فرمایا کہ یہ اولاد تیری ہے۔ اور
یکایک آدم نے دیکھا کہ ہر ایک انسان کی عمر درمیان دو آنکھ
کے لکھی ہوئی ہے۔ پھر یکایک دیکھا کہ درمیان ان انسانوں کے
ایک مرد نہایت خوب صورت اور روشن تر ہے۔ یہ دیکھ کر
آدم نے پروردگار سے کہا کہ اے پروردگار میرے! یہ شخص

کون ہے ؟

پروردگار نے فرمایا کہ یہ بیٹا تیرا ہے داؤد پیغمبر اور لکھی ہے عمر اس کی چالیس برس کی ۔ یہ سن کر آدم نے کہا ، ''اے پروردگار ! زیادہ کر عمر اس کی ۔'' پرودگار نے فرمایا کہ یہی عمر ہے اس کی جو کچھ کہ میں نے لکھا ہے ، کم و زیادہ نہیں ہوتی ۔ یہ سن کر حضرت آدم نے کہا کہ اے پروردگار ! میری اپنی عمر سے میں نے داؤد کو ساٹھ برس دیے ۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ''تو مختار ہے ، تو جان ہے اور کام تیرا ۔'' اب یہاں سے پیغمبر خدا فرماتے ہیں کہ حضرت آدم بہشت میں رہے ، جس مدت تلک خدا نے چاہا ، بعد اس کے بہشت سے حق تعالیٰ نے زمین پر ڈالا ۔ اور آدم عمر اپنی ہمیشہ شمار کیا کرتے تھے ۔ جب کہ عمر ان کی آخر ہوئی ، حکم الٰہی سے ملک‌الموت واسطے قبض کرنے روح کے آیا ۔ حضرت آدم نے کہا کہ اے ملک‌الموت ! تو نے شتابی کی اور میری عمر ہزار برس کی تھی ۔ اس میں سے نو سو چالیس برس گزرے ہیں ، ساٹھ برس باقی ہیں ۔ ملک‌الموت نے کہا کہ واقعی تم سچ فرماتے ہو کہ ساٹھ برس تم نے اپنی عمر سے کم کرکے اپنے بیٹے کو کہ داؤد نام ہے ، دیے ہیں ۔ اس واسطے تمھاری عمر سے ساٹھ برس حق تعالیٰ نے وضع کیے ۔ یہ سنتے ہی حضرت آدم نے انکار کیا اور کہا کہ زنہار میں نے نہیں دیے ۔ پس اس باعث سے قضیوں میں اور معاملوں میں فراموشی اس کی اولاد سے ہونے لگی ۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسی روز سے حکم الٰہی کا ہوا کہ ہر ایک معاملے میں لکھنا کاغذ کا اور گواہی شاہدوں کی لکھوانی ضرور ہے کہ کوئی انکار نہ کرنے پاوے اور اپنے عہد سے نہ پھرے ۔ روایت ہے ابو ہریرہ سے :

قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی

فقال خلق الله التربة یوم السبت و خلق فیها الجبال یوم الاحد و خلق الشجر یوم الا ثنین و خلق المکروہ یوم الثلثاء و خلق الدواب یوم الاربعاء وبث یوم الخمیس و خلق آدم بعد العصر فی یوم الجمعة فی آخر الخلق و آخر ساعة من النهار فیما بین العصر الی اللیل ۔ رواہ مسلم ۔

معنی اس حدیث کے یہ ہیں : کہتا ہے ابو ہریرہ ، پکڑا ہاتھ میرے کو رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اور کہا ، ''پیدا کیا حق تعالی نے خاک کو یعنی زمین کو بیچ دن ہفتے کے اور پیدا کیا بیچ اس زمین کے پہاڑوں کے تئیں اتوار کے دن اور پیدا کیا درختوں کے تئیں پیر کے دن اور پیدا کیا چیز بد کے تئیں منگل کے دن اور پیدا کیا چارپایوں کے تئیں بدھ کے دن اور پیدا کیا آدم کے تئیں بعد عصر کے جمعہ کے دن بیچ آخر پیدائش کے اور آخر ساعت کے دن سے درمیان عصر کے رات تلک ۔ روایت کیا ہے مسلم نے اور انس نے راضی ہوجیو اللہ تعالی ان سے کہ کہا رسول خدا نے رحمت خدا کی ہوجیو اوپر ان کے اور سلام ؛

لما صور اللہ آدم فی الجنة ترک ماشاءاللہ ان یترکہ فجعل ابلیس یطیف بہ ینظر ماھو فلما رأی اجوف عرف اللہ خلق خلقاً لا یتمالک ۔ رواہ مسلم ۔

جس وقت کہ صورت بنائی حق تعالی نے آدم کی اور چھوڑا بیچ بہشت کے ، جب تلک کہ چاہا اللہ تعالی نے ۔ پس شیطان پھرتا تھا گرد اس کے اور دیکھتا تھا کہ کیا چیز ہے وہ ؟ جس وقت دیکھا ، خالی ہے ۔ پہچانا بہ درستی کہ حق تعالی نے پیدا کیا ہے مخلوق کے تئیں ، قدرت نہ پاوے گا ۔ روایت کیا ہے مسلم نے حضرت عائشہ سے راضی ہوجیو اللہ تعالی ان سے ، کہا ہے رسول خدا

نے رحمت خدا کی ہوجیو اوپر ان کے اور سلام ؛

خلقت الملئکۃ من نور خلق الجان من مارج من نار و خلق آدم مما وصف لکم ۔

معنی اس حدیث کے یہ ہیں ؛ پیدا کیے گئے فرشتے نور سے اور پیدا کیے گئے جن شعلۂ آتش سے اور پیدا کیا گیا آدم اس سے کہ بیان کیا گیا تم سے یعنی خاک سے ۔

سوال دوسرا تمھارا یہ تھا :

کہ وہ عورت کون ہے کہ نہ اس کی ماں ہے ، نہ باپ ہے ؟

جواب اس کا یہ ہے :

وہ عورت حضرت حوا ہے کہ پیدا کیا اس کے تئیں حق تعالیٰ نے پہلو سے حضرت آدم علیہ‌السلام کی ۔

کما قال اللہ سبحانہ و ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ و جعل منھا زوجھا لیسکن الیھا ۔

جیسا کہ کہا ہے اللہ تعالیٰ نے ، معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ وہ شخص ہے کہ پیدا کیا تمھارے تئیں شخص واحد سے اور پیدا کیا پہلوے چپ سے جوڑے کو اس کے یعنی حوا کو ، تا آرام پاوے آدم اس سے ۔ اور نقل ہے بیچ تفسیر کے اور کتابوں کے کہ حضرت آدم نے جب کہ بہشت میں جگہ پائی اور رهنا اختیار کیا ، تنہائی سے اور نہ ہونے ہم جنس کے سے وحشت زدہ تھا ۔ جس وقت کہ خواب میں گیا ، حق تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا کہ پہلو کو آدم کے پھاڑ جوڑا اس کا نکالو ۔ فرشتوں نے موافق حکم الٰہی کے پہلو کو آدم کے پھاڑ کر حوا کو نکالا کہ نہایت صاحب حسن اور صاحب جمال تھی ۔ جب کہ آدم خواب سے بیدار ہوا ، دیکھتے ہی حوا کو تعجب میں آیا اور پوچھا کہ تو کون ہے ؟ حکم الٰہی پہنچا کہ یہ جوڑا

تیرا ہے ۔ ساتھ اس کے آرام کرکے وحشت سے اور تشویش سے آرام پاوے ۔

سوال تیسرا تمہارا یہ تھا :

وہ شخص کون ہے کہ باپ اس کے نہیں ہے ؟

جواب اس کا یہ ہے :

وہ شخص حضرت عیسٰی علیہ السلام ہے کہ شکم سے حضرت مریم کے بے واسطے باپ کے تولد ہوا ہے ۔ چناں چہ حق تعالٰی کلام مجید میں فرماتا ہے ؛

و مریم ابنت عمران التیی احصنت فرجها فنفخنا فیه من روحنا ۔

معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ مثل مارتا ہے حق تعالٰی اوپر تقویٰ و طہارت اور عبادت حضرت مریم کی کہ بیٹی عمران کی تھی ۔ نگاہ رکھا اس نے جسم اپنے کے تئیں زنا سے ۔ پس دم کیا میں نے بیچ جسم اس کے روح اپنی کے تئیں کہ مراد اس روح سے عیسٰی علیہ السلام ہے ۔

چناں چہ حق تعالٰی اور جگہ بھی کلام اللہ میں فرماتے ہیں :

انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ و کلمته القٰها الٰی مریم و روح منه ۔

معنی اس آیت کے یوں ہیں : سوا اس کے نہیں ہے کہ مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا پیغمبر خدا ہے اور کلمے سے کن کے پیدا ہوا بے واسطے باپ کے کہ ڈالا اس کے تئیں بیچ رحم مریم کے اور روح ہی پیدا ہوا محض قدرت سے اس کے ۔ اور حضرت عیسٰی کے تئیں مسیح اس جہت سے کہتے ہیں کہ مسیح کیا یعنی ملا اس کے تئیں جبریل نے ساتھ پر اپنے کے بیچ وقت جننے کے اور مس شیطان

سے محفوظ رہا اور قصہ مریم کا اور عیسلی کا تھوڑا سا بیچ کتاب 'معالم‌التنزیل' کے اس طور سے مذکور ہے کہ مریم بیٹی عمران کی تھی اور نام اس کی ماں کا حنہ تھا اور حنہ اور الشیاع دونوں بہنیں تھیں ۔ الشیاع نکاحی حضرت زکریا پیغمبر کی تھی اور حنہ نکاحی حضرت عمران کی تھی ۔ حنہ کی اولاد نہ ہوتی تھی ، حتیٰ کہ کبر سن کو پہنچی ، اتفاقاً ایک روز سایے میں ایک درخت کے بیٹھی تھی ، دیکھتی کیا ہے کہ ایک جانور پرند کی قسم سے بچے کو اپنے کھانا دیتا ہے ۔ یہ دیکھتے ہی حنہ کو آرزو فرزند کی دل میں پیدا ہوئی ۔ جناب الہی میں دعا کی کہ اے خدائے کریم ! اگر تو بیٹا میرے تئیں اپنے فضل و کرم سے عطا کرے تو میں اس بیٹے کے تئیں واسطے خدمت بیت‌المقدس کے اور واسطے تیری عبادت کے آزاد کروں اور مجاور بیت‌المقدس کا کروں ۔ سمیع الدعا نے دعا کو اس کی قبول کیا ۔ حنہ کو حمل مریم کا رہا اور حنہ نے موافق وعدے کے واسطے خدمت بیت المقدس کے نذر اوپر اپنے قبول کی اور نہ جانا کہ مرد ہے بیچ پیٹ میرے کے یا عورت ۔ اگرچہ نزدیک اس قوم کے لائق خدمت بیت المقدس کے مرد ہے نہ کہ عورت ۔

ایک روز عمران نے مریم کی ماں کو کہا کہ یہ تو نے کیا کیا کہ حمل اپنے کے تئیں نذر واسطے خدمت بیت المقدس کے کیا ۔ تجھے کیا معلوم ہے کہ شکم میں عورت ہے ، یا مرد ہے ۔ اس سبب سے حنہ اور عمران دونوں غمگین ہوئے ۔ روایت ہے کہ عمران پیش از پیدا ہونے مریم کے جاں بہ حق تسلیم ہوئے تھے ۔ جب کہ مریم تولد ہوئی ، حنہ غم گین زیادہ تر ہوئی ۔ حق تعالیٰ نے واسطے تسلی حنہ کے حکم بھیجا کہ میں نے اس کے تئیں قبول کیا واسطے خدمت بیت المقدس کے کہ نزدیک میرے مردوں سے بہتر

ہے - پس حنہ اس نوید سے شاد و خرم ہوئی اور واسطے ایفائے وعدہ کے مریم کے تئیں پاس مجاوروں کے بیت‌المقدس میں چھوڑا اور کہا کہ اس لڑکی کے تئیں واسطے خدمت اس گھر کی نذر کیا میں نے - حضرت زکریا نے کہا کہ پانی اور کھانا اور پوشاک اس لڑکی کو پہنچانا ذمہ میرا ہے ، اس واسطے کہ خالہ اس لڑکی کی بیچ نکاح میرے کے ہے - اوروں نے کہا کہ اگر تم بہ سبب قرابت خبرگیری اس کے کھانے پینے کی کرتے ہو ، پس سزاوار تر بہ سبب قرابت قریبہ کے ماں اس کی ہے کہ اس کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہے - اگر یہ بھی قبول نہیں ، ہم سب مل کر قرعہ ڈالتے ہیں ، جس کے نام پر قرعہ آوے ، وہ شخص ضامن آب و طعام کا اس کے ہووے - سب عالم توریت کے تھے اور توریت لکھتے تھے - انھوں نے کہا کہ ہم ہر ایک نام اپنا قلم پر لکھ کر پانی میں ڈالتے ہیں - جس کی قلم تہہ میں پانی کے نہ بیٹھے اور اوپر پانی کے تیرے ، وہ شخص اس لڑکی کے کھانے پینے کا ضامن ہے - آن سبھوں کے تئیں یہ مشورہ پسند آیا - سبھوں نے نام اپنے اپنے قلم پر لکھ کر پانی میں ڈالا - قلم اوروں کے نام کی تہہ میں پانی کی بیٹھی اور قلم حضرت زکریا کی پانی میں مثال بط کے تیرنے لگی - پس حضرت زکریا ضامن مریم کے واسطے پہنچانے آب و طعام کے ہوکر ایک گھر واسطے رہنے مریم کے بیت‌المقدس میں بنانا شروع کیا اور درمیان اس گھر کے بلند تر زمین سے ایک دروازہ رکھا اور دونوں وقت یعنی صبح و شام مریم کو کھانا اور پانی پہنچایا کرتے تھے اور جس وقت کہ حضرت زکریا جاتے تھے - دروازے کو قفل کرکے اور کنجی ہمراہ لے کر اپنے جاتے تھے ، ایک دن دیکھتے کیا ہیں کہ رو بہ رو مریم کے میوے موسم سرما کے موسم گرما میں اور گرما کے موسم سرما میں موجود ہیں -

نہایت تعجب میں آ کر پوچھا کہ اے مریم ! یہ میوے کہاں سے آئے ہیں ؟ مریم نے کہا کہ حق تعالیٰ نے عطا کیے ہیں کہ وہ رزاق مطلق اور قادر برحق ہے ۔ جب کہ زکریا نے یہ آثار قدرت الٰہی کے دیکھے ، واسطے اپنے جناب الٰہی میں دعا فرزند ہونے کی مانگی ۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے دعا کو زکریا کی قبول کرکے کبر سنی میں نام بیٹے کا یحییٰ رکھ کر عطا فرمایا ۔ جس وقت حضرت مریم بہ حد بلوغ پہنچی ، شرق رویہ اس گھر میں ایک مکان تھا کہ واسطے غسل ایام کے بہ سبب شدت سرما کے وہاں علیحدہ اپنے لوگوں سے ہوئی تھی کہ یکایک حضرت جبرئیل حکم الٰہی سے صورت ایک لڑکے امرد کی بن کر صاحب حسن اور صاحب جمال مثل آفتاب کے ، زلفیں لٹکائے ہوئے حضرت مریم کو نمایاں ہوئے ۔ حضرت مریم دیکھ کر ڈریں کہ مبادا قصد میرے ناموس کا کرے ۔ حق سبحانہ تعالیٰ سے پناہ مانگی ۔ حضرت جبرئیل نے کہا کہ اے مریم ! خوف مت کر کہ میں بھیجا ہوا خدا کا تیرے پاس واسطے دینے فرزند کے آیا ہوں ۔ حضرت مریم نے یہ سن کر کہا کہ فرزند میرے کیوں کر ہوگا کہ مرد سے ملاقات میری نہیں ہوئی ۔ حضرت جبرئیل نے کہا کہ قدرت سے خدا کے عجب مت کر کہ وہ قادر ہے ۔ پس جبرئیل علیہ‌السلام نے دور سے دم کیا ۔ اس دم کو جبرئیل کے ہوا نے بہ حکم خدا منہ کی راہ سے رحم میں مریم کے پہنچایا ۔ مریم کو وہیں حمل حضرت عیسیٰ کا رہا ۔ جب کہ مریم نے بے حجت اپنے تئیں حاملہ پایا ، خوف سے تہمت کے قوم سے جدا ہو کر بیچ ایک بیابان کے گئی ۔ بیچ اس بیابان کے ایک درخت خرما کا مدتوں سے خشک تھا اور متصل اس درخت کے ایک نہر تھی کہ وہ بھی بے آب تھی ۔ حضرت مریم نیچے اس درخت

کے آ کر حیران و پریشان بیٹھی اور وہیں درد زہ نے غلبہ کیا ۔
اسی عالم میں حسرت سے کہتی تھی کاش ! کہ مر جاتی مین
کہ میرے تئیں کوئی نہ جانتا ۔'' اسی حسرت میں تھی کہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام تولد ہوئے۔ از بس کہ مریم غم گین تھی ،
آب و طعام بھی مہیا نہ تھا ، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
آواز دی کہ اے مریم ! غم گین مت ہو ۔ یہ کہہ کر حضرت جبرئیل
نے اپنے تئیں اوپر زمین خشک اس نہر کے ڈالا ۔ اسی وقت نہر
لبریز آب رواں سے ہوئی اور کہا مریم کے تئیں کہ شاخ کو
خرما کی جنبش دے ، تا خرماے تر اس سے گریں ۔ مریم نے سن کر
شاخ کو حرکت دی ۔ بہ مجرد حرکت دینے کے وہ درخت سرسبز
اور بار آور ہوا اور خرماے تر اس کی حرکت سے گرنے لگے ۔
پس حضرت مریم نے خرما اس درخت سے اور پانی نہر سے کھایا
اور طہارت کی ۔ جب کہ قوم نے خبر پائی ، رو بہ رو مریم کے آ کر
زبان طعن و تشنیع میں دراز کی ۔ حضرت جبرئیل نے آ کر کہا
کہ اے مریم ! غم مت کھا اور جواب اس قوم کو اشارت سے دے
کہ میں نے حکم الٰہی سے روزہ رکھا ہے اور میرے تئیں
حق سبحانہ تعالیٰ نے بات کرنے سے منع فرمایا ہے ۔ قوم میں
بنی اسرائیل کے جو کوئی کہ کوشش کرنے والا اور زہد کرنے والا
بیچ بندگی خدا کے ہوتا تھا ، اپنے تئیں بات کرنے سے اور
کھانا کھانے سے باز رکھتا تھا ۔ پس میرے تئیں معاف رکھو اور
قصہ میرا اس لڑکے سے پوچھ لو ۔ یہ گفتگو مریم نے جبریل سے
سن کر اپنی قوم سے سر تا پا اشارت سے بیان کی ۔ قوم نے
کہا ، ''اے مریم ! یہ لڑکا طاقت گویائی کی نہیں رکھتا ، ہم کیوں کر
اس سے تیرے قصے کو پوچھیں ؟''

پس راوی روایت کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

نے زبان طہارت میں اور عصمت میں اپنی ماں کے کھولی اور تمام احوال پیغمبری کا اور اپنی بزرگی کا اظہار کیا ۔ چناں چہ حق تعالیٰ نے کلام مجید میں خبر دی ہے۔

سوال چوتھا یہ تھا :

وہ پیغمبر کون ہے کہ وہ نہ جن ہے ، نہ انسان ہے ، نہ فرشتہ ہے ، نہ چار پایہ ہے ، نہ درند ہے ؟

جواب اُس کا یہ ہے کہ پیغام پہنچانے والا خدا کا زاغ ہے کہ بھیجا اُس کے تئیں حق سبحانہ تعالیٰ نے واسطے سکھانے طریقہ دفن ہابیل کے قابیل کے تئیں ۔ بیچ تفسیر "معالم التنزیل" کی مذکور ہے کہ ہابیل و قابیل دونوں بیٹے حضرت آدم علیہ السلام کے تھے اور حوا کے تئیں ہر حمل میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی تولد ہوا کرتے تھے ۔ چناں چہ بطن سے حوا کے بیست بیٹے وجود میں آئے ، یعنی پیدا ہوئے ۔ کل حضرت حوا کے تئیں بیست حمل رہے تھے - پہلے حمل میں اُنھوں سے قابیل اور ہمشیرہ اُس کی لبودا نام پیدا ہوئے تھے اور تولد یہ دونوں بہشت میں ہوئے تھے اور اُن کے تولد تلک حضرت آدم سے گناہ نہیں ہوا تھا اور حوا نے جننے میں دونوں کے مطلق رنج اور درد اور آلایش نفاس کے لہو کی نہ دیکھی تھی ، جس وقت کہ حضرت آدم علیہ السلام عوض گناہ کے بہشت سے اوپر زمین کے گرے ، پھر حوا کے تئیں ہابیل اور بہن کا اُس کے کہ اقلیمیا نام تھا ، حمل رہا اور وقت جننے کے مبتلا درد زہ کی ہوئے اور آلایش خون نفاس کی دیکھی ۔ جب کہ فرزند آدم علیہ السلام کے حد بلوغ کو اور جوانی کو پہنچتے تھے وہ جو لڑکا ایک حمل سے پیدا ہوتا تھا اور لڑکی دوسرے حمل سے پیدا ہوتی تھی ، اُن دونوں کا نکاح حکم الٰہی سے باہم کر دیتے تھے اور جو ایک حمل سے لڑکا اور لڑکی پیدا ہوتے تھے ، آپس

میں نکاح اُن کا حرام تھا ۔ پس جس وقت• کہ قابیل اور ہمشیرہ
اُس کی لبودا اور ہابیل ، ہمشیرہ اُس کی اقلیمیا تولد ہوئے اور بیچ
دونوں بطن کے یعنی حمل کے فاصلہ دو سال کا تھا ، بہ قول بعض
حکم الٰہی پہنچا کہ ہابیل کے تئیں ساتھ لبودا کے کہ بہن قابیل
کی تھی اور قابیل کے تئیں ساتھ ہمشیرہ ہابیل کے ، اقلیمیا اُس کا
نام ہے ، نکاح کرو ۔ تفسیر میں لکھا ہے کہ بہن قابیل کی نہایت
صاحب جمال اور خوب صورت تھی اور ہابیل کی چنداں خوب صورت
نہ تھی ۔ پس یہ حکم الٰہی کا حضرت آدم نے ہابیل و قابیل سے
بیان کیا ۔ ہابیل نے فرمان الٰہی کا دل و جان سے قبول کیا اور
قابیل نا خوش ہوا اور کہا بہن میری لائق میرے ہے ، ہرگز
بہن سے دست بردار نہیں ہونے کا ۔ میرا اور میری بہن کا تولد
بہشت کا ہے اور ہابیل کا اور اُس کی بہن کا تولد زمین پر کا ہے ۔
پس میری بزرگی اُوپر اُنھوں کے زیادہ ہے اور وہ شریک میرے
نہیں ہے ، مگر شریک میری اور لائق میرے بہن میری ہے اور
اے آدم ! تو اپنی عقل سے کہتا ہے ، فرمان الٰہی مطلق اس امر پر
نہیں ہے ۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ میں نے حکم الٰہی کا
تمھیں راست اور تحقیق پہنچایا ہے ، ہرگز اپنی عقل سے میں نے
نہیں کہا ہے ۔ اگر راست گو مجھے نہیں جانتے ، تم دونوں قربانی کرو ۔
قربانی جس کی قبول جناب الٰہی میں ہو ، اُس کو اقلیمیا سزا وار تر
ہے ۔ نقل ہے کہ اُس زمین پر ایک پہاڑ تھا کہ واسطے رکھنے قربانی
کے اُس پہاڑ پر ایک مکان مقرر کیا تھا ۔ حکم الٰہی سے ایک شعلہ
آگ کا آسمان سے آ کر وہ جو قربانی وہاں رکھتے تھے ، بہ شرط قبول
وہ شعلہ آتش کا اُس قربانی کو کھا کر خاکستر کرتا تھا ، و اگر
وہ قربانی مقبول نہ ہوتی تھی ، آگ آسمان سے نہ آتی تھی اور اُس
قربانی کو پرند اور درندے کھا جاتے تھے ۔ پس دونوں واسطے

قربانی کے باهر آئے: قابیل صاحب زراعت تھا ۔ تھوڑے گیہوں همراہ لے جا کر مکان پر قربانی کے رکھا ۔ اور هابیل کے پاس بکریاں اور دنبے بہت سے تھے ، ایک دنبہ فربہ همراہ اپنے لے جا کر مکان پر قربانی کے رکھا اور قابیل نے یہ ارادہ مصمم اپنے دل میں کیا تھا کہ قربانی میری قبول ہو یا نہ ہو ، میں اپنی بہن کو هرگز نہیں چھوڑنے کا اور هابیل نے دل میں اپنے مقرر کیا تھا کہ حکم الٰہی سے میں راضی اور خوش نود هوں ۔ پس آگ آسمان سے آئی ۔ قربانی کو هابیل کی کھایا اور خاکستر کیا اور قربانی پر قابیل کی هرگز متوجه نه هوئی ۔ پس قابیل غضب میں آیا اور حسد نے دل میں اُس کے غلبہ کیا ، لیکن پوشیدہ رکھتا تھا ۔ جب کہ حضرت آدم واسطے زیارت خانۂ کعبہ کے طرف مکہ شریفہ کے تشریف لے گئے ، هابیل جس جگہ پر بکریاں چراتا تھا ، قابیل وهاں گیا اور هابیل سے کہا کہ میں واسطے تیرے مارنے کے آیا هوں ۔ هابیل نے کہا کہ سبب میرے قتل کرنے کا کیا ھے ؟ قابیل نے کہا ، ”سبب یہ ھے کہ حق تعالیٰ نے قربانی تیری قبول کی اور رد کیا میری قربانی کو ۔ پس اس سبب سے همشیرہ میری کہ خوب صورت اور صاحب جمال ھے ، تو چاهتا ھے کہ نکاح کرے اور میں تیری بہن کو کہ بد صورت ھے ، نکاح میں اپنے لاؤں ۔ پس یہ مجھے قبول نہیں اور آپس میں هر ایک آدمی باتیں کریں گے اور قصہ کہیں گے کہ هابیل قابیل سے بہتر ھے اور اولاد تیری فخر کرے گی اوپر اولاد میری کے“ یہ سن کر قابیل سے هابیل نے کہا ، ”یہ قبولیت میری طرف سے نہیں ھے ۔ حق تعالیٰ قبول کرتا ھے قربانی اُس شخص کی ، جو پرهیزگاروں سے هو ۔ اگر واسطے قتل میرے کے هاتھ اپنا تو دراز کرے گا ، دراز کر ، لیکن میں روادار تیرے قتل کا نہیں هونے کا ؛ کس واسطے کہ گناہ قتل میرے کا

اور گناہ اورکہ پیش تو قتل سے میرے تو نے کیے ہوں آگے ، سب آوپر تیرے ہوویں ۔ میں چاھتا ہوں کہ آلودگی سے پاک و صاف رھوں ۔'' عبداللہ بیٹا حضرت عمر کا فرماتا ھے کہ ھابیل زور آور قابیل سے تھا ، لیکن خوف گناھوں کے سے پیش دستی آوپر قتل قابیل کے نہ کی اور واسطے طلب ثواب کے گردن آگے آس کے رکھی اور یہ شرع میں جائز ھے ۔ قابیل طریقہ قتل کا نہ جانتا تھا ۔ شیطان صورت آدمی کی بن کر آگے قابیل کے آیا اور ایک پرند جانور کو پکڑ کر آگے رکھا اور سر آس جانور کا پتھر پر رکھ کر دوسرے پتھر سے کچلا کہ وہ جاں بہ حق تسلیم ہوا ۔ قابیل نے یہ قتل کا طریقہ شیطان سے سیکھ کر سر ھابیل کا پتھر پر رکھ کر دوسرے پتھر سے کچلا اور بعضے کہتے ھیں کہ ھابیل سوتا تھا ، قابیل نے سر آس کا سوتے میں غافل پا کر کچلا ۔ روایت ھے کہ عمر ھابیل کی بیست برس کی تھی اور بیچ مکان قتل کے اختلاف ھے بعضے کہتے ھیں کہ جبل ثور میں آسے مارا ، بعضے کہتے ھیں کہ کوہ حرا میں کہ یہ دونوں پہاڑ بیچ مکہ کے ھیں ۔ جس وقت کہ آسے مارا ، جنگل میں ڈالا ؛ نہ جانتا تھا کہ کیا کرے ۔ پس درندہ جانور آوپر اس کے گرے ۔ قابیل نے لاش کو ھابیل کی چادر میں باندھ کر مثال پشتارہ کے آوپر پیٹھ کے باندھا ۔ چالیس دن تلک لیے پھرا ۔ اس عرصے میں وہ لاش متعفن اور بدبو دار ہوئی ۔ جانور مردار خور مثل پرند اور درند کے گرد قابیل کے ہوئے ۔ قابیل چاھتا تھا کہ اس لاش کو کھول کر واسطے کھانے جانوروں کے زمین پر ڈالے ، یک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے واسطے تعلیم طریقہ دفن کے دو کوے آپس میں لڑے ۔ ایک نے ایک کو مارا ۔ بعد آس کے چونچ سے اور پنجوں سے اپنے زمین کے تئیں مثال قبر کے کھودا اور آس زاغ مردہ کے تئیں بیچ آس کے ڈال کر ، خاک پنجوں سے کھینچ

کر اوپر اس کے ڈالی کہ وہ پوشیدہ ہوا ۔ قابیل نے یہ طریقہ دفن کا کوے سے دیکھ کر کہا ، ''افسوس اوپر میرے کہ مثال اس کوے کے بھی شعور نہ رکھتا تھا کہ اپنے بھائی موئے ہوئے کے تئیں خاک میں چھپاتا ۔'' پشیمان ہو کر ھابیل کے تئیں دفن کیا ۔

روایت ہے بعد قتل ھابیل کے سات دن تلک زمین پر لرزہ اس مرتبے پر رہا کہ جنبش سے زمین کو قرار ایک دم نہ تھا ۔ اور بعد سات دن کے لہو ھابیل کا زمین پر گرا تھا ، قابیل نے مانند پانی کے پیا ۔ جس وقت کہ قابیل رو بہ رو حضرت آدم کے ھابیل کو مار کر گیا ، حضرت آدم نے پوچھا کہ کہاں ہے بھائی تیرا ھابیل ؟ قابیل نے کہا ، ''میں کیا جانوں کہ کہاں ہے ؟ میں نگہبان اوپر اس کے نہ تھا کہ احوال اس کا بیان کروں ۔'' آدم نے کہا کہ اے قابیل ! خون تیرے بھائی کا آواز کرتا ہے زمین سے اور خبر دیتا ہے میرے تئیں کہ تو نے اس کے تئیں مارا ۔ پس کیوں مارا تو نے بھائی کو اپنے ؟ قابیل نے کہا ، ''کہاں ہے خون بھائی میرے کا اوپر زمین کے کہ گواہ ہو اوپر قتل کے ؟''

پس حق تعالیٰ نے اس روز سے حرام کیا اوپر زمین کے ، نہ پیوے لہو قتل ہووے کا قیامت تلک ۔ اور جب کہ ھابیل کے تئیں قابیل نے مارا ، حضرت آدم مکہ میں تھے اور اسی سبب سے میوۂ ترش اور پانی تلخ اور درخت خار دار اور زمین پر از غبار اور کھانے بے مزہ ہوئے ۔ پس کہا آدم نے کہ حادثے بڑے بیچ زمین کے پیدا ہوئے اور بیچ قتل گاہ ھابیل کے اختلاف روایات کا ہے ۔ بعضے کہتے ہیں کہ ہندوستان میں اور بعضے کہتے ہیں کہ مکہ میں ھابیل کو قابیل نے قتل کیا ہے اور حضرت آدم نے مرثیہ ھابیل کا کہا ہے ؛ چناں چہ دو بیت اس مرثیے کے یہ ہیں :

ابیات مرثیہ

تغیرت البلاد و من علیہا
فوجہ الارض مغبر قبیح
تغیر کل ذی طعم و لون
و قل بشاشة الوجہ الملیح

معنی ان دو بیتوں کے یہ ہیں کہ متغیر ہوئے شہر اور جو کچھ کہ بیچ شہر کے ہے اور روئے زمین غبار آلودہ وہ بد صورت ہوا اور تغیر ہوئے ذائقے ہر چیز کے اور گم ہوئی خوبی اور نمکینی صورت خوب کی ۔ اور حضرت آدم نے سریانی زبان میں بہت بہ طور مرثیہ کلام حسرت آلود اور درد آمیز بیٹے کے غم سے کہے تھے ۔ شیث بیٹے اپنے کو کہا کہ نگاہ رکھ اس کلام کو میرے ، تا یاد رہے اور آدمی اسے سن کر رقت کریں ۔ پس ہمیشہ نقل کیے جاتے تھے اور ہر ایک سن کر روتے تھے ۔ عاقبت الامر یہ مرثیہ یعرب بن قحطان کو پہنچا ۔ وہ زبان عربی اور سریانی کی دونوں جانتا تھا ۔ اس نے مرثیے کے تئیں تغیر و تبدیل کر کے بہ طور شعر کے ترتیب دیا اور کئی بیتیں اس نے داخل اس مرثیے کے اپنی طرف کی ہیں ۔

روایت ہے ؛ جب کہ قتل سے ہابیل کے پانچ برس گزرے ، حضرت حوا سے شیث علیہ السلام پیدا ہوئے ۔ حق تعالیٰ نے پیغمبر کر کے پچاس صحیفے واسطے شیث کے بھیجے اور شیث وصی اور ولی عہد حضرت آدم کا ہوا اور اولاد قابیل کی سب طوفان نوح میں غرق ہوئی ، مگر نسل شیث علیہ السلام کی باقی رہی ۔ روایت ہے ؛ جب کہ یہ فعل قابیل سے ظہور میں آیا ، غیب سے آواز آئی کہ جا اے راندۂ درگاہ الٰہی ! جس کسو کو تو دیکھے گا

خوف ناک اور دہشت ناک اسی سے ہوگا ۔ پس قابیل نے ہاتھ بہن کا اپنی پکڑ کر طرف زمین یمن کے بھاگا ۔ یک مرتبہ شیطان صورت آدمی کی بن کر نزدیک قابیل کے آیا اور قابیل سے کہا کہ قربانی کو ہابیل کی آگ نے کھایا تھا ۔ باعث پرستش کا تھا کہ وہ آگ کے تئیں پوجا کرتا تھا ۔ پس تو بھی ایک گھر تیار کر اور اس گھر میں آگ جمع کر کے پرستش کیا کر ، تا یہ طریقہ تیری اولاد میں جاری رہے اور باعث فلاح کا اور بہبود کا ہووے ۔ پس قابیل نے ایک گھر بنا کر کے بیچ اس کے آگ جمع کر کے عبادت کرنے لگا ۔ اور روایت ہے ، اولاد آدم سے پہلے جس نے آتش پرستی اختیار کی تھی ، قابیل تھا اور یہ بھی رواج تھا کہ اپنے بیٹوں کے تئیں بھی راہ قربت و عبادت سے بیچ آگ کے ڈالتے تھے ۔ ایک بیٹا تھا اس کا نابینا اور زور آور ۔ جب کہ دیکھا اس نے ، رویہ باپ کا یہ ہے ؛ پیش دستی کر کے اپنے باپ کے تئیں یعنی قابیل کو بیچ اس آگ کے ڈالا ۔ اس نابینا کا بیٹا ہمراہ تھا ، یعنی پوتا قابیل کا ۔ اس نے دیکھ کر کہا ، ’’سخت تعجب ہے کہ تو نے اپنے باپ کے تئیں آگ میں ڈال کر ہلاک کیا‘‘ ۔ اس نابینا نے یہ سن کر ایک طماچہ منہ پر بیٹے کے اس زور سے مارا کہ وہ ہلاک ہوا اور روایت میں یہ ہے کہ قابیل روز قیامت تلک بیچ ایک غار کے کہ وہ غار پر از آتش ہے ، لٹکتا ہے اور ایک پاؤں اس کا ران سے بندھا ہوا ہے اور منہ اس کا طرف آفتاب کے پھرتا ہے ۔ موسم گرما میں اور بیچ موسم سرما کے معلق بیچ ایک غار کے ہوتا ہے کہ وہ غار بھرا ہوا برف سے اور اولوں سے ہے اور ہتھیار لہو لعب کے مثل طنبور و رباب و چنگ وغیرہ افعال قبیحہ اختیار کیے ہوئے اولاد قابیل کے ہیں ۔ حق تعالیٰ نے ان سبھوں کے تئیں عذاب طوفان سے ہلاک کیا ہے ۔ چناں چہ حق تعالیٰ

کلام مجید میں فرماتا ہے :

و اتل علیہم نبا ابنی آدم بالحق اذ قربا قرباناً فتقبل من احدھما و لم یتقبل من الآخر قال لا قتلنک قال انما یتقبل اللہ من المتقین لئن بسطت الی یدک ما انا بباسط یدی الیک لا قتلک انی اخاف اللہ رب العالمین انی آر یدان تبوء باثمی و اثمک فتکون من اصحاب النار و ذالک جزاء الظالمین فطوعت لہ نفسہ قتل اخیہ فقتلہ فاصبح من الخاسرین فبعث اللہ غراباً یبحث فی الارض لیریہ کیف یواری سوأۃ اخیہ قال یا ویلتلی اعجزت ان اکون مثل ھذا الغراب فاواری سوأۃ اخی فاصبح من النادمین ۔

اور معنی اس آیات کے یہ ھیں : خطاب پروردگار کا طرف پیغمبر کے ھے ۔ پڑھ آوپر اس قوم اھل مکہ کے خبر آدم کے دونوں بیٹوں کی ، راستی سے جس وقت نذر کی قربانی کے تئیں ، قبول کیا گیا ایک سے دونوں کے اور نہ قبول کی گئی اس بیٹے کی کہ قابیل نام تھا ۔ پس کہا قابیل نے ھابیل کے تئیں کہ ماروں گا تیرے تئیں ۔ ھابیل نے کہا کہ حق تعالیٰ قبول کرتا ھے پرھیز گاروں سے ۔ تحقیق اگر دراز کرے گا تو طرف میرے ھاتھ اپنے کے تئیں واسطے مارنے کے ، لیکن نہیں ھوں میں دراز کرنے والا ھاتھ اپنے کو طرف تیرے ؛ تا ماروں میں تیرے تئیں ۔ بہ درستی کہ ڈرتا ھوں میں خدا سے کہ پروردگار عالمیان ھے ۔ بہ درستی کہ چاھتا ھوں میں اس بات کو کہ اگر باز نہ رھے گا تو مارنے میرے سے اور گناھوں اپنے سے کہ آگے مارنے سے میرے کیے ھیں تو نے ، پس ھوگا تو ملنے والوں دوزخ سے اور یہ ھے جزا ظالموں کی ۔ پس راغب کیا خاص اس کے تئیں نفس اس کے نے قتل پر بھائی اپنے کے ۔ پس

مارا اُس کے تئیں یعنی هابیل کو - پس هوا قابیل تمام گنه گاروں سے - پس بھیجا حق تعالیٰ نے ایک کوے کے تئیں ، کھودا اُس نے بیچ زمین کے چونچ سے اور پنجوں سے ، تا دکھلاوے اُس کے تئیں ، کیوں کر چھپاوے بدن بھائی اپنے کا بیچ خاک کے - کہا قابیل نے وا حسرت آیا عاجز هوا میں اس سے کہ هوں میں مانند اس کوے کے - پس چھپایا بدن بھائی اپنے کا - پس هوا قابیل تمام پشیمان هونے سے -

حدیث

عن عبداللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقتل نفس ظلماً الا کان علی ابن آدم الاول کفل من دمہا لانہ اول من سن القتل -

روایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ھے کہ فرمایا رسول خدا صلی‌اللہ علیہ و آلہ وسلم نے- مارا نہیں جاتا کوئی نفس ظلم سے، مگر وہ کہ هووے اوپر بیٹے آدم پہلے کے ، یعنی قابیل کے حصۂ خون سے اُس نفس کے واسطے اُس کے جس نے کہ طریقہ مارنے کا بنیاد رکھا -

سوال تمھارا پانچواں یہ تھا :

جس قبر نے سیر کروائی ھےصاحب قبر کے تئیں، وہ قبر کون ھے؟

جواب اُس کا یہ ھے :

وہ قبر مچھلی تھی کہ جس نے حضرت یونس پیغمبر علیہ السلام کو پیٹ میں اپنے لے کر دریا میں پھرتے تھے اور پیٹ اُس کا حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے مانند آئینے کے شفاف کیا تھا - عجائب و غرائب دریا کے یونس علیہ السلام کو دکھائی دیتے تھے اور صاحب قبر یونس علیہ السلام

ہے اور بیچ "تفسیر معالم التنزیل" وغیرہ کے مذکور ہے
کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے یونس پیغمبر کو واسطے ہدایت
ساکنان شہر نینوں کے کہ ایک لاکھ ستر ہزار تھے ، بھیجا تھا ۔
مدت تلک اُس قوم کے تئیں ارشاد اور تلقین کیا ، لیکن وہ ہرگز
ایمان نہ لائے ۔ نا فرمانی سے اُن کی حضرت یونس خشم ناک ہوئے
اور بدون حکم الٰہی کے وعدہ نزول عذاب کا روئے زمین میں پر
مقرر کر کے اس قوم سے باہر گئے ۔ جب کہ حضرت یونس کنارے
پر دریاے روم کے پہنچے ، ساتھ اُن کے ایک نکاحی اور دو بیٹے
تھے ۔ چاہا کہ نکاحی کے تئیں آگے سوار کریں ، ایک موج آئی اور
نکاحی کو اُن کی لے جا کر غرق کیا ۔ دوسری موج نے آ کر وہ
جو بڑا بیٹا حضرت یونس کا تھا ، اُسے غرق کیا ۔ بعد اس کے
چھوٹے بیٹے کے تئیں بھیڑیے نے لے جا کر نوش کیا ۔ پس
یونس علیہ السلام اکیلا غمگین رہا اور اُوپر کشتی کے سوار ہوا ۔
جس وقت کہ کشتی درمیان دریا کے پہنچی ، چلنے سے رہی ۔ ملاحوں
نے کہا کہ ہماری کشتی میں کوئی غلام ہے کہ اپنے آقا سے بھاگ
کر کشتی میں آیا ہے ۔ یہ کہہ کر ملاحوں نے قرعہ ہر ایک کے
نام پر ڈالا ۔ تین بار قرعہ ڈالنے میں تکرار کی ۔ ہر بار قرعہ نام
پر حضرت یونس کے پڑا ۔ حضرت یونس نے ملاحوں سے کہا کہ
واقعی میں ہوں غلام بھاگا ہوا کہ بدون حکم اور بے اجازت
اپنے خاوند کے بھاگ کر یہاں آیا ہوں ۔ یہ کہہ کر حضرت یونس
نے اپنے تئیں کشتی سے سوار کرا کر دریا میں ڈالا ۔ مچھلی نے
گرتے ہی حضرت یونس کو شکم میں اپنے لیا ۔ روایت ہے
کہ حضرت یونس پیٹ میں مچھلی کے چالیس دن اور چالیس
رات تھے اور ایک قول یہ ہے کہ تین رات اور تین دن اور ایک
قول یہ ہے کہ سات دن اور سات رات اور ایک قول یہ ہے کہ

تمام روز صبح سے شام تلک اور ایک روایت یوں ہے کہ سیر کروائی
مچھلی نے اُسے یعنی حضرت یونس کو تین رات اور تین دن میں
چھ ہزار برس کی راہ کی - اور روایت یہ ہے کہ سیر کروائی حضرت
یونس کو سات پردۂ زمین کی اور حکم الٰہی مچھلی کو پہنچا تھا کہ
بدن سے حضرت یونس کے گوشت اور پوست اور استخوان جدا نہ
کرنا اور بدن کو اُس کے مانند مروارید کے صدف میں اپنے شکم
کے محفوظ نگاہ رکھنا - جب کہ مچھلی تہہ زمین کو پہنچی ،
حضرت یونس نے ایک آواز سنی اور دل میں کہا کہ یہ کیا
آواز ہے - پس وحی بھیجی اللہ تعالیٰ نے طرف یونس کے کہ یہ
آواز تسبیح جانوران دریائی کی ہے - حضرت یونس نے یہ سن کر
تسبیح پھیرنی پیٹ میں مچھلی کے شروع کی - وہ تسبیح یہ ہے :

لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین -

یہ تسبیح حضرت یونس کی فرشتوں نے سن کر عرض کی کہ
اے رب العزت ! یہ جو آواز ضعیف سی نا معلوم مکان سے ہم سنتے
ہیں ، یہ آواز کس کی ہے ؟ پروردگار نے فرمایا کہ یہ آواز میرے
بندے یونس کی ہے کہ اُس نے نافرمانی میری کی تھی ، اس لیے
اُسے قید کیا ہے میں نے بیچ پیٹ مچھلی کے - فرشتوں نے یہ سن کر
کہا کہ اے رب العزت ! یہ بندۂ نیک شاید وہی ہے کہ جاتے تھے
جس کے اعمال نیک ہمیشہ زمین سے اوپر آسمان کے -

پروردگر نے فرمایا ، ''ارے یہ بندہ وہی ہے -'' پس فرشتوں
نے شفاعت یونس علیہ السلام کی - یک مرتبہ حق سبحانہ تعالیٰ
نے مچھلی کے تئیں حکم فرمایا، تا ڈالے اُس کے تئیں اوپر کنارے دریا
کے - مچھلی نے موافق احکام الٰہی کے کنارے پر ڈالا - از بس کہ
بدن حضرت یونس کا نازک اور ملائم اور معدہ ضعیف الضم تھا ،
مکھی سے اور آفتاب کی گرمی سے ایذا پہنچتی تھی - پس حق سبحانہ

تعالیٰ نے واسطے غذا کے شیر دینے کو پہاڑ کی بکری کو بھیجا کہ وہ بکری پستان اپنے منہ میں حضرت یونس کے رکھ کر دودھ پلاتی تھی اور حق سبحانہ تعالیٰ نے درخت کدو کا پیدا کیا تھا کہ سایہ اُس درخت کا سر پر حضرت یونس کے رہ کر گرمی آفتاب دفع کرتا تھا اور مکھیاں تلخی سے اُس درخت کے دور ہوتی تھیں ۔ اُس حد تلک نیچے اُس درخت کے رہے کہ تمام جسم پر بال جمے اور ہر ایک عضو نے اُس کے قوت اور توانائی پیدا کی ۔

ایک دن نیچے سایۂ درخت کے حضرت یونس خواب سے بیدار ہوکر دیکھتے کیا ہیں ، درخت کدو کا خشک ہوگیا ہے ۔ نہایت غمگین ہوئے اور گرمی سے آفتاب کی رونا شروع کیا ۔ حق تعالیٰ نے جبریل کے تئیں بھیجا اور فرمایا ، ''آیا غمگین ہوتا ہے تو اوپر خشک ہونے درخت کے اور غمگین نہ ہوا تو اوپر ہلاک ہونے قوم اپنی کے کہ اُنہوں سے وعدہ نزول عذاب کا کر کے بھاگا تھا ۔ اب وہاں جا کہ اُس قوم نے توبہ کی ہے اور ایمان لائے ہیں اوپر تیرے اور اُس قوم کے تئیں عذاب سے نگاہ رکھا ہے میں نے ۔ روایت ہے کہ جب عذاب وعدے کا مثال ابر کے سر تا پا آتش ہو کر اوپر اہل شہر کے پہنچا اور جس طرح طباق اوپر چولھے کے رکھتے ہیں ، اُسی طرح وہ ابر پر آتش اوپر اس موضع کے گہرا ہوا اور آہستہ آہستہ اُس ابر نے آنا شروع کیا ۔ اُس قوم کے تئیں یقین ہوا کہ یہ عذاب وعدے کا ہے کہ حضرت یونس ہمیشہ فرمایا کرتے تھے ۔ بادشاہ مع تمام قوم کے اور ساکنان شہر کے عجز اور زاری میں آئے ، توبہ اور استغفار کرنے لگے اور عورتوں کے تئیں مردوں سے ، لڑکوں کے تئیں ماؤں سے جدا کیا ۔ بعد اس کے فریاد و فغان جناب الٰہی میں کر کے حضرت یونس پر ایمان لائے ۔ وہ عذاب جو مثال ابر آتش

کے آیا تھا ، حکم الٰہی سے بر طرف ہوا اور حضرت یونس فرمان رب العزت سے بیچ اس قوم کے پہنچے ۔ اُس سب قوم نے از سر نو ایمان لاکر متابعت میں اور اطاعت میں حضرت یونس کی قدم رکھا اور اعتقاد مضبوط کیا ۔ چناں چه حق تعالیٰ خبر اس قصے کی کلام اللہ میں دیتا ہے :

و ان یونس لمن المرسلین اذابق الی الفلک المشحون فساهم فکان من المدحضین فالتقمه الحوت و هو ملیم فلولا انه کان من المسبحین للبث فی بطنه الی یوم یبعثون فنبذناه بالعراء و هو سقیم و انبتنا علیه شجرة من یقطین و ارسلناه الی مائة الف اویزیدون فامنوا فمتعناهم الیٰ حین ۔

معنی اس آیت کے یوں ہیں : به درستی که یونس پیغمبران مرسل سے ہے ۔ یاد کر جس وقت که بھاگا طرف اُس کشتی کے که پر تھی آدمیوں سے ۔ پس قرعه ڈالا آپس میں ہر ایک نے ۔ قرعه اوپر نام حضرت یونس کے پڑا ۔ پس ڈالا حضرت یونس نے اپنے تئیں بیچ دریا کے اور لے گئی اُسے مچھلی ۔ حالاں که وہ ملامت کرتا تھا اپنے تئیں اوپر باہر آنے کے بدون اجازت میرے کی ۔ پس ڈالا میں نے اس کے تئیں پیٹ سے مچھلی کے بیچ جنگل کے اور کنارے دریا کے ۔ حالاں که وہ زار و بیمار تھا اور پیدا کیا میں نے اوپر اس کے درخت کدو کا اور بھیجا میں نے اس کے تئیں طرف سوهزار قوم کے ۔ پس ایمان لائی وہ قوم ۔ پس زندگانی اور فائده دیا میں نے انھوں کے تئیں وقت معین تلک ۔

سوال چھٹا تمھارا یه تھا :

جس نے که کھانا کھایا اور پانی نه پیا اور نه پیے گا قیامت تلک ، وہ جسم کون ہے ؟

جواب اس کا یہ ھے :

وہ جسم عصا ھے موسیٰ علیہ السلام کا کہ تمام اسباب سحر ساحران فرعون کا اژدھا بن کر کھا گیا اور پانی نہ پیا اور پھر وھی عصا ھوا ۔

سوال ساتواں تمھارا یہ تھا :

جس جگہ کہ آفتاب چمکا ایک بار اور پھر نہ چمکے گا قیامت تلک ، وہ جگہ کون ھے ؟

جواب اس کا یہ ھے :

وہ بارہ راھیں ھیں کہ دریاے رود نیل میں حضرت موسیٰ کے عصا مارنے سے پیدا ھوئی تھیں اور پانی رود نیل کا دونوں طرف سے ھر ایک راہ کے مانند پہاڑ کے کھڑا تھا ۔ از بس کہ ماٹی اورکیچڑ ان راھوں میں تھا ، حق تعالیٰ نے آفتاب کو اوپر ان راھوں کے اس تیزی سے چمکایا کہ زمین سخت اور خشک ھوئی اور موسیٰ ساتھ سب بنی اسرائیل کے کہ مصر سے بہ سبب ایذائے فرعون کے باھر آئے تھے ، ان راھوں سے پار اترے اور قصہ موسیٰ علیہ السلام کا ''تفسیر معالم التنزیل'' سے اور ''بیضاوی'' سے اس طور پر ھے ۔ جب کہ موسیٰ کے تئیں حق تعالیٰ نے پیغمبری دی اور فرمایا کہ جا واسطے ھدایت فرعون کے کہ اس نے دعویٰ خدائی کا کیا ھے ۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ نے کہا ، ''پروردگارا ! بھائی جو میرا ھارون ھے، زبان فصیح رکھتا ھے ، میرا رفیق کر اور اس کے تئیں بھی پیغمبری سے مشرف کر ۔ حق تعالیٰ نے موسیٰ کے کہنے سے ھارون کے تئیں بھی نبوت سے سرفراز کیا ۔ بعد اس کے حضرت موسیٰ اور ھارون کو واسطے ھدایت فرعون کے طرف مصر کے روانہ کیا ۔

روایت ھے کہ موسیٰ اور ھارون دروازے پر فرعون کے رھے ، کسو نے انھوں کے تئیں رو بہ روِ فرعون کے جانے نہ دیا ۔ بعد

ایک برس کے جب کہ خبر فرعون کو پہنچی ، رو بہ رو اپنے دونوں کے تئیں طلب کیا ۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ ہمارے تئیں حق تعالیٰ نے واسطے تیری ہدایت کے بھیجا ہے ۔ دعوے سے خدائی کے باز آ اور بنی اسرائیل کے تئیں خدمت میں اپنی لے کر بندوں میں اپنے جو تو نے مقرر کیا ہے ، اُنھوں کے تئیں چھوڑ کر ساتھ میرے کر کہ وہ اپنے مکانوں پر جاویں کہ مکان اُنھوں کے زمین میں شہر شام کے ہیں ۔ فرعون نے یہ سن کر کہا کہ اے موسیٰ ! تو جھوٹ کہتا ہے ۔ حضرت موسیٰ نے کہا ، ''لائق نہیں ہے میرے تئیں کہ کہوں گا میں اوپر خدا کے ، مگر جو بات کہ حق ہوگی اور راست ہوگی ۔'' فرعون نے یہ سن کر کہا ، '' اے موسیٰ ! یہ جو تو دعوئ پیغمبری کرتا ہے ، کس دلیل سے ؟ اگر تو راست گو ہے ، لے آ کوئی دلیل ۔''

موسیٰ نے یہ سنتے ہی عصا کو ہاتھ سے اپنے ڈالا ، فی الحال یعنی اُسی وقت بہ صورت اژدہے بزرگ کے زرد رنگ بسیار منہ ہوا اور کلہ اس حد پر اُس اژدہا نے پھیلایا کہ درمیان دونوں کلوں کے مسافت اسی گز کی تھی اور وہیں اس اژدہے نے طرف قصر فرعون کے حرکت کی اور زمین سے مقدار ایک کوس کے بلند ہوا اور دم کے بل کھڑا ہو کے ایک کلے کو زمین پر اور ایک کلے کو اوپر قصر فرعون کے رکھا اور یہ قصد کیا کہ فرعون کے تئیں اور اس کے اہل و عیال کے تئیں مع قصر بیچ منہ کے لے جائے ۔ فرعون دیکھ کر اُس اژدہے کو خوف سے اور دہشت سے بھاگا اور چار سو بار اُس روز فرعون کے تئیں اطلاق شکم ہوا یعنی چار سو دست آئے اور قوم فرعون کی خوف سے اور دہشت سے بھاگی اور آپس میں شور اور غل اس مرتبے پر ہوا کہ ایک نے ایک کو بیچ اُس ہجوم کے اور حادثے کے مارا اور صدمے سے

باھم کے اور کشت و خون کے پچیس ھزار آدمی ھلاک ھوئے ۔ فرعون نے گھر میں اپنے پہنچ کر یعنی داخل محل کے ھو کر فریاد کی کہ اے موسیٰ ! قسم دیتا ھوں میں تیرے تئیں اُس شخص کی جس نے تجھے بھیجا ھے ۔ پکڑ اس اژدھے کے تئیں کہ میں ایمان لاؤں گا اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ روانہ کروں گا ۔

یہ سن کر موسیٰ نے اژدھے کو پکڑا ، پھر وہ عصا ھوا ۔ بعد اس کے فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ ! تیرے تئیں کوئی معجزہ اور بھی ھے ۔ حضرت موسیٰ نے کہا ، ''آرے ، اور بھی معجزہ ھے '' ۔ بعد اس کے ھاتھ کو اپنے گریبان میں ڈال کر باھر لایا ۔ بہ‌مجرد باھر لانے کے روشنی اس مرتبے پر ھوئی کہ نور آفتاب کا آگے اُس کے مغلوب ھوا ۔ پھر ھاتھ موسیٰ نے گریبان میں کیا ۔ وہ روشنی غائب ھوئی ، وہ ھاتھ جیسا تھا ، ویسا ھوا ۔ یہ احوال معجزے کا حضرت موسیٰ سے دیکھ کر قوم نے فرعون سے کہا کہ موسیٰ نے ارادہ کیا ھے کہ یہ تماشا جادوگری کا تمھیں دکھلا کر مصر سے باھر کرے ۔ فرعون نے اس قوم سے سن کر کہا ، ''مجھے اب کیا صلاح دیتے ھو ۔ واقعی موسیٰ بڑا جادو گر ھے ۔''

قوم نے کہا ''اے فرعون ! موسیٰ کو اور اُس کے بھائی کو مہلت دے کر شہروں میں آدمیوں کو روانہ کر کہ جادوگروں کے تئیں درگاہ میں تیری جمع کریں ۔''

فرعون کے تئیں یہ مشورہ قوم کا نہایت پسند آیا اور جادوگروں کے تئیں ھر ایک شہر سے طلب کیا ۔ کل جادوگر ستر ھزار جمع ھوئے اور ایک روایت میں بہتر ھزار اور ایک روایت میں ھے اسی ھزار اور ایک روایت میں ھے بارہ ھزار اور قول بعضوں کا یہ ھے کہ وہ سب جادوگر تیس ھزار تھے ۔ پس جس وقت کہ جمع ھوئے ، فرعون سے کہا کہ اگر ھم موسیٰ پر غالب

آئے، عوض میں اس جادوگری کے ہمارے تئیں کیا دے گا۔ فرعون نے کہا کہ تمہارے تئیں مال و دولت دے کر قرب و منزلات اور مصاحبت اپنی دوں گا۔

قصہ مختصر، جب کہ جادوگر سب جمع ہوئے اور حضرت موسٰی بھی واسطے مقابلے کے بیچ ایک مکان کے آئے، جادوگروں نے کہا کہ اے موسٰی! تو ڈال اپنے عصا کے تئیں، بعد اس کے ہم بھی ڈالیں گے رسیاں اپنی اور عصے اپنے۔ موسٰی نے کہا کہ پہلے تم رسیاں اپنی اور عصا اپنے ڈالو۔ جادوگروں نے یہ سن کر موسٰی سے رسیاں اور عصا اپنے جادو کے زمین پر ڈالے۔ یک مرتبہ تمام جنگل آنکھوں میں آدمیوں کے پر از مارھائے سیاہ اور اژدھائے خوں خوار سے ہوا۔ موسٰی کے تئیں خوف عظیم غالب آیا اور جی میں کہنے لگا کہ انجام میرا دیکھیے کیا ہو۔ ایک مرتبہ حق تعالیٰ نے موسٰی کو فرمایا کہ اے موسٰی! ڈال دے عصا کو اپنے ہاتھ سے زمین پر، تا کھا جاوے اس سب جادوگروں کے جادو کو۔ پس ڈالا موسٰی نے عصا کو ہاتھ سے۔ یک مرتبہ وہ عصا موسٰی کا اژدھائے بزرگ ہو کر سب آلات اسباب کو جادو کے منہ میں رکھ کر حلق میں لے گیا۔ بعد اس کے قصد جادوگروں کے کھانے کا کیا۔

روایت ہے کہ بیچ اس اژدہام کے پچیس ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔ جتنے جادوگر تھے، سجدے میں جا کر پکارے کہ ایمان لائے ہم پروردگار پر موسٰی کے اور ہارون کے۔ روایت ہے کہ ان جادوگروں نے باہم مشورہ کرکے یہ بات کہی تھی کہ اگر عصا موسٰی کا بنا ہوا جادو کا ہے، ہمارے عصا اور رسیاں ہماری باقی رہیں گی۔ پس جس وقت کہ دیکھا، عصا نے موسٰی کے سب کو کھا لیا اور کچھ باقی نہ رکھا، معلوم کیا کہ یہ حکم خدا

کے سے ہے ، جادو نہیں ہے - پس متابعت کی ان جادوگروں نے حضرت موسیٰ کی - فرعون نے ان جادوگروں سے کہا ، "معلوم ہوا میرے تئیں کہ موسیٰ بزرگ تمہارا ہے بیچ جادو کے کہ اس کی تم نے متابعت بدون میری اجازت کے اختیار کی ہے - تمہارے تئیں دار پر کھینچ کر ایک ایک ہاتھ تمہارے خنجر تیز سے قطع کروں گا -" ان جادوگروں نے یہ سن کر فرعون سے کہا کہ ہم زندگانی دنیا کی نہیں چاہتے ، جو تو چاہے ، سو کر - ہم ایمان پروردگار اپنے پر لائے - اختلاف ہے قول میں بعضے راویوں کے - فرعون نے ان جادوگروں کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر دار پر کھینچا اور قول بعضوں کا یہ ہے کہ فرعون نے اوپر انھوں کے قدرت نہ پائی - حق تعالیٰ - اس جماعت کو ہاتھ سے اس ظالم کے محفوظ رکھا - آخرالامر جب کہ موسیٰ نے دیکھا کہ فرعون در پے ایذا کے ہے اور ایمان کی توقع اس سے نہیں ہے ، ساتھ بنی اسرائیل کے آخر شب مصر سے باہر آیا - جس وقت کہ کنارے رود نیل کے پہنچا ، پیچھے سے فرعون خبر بھاگنے کی موسیٰ کی مع اسرائیل دریافت کرکے واسطے قتل و غارت کرنے انھوں کے مع اپنی قوم کے پہنچا - موسیٰ یہ صورت دیکھ کر خوف ناک ہوا - حکم الٰہی اسی وقت موسیٰ کو پہنچا کہ اے موسیٰ ! عصا کو رود نیل پر مار - حضرت موسیٰ نے موافق حکم الٰہی کے عصا کو رود نیل پر مارا - فی‌الحال بارہ راہیں رود نیل میں موافق عدد قبائل بنی اسرائیل کے پیدا ہوئیں اور پانی دونوں طرف سے ہر ایک راہ کے مانند پہاڑ کے کھڑا ہوا - از بس کہ بیچ راہوں کے ماٹی اور کیچڑ تھا ، حکم الٰہی سے آفتاب اس شدت اور تیزی سے چمکا کہ راہیں خشک ہوئیں - موسیٰ بنی اسرائیل کے همراه ان راہوں سے عبور کر گیا اور حکایت عجیب و غریب اور

هے ۔ جب کہ پانی دونوں طرف سے ہر ایک راہ میں مانند پہاڑ کے کھڑا ہوا ، ہر ایک قبیلے کے تئیں احوال اور کا پردے سے اس پانی کے معلوم نہ تھا ، اس لیے تردد اور تشویش ان کے دلوں میں تھا ۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے سوراخ اور دریچے درمیان اس پانی کے رکھے تھے کہ ایک کے تئیں ایک دیکھ کر بہ تسکین و جمعیت خاطر راہ کو طے کرتے تھے ۔ فرعون جب کہ کنارے پر رود نیل کے پہنچا ، یہ احوال دیکھ کر تعجب میں آیا اور باگ گھوڑے کی اپنے ڈر کر طرف اپنے کھینچی کہ مبادا گھوڑا میرا بیچ ان راہوں کے در آوے ؛ یکایک حضرت جبریل حکم الٰہی سے اسپ مادہ پر بہشت سے سوار ہو کر رو بہ رو فرعون کے ہو کر درمیان ان راہوں کے ڈالا ۔ گھوڑا فرعون کا گھوڑی کو جبرئیل کی دیکھ بے تاب ہوا اور پیچھے گھوڑی کے روانہ ہوا ۔ ہر چند فرعون نے گھوڑے کو سنبھالا ، نہ سنبھلا اور لشکر بیچ اختیار فرعون کے نہ رہا ۔ جب کہ فرعون کو دیکھا ، گھوڑے کو اپنے دریا میں ڈالا ، سبھوں نے یعنی تمام لشکر نے متابعت کی اور اپنے تئیں بیچ اس راہوں میں رود نیل کے ڈالا ۔ جس وقت کہ فرعون اور تمام قوم اس کی داخل ان راہوں کے ہوئی ، اس وقت حکم الٰہی رود نیل کو پہنچا کہ بہ دستور قدیم یکساں ہو کر رواں ہو ۔ رود نیل موافق حکم الٰہی کے یکساں ہو کر رواں ہوا ۔ فرعون مع تمام اپنی قوم کے غرق ہوا اور موسیٰ اپنی قوم کو لیے ہوئے صحیح اور سلامت اس دریا سے عبور کر گیا ۔ چناں چہ حق تعالیٰ کلام مجید میں خبر دیتا ہے ۔ آیات این است :

ثم بعثنا من بعدهم موسٰی بآیاتنا الٰی فرعون وملائه فظلموا بها فانظر كيف كان عاقبة المفسدين

و قال موسیٰ یا فرعون انی رسول من رب العالمین
احق ان لا اقول علی الله الا الحق قد جئتکم ببینہ
من ربکم فارسل معی بنی اسرائیل قال ان کنت
جئت بآیہ فات بہا ان کنت من الصادقین ۔ فالقیٰ
عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین و نزع یدہ فاذا ھی بیضاء
للنا ظرین ۔ قال الملاء من قوم فرعون ان ھنا لساحر
علیم یرید ان یخرجکم من ارضکم فماذا تامرون
قالوا ارجہ واخاہ وارسل فی المدآئن حاشرین یاتوک
بکل ساحر علیم وجآء السحرۃ فرعون قالوا ۔ ۔ ۔ وان لنا
لاجرا ان کنا نحن الغالبین قال نعم و انکم لمن
المقربین قالوا یاموسیٰ اما ان تلقیی و اما ان
نکون نحن لملقین قال القوا فلما القوا سحروا
اعین الناس و استرھبوھم و جاؤا بسحر عظیم و
او حینا الیٰ موسیٰ ان الق عصاک فاذا ھی تلقف
مایافکون فوقع الحق و بطل ما کانوا یعملون
فغلبوا ھنا لک وانقلبوا صاغرین والقی السحرۃ
ساجدین قالوا آمنا برب العالمین رب موسیٰ و ھارون
قال فرعون امنتم بہ قبل ان اذن لکم ان ھنا لمکر
مکرتموہ فی المدینہ لتخرجوا منھا اھلھا فسوف
تعلمون لا قطعن ایدیکم و ارجلکم من خلاف ثم
لا صلبنکم اجمعین قالو لا ضیر انا الیٰ ربنا
منقلبون و ما تنقم منا الا ان آمنا بآیات ربنا لما
جاءتنا ربنا افرغ علینا صبرا و توفنا مسلمین ۔

معنی آن آیاتوں کے یہ ھیں : پس بھیجا نبی پیچھے نوح و
ابراھیم وغیرہ کے موسیٰ کے تئیں ساتھ معجزوں کے طرف فرعون ـ ط

کے اور اس کے گروہ کے - پس ستم یعنی نافرمانی کی درمیان معجزوں کے - پس دیکھ، کیوں کر ہوا سر انجام اس تباہی اور نافرمانی کرنے والوں کا - اور کہا موسیٰ نے، ''اے فرعون! بہ درستی کہ میں پیغمبر ہوں پروردگار عالمیاں سے - لائق ہے میرے تئیں کہ نہ کہوں میں اوپر خدا کے، مگر راست - بہ درستی کہ لایا میں واسطے تمھارے معجزہ پروردگار تمھارے سے - پس بھیج ہمراہ میرے بنی اسرائیل کے تئیں -'' کہا فرعون نے، ''اگر تو نبی ہے اور لایا ہے تو معجزہ کے تئیں، پس لا اس کے تئیں، اگر ہے تو سچ کہنے والوں سے -'' پس ڈالا عصا اپنے کے تئیں - پس یکایک وہ عصا اژدہا بزرگ ہوا کہ ظاہر ہوا اوپر سبھوں کے اور باہر لایا موسیٰ ہاتھ اپنا گریبان سے پیرہن کے - پس یکایک وہ ہاتھ روشن ہوا واسطے دیکھنے والوں کے کہ روشنی آفتاب کی آگے اس کے کم ہوئی - کہا قوم نے فرعون کی ''بہ درستی کہ یہ شخص یعنی موسیٰ جادوگر بہت دانا ہے - چاہتا ہے، باہر کرے تمھارے تئیں زمین سے تمھاری -'' پس کہا فرعون نے، ''کیا امر کرتے ہو میرے تئیں؟'' اس قوم نے کہا، ''مہلت دے موسیٰ کو اور اس کے بھائی کو اور بھیج بیچ شہروں کے آدمی جمع کرنے والے کہ لاویں نزدیک تیرے ہر جادوگر'' اور آئے جادوگر نزدیک فرعون کے - کہا، '' اے فرعون - بہ درستی کہ آیا ہماری مزدوری ہے - اگر ہوویں ہم غالب بیچ جادو کے؟'' کہا فرعون نے! ''آری، مزدوری ہے - بہ درستی کہ تمھارے تئیں بزرگی یہ ہے کہ تمام مقربوں سے میرے ہو -'' کہا ان جادوگروں نے، ''اے موسیٰ! ڈال تو عصا کے تئیں اور یا ہم ہوویں ڈالنے والوں سے -'' کہا موسیٰ نے، ''یوں نہیں ہے، بلکہ تم ڈالو -'' پس جس وقت کہ ڈالا ان جادوگروں نے اسباب جادو اپنے کے تئیں - جادو کیا آنکھوں

کو آدمیوں کے اور ترس ناک کیا اُنھوں کے تئیں اور لائے وہ جادوگر جادو بڑا ۔ وحی بھیجی میں نے طرف موسیٰ کے کہ اے موسیٰ ! ڈال عصا اپنے کو ۔ پس یکایک وہ عصا کھائے گا ، جو کچھ کہ اختراع اُنھوں نے باطل کیا ہے ۔ پس ظاہر ہوئی راستی ، جس وقت کہ ڈالا عصا کو اور باطل ہوا ، جو کچھ کہ تھا اور کرتے تھے جادو سے ۔ پس مغلوب ہوئے بیچ اُس مقام کے جادوگر اور پھرے خوار و ذلیل اور گرے ظہور سے معجزے کے جادوگر اُس جگہ کہ سجدہ کرنے والے تھے ۔ کہا جادوگروں نے کہ ایمان لائے ہم پروردگار عالمین پر کہ پروردگار موسیٰ اور ہارون کا ہے ۔ کہا فرعون نے اُن جادوگروں کے تئیں ۔ ''آیا ایمان لائے تم طرف موسیٰ کے آگے حکم کرنے میرے سے خاص تمھارے تئیں ۔ بہ درستی کہ یہ مکر ہے کہ تم نے اُس کے تئیں ایجاد کیا ہے بیچ اس شہر مصر کے تا کہ باہر کرو اس شہر سے قوم کو اُس کی ۔ پس قریب ہے جانوں گے جزا اُس کی ۔ تحقیق جدا کروں گا میں ہاتھ اور پاؤں تمھارے باہم دیگر اور تحقیق دار پر کھینچوں گا میں تم سب کے تئیں ۔'' کہا اُن جادو گروں نے ، ''بہ درستی کہ ہم طرف خدا اپنے کے بازگشت کرنے والے ہیں اور عیب و انکار نہیں کرتا ہے تو ، مگر ایمان لاؤ ساتھ آیاتوں الٰہی کے کہ قابل انکار کے نہیں ہیں ۔ جس وقت کہ آئیاں وہ آیاتیں ہمارے تئیں اے پروردگار ہمارے ! ڈال اوپر ہمارے صبر کو اور مار ہمارے تئیں مسلمان ۔ اور حق تعالیٰ بیچ کلام مجید کے فرماتا ہے :

فلما تری الجمعان قال اصحاب موسیٰ انا لمدرکون قال کلا ان معی ربی سیھدین ۔ فاوحینا الی موسیٰ ان اضرب بعصاک البحر فانفلق فکان کل

فرق کا لطود العظیم و ازلفنا ثم الآخرین و انجینا موسٰی و من معه اجمعین ثم اغرقنا الآخرین ۔

معنی اس آیت کے یہ ہیں : پس جس وقت کہ دیکھا آن دونوں گروہ نے ہم دیگر کے تئیں ، کہا یاران موسٰی نے ''بہ درستی کہ تحقیق معلوم کیے ہیں ہم کہ پہچانا اور دریافت کیا ہمارے تئیں فرعون نے'' کہا موسٰی نے ''ہرگز نہ ہووے گا ۔ بہ درستی کہ ہمراہ ہمارے پروردگار ہمارا ہے ۔ قریب ہے کہ راہ نجات کی چاہیے دکھلاوے ۔'' پس وحی بھیجی میں نے یہ کہ مار اے موسٰی ! عصا اپنے کے تئیں بیچ دریا کے ۔ پس ٹکڑے ہوا دریا ۔ پس ہوا ہر ایک ٹکڑا مانند پہاڑ بزرگ کے اور پہنچایا میں نے بیچ آن راہوں کے اوروں کے تئیں کہ فرعون اور فرعونیاں تھے اور نجات دی ہم نے موسٰی کو اور آن شخصوں کو کہ ساتھ اُس کے تھے سب کے تئیں ۔ پس غرق کیا ہم نے اوروں کے تئیں یعنی فرعون کو اور اُس کی قوم کو ۔ اور کتاب ''معالم التنزیل'' میں مذکور ہے کہ عمر موسٰی علیہ السلام کی ایک سو بیست برس کی تھی اور وفات موسٰی کی اور اُس کے بھائی ہارون کی بیچ زمین شام کے متصل شہر اریحا کے اور ایلیا کے تھی اور بیچ اُس شہر کے باقی قوم عاد کی تھی ۔ بہت دراز قد اور نہایت زور آور اور اُنھوں کے تئیں جبار بہ سبب غلبہ اور قوت کے کہتے تھے اور وہ گروہ منحرف اسلام سے تھے ۔ جب کہ موسٰی مصر سے ہمراہ بنی اسرائیل کے متوجہ اُس شہر کے ہوا ، اس ارادے پر کہ اخراج اور قتل اُنھوں کو کرے ، مگر جو کوئی کہ ایمان لاوے قتل سے محفوظ رہے ۔ جب کہ موسٰی ہمراہ بنی اسرائیل کے متصل اُس شہر کے پہنچا اور ایک جنگل میں اُترا ، بعد اس کے بارہ آدمی کہ عقل مند اور دانا تھے اور آن کے تئیں نقبا کہتے تھے ، واسطے دریافت احوال

اُس قوم جبار کے بھیجا ۔ اُنھوں نے شہر میں جا کر زور اور
قوت اور کثرت اس قوم کی دریافت کر کے موسیٰ کو خبر دی ۔
موسیٰ علیہ السلام نے نقبا کو منع کیا کہ اس احوال کو افشا نہ
کرے، تا بنی اسرائیل دہشت میں نہ آوہں، لیکن کسو نے اس جماعت
سے پوشیدگی نہ کی ۔ مگر یوشع نے کہ بیٹا نون کا تھا اور کالب
نے کہ بیٹا یوفنا کا تھا ، اس بھید کو بیچ دل کے پنہاں رکھا ۔
جب کہ بنی اسرائیل نے کثرت اور بزرگی اور ہیبت اس قوم جبار
کی معلوم کی ، یک بارگی نالہ و فریاد کر کے کہنے لگے کہ
حاشا ہمارے تئیں طاقت اس قوم کے مقابلے کی نہیں ہے ۔ کاش کہ
ہمارے تئیں زمین میں مصر کے موت آتی کہ ہم وہاں سے باہر
نہ آتے اور آپس میں کہتے تھے کہ چلو طرف مصر کے بھاگ چلیں ،
تا اس بلائے جاں کاہ سے نجات پاوہں ۔ پس جس وقت ایسی باتیں
کہیں اور خواہش طرف مصر کے کی ۔ موسیٰ اور ہارون اور
یوشع بیٹا نون کا اور کالب بیٹا یوفنا کا ، ان چاروں نے سجدے میں
جا کر جناب الٰہی میں تضرع اور زاری شروع کی کہ پروردگارا !
ہمارے تئیں ہاتھ سے کافروں کے مغلوب مت کرنا ۔ بعد اس کے
یوشع اور کالب نے کہا کہ اے قوم بنی اسرائیل ! در آوو اوپر
قوم جباروں کے راہ سے بیچ شہر کے اور ایک مرتبہ اوپر انھوں
کے حملہ کرو کہ وہ قوی ہیکل اور بلند قد ہیں و لیکن دل انھوں
کے مردہ اور ضعیف ہیں ۔ جب کہ وہ یہ احوال تمھارے حملے کا
دیکھیں گے ، تاب لڑائی کی اور مقابلے کی نہیں لانے کے اور رو بہ فرار
رکھیں گے ۔ توکل خدا پر کر کے یک بارگی حملہ کرو ۔
بنی اسرائیل نے کہا ''اے موسیٰ ! ہرگز لڑائی ہم سے ہمراہ
جباروں کی نہیں ہوسکنے کی اور کسو طرح ہمارے تئیں طاقت
مقابلے کی نہیں ہے ۔ جا تو پروردگار کو اپنے ہمراہ لے کر ساتھ

انھوں کے لڑائی کر ، ہم اسی جگہ رہیں گے - پس موسٰی غضب میں آیا اور بنی اسرائیل کو بد دعا کی اور کہا کہ پروردگارا ! قادر نہیں ہوں میں اوپر کسو کے ، مگر اوپر اپنے اور اوپر بھائی اپنے ہارون کے - پس جدائی ڈال درمیان میرے اور درمیان اس گروہ بنی اسرائیل کے کہ نافرمانی کرتے ہیں ساتھ ظاہر کرنے کرامت ہماری کے اور نازل ہونے بلا کے سے اوپر اس قوم کے - پس حق تعالیٰ نے وحی بھیجی طرف موسٰی علیہ السلام کے کہ اے موسٰی ! قوم پر بنی اسرائیل کے آنا شہر کا حرام کیا میں نے اور بیچ اس جنگل کے انھوں کے تئیں حیران و سرگردان رکھوں گا اور اسی جگہ ہلاک کروں گا ، مگر اولاد ان کی صالح اور پرہیزگار داخل شہر کے ہوگی اور ہاتھ سے انھوں کے شہر مفتوح ہوگا - تو اے موسٰی! غمگین مت ہو اوپر اس قوم بدکار کے - پس چالیس برس تلک بیچ اس جنگل کے صبح سے شام تلک کوچ کر کے اٹھارہ کوس تلک راہ چلتے تھے اور پھر اپنے تئیں اسی جگہ دیکھتے تھے اور بیچ اس جنگل کے جو شخص کہ داخل ہوا ، اس نے وفات پائی ، مگر موسیٰ و ہارون اور یوشع اور کالب نے - چناں چہ حق تعالیٰ بیچ کلام مجید کے فرماتا ہے :

آیات این است

و اذ قال موسٰی لقومہ یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیآء و جعلکم ملوکا واتاکم ما لم یوت احدا من العالمین - یا قوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم و لا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین قالوا یاموسٰی ان فیھا قوماً جبارین و انا لن ند خلھا حتٰی یخرجوا منھا فان یخرجوا

منها فانا داخلون ـ قالا رجلان من الذين يخافون انعم الله عليهما ادخلوا عليهم الباب فاذآ دخلتموه فانكم غالبون وعلى الله فتوكلوا ان كنتم مومنين ـ قالوا یا موسیٰ انا لن ندخلها ابدا ما داموا فیها فا ذهب انت و ربک فقاتلا انا ههنا قاعدون قال رب انی لا املک الا نفسی و اخی فافرق بیننآ و بین القوم الفاسقین ـ قال فا نها محرمة علیهم اربعین سنة یتیهون فی الارض فلا تاس علی القوم الفاسقین :

معنی اس آیات کے یہ ھیں : جس وقت کہ کہا موسیٰ نے قوم کو اپنی ''اے گروہ میرے ! یاد کرو احسان کو اللہ تعالیٰ کے اوپر اپنے ، جس وقت کہ کیا درمیان تمھارے پیغمبر اورکیا تمھارے تئیں بادشاہ اور دیا تمھارے تئیں جو کچھ کہ نہ دیا کسو کے تئیں عالم سے ـ اے گروہ میرے ! آؤ بیچ زمین پاک کے کہ وہ بیت المقدس یا ایلیا ھے ، یا اریحا ھے ـ وہ زمین کہ فرض کیا ھے حق تعالیٰ نے واسطے تمھارے آنےکو بیچ اس زمین کے اور پھر نہ پھرو اوبر پیٹھ اپنی کے ؛ پس وگرنہ ہوگے تم زیاں کاروں سے ـ'' گروہ نے بنی اسرائیل کے کہا ، ''اے موسیٰ بہ درستی کہ بیچ اس شہر کے گروہ جباروں کے ھیں ـ بہ درستی کہ ھم تحقیق نہ آوہں گے بیچ اس کے ، جب تلک کہ باھر آویں اس شہر سے ، پس تحقیق ھم داخل ھوں گے بیچ اس شہر کے ـ کہا دو مردوں کو کہ اس جماعت سے تھے ، جو ڈرتے نہ تھے اور خدا نے انعام کیا تھا اوپر انھوں کے ـ داخل ھو اوپر جباروں کے دروازے سے ـ پس جس وقت کہ درآؤ گے تم دروازوں سے ، پس بہ درستی کہ تم غالب ھوگے ـ اوپر خدا کے توکل کرو ، اگر ھو تم با ایمان ـ کہا بنی اسرائیل نے ، ''اے موسیٰ ! بہ درستی کہ ھم

ہر گز نہیں در آنے کے بیچ اس شہر کے ہمیشہ ، اس وقت تلک کہ ہیں گے وہ جبار بیچ اس شہر کے ۔ پس جا تو اور پروردگار تیرا ۔ پس لڑائی کرو تم ، بہ درستی کہ ہم اسی جگہ بیٹھنے والے ہیں ۔'' تب کہا موسیٰ نے ، ''اے پروردگار میرے ! بہ درستی کہ میں قادر نہیں ہوں ، مگر اوپر نفس اپنے کے اور بھائی اپنے کے ۔ پس جدائی کر درمیان میرے اور درمیان گروہ گنہ گروں کے ۔'' کہا میں نے ، ''اے موسیٰ ! پس بہ درستی کہ وہ شہر حرام کیا گیا ہے اوپر اس گروہ کے ۔ چالیس برس تلک سرگرداں پھریں گے بیچ زمین کے ۔ پس غم گین مت ہو اوپر اس گروہ گنہ گروں کے اور نافرمانوں کے'' ۔

روایت ہے ، جب کہ چالیس برس گزرے اور اولاد بنی اسرائیل کی بزرگ ہوئی ، موسیٰ علیہ السلام نے اولاد کو بنی اسرائیل کی ہمراہ اپنے لے کر طرف ریحا کے متوجہ ہوا اور جباروں سے لڑائی کرکے اریحا کو فتح کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ فتح اریحا کی اوپر ہاتھ یوشع علیہ السلام کے تھی اور وفات موسیٰ اور ہارون کی بھی بیچ اس بیابان کے تھی ، لیکن وفات ہارون کی پیش تر موسیٰ سے تھی ۔ چناں چہ قصہ ہارون کی وفات کا اس طور پر ہے کہ حق تعالیٰ نے طرف موسیٰ کے وحی بھیجی کہ ہارون کی وفات کروں گا میں ۔ لے آؤ اس کے تئیں نزدیک اس پہاڑ کے کہ وہ پہاڑ اس شکل کا اور اس صورت کا ہے ۔ پس موسیٰ اور ہارون طرف اس پہاڑ کے روانہ ہوئے ۔ یکایک ایک درخت دیکھا سایہ دار کہ بیچ خوبی کے بے نظیر ہے اور تلے اس درخت کے ایک گھر ہے اور بیچ اس گھر کے ایک تخت بچھا ہوا ہے اور اوپر اس تخت کے فرش ہے اور مسندیں ہیں اور ہوائے خوش بیچ اس جگہ سے آتی ہے ۔ جس وقت کہ ہارون نے یہ صورت دیکھی ، دل اس کا

راغب ہوا اور موسیٰ سے کہا کہ دل میرا چاہتا ہے ، اوپر اس تخت کے خواب کروں ۔ موسیٰ نے کہا ، ''بہت بہتر۔'' ہارون نے کہا کہ میرے تئیں خوف آتا ہے کہ مالک اس گھر کا آوے اور غصہ کرے اوپر میرے ؛ پس تو بھی ساتھ میرے خواب کر کہ اگر صاحب خانہ آوے ، اوپر دونوں کے غصہ کرے ، نہ فقط مجھ اکیلے پر ۔ پس جس وقت کہ سویا ہارون علیہ‌السلام بیچ خواب کے ، جاں بہ حق ہوا ۔ جب کہ روح ہارون کی قبض ہوئی ، تخت اور وہ گھر آسمان پر حکم الٰہی سے فرشتے لے گئے ۔ موسیٰ علیہ السلام بعد وفات ہارون کے نزدیک بنی اسرائیل کے آئے انھوں نے تہمت ہارون کے قتل کی موسیٰ پر رکھ کر در پے ایذا کے ہوئے اور کہنے لگے کہ بھائی اپنے کو حسد سے مارا ہے تو نے۔ موسیٰ نے کہا کہ افسوس اوپر عقل تمھاری کے ۔ بھائی اپنے کو کیوں کر مار دوں گا میں ۔ انھوں نے کہنے کو موسیٰ کے خلاف جانا اور واسطے قتل کرنے موسیٰ کے ہجوم کیا ۔ موسیٰ نے اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھی اور جناب الٰہی میں دعا کی کہ پرودگر! میرے تئیں تہمت سے اور ایذا سے اس طرح کی نجات دے ۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے دعا کو موسیٰ کی قبول کرکے تخت کو مع جسم ہارون کے آسمان سے طرف زمین کے بھیجا کہ سب بنی اسرائیل نے ہارون کے تئیں مردہ دیکھا اور فرشتوں نے موت پر ہارون کی اور قتل نہ کرنے پر موسیٰ کے ، یعنی موسیٰ نے ہارون کو قتل نہیں کیا ، یہ آواز کی اور خبر دی اور بعضے کہتے ہیں کہ موسیٰ نے ہارون کے تئیں بعد وفات کے ایک مکان پر دفن کیا تھا ۔ جب کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ کے تئیں اوپر قتل ہارون کے متہم کیا ، موسیٰ نے قبر پر ہارون کی جا کر آواز کی کہ اے ہارون ! قبر سے باہر نکل ۔ ہارون علیہ‌السلام

آواز کو موسیٰ کی سن کر قبر سے باہر آیا ۔ موسیٰ نے کہا ، ''اے هارون ! آیا میں نے تیرے تئیں قتل کیا ھے یا تو حکم الٰہی سے موا ھے ؟'' هارون علیه السلام نے کہا ، ''تو نے میرے تئیں نہیں مارا ۔ جب که حکم الٰہی سے اجل میری پہنچی ، فرشتے نے روح میری قبض کی '' یہ سن کر موسیٰ نے کہا که اے هارون ! جگه پر اپنی جا ۔ پھر قبر میں جاکر جان به حق تسلیم هوا ۔ اور وفات میں موسیٰ علیه السلام کے بیچ ''مشکات شریف'' کے ابوهریره رضی اللہ عنه سے روایت ھے :

حدیث

قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم جاء ملک الموت الی موسیٰ فقال له اجب ربک قال فلطم موسیٰ عین ملک الموت ففقاها قال فرجع ملک الموت الی الله سبحانه قال فانک ارسلتنی الی عبد لک لا یرید الموت و قد فقأ عینی قال فرد الله عینه و قال ارجع الی عبدی فقل له الحیوة ترید فان کنت ترید الحیوة فضع یدک علی متن ثور فما توارت یدک من شعره فانک تعیش ها سنة قال ثم ما قل ثم تموت قال فالان من قریب قال أدننی من الارض المقدسة رمیة الحجر ۔ قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم لو انی عنده لا ریتکم قبره عند الکثیب الاحمر ۔

معنی اس حدیث کے یوں هیں :

کہا ابوهریره نے که فرمایا ھے رسول خدا نے رحمت خدا کی هوجیو اوپر اس کے ۔ فرشته ملک الموت که خدمت قبض ارواح کی اس[1] سے ھے ، نزدیک موسی کے آیا اور کہا که قبول کر اور

۱- اوسی

گردن رکھ حکم پر پروردگار اپنے کے بیچ قبض روح اپنی کے ۔ فرمایا ہے رسول خدا نے کہ پس طمانچہ مارا موسیٰ نے اوپر آنکھ ملک الموت کے ۔ پس اندھا کیا آنکھ کو اس کی ۔ فرمایا ہے رسول خدا نے درود خدا کا ہوجیو اوپر اس کے اور سلام کہ پھرا ملک الموت طرف حق تعالیٰ کے اور کہا بہ درستی کہ بھیجا تو نے میرے تئیں نزدیک بندے اپنے کے کہ موت نہیں چاہتا اور آنکھوں کو میری اندھا کیا ۔'' فرماتے ہیں رسول خدا ، پس حق تعالیٰ نے عطا کیا آنکھ ملک الموت کو اور اسے کہا کہ پھر جا طرف بندے میرے کے اور کہہ ، آرزو حیات کی رکھتا ہے تو پس اگر یہی آرزو تیری ہے ، رکھ ہاتھ اپنے کو بیٹھ پر بیل کی ۔ جس قدر کہ چھپے ہاتھ تیرا بالوں سے اس کے ، پس تحقیق تو زندہ رہے گا ، موافق عدد بالوں کے اتنے برسوں تک ۔ کہا موسیٰ نے پس ''بعد اس کے کیا ہوگا ؟'' فرمایا پروردگار نے ، ''بعد اس کے مر جائے گا ۔'' تو کہا موسیٰ نے ، ''اب اختیار کرتا ہوں میں موت کے تئیں زمانۂ نزدیک سے ۔ اے پروردگار میرے ! نزدیک کر میرے تئیں زمین پاک سے کہ وہ بیت المقدس ہے ، یا فلسطین ، یا اریحا ، یا سوائے اس کے ۔'' فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اگر بہ درستی کہ نزدیک ہوں میں اس مکان کے کہ موسیٰ وہاں مدفون ہے ، تحقیق میں دکھلاؤں تمہارے تئیں قبر اُس کی طرف سے راہ نزدیک کے ، تودہ ریگ سرخ کا ۔''

سوال آٹھواں تمہارا یہ تھا :

وہ بے جان کہ جنا جان دار کے تئیں ، وہ بے جان کون ہے ؟

جواب اس کا یہ ہے :

جس بے جان نے کہ جنا جان دار کو ، وہ پتھر ہے کہ اونٹنی صالح پیغمبر کی اس سے نکلی ۔ جس وقت کہ قوم نے صالح پیغمبر

سے درخواست یہ معجزہ کیا ۔ صورت اس قصے کی تفسیر سے
''بیضاوی'' کی یوں ھے کہ ثمود قوم صالح کی ھے ۔ بعد مرنے عاد
کے کہ قوم ھود پیغمبر کی تھی ، انھوں نے شہر آباد کیے اور
قلعے مضبوط پہاڑوں پر بنا کیے اور عمریں دراز پائیں ، اس حد پر
کہ بنا شہروں کی پرانی ھو کر گریں اور خراب ھوئیں ، لیکن یہ
جیتے تھے ۔ فراغت اور جمعیت بہت سی رکھتے تھے ۔ جب کہ
نافرمانی کرنے لگے اور حد سے گناھوں کی گزرے ، پرستش بتوں
کی شروع کی ، حق تعالیٰ نے صالح پیغمبر کو اوپر انھوں کے
بھیجا ۔ صالح پیغمبر عذاب سے خدا کے ڈراتا تھا اور بت پرستی
سے منع کرتا تھا ۔ کہا انھوں نے ، ''اگر پیغمبر ھے تو نشانی اوپر
پیغمبری اپنی کی دکھا ۔'' فرمایا حضرت صالح نے کہ کیا نشان اور
کیا حجت چاھتے ھو ؟ کہا کہ ھمراہ ھمارے چلو کہ ھر ایک ھم
سے، تم سے ، اپنے اللہ سے اور معبود سے حاجت اپنی چاھے ۔ جس کسو
کی دعا قبول ھو ، وہ لائق متابعت کے ھے ۔ پس دعا انھوں نے
آگے بتوں کے واسطے حصول حاجت اور مدعا اپنے کے کی ، لیکن
قبول نہ ھوئی ۔ پس سرداروں کا جندع بیٹا عمر کا ایک طرف ایک
پتھر کے کہ بیچ اس مکان کے تھا ، اشارت کی اور کہا کہ اے
صالح ! اس پتھر سے ایک مادہ شتر نہایت بزرگ اور شکم کلاں اور
بسیار پشم باھر لا ۔ اگر تو یہ معجزہ ھمیں دکھلاوے ، ایمان
اوپر تیرے لاویں ھم ۔ حضرت صالح علیہ السلام نے قول و
عہد و پیمان انھوں سے لیا ۔ بعد اس کے نماز پڑھ کر دعا جناب الٰہی
میں کی ۔ فی الحال اس پتھر کے تئیں دروازہ پیدا ھوا اور مانند
شتر مادہ کے کہ بیچ وقت جنے کے آواز کرے ھے ، فرمایا اور آواز
اس پتھر سے نکلی اور شتر مادہ موافق درخواست کے اس پتھر سے
باھر آئی اور اسی وقت ایک بچہ اپنے بیچ بزرگی کے وہ شتر مادہ

جنی وہ جو معجزہ درخواست کیا تھا ۔ اس معجزے پر یہ معجزہ اور ظاہر ہوا ۔ پس جندع یہ معجزہ دیکھ کر ساتھ کتنے ایک آدمیوں کے ایمان لایا اور دواب بیٹا عمر کا، رباب بیٹا کامن کا۔ ان دونوں نے باقی قوم کے تئیں ایمان لانے سے منع کیا ۔ پس وہ مادہ شتر بچے کو اپنے ہمراہ لے کر بیچ جنگل کے چرتی تھی اور ایک روز درمیان دے کر پانی کوئیں کا کہ اس کوئیں کے تئیں بیر ناقہ کہتے تھے، تمام پی جاتی تھی ؛ اس حد تلک کہ واسطے اس قوم کے اور واسطے مویشی کے بیچ اس کوئیں کے ایک قطرہ پانی نہ چھوڑتی تھی اور وہ قوم جس قدر دودھ اس سے چاہتے تھے، دوہتے تھے اور سب ظروف اپنے پر کر کے شکم سیر ہو کر پیتے تھے اور ذخیرہ کرتے تھے اور وہ اونٹنی بچے کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے موسم گرما میں اوپر ظاہر صحرا کے کہ جگہ انھوں کے مویشی کے چرنے کی تھی ، چرتی تھی اور مویشی خوف سے اس کے بیچ آخر جنگل کے بھاگتے تھے اور بیچ موسم جاڑے کے باطن میں اور اسفل صحرا میں کہ جگہ ان کے مویشی کے چرنے کی بیچ اس موسم کی تھی وہ اونٹنی بچے سمیت چرتی تھی اور مویشی خوف سے اس کے اوپر ظاہر اور اعلیٰ صحرا کے بھاگتے تھے ۔ قوم کے تئیں جب کہ یہ اذیت پہنچی ، اس شتر مادہ کو پی کیا یعنی مارا ۔ گوشت اس کا آپس میں قسمت کیا اور بچہ اس کا سلامت رہا اور اوپر پہاڑ کے بھاگا اور تین روز طرف آسمان کے منہ کر کے آواز کی ۔ صالح پیغمبر نے کہا ، ''باز آؤ اے قوم ! اور توبہ کرو کہ حق تعالیٰ اوپر تمھارے عذاب نازل نہ کرے ۔'' پس توفیق نہ پائی توبہ کرنے کی انھوں نے ۔ اور وہ پتھر کہ اونٹنی اس سے باہر آئی تھی ، پھر شق ہوا اور وہ بچہ بیچ اس پتھر کے در آیا ۔ بعد اس کے کہا صالح نے قوم کے تئیں ، چہرے تمھارے کل زرد ہو جائیں گے اور پرسوں

سرخ اور اترسوں سیاہ اور اس کی صبح کو مر جاؤ گے تم - پس جس وقت کہ دیکھا اس قوم نے علامات وعدے کی ، چاہا کہ حضرت صالح کو مار دیں یعنی قتل کریں - صالح علیہ السلام وہاں سے طرف زمین فلسطین کے بھاگے - پس عرصے میں تین دن کے چہرے اس قوم کے زرد و سرخ و سیاہ ہوئے - چوتھے دن ایک آواز مہیب حضرت جبریل نے اوپر انھوں کے ایسی کی کہ وہ دہشت سے ہلاک ہوئے - چناں چہ حق تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ہے :

آیت

و الیٰ ثمود اخاھم صالحا یا قوم اعبدوا الله مالکم من الہ من غیرہ قد جاءتکم بینۃ من ربکم ھذہ ناقۃ الله لکم آیۃ فذروھا تاکل فی ارض الله ولا تمسوھا بسوء فیاخذکم عذاب الیم -

معنی اس آیت کے یہ ہیں : بھیجا میں نے طرف قوم ثمود کے اور اوپر ان کے بھائیوں کے صالح پیغمبر کو - کہا صالح نے ، "اے میری قوم ! پرستش کرو خدا کی - نہیں ہے تمھارے تئیں معبود سوائے اس کے یعنی الله کے - بہ درستی کہ پہنچا تمھارے تئیں حجت اور معجزہ طرف سے پروردگار تمھارے کے یہ شتر مادہ حق تعالیٰ نے واسطے تمھارے ایک نشان - پس چھوڑ دو اس کے تئیں اسی وقت کہ چرے بیچ زمین خدا کے اور نہ پہنچاؤ اس کے تئیں بدی اور ایذا - پس پکڑے گا تمھارے تئیں عذاب درد ناک -

سوال نواں تمھارا یہ تھا :

وہ عورت کون ہے کہ جنے بیچ تین ساعت کے ، کون ہے ؟

جواب اس کا یہ ہے :

وہ عورت حضرت مریم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ماں ہے کہ ایک ساعت میں حاملہ ہوئی اور دوسری ساعت

میں مبتلا درد زہ کے ہوئی اور تیسری ساعت میں عیسیٰ علیہ السلام اس سے تولد ہوا۔ چناں چہ رسالے میں ''جامع المعجزات'' کے کہ تصنیف کیا ہوا شیخ محمد واعظ الہ آبادی کا ہے، یہ احوال لکھا ہوا ہے اور تفسیر میں ''معالم التنزیل'' کے مذکور ہے کہ اختلاف ہے بیچ مدت حمل مریم کے اور اس کے جننے کے۔ عبداللہ بیٹا عباس کا روایت کرتا ہے کہ مدت حمل کی اور اس کے جننے کی ایک ساعت تھی اور قول بعضوں کا یہ ہے کہ مدت حمل کی نو مہینے اور قول بعضوں کا یہ ہے کہ آٹھ مہینے اور قول سے بعضوں کے دریافت ہوتا ہے کہ چھ مہینے اور مقاتل بیٹا سلیمان کا کہ علمائے متاخرین سے ہے، وہ کہتا ہے کہ حاملہ ہوئی مریم بیچ ایک ساعت کے اور تمام بنی صورت حضرت عیسیٰ کی رحم میں مریم کے، بیچ ایک ساعت کے اور جنی اس کے تئیں، حضرت عیسیٰ کے تئیں بعد زوال آفتاب کے اسی دن۔ ''صحیح بخاری'' میں اور ''مسلم'' میں ابو موسیٰ اشعری سے کہ صحابی بزرگ ہے، اس سے روایت ہے:

حدیث

قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کمل من الرجال کثیر و لم یکمل من النساء الا مریم بنت عمران و اسیۃ امرأۃ فرعون و فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام۔

معنی اس حدیث کے یہ ہیں:

فرمایا رسول خدا نے، درود ہوجیو خدا کا یعنی رحمت خدا کی اوپر ان کے اور اوپر ان کی آل اور سلام، کہ کامل پرہیزگاری میں اور طہارت میں اور بزرگی میں مردوں سے بہت آدمی اور

۱- جنی۔

کامل نہ ہوئے ۔ عورتوں سے کوئی ، مگر مریم بیٹی عمران کی اور آسیا جورو فرعون کی اور بزرگی عایشہ کی اوپر تمام عورتوں کے اور بزرگی ثرید کی اوپر تمام کھانوں کے ہے اور ثرید اسے کہتے ہیں کہ شوربائے[1] گوشت میں ٹکڑے روٹی کے ڈال رکھتے ہیں ۔ اس حد تلک کہ گداز اور ملائم ہوجاتے ہیں اور عرب میں یہ قسم طعام کی نسبت اور طعاموں کے افضل اور اعلیٰ ہے ۔ اور ''ترمذی'' میں انس رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ہے :

ایضاً حدیث

قال حسبک من نساء العالمین مریم بنت عمران و خدیجة بنت خویلد و فاطمة بنت محمد رسول اللہ و آسیة امرأة فرعون ۔

معنی اس حدیث کے یوں ہیں :

فرمایا ہے رسول خدا نے، رحمت خدا کی ہوجیو اوپر ان کے اور اوپر ان کی آل کے اور سلام ، بس ہے تیرے تئیں بیچ فضیلت کے زنان عالم سے مریم بیٹی عمران کی اور خدیجہ بیٹی خویلد کی کہ نکاحی اس حضرت کی یعنی رسول خدا کی ہے اور فاطمہ بیٹی محمد رسول خدا کی ۔

سوال دسواں تمھارا یہ تھا :

وہ دو چیز کہ ہمیشہ ساکن ہیں یعنی حرکت انھیں نہیں ہے، وہ کون اور کیا ہے ؟

جواب اس کا یہ ہے کہ وہ دو چیزیں پہاڑ ہیں اور زمین ہے کہ ہمیشہ وہ دونوں ساکن ہیں یعنی بے حرکت ہیں ۔ چناں چہ

۱۔ شوربای ۔

الآیه

کما قال الله تعالیٰ و القلٰی فی الارض رواسی ان تمیدبکم ۔

معنی اس آیہ کے یوں ہیں :

کہ ڈالا اللہ تعالیٰ نے اوپر زمین کے پہاڑوں کو ثابت اور استوار ، تا جنبش نہ کرے زمین اوپر تمھارے ۔ اور بیچ "ترمذی" کے انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

ایضاً حدیث

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لماخلق اللہ الارض جعلت تمید فخلق الجبال فقام ایھا علیھا فاستقرت فعجبت الملائکۃ من شدۃ الجبال فقالوا یا رب ھل من خلقک شئی اشد من الجبال قال نعم الحدید فقالوا یارب ھل من خلقک شئی اشد من الحدید قال نعم النار فقالوا یارب ھل من خلقک شئی اشد من النار قال نعم الماء فقالوا یارب ھل من خلقک شئی اشد من الماء قال نعم الریح فقالوا یا رب ھل من خلقک شئی اشد من الریح قال نعم ابن ادم تصدق بیمینہ تخفیھا من شمالہ ۔

معنی اس حدیث کے یہ ہیں :

فرمایا ہے رسول خدا نے ، درود ہوجیو اللہ کا یعنی رحمت خدا کی ہوجیو اوپر ان کے اور سلام ، کہ پیدا کیا تھا اللہ تعالیٰ نے زمین کے تئیں کہ حرکت کرتی تھی ۔ پس پیدا کیا پہاڑوں کے تئیں ۔ پس قائم اور ثابت کیا انھوں کے تئیں ، یعنی پہاڑوں کو اوپر زمین کے ۔ پس ثابت اور ساکت ہوئی زمین ۔ پس تعجب کیا فرشتوں

نے سختی سے پہاڑوں کے ۔ پس کہا ، ''اے پروردگار ! آیا تیری پیدائش سے کوئی چیز سخت تر پہاڑ سے بھی ھے ؟'' فرمایا اللہ تعالیٰ نے ، ''آرے ، یعنی ھے ، وہ آھن ھے ۔'' پس کہا فرشتوں نے ، ''اے پروردگار ! آیا بیچ پیدائش کے کوئی چیز سخت تر آھن سے بھی ھے ؟ فرمایا کہ آرے ھے ۔ وہ آتش ھے ۔

پس کہا ، '' اے پروردگار ! بیچ پیدائش تیری کے کوئی چیز سخت تر آتش سے بھی ھے ؟''

فرمایا کہ وہ پانی ھے ۔

پس کہا کہ اے پروردگار ! بیچ مخلوقات کے کوئی چیز سخت تر پانی سے بھی ھے ؟''

کہا کہ ھے ۔ وہ ھوا ھے ۔

پس کہا ، ''اے پروردگار ! آیا بیچ پیدائش تیری کے کوئی چیز سخت تر ھوا سے بھی ھے ؟''

کہا کہ ھے ۔ بیٹا آدم کا کہ صدقہ دے دست راست اپنے سے اور نہ جانے دست چپ اس کا ؛ یعنی صدقہ مخفی دیوے کہ کسو پر اطلاع نہ ھو کہ باعث ریا کا ھے ۔

سوال بارھواں تمھارا یہ تھا :

وہ دو چیز کہ ھمیشہ جنبش میں ھیں اور انھوں کے تئیں قرار نہیں ، وہ دو چیز کون ھے ؟

جواب اس کا یہ ھے : وہ دو چیز آفتاب اور مہتاب ھیں کہ ھمیشہ جنبش میں ھیں اور روز و شب قرار انھیں نہیں ۔ چناں چہ حق تعالیٰ کلام مجید میں فرماتے ھیں :

ایضاً آیہ

والشمس تجری لمستقر لھا ذلک تقدیر العزیز

العلیم و القمر قدرناہ منازل حتّٰی عاد کالعرجون القدیم ۔

معنی اس آیت کے یہ ھیں تفسیر ''بیضاوی'' سے کہ آفتاب سیر و حرکت کرتا ھے ، تا زمانے قطع ھونے حرکت اپنی کے یعنی وقت خراب اور فنائے عالم تلک تا قیامت جنبش میں ھے یہ حرکت اس کی ۔ تقدیر خدا غالب ھے اور دانا ھے بیچ انتظام صالح خلائق کے اور مہتاب کا اندازہ کیا میں نے سیر اس کی بیچ منزلوں کے کہ اٹھائیس منزلیں ھیں اور وہ بیچ ھر منزل کے کسری کم ایک رات دن سیر کرتا ھے اور ھوتا ھے بیچ آخر منزل کے باریک اور کج مانند چوب خشک کہنہ کے کہ کج ھووے خشکی سے اور بیچ ''صحیح بخاری'' کے اور ''مسلم'' کے ابی ذر سے روایت ھے ۔ کہا ھے رسول خدا نے کہ ، درود ھوجیو خدا کا اوپر اس کے اور سلام :

حدیث

حین غربت الشمس اتدری این تذھب ھٰذہ قلت اللہ اعلم و رسولہ قال فانھا تذھب حتّٰی یسجد تحت العرش فیستاذن فیؤذن لھا و یوشک ان یسجد ولا یقبل منھا و یستاذن ولا یوذن لھا و یقال لھا ارجعی من حیث جئت فتطلع من مغرب بھا فذلک قولہ تعالٰی و الشمس تجری لمستقر لھا قال مستقرھا تحت العرش ط ۔

معنی اس حدیث کے یہ ھیں : جس وقت کہ غروب ھوتا ھے آفتاب ، آیا جانتا ھے تو اے ابو ذر ! کہاں جاتا ھے یہ آفتاب ؟ کہا ابوذر نے ، ''خدا و رسول اس کا دانا تر ھے ۔'' کہا رسول خدا

نے ، ”جاتا ہے وہ آفتاب ، تاکہ سجدہ کرے حق تعالیٰ کو تلے عرش کے - پس حکم چاہتا ہے واسطے طلوع ہونے کے مشرق سے اور حکم دیا نہیں جاتا اس کے تئیں اور کہا جائےگا اس کے تئیں کہ پھیر پھر اس جگہ سے کہ آیا ہے تو ، یعنی بیچ مغرب کے اور وہاں سے طلوع کرے گا مغرب سے - پس یہ ہے معنی قول اس سبحانہ تعالیٰ کا والشمس تجری لمستقرلہا -“ فرمایا رسول خدا نے کہ جگہ قرار کی اس کی نیچے عرش کے ہے - غرض حدیث سے یہی ہے کہ وہ ہمیشہ بیچ حرکت کے ہے اور ہر روز مشرق سے موافق حکم الٰہی کے مغرب کو جاتا ہے ، مگر روز قیامت کو مغرب سے طلوع کرے گا - پس اگر بیچ حدیث کے سجدے کے تئیں اوپر حقیقت کے گمان کریں اور تعبیر کریں گرنے سے اوپر مکان کے نیچے عرش کے ، ظاہر اقرار آفتاب کا حرکت سے لازم آتا ہے ، لیکن بہت قلیل و اگر سجدے سے فقط تواضع مراد ، ہے پس کچھ مشکل نہیں ہے - اور بیچ بعضی روایتوں کے آیا ہے کہ پوچھا گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بزرگی آفتاب کی اور اس کے کسوف سے اور خسوف سے مہتاب کی - پس فرمایا ، ”بہ درستی کہ بزرگی آفتاب کی مقدار ایک سو ساٹھ برابر دنیا کی ہے اور آفتاب اوپر چوتھے آسمان کے ہے اور منہ اس کا اس طرف ہے اور پشت اس کی طرف دنیا کے ہے - اور بزرگی مہتاب کی ستر برابر دنیا کے ہے اور مہتاب اوپر آسمان پہلے کے ہے اور پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے نور سے اور پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے آفتاب کے کجاوہ نور سے اور پیدا کیا ہے واسطے اس کے تین سو ساٹھ مہار اور واسطے ہر مہار کے تین سوساٹھ فرشتے متعین ہیں کہ کھینچتے ہیں اس کجاوے کے تئیں مشرق سے مغرب تلک اور مغرب سے پھر طرف مشرق کے اور اسی طرح تین سو ساٹھ فرشتے

کھینچتے ھیں کجاوے کو مہتاب کے اور پیدا کیا ھے اللہ تعالیٰ نے تین سو تیس چشمے کی سیاہ سے بیچ مشرق کے اور اسی طرح تین سو تیس چشمے بیچ مغرب کے کہ آفتاب طلوع و غروب کرتا ھے انھوں سے اور چشمے جوش مارتے ھیں مثال آب دیگ کے۔ چناں چہ حق تعالیٰ فرماتے ھیں:

و وجدھا تغربُ فی عین حمئۃ"

اور پیدا کیا ھے بیچ آسمان کے دریائے بزرگ اور وہ قائم ھے بیچ ھوا کے حکم الٰہی سے۔ اس سے ایک قطرہ زمین پر نہیں گرتا سوائے حکم الٰہی کے۔ پس فرمایا ھے رسول خدا نے، ''قسم ھے میرے تئیں اس کی کہ جی محمد کا دست قدرت میں اس کے ھے، اگر آفتاب اس طرف سے دریا کے ھو، تحقیق جو چیز کہ اوپر زمین کے ھو، گرمی سے اس کی جل جاوے۔ لیکن اس طرف سے دریا کہ طرف آسمان کے ھے، طلوع و غروب کرتا ھے اور مہتاب اس قدر حسن رکھتا ھے کہ اگر ظاھر ھو اس طرف سے دریا کے آدمیوں پر، تحقیق آدمی بیچ فتنہ و فساد کے پڑیں اور اس کی عبادت کریں، مگر وہ شخص بچ رھے فتنہ سے اور اس کی عبادت سے، جس کسو کو حق تعالیٰ محفوظ نگاہ رکھے اور جس وقت کہ حق تعالیٰ چاھتا ھے کہ آفتاب و مہتاب کو مبتلا کسوف کا اور خسوف کا کرے، فرشتہ حکم الٰہی سے آفتاب اور مہتاب کے تئیں کجاوے سے نور کے باھر لا کر بیچ اس دریا کے غوطہ دیتے ھیں۔ اگر تمام جرم کو آفتاب کے غوطہ دیتے ھیں، سورج گہن تمام ھوتا ھے اور جو تھوڑا غوطہ دیتے ھیں، سورج گہن تھوڑا ھوتا ھے۔ پھر فرشتے بہ دستور آفتاب کو اس دریا سے نکال کر کجاوے میں رکھتے ھیں کہ روشن و درخشاں بہ دستور قدیم ھوتا ھے۔

سوال بارھواں تمھارا یہ تھا :

وہ دو چیز کہ درمیان انھوں کے دوستی ھے اور کبھی دشمنی نہ ھو ، وہ دو چیز کیا ھے ؟

جواب اس کا یہ ھے کہ وہ دو چیز جسم ھے اور روح ھے ۔

سوال تیرھواں تمھارا یہ تھا : وہ دو چیز کہ درمیان انھوں کے ھمیشہ دشمنی ھے اور کبھی دوستی نہ ھووے ، وہ دو چیز کیا ھے ؟

جواب اس کا یہ ھے کہ وہ دو چیز موت اور حیات ھیں ۔

سوال چودھواں تمھارا یہ تھا کہ چیز کیا ھے ؟

جواب اس کا یہ ھے کہ چیز مرد مومن کو کہتے ھیں ؛ یعنی جو شخص کہ صاحب ایمان ھو ۔

سوال پندرھواں تمھارا یہ تھا : نا چیز کسے کہتے ھیں ؟ وہ کیا ھے ؟

جواب اس کا یہ ھے : ناچیز کافر ھے ۔ چناں چہ حق تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ھے :

قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعآؤکم فقد کذبتم فسوف یکون لزاماً ۔

بیچ تفسیر ''معالم التنزیل'' کے معانی اس آیہ کے یوں ھیں کہ اے محمد ! کیا رتبہ رکھا اے بیٹے آدم کے پروردگار تمھارے نے یعنی ناچیز اور بے قدر ھوتے ، اگر نہ ھوتا بلانا اس کا تمھارے تئیں طرف ایمان کے اور ایمان لانا تمھارا سبب سے اس کے اور بعضوں نے تم سے تکذیب یعنی جھوٹ کیا اور دعوت ایمان کی قبول نہ کی ۔ پس نزدیک ھے ، ھووے عذاب لازم انھوں پر ۔

سوال سولھواں تمھارا یہ تھا :

کہ بہترین صورت کون ھے ؟

جواب اس کا یہ ہے کہ بہترین صورت آدمی کی ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ہے :

آیہ

ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

معنی اس آیہ کے یہ ہیں کہ پیدا کیا میں نے انسان کے تئیں بیچ خوب ترین صورت کے اور شکل کے ۔

سوال سترھواں تمھارا یہ تھا کہ بد ترین صورت کون ہے ؟

جواب اس کا یہ ہے کہ بدترین صورت جسم بے سر ہے ۔

سوال اٹھارواں تمھارا یہ تھا : جس جان دار نے یاروں کو اپنے عذاب سے خدا کے ڈرایا ، اور وہ نہ جن ہے ، نہ انسان ہے ، نہ فرشتہ ہے ، وہ جان دار کون ہے ؟

جواب اس کا یہ ہے کہ وہ جان دار چیونٹی ہے کہ باھر آئی مکان اپنے سے اور دیکھا یاروں کو اپنے اوپر جگہ بلند کے کہ تلاش رزق کی زمین سے کرتے تھے اور نیچے اس بلندی کے حضرت سلیمان پیغمبر بیٹھے تھے ۔ اس بلندی سے خاک سر پر اور منہ پر حضرت سلیمان کے گرتی تھی ۔ پس ڈرایا اس چیونٹی نے یاروں کو اپنے ، عذاب سے خدا کے ، بیچ ترک کرنے ادب کے پیغمبر سے اور باز رکھا یاروں کو اپنے اس حرکت سے ۔

سوال انیسواں تمھارا یہ تھا : پہلے جس عضو کو پیدا کیا حق تعالیٰ نے بیچ رحم کے، وہ کون ہے ؟

جواب اس کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے پہلے دل کو پیدا کیا ہے ؛ بعد اس کے تمام جسم کو پیدا کیا ہے ۔

سوال بیسواں تمھارا یہ تھا : جو عضو کہ بعد بوسیدہ اعضا کے باقی رہے ، ہونے تمام یعنی بوسیدہ نہ ہووے ، وہ عضو کون ہے ؟

جواب اس کا یہ ہے کہ وہ عضو ہڈی مقعد کی ہے کہ آخر فقرات پشت کے ساتھ اُس کے ہیں ۔ چناں چہ ''صحیح بخاری'' میں اور ''مسلم'' میں آیا ہے ۔ ابوہریرہ رضی‌اللہ عنہ سے روایت ہے :

حدیث

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مابین النفختین اربعون قالوا یا ابا ہریرۃ اربعون یوماً قال ابیت قالوا اربعین شہرا قال ابیت قالوا اربعون سنۃ قال ابیت ثم ینزل اللہ من السماء ماء فینبتون کما ینبت البقل و لیس من الانسان لایبلی الا عظماً واحداً و ھو عجب الذنب و منہ خلق و فیہ یرکّب ۔

معنی اس حدیث کے یہ ہیں : کہا ہے ابوہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ، درمیان دونوں سوراخ صور اسرافیل کے فاصلہ چالیس کا ہے ۔ کہا یاروں نے ، ''اے ابوہریرہ ! اس فاصلے کو چالیس کے چالیس دن مراد رکھتا ہے؟'' تو کہا ، ''انکار کیا میں نے اس ارادے سے ۔'' کہا ، ''چالیس مہینے مراد رکھتا ہے ؟'' تو کہا ''انکار کیا میں نے ۔'' کہا، ''چالیس برس مراد رکھتا ہے؟'' تو کہا ''انکار کیا میں نے اس ارادے سے ، یعنی میرے تئیں چالیس کا بالیقین معلوم نہیں ہے ۔'' پس نازل کرے گا حق تعالیٰ آسمان سے پانی کے تئیں : اُگیں گے یعنی پیدا ہوں گے

بیٹے آدم کے ، جس طرح گھاس پیدا ہوتی ہے زمین سے اور نہیں ہے بنی آدم کی کوئی چیز کہ بوسیدہ اور فانی نہ ہوگی ، مگر وہ استخوان واحد کہ اس کے تئیں عجب الذنب کہتے ہیں اور اس سے ترکیب دیا جائے گا انسان بیچ روز قیامت کے ۔

ایضاً حدیث دیگر

و فی روایۃ لمسلم قال کل ابن آدم یا کل التراب الا عجب الذنب منہ خلق و فیہ یرکب ۔

معنی دوسری حدیث کے یہ ہیں : سب جزئیں آدم کی خاک کھائے گی ، مگر استخوان ریڑھ کہ نام اس کا عجب الذنب ہے ، باقی رہے گی اور اس سے پیدا کیا گیا ہے انسان اول مرتبہ اور اسی سے پیدا کیا جائے گا دوسری بار روز قیامت کے اور ھڈی مقعد کی ہے اور عجم الذنب بھی کہتے ہیں اور معنی عجب کے بیچ کے ہیں اور ذنب دم کو کہتے ہیں اور مراد یہاں ذنب سے جانب مقعد کی ہے کہ دم حیوانات کی دھان سے پیدا ہوئی ہے اور کبھی بے کو میم سے بدل کرتے ہیں اور اس حدیث ''مسلم'' سے معلوم ہوا کہ پہلے عضو جو پیدا کیا گیا ہے اس سے انسان ۔ پس مخالفت اس حدیث کے جواب کی کہ بیچ حدیث اول کے مذکور ہے ، یہ ہے کہ پہلا عضا کا بیچ پیدائش کے دل ہے ۔ لازم آتا ہے ، مگر جواب دیا جاوے کہ سوال پہلے عضو سے ہے ان اعضا سے کہ استخوان مقعد سے پیدا ہوئے ہیں اور وہ دل ہے اور پہلا عضو کہ سب اعضا اس سے پیدا ہوئے ہیں ، وہ استخوان مقعد کا ہے ؛ یا یہ کہا جائے کہ بیچ منی مرد کے اور عورت کے ، جو بیچ رحم کے جمع ہوکر سبب پیدائش بچے کا ہووے ، بڑا جزو کہ باعث مستعد فیضان صورت نوعیہ

کا ہو ، اسی ہڈی سے ہے ۔ پس اول عضو کہ رحم میں پیدا ہوا ہے ، دل ہے ، نہ استخوان کہ جزو ماں اور باپ کا ہے۔

قبلہ عالم و عالمیاں سلامت !

جواب بیست سوالوں کے فکر ناقص اپنے سے جس طور اقبال حضور سے سر انجام ہو سکے ، عرض کیے گئے ۔ آمید وار ہوں کہ یہ تمام جواب درجہ قبولیت کا جناب اقدس میں پاویں ۔

زیادہ حد ادب

راوی نے یوں روایت کی ہے : جب کہ قتلغ شاہ روم نے عرضی شہزادہ شجاع‌الشمس کی مع بیست جوابوں کے سنی ، حد سے زیادہ دل میں شاد شاد ہو کر ذہن و ذکا پر اور دانائی و فراست پر شاہ زادے شجاع‌الشمس کی تحسین و آفرین کر کے وزیر دانا دل سے فرمایا کہ اے وزیر با تدبیر ! شجاع‌الشمس کی خرد مندی بھی ختم ہے ۔ میرے تئیں زنہار گماں نہ تھا کہ جواب ایسے مشکل سوالوں کے بہ ایں جلدی بہم پہنچا کر روانہ حضور میں کرے گا ۔ وزیر دانا دل نے سن کر دست بستہ عرض کی کہ حضرت نے غلام سے بھی بعد روانہ کرنے شقۂ خاص کے مع بیست سوالوں کے ارشاد فرمایا تھا کہ دیکھیے جواب ان بیست سوالوں کے شہزادہ شجاع‌الشمس سے سر انجام ہو سکتے ہیں ، یا نہیں ۔ غلام نے عرض کیا تھا کہ بادشاہ زادہ صاحب فراست اور صاحب شعور اور سالک علوم نظر آتا ہے ۔ یقین کامل ہے کہ جواب ان بیست سوالوں کے سر انجام کر کے ارسال حضور میں کرے گا ۔ سو الحمدللہ فضل الٰہی اور اقبال شہنشاہی سے شہزادہ والا گہر نے جواب بیست سوالوں کے از روئے آیات کلام اللہ و از روئے حدیث نبوی صحت کو پہنچا کر روانہ حضور میں کیے ۔ بادشاہ نے یہ سن کر وزیر دانا دل سے فرمایا کہ اے وزیر !

شب و روز میں دست بہ دعا جناب الٰہی میں تھا کہ شہزادہ شجاع الشمس کو الہام جواب بیست سوالوں کا کرنا کہ عین یہ آرزو میری ہے کہ بادشاہ زادے کو فرزند خاص اپنا مقرر کر کے مالک و مختار اور ولی عہد اپنا کروں ۔ وزیر دانا دل نے عرض کی کہ سمیع الدعا نے دعا کو حضرت کی درجۂ اجابت کو پہنچایا ۔ اُمید قوی ہے اور عنقریب ہے کہ تمام مدعا حضور کے حسب دل خواہ بطون غیب سے عرصۂ ظہور میں آویں ۔ بادشاہ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ انشاءاللہ تعالیٰ یقین کامل ہے ؛ جس طرح سے تو عرض کرتا ہے ، اُسی طرح شاہد مقصود کنار آرزو میں جلوہ گر ہو ۔ یہ کہہ کر شاہ روم نے وزیر کو مع اختر سعید کے رخصت کیا اور آپ بہ خوش نودی تمام عرضی کو شجاع الشمس کی لیے ہوئے داخل محل معلیٰ کے ہوا ۔ بعد اُس کے خواب گاہ میں رونق افزا ہو کر ملکۂ کلاں کو یعنی والدہ کو ملکہ نگار کی بلوا کر عرضی شجاع الشمس کی مع بیست جوابوں کے سنائی ۔ ملکۂ کلاں نے جواب بیست سوالوں کے سن کر نہایت تحسین و آفرین ذہن و ذکا پر شجاع الشمس کے کر کے سجدے شکر کے جناب الٰہی میں کیے اور بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ جم جاہ ! حق سبحانہ تعالیٰ سے آرزو فرزند ہونے کی مدتوں سے رکھتی تھی اور شب و روز دست بہ دعا تھی کہ الٰہی ! فرزند ارجمند ہمیں اپنے فضل و کرم سے عطا کر کہ بعد ہمارے وارث تاج و تخت کا ہووے ۔ سو حق سبحانہ تعالیٰ نے آرزو میں فرزند کے بیٹی ملکہ نگار مرحمت فرمائی ۔ ہم نے اُسی کو غنیمت سمجھا اور سجدات شکر بجا لائے کہ الحمدللہ کہ نام سے لاولدی کے حق تعالیٰ نے باہر نکالا اور اے بادشاہ ! قدرت کاملہ پر اس مسبب حقیقی کی نگاہ کر کہ ایک بیٹی دے کر ایسا بیٹا شجاع الشمس سا کہ

عدیل و نظیر اس کا بادشاهوں میں اور سلاطینوں میں کوئی نظر نہیں آتا ، اپنے فضل و کرم سے عطا کیا ہے که فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمت ؛ یعنی فعل حکیم کے خالی نہیں حکمت سے ۔ یه کہه کر حضرت بیگم نے یعنی مادر ملکه نے بادشاه کو همراه اپنے لے کر بادشاه زادی ملکه نگار کے پاس چلی ۔ بادشاه زادی ملکه نگار آنے کو والدین کے سن کر اپنے قصر سے مع مشتری پردے تلک واسطے پیشوا لینے کے آئی که یک مرتبه بادشاه اور ملکۂ کلاں داخل اس قصر کے هوئے ۔ ملکه نگار نے با آداب تمام مجرا کیا ۔ بعد اس کے بادشاه اور بادشاه زادی یعنی ملکۂ کلاں رونق افزا مسند نون پر هوئے اور بادشاه زادی ملکه نگار دست بسته رو به رو استاده هوئی ۔ بادشاه نے یه طریقه آداب کا بیٹی سے دیکھ کر نہایت جی میں مسرور اور شاد هوا اور حکم بیٹھنے کا فرمایا ۔ بادشاه زادی ملکه نگار آداب بجا لا کر پہلو میں حضرت والده کے بیٹھی ۔ بعد اس کے بادشاه نے عرضی شجاع الشمس کی جیب خاص سے نکال کر حوالے حضرت بیگم کے کی ۔ حضرت بیگم نے اس عرضی کو بادشاه زادی ملکه نگار کو واسطے مطالعه کرنے کے مرحمت کی ۔ ملکه نگار نے عرضی شجاع الشمس کی لے کر ملاحظه کرنا شروع کیا ۔ سر سے پا تلک جس وقت که جواب اپنے سوالوں کے خاطر خواه از روئے آیات اور حدیثات نبوی صلی الله علیه و آله وسلم مطالعه کر چکی ، عرضی کو هاتھ سے رکھ کر خاموش هوئی ۔ بادشاه نے فرمایا که اے فرزند دل بند ! حجت شرعی جو ایک تم نے درمیان رکھی تھی ، سو وه هوچکی ۔ اب بہتر یوں ہے که رضائے الٰہی سے اور احکام رسالت پناهی سے انحراف نه کیجیے ۔ یه امر شرعی هر ایک بندۂ خدا کو عمل میں لانا واجبات سے ہے ۔

بادشاہ زادی ملکہ نگار اگرچہ دل میں عرضی کو مطالعہ کر کے شاد شاد ہوئی تھی ، لیکن رو بہ رو بادشاہ کے بنابر پاس حیا کے چیں بہ جبیں ہو کر سرنگوں ہوئی اور جواب بادشاہ کو مطلق نہ دیا ۔ بادشاہ از بس کہ صاحب فراست اور صاحب ہوش تھا ، دانائی سے دریافت کیا کہ رو بہ رو میرے جواب دیتے ہوئے بادشاہ زادی ملکہ نگار کو حیا دامن گیر ہے ۔ یقین کامل ہے کہ اپنی والدہ سے یعنی ملکۂ کلاں سے بے حجاب ہو کر احوال قبول و نا قبول کا اظہار کرے گی ۔ یہ سوچ کر بادشاہ اٹھ کر بہانے سے خواب کے طرف خواب گاہ کے سدھارے ۔ بعد اس کے ملکہ کلاں نے ملکہ نگار سے ارشاد کیا کہ اے فرزند دل بند ! بہتر یوں ہے کہ احکم شرعی کو بجا لا کر خوش نودی اور رضامندی والدین کی عمل میں لاؤ کہ خوش نودی سے والدین کی رضامندی خدا کی اور رسول خدا کی ہے ۔ یہ سن کر ملکہ نگار نے عرض کی کہ اے مادر مہربان ! میرے تئیں یقین کامل تھا کہ شہزادہ شجاع الشمس سے جواب میرے سوالوں کے سر انجام نہیں ہو سکنے کے ، نہ وہ جواب میرے سوالوں کے دے گا ، نہ میں قبول کروں گی اور یہ بھی جی میں میں نے سوچ رکھا تھا کہ بر تقدیر اگر اس نے جواب میرے سوالوں کے دیے تو بھی میں قبول نہیں کرنے کی اور اپنے تئیں ضائع کروں گی ، لیکن اس وقت رضامندی کو والدین کی فی الحقیقت خوش نودی جناب احدیت اور جناب رسالت کی سمجھتی ہوں ۔ اگر میرے تئیں دریا میں یا دریائے آتش میں ڈالیے ، قبول ہے ۔

یہ سن کر ملکۂ کلاں نے ملکہ نگار کو گلے سے لگایا اور بوسہ سر و چشم پر دے کر رخصت ہوئی اور خدمت میں بادشاہ روم کی روانہ ہوئی ۔ از بس کہ شاہ روم کے تئیں انتظار تھا کہ دیکھیے کیا گفتگو ، کیا بات چیت ملکۂ کلاں سے ملکہ نگار

زبان پر لاوے۔ اسی سوچ میں تھا کہ ملکۂ کلاں هشاش و بشاش خدمت میں شاہ روم کی آئی اور احوال ملکہ نگار کا بیچ قبول کرنے امر شرعی کے بیان کیا ۔ بادشاہ روم نہایت مسرور و شاد ھوا اور یہ جی میں کہنے لگا کہ کل علی الصباح شقہ لکھ کر حوالے اختر سعید کے کر کے خدمت میں بادشاہ زادے شجاع الشمس کے روانہ کیجیے اور حضرت بیگم سے بھی یہی احوال شقہ لکھنے کا واسطے شجاع الشمس کے بیان کیا ۔ ملکۂ کلاں نے عرض کی کہ صلاح دولت یونہی ھے کہ اختر سعید کو مع شقۂ خاص کل علی الصباح روانہ کیجیے۔ یہ کہہ کر ملکۂ کلاں بادشاہ سے رخصت ھوکر اپنی خواب گاہ میں آئی ۔

قصہ مختصر ، دوسرے دن علی الصباح بادشاہ روم رونق افزا دیوان خاص میں سریر شاہی پر ھوا ۔ جتنے مجرائی تھے ، مع وزیر و اختر سعید و امرایان عظام آ کر حاضر ھوئے ۔ بادشاہ نے وزیر دانا دل سے احوال ملکہ نگار کا بیچ قبول کرنے امر شرعی کے بیان کیا ۔ وزیر دانا دل سن کر نہایت بالیدہ خاطر ھوا اور عرض کی کہ شقۂ خاص اسی وقت لکھوا کر اختر سعید کو دے کر خدمت میں شہزادۂ عالی تبار کی روانہ کیجیے ۔ بادشاہ نے موافق عرض‌داشت وزیر کے منشی کو بلوا کر شقہ لکھوانا شروع کیا ، جس کا القاب اور مضمون یہ تھا :

گوھر درج شہر یاری ، ماہ برج کامگاری ، فرزند دل بند شہزادہ شجاع الشمشس طال اللہ عمرہ ۔

بعد دعائے جان درازی معلوم ھوجیو ؛ عرضی اس فرزند خاص کی مع جواب بیست سوالوں کے نظر کرامت اثر سے گزرے ۔ دریافت سے خیر و عافیت کے اور جوابوں سے بیست سوالوں کے معرفت اختر سعید کے کمال خوش نودی خاطر حاصل ھوئی ۔ اپنی

آرزو یہی تھی کہ وہ فرزند دل بند مالک و مختار امورات سلطنت کا ہو ، لیکن دغدغہ خاطر ملکہ نگار کی طرف سے تھا کہ آیا اب بھی امر شرعی کو قبول کرتی ہے ، یا نہیں ؟ سو الحمدللہ ملکہ نگار نے بھی خاطر سے والدین کے امر شرعی سے انحراف نہ کیا ۔ پس بہتر یوں ہے کہ تاریخ و ساعت نشان چڑھانے کی منجموں سے تحقیق کروا کے مع عرضی روانہ حضور میں کرو کہ یہاں سے نشان یعنی چڑھاوا روانہ کیا جاوے ۔ بعد اس کے تاریخ شادی کی مقرر کروا کے اس فرزند دل بند کو اندرون شہر روم کے طلب فرمایا جائے گا ۔

زیادہ سوائے دعائے جان درازی کے کیا لکھا جائے ۔

منشی نے جب کہ شقے کو لکھ کر تمام کیا اور نظر سے بادشاہ کے گزر چکا ، ملفوف کر کے سر بہ مہر کیا ۔ بعد اس کے بادشاہ نے اختر سعید کو خلعت مرحمت فرما کر شقہ دے کر رخصت خدمت میں بادشاہ زادہ شجاع الشمس کے کیا ۔

داستان آں کہ روانہ شدن اختر سعید از نزد شاہ روم مع شقہ خاص در خدمت بادشاہ زادہ عالی تبار شجاع الشمس

افسانہ پردازان عشق نے یوں روایت کی ہے : جب سے کہ اختر سعید جواب بیست سوالوں کے شہزادہ شجاع الشمس سے حصول کر کے حضور میں شاہ روم کے آیا تھا ، شہزادہ شجاع الشمس کے تئیں نہایت قلق و اضطراب تھا کہ دیکھیے یہ جواب پسند خاطر شاہ روم کے ہوتے ہیں یا نہیں ؟ اکثر اوقات دغدغہ اس بات کا گاہ بہ گاہ دل میں جگہ پاتا تھا اور انتظار اختر سعید کے آنے کا حد

سے زیادہ رکھتا تھا ۔ لیکن اختر سعید جس دن کہ رخصت شاہ روم سے اور وزیر دانا دل سے ہو کر روانہ طرف شجاع الشمس کے ہوا ، بہ خوش نودی تمام کوچ کرتا ہوا چلا آتا تھا ۔ جب کہ لشکر سے بادشاہ زادے کی فاصلہ ایک منزل کا اختر سعید کے آنے میں رہا ، خبردار نے پرچہ اخبار کا بادشاہ زادہ شجاع الشمس کو گزرانا ۔ بادشاہ زادے نے پرچے کو ملاحظہ کر کے بہ حد اتم مثال گل کے شگفتہ خاطر ہوا اور اسی وقت شمعون بن میمون ، جو سردار دیوزادوں کا تھا ، اسے حضور میں طلب فرما کر واسطے پیشوا لینے اختر سعید کے رخصت کیا ۔ شمعون بن میمون حسب الاحکام شہزادۂ عالی قدر کے مع فوج دیو زادان واسطے پیشوا لینے اختر سعید کے روانہ ہوا ۔ شہر روم سے کوس پانچ پر نہ پہنچا تھا کہ ادھر سے سواری اختر سعید کی بہ جلوس تمام نمودار ہوئی اور ادھر سے سواری شمعون بن میمون کی اختر سعید کو نظر آئی ۔ عقل سے دریافت کیا کہ بادشاہ زادے شجاع الشمس نے از راہ تفضیلات و عنایات کسی سردار کو دیو زادوں کے یا پری زادوں کے واسطے میری پیشوا لینے کو بھیجا ہے ۔ اس تفضیلات سے شجاع الشمس کے جی میں خوش ہوتا چلا آتا تھا کہ ناگہ شمعون بن میمون فوج سے اپنی جدا ہو کر گینڈے پر سوار تنہا طرف اختر سعید کے چلا اور فوج کو اپنی وہیں چھوڑا ۔ جب کہ متصل پہنچا ، گینڈے سے اتر کر مجرا کیا ، نذر دکھلائی ۔ اختر سعید نے نذر معاف کر کے حکم سوار ہونے کو کیا ۔ شمعون بن میمون حسب الحکم اختر سعید کے سوار ہو کر ہمراہ سواری کے روانہ ہوا اور ادھر بادشاہ زادہ شجاع الشمس بہ اشتیاق تمام دم بہ دم خبر اختر سعید کی منگواتا تھا ۔ ہرکاروں پر ہرکارے جاتے تھے اور ہر ایک مکان پر اختر سعید کے پہنچنے کی خبر لینے پہنچتے تھے کہ

ایک خبر دار نے خبر پہنچائی کہ وزیر زادہ یعنی اختر سعید قریب لشکر ظفر اثر کے پہنچا ۔ بادشاہ زادہ شجاع الشمس یہ سنتے ہی بہ خورمی تمام دور بین ہاتھ میں لے کر جہاں نمائے سلیمانی پر سوار ہوا اور سواری کو اختر سعید کی دوربین سے دیکھنے لگا کہ اتنے میں سواری اختر سعید کی متصل لشکر کے پہنچی ۔ اختر سعید نے دور سے دریافت کیا کہ شہزادۂ عالی ہمم جہاں نما پر دور بین ہاتھ میں لیے ہوئے رونق افزا ہے سوار ہاتھی پر، یا گھوڑے پر، یا پالکی پر آگے بڑھنا ترک ادب سمجھا ۔ یہ سوچ کر مع ہمراہیان پیادہ ہو کر طرف بارگاہ سلیمانی کے چلا ۔ جب کہ بادشاہ زادے نے دیکھا کہ اختر سعید در دولت پر بارگاہ سلیمانی کے قریب آیا ، بہ اضطراب تمام جہاں نما سے اتر کر رونق افزا مسند پر ہوا کہ یک مرتبہ اختر سعید داخل بارگاہ سلیمانی کے ہوا اور سلام گاہ میں جا کر آداب تسلیمات بجا لایا اور روانہ خدمت میں بادشاہ زادے کی ہوا ۔ جاتے ہی بادشاہ زادے کو ایک سو ایک اشرفی نذر دکھلائی ۔ بادشاہ زادے نے معاف کر کے اختر سعید کو گلے سے لگایا اور خیر و عافیت پوچھی ۔ بعد اس کے اختر سعید نے شقہ شاہ روم کا گزرانا ۔ بادشاہ زادے نے شقے کو لے کر آنکھوں سے لگا کر ، سر پر رکھ کر ، آداب بجا لایا ۔ بعد اس کے مسند پر بیٹھ کر شقے کو کھول کر مطالعہ کرنا شروع کیا ۔ جب کہ مضمون پر قبول کے پہنچا ، خوش وقتی سے اپنے تئیں گم کیا یعنی بے ہوش ہوا ۔ اختر سعید نے یہ احوال شہزادے کا دیکھ کر عطر سلیمانی دیا ہوا آسمان پری کا بادشاہ زادے کو سونگھایا ۔ از بس کہ وہ عطر مفرح دماغ کا اور دل کا تھا ، خوش بو اس کی جب کہ دماغ میں بادشاہ زادے کے پہنچی ، اس عالم بے ہوشی سے ہوش میں آیا ۔ اختر سعید نے عرض کی کہ اے بادشاہ زادے

عالی قدر ! باعث بے ہوشی کا کیا تھا ؟ بادشاہ زادے نے فرمایا کہ اے اختر سعید ! واللہ باللہ میرے تئیں گمان اس طور کی کام یابی کا نہ تھا ۔ قبول کرنا میری خواہش کا شاہ روم نے جو لکھا تھا ، آسے دیکھ کر قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جاؤں میں ، لیکن اس بے ہوشی پر خیر گزری ۔

بیت

بریں مژدہ اگر جان فشانم رواست
که ایں مژدہ آسایش جان ماست

اے اختر سعید ! شاہ روم نے تفضیلات و عنایات سے تحریر فرمایا ہے کہ ساعت چڑھاؤں کی منجموں سے مقرر کروا کے حضور میں لکھ بھیجو کہ مطابق تمھارے ساعت کے نشان یعنی چڑھاوا بھیجا جاوے ۔ پس اے اختر سعید ! میرے خیال میں گزرتا ہے کہ اگر بدون مشورہ آسمان پری کے ساعت مقرر کر کے خدمت میں بادشاہ روم کے لکھ بھیجتا ہوں، بعید آدمیت سے اور دوستی سے ہے ۔ لازمہ دوستی کا یوں ہے ، جب تک کہ آسمان پری نہ آوے ، ساعت دکھلانی اور مقرر کرنی فعل عبث ہے ۔ بہتر یوں ہے کہ آسمان پری کو پرستان سے اور شاہ پری کو صحرائے گلشن سے اور ریحان پری کو جزیرۂ قلزم سے طلب کیجیے ۔ بعد ان کے آنے کے ساعت چڑھاوں کی منجموں سے دریافت کر کے مع عرضی لکھ کر روانہ حضور میں شاہ روم کے کیجیے ۔ اختر سعید نے سن کر عرض کی کہ اے بادشاہ زادے ! میرے نزدیک بھی یہی عین صلاح ہے ۔ جب تک کہ آسمان پری شریک آ کر نہ ہو ، یہ مقدمہ ساعت کا لکھ بھیجنا محض بے جا و خلاف عقل ہے ۔ اگرچہ آسمان پری کی بھی یہی آرزو تھی کہ بادشاہ زادہ کام یاب اپنے مدعا سے ہو لیکن تاہم آسمان پری

کا ہونا پیش از چڑھنے چڑھاوے کے از جملہ واجبات ہے۔
بادشاہ زادے نے کہا، ''اے اختر سعید! پس طلب کرنے میں آسمان پری کے دیر کیا ہے۔ لا قلم دان و کاغذ کہ خط لکھ کر روانہ کیجیے۔''
اختر سعید نے حسب الارشاد بادشاہ زادے کے قلم دان و کاغذ لا کر آگے رکھا۔

داستان آں کہ نامہ نوشتن شہزادہ شجاع الشمس در بارہ طلب آسمان پری و فرستادن آں در پرستان

سخن سرائے قصۂ محبت نے یوں احوال کو شجاع الشمس کے زبان پر کلک گہر سلک کے لایا ہے کہ بادشاہ زادہ عالی قدر نے بہ خوشی خاطر و شگفتگی تمام بادشاہ زادی آسمان پری کو خط لکھنا شروع کیا، جس کا القاب اور مضمون یہ تھا:

اے ماہ آسمان محبت و دل‌بری، بادشاہ زادی آسمان پری!

شب و روز خوش و خرم مسند خوبی پر رہ کر شاد کام رہیو۔ کشتۂ فراق سراپا اشتیاق شجاع الشمس بعد ظاہر کرنے شرح داستان شوق کے یوں التماس رکھتا ہے: جب سے کہ وہ جان ناز اس سراپا نیاز کو طرف سرحد روم کے رخصت کر کے روانہ پرستان کو ہوئی ہے، خدا شاہد حال ہے کہ روز و شب یاد میں اور اشتیاق میں ملاقات کے گزرتے ہیں۔ یہی آرزو ہے کہ مسبب حقیقی زود و شتاب اپنے فضل و کرم سے ملاقات یک دیگر کی نصیب کرے۔ اور احوال اپنا کیا لکھا جائے۔ جس روز کہ تم سے جدا ہو کر روانہ طرف سرحد روم کی ہوا، ایک کوچ ایک مقام کرتا ہوا سرحد سے پرستان کی نکل کر سرحد میں آدمی زادوں کی پہنچ کر شہر میں غزنین و غور کے چند مقام کیا اور وہاں نگہ داشت فوج کی کی۔ عرصۂ قریب

میں ایک لاکھ پچیس ہزار فوج ہمراہ رکاب ظفر انتساب کی نوکر رکھ کر روانہ طرف سرحد روم کے ہوا ۔ ایک کوچ ایک مقام کرتا ہوا چلا ۔ قصہ مختصر ، دس منزل جس جگہ سے جب کہ روم رہ گیا ، وہاں مقام کیا ۔ فوج دیو زادوں کی ، پری‌زادوں کی ، آدمی زادوں کی اترتی گئی ۔ یہ خبر میرے آنے کی بہ این جاہ و جلال و شکوہ شاہ روم نے سن کر اپنے وزیر دانا دل کو بھیجا کہ باعث آنے کا دریافت کرے ۔ عاقبت الامر وزیر دانا دل نے آکر ملازمت حاصل کی اور شقہ شاہ روم کا اس مضمون پر گزرانا کہ باعث تمھارے آنے کا سرحد روم میں بہ‌این شکوہ و جلال کیا ہے ؟ اگر ارادہ روم کے لینے کا ہے ، روم حاضر ہے اور جو سوا اس کے کچھ درخواست اور ہے ، اظہار کیجیے ۔ در جواب اُس شقے کے عرضی لکھ کر مع اختر سعید ہمراہ وزیر دانا دل کے روانہ خدمت میں شاہ روم کے کی۔ مضمون اُس کا یہ تھا کہ صرف میرا آنا بہ ارادۂ بندگی اور غلامی کے ہے ۔ حق سبحانہ' تعالیٰ حضرت کے تئیں یہ سلطنت روم کی بلکہ ہفت اقلیم کی مبارک اور ہمایوں کرے کہ لیکن امیدوار ہوں کہ اپنی غلامی میں قبول کرکے امر شرعی کہ سب کے تئیں بجا لانا اُس کا فرض و عین ہے ، اُس کے تئیں بجا لاکر کار خیر بادشاہ زادی ملکہ کا ہمراہ اس غلام کے بجا لاکر سر افراز کیجیے ۔ جب کہ اختر سعید مع عرضی روانہ خدمت میں شاہ روم کے ہوا اور عرصۂ قریب میں حضور میں شاہ روم کے پہنچ کر عرضی گزرانی ، بادشاہ روم مضمون پر عرضی کے اطلاع پاکر داخل محل کے ہوا ۔ اُس عرضی کو معرفت ملکۂ کلاں کے ملکہ نگار تلک پہنچائی ۔ ملکہ نگار نے انکار بہت کیا اور کہا کہ یہ بات زنہار مجھے قبول نہیں ، مرنا اپنا قبول ہے ۔ ہر چند مادر و پدر نے سمجھایا ، سوائے انکار کے ملکہ نگار کوئی سخن اور زبان پر نہ لائی ۔ شاہ روم نے کمال ملوک اور

احسان اختر سعید کے ساتھ خرچ کرکے خلعت دے کر مع شقۂ خاص روانہ کیا ۔ جب کہ اختر سعید پہنچا اور مضمون شقے کا سر تا پا انکار سے ملکہ نگار کے تھا ، دریافت کرکے دوبارہ اختر سعید کو مع عرضی خدمت میں شاہ روم کے روانہ کیا ، جس کا مضمون یہ تھا :

شقۂ خاص تفضل اختصاص نے ورود پا کر سر افراز و ممتاز کیا ۔ وہ جو حضرت نے انکار اس امر خیر سے ملکہ نگار کی زبانی لکھا تھا ، دریافت کرنے سے زیادہ تعجب گزرا کہ اس امر خیر میں اختیار مادر و پدر کا حق میں فرزندوں کے عہد قدیم سے ہے ، نہ کہ اختیار فرزندوں کا ہو ۔ آمید وار ہوں کہ بہ ہر صرورت غلام کو غلامی میں سر افراز کیجیے ۔ جب کہ یہ مضمون عرضی کا نظر سے بادشاہ روم کی گزرا ، دوبارہ ملکۂ کلاں کو یعنی ماں کو ملکہ نگار کی سمجھا کر ملکہ نگار کے پاس بھیجا ۔ بعد قال و مقال بسیار ملکہ نگار نے ملکۂ کلاں سے کہا کہ میرے تئیں خاطر والدین کی حد سے زیادہ منظور ہے اور خوشنودی اس میں خدا کی اور رسول خدا کی ہے ایک شرط پر اس امر خیر کو قبول کرتے ہیں کہ میرے بیست سوال ہیں ۔ اگر شجاع الشمس نے جواب ان سوالوں کے حضور میں لکھ کر روانہ کیے اور وہ جواب لکھے ہوئے اس کے مطابق سوالوں کے ظہور میں آئے ، اس وقت جس طرح سے ارشاد کیجیے گا عمل میں لاؤں گی ۔ ملکۂ کلاں نے سوال ملکہ نگار کے لکھوا کے شاہ روم کو دیے ۔ شاہ روم نے وہ بیست سوال ملکہ نگار کے ملفوف شقے میں کرکے اختر سعید کو دے کر روانہ کیا ۔ اختر سعید نے وہ بیست سوال ملکہ نگار کے مع شقہ شاہ روم گزرانے اس تمھارے وارفتۂ محبت نے عرصۂ قریب میں جواب باصواب ان سوالوں کے آیات اور حدیث سے بہم پہنچا کر مع عرضی خدمت میں شاہ روم کی

معرفت اختر سعید کے روانہ کیے - جب کہ اختر سعید نے پہنچ کر
عرضی خدمت میں شاہ روم کی گزرانی ، جواب آن سوالوں کے دیکھ
کر نہایت شاد شاد ھوا اور معرفت ملکۂ کلاں کے پاس ملکہ نگار
کے بھیجے- ملکہ نگار نے جوابوں کو اپنے سوالوں کے راست اور
درست دیکھ کر خاموش ھوئی - بعد اس کے ملکۂ کلاں سے عرض
کیا - مرضی والدین کی مجھ کو اب سب طرح قبول ھے - جس
طرح خاطر میں آوے ، عمل میں لائیے - یہ کلمہ ملکہ نگار سے سن
کر مادر و پدر نہایت خوش ھوئے اور شقہ اس مضمون پر واسطے
میرے لکھ کر معرفت اختر سعید کے روانہ کیا کہ اے فرزند ارجمند!
اگرچہ واقعی ملکہ نگار کو انحراف اور انکار تھا ، لیکن خوشنودی
کو والدین کی رضامندی پروردگار کی سمجھ کر طرف کار خیر کے
متوجہ ھوئی ھے - پس لازم ھے کہ دیکھتے ھی اس شقۂ خاص کے
ساعت نشان چڑھانے کی منجموں سے مقرر کروا کے روانہ حضور
میں کرو کہ یہاں سے چڑھاوا بھیجا جاوے - یہ مضمون شقے کا
دریافت کر کے کمال خوشنودی خاطر حاصل ھوئی کہ الحمداللہ جس
مقصد کی ھمیں آرزو تھی ، فضل الٰہی سے اور توجہ سے تمھاری ظہور
میں آئے - اس واسطے لکھا جاتا ھے کہ بہ مجرد دیکھتے اس خط کے
مع اسباب شادی پرستان سے جلد اپنے تئیں طرف روم کے پہنچاؤ
اور جب تلک کہ تم حاضر نہیں ھونے کی ، ھر چند تاکید شاہ روم
کا واسطے مقرر کرنے ساعت کے آوے گا ، زنہار ساعت مقرر کر کے
نہیں بھیجنے کا میں - اور دوسرے التماس یہ ھے ، اگرچہ خط اسی
مضمون کا ھمراہ تمھارے خط کے واسطے شاہ پری کے اور واسطے
ریحان پری کے لکھ کر روانہ کروں گا ، لیکن ھمراہ اپنے شاہ پری کو
صحرائے گلشن سے اور ریحان پری کو جزیرۂ قلزم سے لیتی آنا -
غرض کہ زنہار زنہار اپنے آنے میں کسی نوع کا وقفہ نہ کرنا اور

اختر سعید کی طرف سے عرض بندگی پہنچے ۔

زیادہ سوائے اشتیاق کے کیا لکھا جائے

اور اسی مضمون کے خط لکھ کر واسطے شاہ پری کے اور ریحان پری کے لکھ کر سر بہ مہر کیے ۔ بعد اس کے تیزرو پری زاد کو طلب کر کے خط حوالے کیے ۔ تیزرو پری زاد نے خط کو سر سے باندھ کر روانہ طرف سرحد پرستان کے ہوئی ۔ بعد کئی دنوں کے تیزرو پری زاد سرحد میں جزیرہ قلزم کی پہنچ کر خط کو بادشاہ زادے شجاع الشمس کی خدمت میں ریحان پری کے گزرانا ۔ ریحان پری خط اپنی طلب کا دیکھ نہایت شاد شاد ہوئی اور چاہتی تھی کہ وہیں روانہ خدمت میں بادشاہ زادے کی ہو ، لیکن پشت پر خط کی جب کہ نگاہ گئی ، اس وقت کے ارادے کو موقوف کیا ۔ پشت پر خط کی یہ لکھا ہوا تھا کہ اے ریحان پری ! جب تلک کہ آسمان پری اور شاہ پری پرستان سے اور صحرائے گلشن سے تم تلک پہنچیں ، تب تلک تم تیاری اپنے آنے کی کر رکھنا ۔ ہمراہ آسمان پری کے اپنے تئیں جلد و شتاب پہنچانا اور آسمان پری کو بھی میں نے واسطے تمھارے ہمراہ لانے کے بہ تاکید تمام لکھا ھے ۔

زیادہ سوائے شوق کے کیا لکھا جائے۔

یہ مضمون ریحان پری دیکھ کر در پے تیاری کے ہوئی اور تیزرو پری زاد کو ایک رات مہمان رکھ کر علی الصباح روانہ طرف صحرائے گلشن کے کیا ۔ تیز رو پری زاد بعد کئی دنوں کے صحرائے گلشن میں پہنچی اور وہ خط شجاع الشمس کا خدمت میں شاہ پری کے گزرانا ۔ از بس کہ شاہ پری کو اشتیاق بادشاہ زادے کے احوال دریافت کرنے کا تھا ، دیکھتے ھی خط کو شجاع الشمس کے اپنی آنکھوں سے لگایا ۔ بعد اس کے خط کو کھول کر پڑھنا شروع کیا ، جس کا القاب اور مضمون یہ تھا :

قطعہ

اے سرو ریاض آشنائی !
وی نو گل باغ دلربائی !
صد شکر خدا کرم سے آس کے
آخر ہوئی مدت جدائی

از بس کہ اشتیاق تمھارے ملنے کا روز و شب دل میں رہتا تھا، لیکن بہ سبب لا چاری کوئی صورت ملاقات کی نظر نہ آتی تھی۔ سو اب بعد مدت مدید حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وہ اسباب میسر کیا ھے کہ ملاقاتیں آپس کی خاطر خواہ ظہور میں آویں، یعنی صورت آشتی کی شاہ روم سے وقوع میں آئے۔ ملکہ نگار کا کار خیر کر دینا میرے ساتھ مقرر کیا ھے، لیکن موقوف تمھارے آنے پر ھے کہ اقرار میرا اور تمھارا باہم یہی تھا۔ بہتر یوں ھے کہ همراہ بادشاہ زادی آسمان پری کے جلد اپنے تئیں پہنچاؤ اور جب تلک کہ آسمان پری پرستان سے تم تلک پہنچے، تیاری اپنے آنے کی بہ خوبی تمام کر رکھنا۔ زیادہ سوائے شوق کے کیا لکھا جائے۔

یہ مضمون اپنی طلب کا خط سے شہزادے شجاع الشمس کے دریافت کرکے مسرور و شاد ہوئی۔ تیز رو پری زاد کو ایک شب بہ دستور ریحان پری کے مہمان رکھا اور آپ شاہ پری درپے تیاری چلنے کی ہوئی۔

دوسرے دن علی الصباح تیز رو پری زاد شاہ پری سے رخصت ہو کر روانہ پرستان کو طرف آسمان پری کے ہوئی۔ مدت قلیل میں تیزرو پری زاد نے خدمت میں آسمان پری کے پہنچ کر خط فرحت نمط شجاع الشمس کا گزرانا۔ آسمان پری کو از بس کہ انتظار اور اشتیاق خط کے آنے کا تھا، دیکھتے ھی خط کو ھاتھ میں لے

چھاتی سے لگایا کہ تا دل بے قرار کو چین آوے۔ بعد اس کے بہ‌اضطراب تمام خط کو کھول کر مطالعہ کرنا شروع کیا۔ سر سے پا تلک مضمون اشتیاق کا اور اپنی طلب کا پایا۔ نہایت طرب انگیز ہوئی اور وہیں جہاں تلک اسباب شادی کا تھا، مع ظروف طلائی مرصع کار و جواہر نگار اور آتش بازیاں طلسم کی اور چوکیاں طلا کار اور ہزاروں کشتیاں جواہرات کی اور پوشاک کی اور لاکھوں طرح طرح کی چیزیں اور میوے کہ وقت پر نام انھوں کی زبان پر لیے جاویں گے، علیحدہ کروا کر ہاتھیوں پر، بنکوں پر رکھوا کر اپنی وزیر زادی کو کہ نام اس کا خورشید پری تھا اور اپنے تمام امرایان عظام کے قبیلوں کو، مثل گلشن پری و رضوان پری و شمشاد پری و مینائے و صہبائے و رعنا پری و روح افزا پری و راحت پری و عشوہ پری و نسیم پری و منور پری وغیرہ کو بلوا کر، سواریوں پر سوار کروا کر، ہمراہ اپنے لے کر بہ شکوہ تمام مع فوج پری زادان تخت ہوا دار پر سوار ہو کر روانہ طرف روم کے ہوئے۔

- -

(یہ نسخہ دفعتاً یہاں ختم ہو جاتا ہے، حالاں کہ کہانی ابھی باقی ہے)

نسخہ ختم ہوا